ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی - جلد ششم

۱۱ اردو
[illegible]

حصہ دوم

خلافت عباسیہ کے دورِ انحطاط کے خود مختار حکمران معتضد، مکتفی، مقتدر، قاہر، راضی،
متقی، مستکفی، مطیع، طائع، اور القاسم بامر اللہ کے زمانۂ حکومت کے حالات
نیز وسطِ دولت عبیدیہ شیعہ افریقیہ، بنی ادریس، بنی حمدان، اور سلاطین سلجوقیہ کی
چیرہ دستی کے واقعات تحریر کیے گئے ہیں

بترجمہ

جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مولف سوانح عمری سلطان
صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس و حیات سلطان نور الدین محمود زنگی

۱۳۴۲ھ
۱۹۲۳ء

[illegible] پریس [illegible] حسین صاحب [illegible] شائع ہوئی
[illegible]

Mansour Haidar Raja
منصور حیدر راجہ

بحولہٖ تعالیٰ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی - جلد ہشتم

Y3|41
Book 2 vol 8

جسمین

خلافت عباسیہ کے زمانۂ انحطاط کے تاجداروں معتضد، مکتفی، مقتدر، قاہر، راضی، متقی، مستکفی، مطیع، طائع، اور القایم بامر اللہ کے زمانۂ حکومت کے حالات، قرامطہ، دولت عبیدیہ شیعہ افریقیہ، بنی بویہ، بنی حمدان، اور سلاطین سلجوقیہ کی چیرہ دستی کے واقعات تحریر کئے گئے ہین

بترجمہ

جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مولف سوانح عمری سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس حیات سلطان نورالدین محمود زنگی

۱۳۴۲ھ
۱۹۲۳ء

یونانی دواخانہ پریس الہ آباد مین باہتمام منشی محمد حسین صاحب پبلشر شائع ہوئی

جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہین۔ قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک ...

زچہ بچہ

ایک نہایت مفید اور بے مثل کتاب ہے۔ اگر آپ ایک بیزبان مگر نہایت کارآمد گروہ کو جاہل دائیون اور اناڑی عورتون کے پنجہ ہلاکت سے بچانا چاہتے ہون اور اپنی بیویون، بیٹیون، بہنون، بہوون، بھانجیون، بھتیجیون۔ اڑوسی پڑوسی کو صاحب اولاد صحیح و تندرست دیکھنا پسند کرتے ہون تو مہربانی فرماکے کتاب زچہ بچہ کو خرید فرمایئے۔ اس کتاب مین استقرار حمل کی علامتین، زمانہ حمل کی احتیاطین۔ حوامل کے امراض اور انکا انسداد، عسر ولادت زچہ خانہ کی تدبیرین بچون کی پرورش اور اُن کے امراض کے دفعیہ کی ترکیبین اور سہل الحصول ادویہ اُردو سلیس عام فہم زبان مین لکھی گئی ہین جس کو ہر لکھی پڑھی عورت آسانی سے سمجھ کر اپنے کو اور اپنی دوسری بہنونکو اُن اُجڑ دائیون کی حماقت سے بچا سکے گی اور لیڈی ڈاکٹر اور ڈاکٹر سرجری سے بھی محفوظ رکھے گی۔ کتاب کیا ہے بیحد کارآمد معلومات کا ذخیرہ ہے۔ کاغذ سفید چکنا ولایتی۔

قیمت بلا محصول ڈاک عہ

المشتہر

مینجر دفتر الاسلام الہ آباد

فہرست مضامین جلد ہشتم

مضامین	صفحہ
وفات صاحب طبرستان	۱
ابن کنداج وابن ابی السلج کی مخالفت	۲
عمرو بن لیث	۶
معتضد کی گرفتاری اور موفق کی وفات	۹
بغاوت طرسوس	۱۳
جنگ خوارج اور اہل موصل	۱۴
صوائف عہد خلافت معتمد	۱۵
عمال عہد معتمد	۱۸
خلافت معتضد	۳۶
قتل رافع	۳۷
خوارج موصل کے حالات	۳۹
خلیفہ معتضد اور بنی شیبان	۴۰
ماروین پر قبضہ	
جبل واصفہان کی گورنری	۴۱
حمدان کی گرفتاری	
ہارون خارجی کی ہزیمت اور موت	۴۲
اولاد ابو رلیث کے حالات	۴۵
ابن شیخ کا واقع	۴۸
ابن ابی السلج کا حال	
بحرین وشام میں قرامطہ کا آغاز	۴۹
ابن سامان کا خراسان پر قبضہ	۵۳
طبرستان پر قبضہ	۵۴
مکتفی کی گورنری	۵۵
بدوؤں کی زیادتی	۵۷
عمال	۵۸
وفات معتضد وخلافت مکتفی	۶۰
جنگ محمد بن ہارون واسماعیل سامانی	۶۲
انقراض دولت بنی طولون	۶۳

مضامین	صفحہ
آغاز حکومت بنی حمدان	۶۶
ابن لیث کے حالات	۶۹
صوائف	
المقتدر باللہ کی خلافت	۷۲
خلیفہ مقتدر اور ابن معتز کی حریفانہ کوششیں	۷۴
افریقیہ میں دولت عبیدیہ شیعہ	۷۹
حبیب کی وفات عبید اللہ کی جانشینی	۸۵
سلجماسہ میں مہدی کی بیعت	۹۲
ابن لیث کے حالات	۹۲
تبدیلی وزارت	۹۷
اہل صقلیہ کی اطاعت وانحراف	۹۸
ولیعہدی	۹۹
اطروش کا ظہور	۹۹
مہدی کا اسکندریہ پر قبضہ	۱۰۲
ابن فرات کی دوبارہ وزارت	۱۰۳
ابن ابی السلج کے حالات	۱۰۴
سجستان وکرمان کے حالات	۱۰۸
حامد بن عباس کی وزارت	۱۰۹
مصر پر مہدی کی فوجکشی	۱۱۲
ابن ابی الساج کا بقیہ احوال	۱۱۳
وزراء مقتدر کے حالات	۱۱۵
قرامطہ بصرہ وکوفہ کے حالات	۱۲۰
مکہ پر قرامطہ کا قبضہ	۱۲۴
خلیفہ مقتدر کی معزولی وبحالی	۱۲۵
سپہ سالاران دیلم کے حالات	۱۴۲
ابو عبد اللہ بریدی کے حالات	۱۵۰
عہد خلافت مقتدر کے صوائف	۱۵۱
خلافت مقتدر کے عمال	۱۵۷

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
مونس اور خلیفہ مقتدر کی ناصافی	۱۶۴	ابن رائق بغداد میں	۲۲۵
قتل مقتدر اور خلافت قاہر	۱۶۶	وزارت ابن بریدی و فرار متقی بجانب موصل	۲۲۶
ابن مقتدر اور اُن کے مضامین کے حالات	۱۶۸	قتل ابن رائق و امارت ابن حمدان	۲۲۸
قتل مونس، بلیق و ابن بلیق	۱۷۰	مراجعت خلیفہ متقی و فرار بریدی	۲۲۹
ابتداء دولت بنی بویہ	۱۷۹	دیلم کا آذربیجان پر قبضہ	۲۳۱
معزولی قاہر و خلافت راضی	۱۸۴	توزون کی امارت و ناصافی	۲۳۶
قتل ہارون	۱۸۸	روانگی متقی جانب موصل	۲۳۷
ابن یاقوت کے ادبار	۱۹۰	ابن بویہ کا واسط پر قبضہ	۲۳۸
بریدی کے حالات	۱۹۰	ابن بریدی کی موت	۲۳۹
قتل یاقوت	۱۹۲	عہد متقی کے صوائف	۲۴۱
ابن مقلہ اور ناصر الدولہ	۱۹۵	عمال عہد خلافت متقی	۲۴۲
تبدیلی وزارت	۱۹۶	متقی کی معزولی مستکفی کی خلافت	۲۴۴
ابن رائق کا عروج	۱۹۸	وفات توزون و امارت ابن شیرزاد	۲۴۶
بجکم اور ابن رائق کا ملنا	۲۰۰	معز الدولہ کا بغداد پر قبضہ	۲۴۷
روانگی راضی و ابن رائق بجنگ ابن بریدی	۲۰۱	اخبار خلفاء عباسیہ از زمان خلافت مستکفی	
بجکم کا اہواز پر قبضہ	۲۰۵	تا حکومت خلیفہ مقتفی جنپر کہ بنی بویہ اور	۲۴۹
معز الدولہ کا اہواز پر قبضہ	۲۰۷	انکے بعد ملوک سلجوقیہ مستولی و متغلب	
ابن مقلہ کی وزارت اور ادبار	۲۱۰	رہے ہیں۔	
بجکم بغداد میں	۲۱۱	خلیفہ مطیع کی خلافت	۲۵۰
آذربیجان میں وشمگیر کی حکومت	۲۱۲	انقلاب	۲۵۲
ابن رائق کا ظہور	۲۱۴	جنگ ناصر الدولہ و معز الدولہ	۲۵۴
وزارت ابن بریدی	۲۱۶	معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	۲۵۵
رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ	۲۱۶	بنی شاہین کی ابتدا	۲۵۷
بجکم کا واسط پر قبضہ	۲۱۷	صیمری کا انتقال اور مہلبی کی وزارت	۲۵۹
ابن رائق کا شام پر قبضہ	۲۱۸	بصرہ کا محاصرہ	۲۵۹
صوائف عہد خلافت راضی	۲۱۹	معز الدولہ کا موصل پر قبضہ	۲۶۰
عمال عہد خلافت راضی قاہر		تعمیر مکان معز الدولہ	۲۶۱
وفات راضی و خلافت متقی	۲۲۰	جامع بغداد پر کتبہ عید غدیر اور تعزیہ داری	۲۶۱
بجکم کا مارا جانا	۲۲۲	معز الدولہ کا عمان پر قبضہ	۲۶۲
امارت بریدی	۲۲۳	وزیر مہلبی کی وفات	۲۶۳
امارت کورتکین	۲۲۴	معز الدولہ کی وفات عز الدولہ کی حکومت	۲۶۴

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
ابوالفضل کی معزولی ابن بقیہ کی وزارت	۱۶۶	وزیر کا فرار اور فتنہ کوفہ	۳۰۸
عزالدولہ اور سبکتگین	۲۶۸	جلال الدولہ	۳۱۲
الطائع کی خلافت	۲۶۹	جلال الدولہ بغداد میں	۳۱۳
صوائف	۲۶۹	روانگی جلال الدولہ جانب اہواز . . .	۳۱۴
افتکین کی امارت	۲۷۰	جلال الدولہ اور بصرہ	۳۱۷
عزالدولہ کا ادبار و اقبال	۲۷۱	خلیفہ القائم بامراللہ کی خلافت . . .	۳۱۹
افتکین کے حالات	۲۷۵	لشکریوں کی بغاوت	۳۲۰
عزالدولہ کا بغداد پر قبضہ	۲۷۶	جلال الدولہ اور ابوکالیجار میں مصالحت .	۳۲۴
عزالدولہ کا بنی حمدان کے ممالک پر قبضہ . .	۲۷۹	ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ	۳۲۴
صمصام الدولہ کا دور حکومت	۲۸۱	ترکوں کی شورش	۳۲۴
صمصام الدولہ کا ادبار اور شرف الدولہ کا اقبال	۲۸۳	دولت سلجوقیہ کی ابتداء	۳۲۵
		قرواش اور جلال الدولہ	۳۳۲
ابتداء دولت بنی قیروان	۲۸۴	ابوکالیجار کی حکومت	۳۳۳
بہاءالدولہ کا زمانہ حکومت	۲۸۷	الملک الرحیم کی حکومت	۳۳۵
قادر باللہ بیعت – فتنہ صمصام الدولہ . .	۲۸۹	فارس کی طرف الملک الرحیم کی روانگی .	۳۳۶
خلیفہ قادر کی خلافت	۲۹۱	طغرلبک اور خلیفہ قائم	۳۳۹
صمصام الدولہ اور بہاءالدولہ	۲۹۲	الملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ	۳۴۰
صمصام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	۲۹۴	ابن ابی الشوک کی سرکشی و اطاعت . .	۳۴۱
صمصام الدولہ کی موت	۲۹۶	ترکوں کی بغاوت	۳۴۳
بہاءالدولہ کا فارس پر قبضہ	۲۹۶	طغرلبک کا استیلاء و قبضہ	۳۴۴
وزراء بہاءالدولہ کے حالات . . .	۲۹۹	بساسیری کی کشیدگی	۳۴۵
گورنران عراق	۳۰۰	دسکرہ وغیرہ میں ترک	۳۴۵
ایک دولت کی ابتدا دوسری کا انقراض .	۳۰۱	الملک الرحیم کا شیراز پر قبضہ	۳۴۶
بنی مزید کا ظہور	۳۰۱	ترک اور بساسیری	۳۴۶
فتنہ بنی مزید و بنی دبیس	۳۰۲	طغرلبک کا بغداد میں تصرف	۳۴۷
کوفہ و موصل میں دعوت علویہ	۳۰۳	دولت بنی بویہ کا انقراض	۳۴۷
فخرالملک کی وزارت	۳۰۴	ابوالغنائم کی بغاوت	۳۵۱
ابن سہلان کی وزارت	۳۰۵	جنگ بساسیری و قطلمش	۳۵۲
سلطان الدولہ اور ابوالفوارس	۳۰۶	موصل پر طغرلبک کی چڑھائی	۳۵۳
ترکوں کا خروج	۳۰۷	ابراہیم اور طغرلبک	۳۵۷
مشرف الدولہ کا دور حکومت	۳۰۸	خلیفہ قائم کی معزولی و بحالی . . .	۳۵۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد اللہ علیٰ احسانہ کہ عربی کی مشہور و مستند تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر فی احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر تالیف الشیخ الامام علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی معروف بہ ابن خلدون کے ترجمہ کی آٹھویں جلد حلیہ طبع سے آراستہ ہوکے قدرافزایان علم تاریخ کی خدمت میں شرف حضوری حاصل کر رہی ہے۔

اس جلد میں خلفاء عباسیہ کے دس تاجداروں معتضد، مکتفی، مقتدر، قاہر، راضی، متقی، مستکفی، مطیع، طایع اور القائم بامر اللہ کے حالات، امراء بنی بویہ اور سلاطین سلجوقیہ کی چیرہ دستی، آئے دن گورنران صوبجات کی خودمختاری، قرامطہ اور دولت عبیدیہ شیعہ کی افریقیہ میں قائم ہونے کے واقعات تحریر کئے گئے ہیں۔ اسلامی سطوت و جبروت کے انحطاط اور طوائف الملوکی کی ہو بہو تصویر کھینچکے دکھائی گئی ہے۔ جابجا میں نے مفید حواشی بڑھائے ہیں۔ جہاں پر جس کتاب سے مضامین اخذ کئے ہیں وہاں پر میں نے اسکا نام بقید صفحہ و جلد تحریر کر دیا ہے۔ غرض میں نے اس ترجمہ کی دلچسپ و مقبول عام بنانے میں حتی الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

۲۷۔ شوال ۱۳۲۳ھ
مطابق
۲۵۔ دسمبر ۱۹۰۵ء

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ
الہ آباد

ترجمۂ تاریخ علامۂ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی - جلد ہشتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وفاۃ صاحب طبرستان

ماہ رجب سنہ ۲۷۰ھ میں حسن بن زید علوی والی طبرستان نے وفات پائی بیس برس اسکی حکومت رہی بعد اسکے اسکا بھائی (محمد بن زید) طبرستان کا حکمراں ہوا۔

ان دنوں خلافت عباسیہ کا علم قزوین میں اذکوتکین کے ہاتھ میں تھا۔ چار ہزار سواروں کی جمعیت سے رے پر چڑھائی[۱] کردی۔ محمد بن زید بھی یہ خبر پاکے دیلم اور خراسانیوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کے مقابلہ پر آیا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر محمد بن زید کو ہزیمت ہوئی بھاگ کے جرجان میں دم لیا۔ اسکے لشکر کے چھ ہزار سپاہی کھیت رہے دو ہزار گرفتار کر لئے گئے۔ بے شمار مال و اسباب ہاتھ آیا۔ رے میں داخل ہو کے خلافت عباسیہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اہل رے سے ایک لاکھ دینار تاوان جنگ وصول کئے اور اپنے عمال کو صوبہ رے کے شہروں پر مقرر کر دیا

اس واقعہ کے بعد عمرو بن لیث کو دربار خلافت سے معزولی کا فرمان پہونچا زمام حکومت خراسان محمد بن طاہر کے سپرد کی گئی۔ اس نے اپنی نیابت پہ

[۱] یہ واقعہ سنہ ۲۷۲ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ مصر

رافع بن ہرثمہ کو مقرر کیا۔

۲۷۵ھ میں رافع بن ہرثمہ نے جرجان پر فوج کشی کی۔ محمد بن زید یہ خبر پاکے رات ہی کو استرآباد بھاگ گیا رافع نے استرآباد پہونچکے محاصرہ ڈالدیا دو برس تک محاصرہ کئے رہا۔ محمد بن زید طول حصار سے تنگ آکے شب کے وقت بہ تبدیل لباس ساریہ کی جانب چلا گیا۔ رافع نے تعاقب کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انجام کار محمد بن زید نے زچ ہو کے ساریہ اور طبرستان کو چھوڑ دیا یہ واقعہ ۲۷۷ھ کا ہے۔

اسی زمانہ میں (ہمراہیان محمد بن زید سے) رستم بن قارن نے طبرستان میں رافع کی خدمت میں حاضر ہو کے امن کی درخواست کی امان دیدی گئی۔ بعد ازاں محمد بن ہارون کو سالوس کی طرف اپنا نائب مقرر کر کے روانہ کیا علی بن کافی والی سالوس حاضر ہو کے علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ محمد بن زید کو اسکی خبر لگ گئی۔ ایک لشکر مرتب کر کے سالوس پہونچا اور محمد و علی پر محاصرہ ڈالدیا ہر چہار طرف کی ناکہ بندی کر لی جس سے خبر رسانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ایک مدت تک رافع کو ان دونوں کی کچھ خبر نہ ملی بعد چندے ایک جاسوس سے یہ معلوم ہوا کہ محمد و علی مقام سالوس میں محصور ہیں محمد بن زید ان پر محاصرہ ڈالے ہوئے ہے۔ رافع نے اسی وقت روانگی کا حکم دیدیا محمد بن زید یہ سن کے کہ رافع آرہا ہے سرزمین دیلم کی جانب کوچ کر گیا۔ اسکے بعد ہی رافع نے سرزمین دیلم میں داخل ہو کے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا تہ و بالا کرتا ہوا حدود قزوین تک چلا گیا۔ پھر وہاں سے رے کے طرف مراجعت کی اور وہیں مقیم رہا تا آنکہ خلیفہ معتمد نے ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔

ابن کنداج و ابن ابی الساج کی مخالفت

(۲۷۳ھ میں) ابن ابی الساج قنسرین، فرات اور رحبہ کا گورنر تھا اِس سے اور اسحاق بن کنداج سے جو جزیرہ کا حاکم تھا سوء مزاجی پیدا ہو گئی رفتہ رفتہ منازعت کی نوبت پہونچ گئی ابن ابی الساج

نے خمارویہ ابن طولون والی مصر سے خط و کتابت کر کے اطاعت قبول کرلی اور قنسرین میں اسکے نام کا خطبہ پڑھ دیا۔ مزید اطمینان کے لئے اپنے بیٹے دیو داد کو بطور ضمانت خمارویہ کے پاس بھیجدیا۔ خمارویہ نے اسکے صلہ میں بہت سا مال و اسباب ابن ابی الساج کو روانہ کیا اور شام کی جانب کوچ کر دیا ابن ابی الساج نے مقام بالس میں ملاقات کی اور صلاح و مشورہ کر کے فرات کو رقہ کی جانب عبور کیا۔ اسحاق مقابلہ پر آیا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسحاق کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی ابن ابی الساج نے اسکے مقبوضات پر قبضہ حاصل کرلیا۔ بعد اسکے خمارویہ فرات کو عبور کر کے رقہ پہونچا۔ اسحاق یہ سن کے قلعہ ماردین میں جاکے پناہ گزین ہوگیا۔ ابن ابی الساج نے قلعہ ماردین کو جاکے گھیر کیا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابن ابی الساج کو بعض قبائل عرب کے زیر کرنے کی غرض سے سنجار جانے کی ضرورت پیش آگئی۔ چارناچار قلعہ ماردین سے محاصرہ اٹھالیا۔ اسحاق کو موقع مل گیا ماردین سے نکل کے موصل کا راستہ لیا۔ خوش قسمتی سے ابن ابی الساج کو خبر لگ گئی مقام برقعید میں مٹھ بھیڑ چھاڑ کی خفیف سی لڑائی ہوئی اسحاق ہزیمت اٹھا کے پھر ماردین میں واپس آیا اور ابن ابی الساج نے صوبجات جزیرہ اور موصل پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ دونوں مقامات میں خمارویہ اور اسکے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔

ابن ابی الساج نے موصل پر متصرف و قابض ہونے کے بعد اپنے غلام فتح نامی کو موصل کے مضافات میں خراج وصول کرنے کو بھیجا۔ مرج میں پہونچکے فتح نے خراج وصول کرنا شروع کر دیا۔ اسی کے قریب یعقوبیہ کی فوج پڑی ہوئی تھی۔ فتح نے کہلا بھیجا "تم لوگ ناحق مجتمع ہو رہے ہو۔ مجھے تم لوگوں سے کچھ سروکار نہیں ہے میں تھوڑے دنوں کے لئے آیا ہوں دو چار روز قیام کر کے چلا جاؤنگا" یعقوبیہ یہ سن کے منتشر ہوگئے فتح نے ایک روز حالت غفلت میں یعقوبیہ پر شب کے وقت دھاوا کر دیا۔

یعقوبیہ کو شکست ہوئی۔ ہزیمت یافتہ گروہ نے بھاگ کے ان لوگوں کے پاس دم لیا جو اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے تھے۔

سبھوں نے مجتمع ہو کے فتح کے لشکر پر دفعتہً حملہ کر دیا۔ فتح کے ہمراہیوں میں سے آٹھ سو آدمی مارے گئے۔ ایک سو ادھر اُدھر متفرق و منتشر ہو گئے تقریباً سو آدمیوں کو لیکے فتح جان بچا کے بھاگ گیا۔

ان واقعات کے بعد ابن ابی الساج نے خمارویہ سے سرکشی کی خاشیہ اطاعت اپنے دوش سے اُتار کے رکھ دیا خمارویہ اس سے مطلع ہو کے مصر سے ایک عظیم الشان فوج لیکے شام پر چڑھ آیا[۱] ابن ابی الساج بھی مقابلہ پر تل گیا دونوں فریق گتھ گئے پہلے تو خمارویہ کے میمنہ کو ہزیمت ہوئی مگر خمارویہ نے سنبھل کے پھر ایسا حملہ کیا کہ ابن ابی الساج کے قدم میدان جنگ سے ڈگمگا گئے خمارویہ نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کے حمص کی جانب قدم بڑھایا حمص میں ابن ابی الساج بہت مال و اسباب اور سامان جنگ چھوڑ گیا تھا جس پر خمارویہ کے لشکر نے قبضہ کر لیا اور جب ابن ابی الساج حمص کے قریب پہونچا تو خمارویہ کے لشکر نے حمص میں داخل ہونے سے تعرض کیا مجبور ہو کے حلب کا قصد کیا جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ خمارویہ تعاقب میں ہے تو حلب سے نکل کے رقہ کا راستہ لیا اور فرات کو عبور کر کے موصل پہونچ گیا اس کے بعد ہی خمارویہ بھی موصل کے قریب آ پہونچا ابن ابی الساج نے موصل چھوڑ دیا حدیثہ چلا آیا۔

اسحاق نے ابن ابی الساج سے ہزیمت اُٹھانے کے بعد خمارویہ سے سازش کر لی تھی اور ماردین سے نکل کے خمارویہ کے لشکر میں آ رہا تھا۔ خمارویہ نے موصل میں پہونچکے اسحاق کو بسر افسری ایک عظیم لشکر کے ابن ابی الساج کے تعاقب میں

---

[۱] یہ واقعہ آخری ۲۷۳ھ کا ہے۔ اور لڑائی محرم ۲۷۵ھ دمشق کے قریب مقام مثنیۃ العقاب میں ہوئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۲۔

روانہ کیا اس لشکر میں بڑے بڑے تجربہ کار اور جنگ آزمودہ سپہ سالار بھی اسحاق کی ماتحتی میں روانہ کئے گئے تھے ابن ابی الساج کو جاسوسوں نے خبر کردی حدیثہ سے نکل کے دجلہ کو عبور کر کے تکریت کی طرف روانہ ہوا اور اسحاق کنارۂ دجلہ پر پہونچکے عبور کرنے کی غرض سے کشتیوں کی فراہمی میں مصروف ہوا ہنوز کشتیاں کافی طور سے فراہم ہو چکی تھیں کہ ابن ابی الساج نے رات کے وقت تکریت سے کوچ کر دیا تمام رات سفر کیا کرتا تھا اور دن کو کسی مقام میں چھپ جاتا تھا غرض سفر و قیام کرتا ہوا چوتھے روز موصل کے قریب پہونچا اسحاق کو اس کی خبر لگ گئی موصل کی جانب لوٹ پڑا۔ ابن ابی الساج کے رکاب میں دو ہزار فوج تھی اور اسحاق کے ساتھ بیس ہزار نبرد آزما تھے موصل کے باہر قصر حرب میں ہنگامہ کارزار گرم کیا گیا باوجودیکہ اسحاق کی فوج زیادہ تھی مگر پھر بھی ابن ابی الساج کے مقابلہ میں نہ ٹھیر سکی خود اسحاق بدحواسی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا ابن ابی الساج نے رقہ میں پہونچکے موفق کی خدمت میں عرضداشت بھیجی اور اس امر کی استدعا کی کہ حکم ہو تو فرات کو عبور کر کے بلاد شام میں خمارویہ کی گوشمالی کے لئے فوجیں بھیجدوں موفق نے اجازت دیدی اور امدادی فوج کے پہونچنے تک قیام کرنے کا حکم دیا۔

اسحاق نے ابن ابی الساج سے شکست کھانے کے بعد خمارویہ کے پاس جاکے دم لیا اور اس سے ایک تازہ دم فوج لے کے ابن ابی الساج کی طرف بڑھا دریائے فرات پر پہونچکے ٹھیر گیا اس کنارہ پر ابن ابی الساج کی فوج پڑی ہوئی تھی اور اُسکے محاذ میں دوسرے کنارہ پر اسحاق نے پہونچکے اپنا مورچہ قایم کیا ایک مدت تک دونوں فوجیں بلا کسی لڑائی کے مقابلہ پر پڑی رہیں ایک روز شب کے وقت اسحاق نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو فرات عبور کر کے ابن ابی الساج کے لشکر پر شبخون مارنے کا حکم دیدیا ابن ابی الساج کے لشکر کو اس اچانک حملہ کی خبر نہ تھی اس وجہ سے اسکو ہزیمت

اُٹھانی پڑی بھاگ کر ابن ابی السلج کے پاس رقہ پہونچا۔

اِدھر اس واقعہ کے بعد ابن ابی السلج نے ربیع الاول ۲۷۶ھ میں رقہ سے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ موفق نے عزت واحترام سے ٹھیرایا۔ خلعت دی۔ صلے عنایت کئے۔ اُدھر اسحاق نے میدان خالی دیکھ کے دیار ربیعہ اور دیار مصر غرض کُل سرزمین جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔

بعد چندے اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو بنظر قدر افزائی آذربیجان کی گورنری عنایت فرمائی۔ چنانچہ ابن ابی الساج سند گورنری حاصل کر کے آذربیجان کیطرف روانہ ہوا جس وقت مراغہ کے قریب پہونچا عبداللہ بن حسین ہمدانی حاکم مراغہ نے اپنے صوبہ سے راستہ نہ دیا مزاحمت کی ابن ابی السلج نے بہت کچھ سمجھایا جب وہ نہ سمجھا تو حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے مراغہ میں جا چھپا ابن ابی السلج نے مراغہ میں پہونچکے محاصرہ ڈالدیا۔ ایک جنگ عظیم اور محاصرۂ طویل کے بعد ۲۷۹ھ میں مراغہ پر قابض ہو کے عبداللہ بن حسین کو قتل کر ڈالا اور اپنے صوبہ آذربیجان پر بیفکری اور بیدار مغزی سے حکومت کرنے لگا۔

عمرو بن لیث

موفق نے یعقوب بن لیث کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث کو خراسان اصفہان، سجستان، سندھ، کرمان اور پولیس بغداد کی افسری عنایت فرمائی تھی جیسا کہ اس واقعہ کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ عمرو بن لیث کیطرف سے فارس کا حاکم محمد بن لیث تھا اسنے ۲۸۱ھ میں اپنے امیر (عمرو بن لیث کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی اور اس سے باغی و منحرف ہو گیا عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کے محمد بن لیث پر بخیال چشم نمائی اور سرکوبی فوج کشی کر دی۔ مقام اصطخر میں صف آرائی ہوئی گھمسان کا رن پڑا۔ حاکم کو شکست ہوئی۔ کمال جدوجہد سے جان بچا کے بھاگا عمرو بن لیث نے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ کے اصطخر کو بھی زیروزبر کر ڈالا اور ایک دستہ فوج کو محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر مامور کیا وہ ہی چار روز کے بعد گرفتار ہو آیا عمرو بن لیث نے کرمان کے جیل میں قید کر دیا۔

اسی زمانۂ جنگ میں عمرو بن لیث نے احمد بن ابی الاصبغ کو احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف

کے پاس اصفہان میں خراج وصول کرنے کو روانہ کیا احمد بن عبد العزیز نے جو کچھ بیت المال میں تھا سب کا سب احمد بن ابی الاصبع کی معرفت عمرو بن لیث کے پاس بھیجدیا۔ عمرو بن لیث نے اس میں سے تین لاکھ دینار، پچاس من[1] مشک اسی قدر عنبر، دو سو من عود، تین سو تھان زربفت، ظروف طلائی، نقرئی، گھوڑے اور خوبصورت خوبصورت غلام لونڈیاں جنکی قیمت تخمیناً دو لاکھ دینار تھی دربار خلافت میں روانہ کیں اور محمد بن عبید کردی حاکم رامہرمز پر یلغار بھیجنے کی درخواست کی خلافت پناہی نے اجازت دیدی۔ عمرو بن لیث نے حکم پاتے ہی ایک سپہ سالار کو بسر افسری ایک فوج جرار کے رامہرمز کی جانب روانہ کیا محمد بن عبید کردی گرفتار ہو کے عمر بن لیث کے روبرو پیش ہوا عمر بن لیث نے قید کر دیا۔

بعد اس واقعہ کے سنہ ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو معزول کر دیا زایرین خراسان سفر مکہ معظمہ سے واپس آئے تو ان کو اسکی معزولی اور محمد بن طاہر کی تقرری سے آگاہ کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ برسر منابر عمرو بن لیث پر لعنت کیجائے۔ اور صاعد بن مخلد فارس کی طرف بغرض سرکوبی عمرو بن لیث روانہ کیا جائے۔ صاعد نے سامان سفر و جنگ درست کر کے فارس کی جانب کوچ کر دیا۔ محمد بن طاہر نے اپنی نیابت میں خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو مامور کیا۔

ہنوز صاعد فارس تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ دربار خلافت سے ایک شاہی فرمان احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف حاکم اصفہان کے نام عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کا صادر ہوا۔ احمد بن عبد العزیز نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ صبح سے ظہر کے وقت تک بڑے زور و شور کی لڑائی ہوتی رہی عمرو بن لیث کے ہمراہ پندرہ ہزار فوج تھی اور

---

[1] من میں بہت اختلاف ہے ہر زمانہ میں من کا وزن مختلف رہا ہے من طبی ۱۲ تولہ ماشہ کا ہوتا ہے من عالمگیری چالیس سیر کا۔ من تبریزی دو سو تولہ کا۔ جو بحساب وزن رائج الوقت تین سیر کے برابر ہوا اور ایک من اور ہوتا ہے جو چالیس تولہ ماشہ کا ہوتا ہے جس وقت من بلا قید عالمگیری یا تبریزی کے لکھا جائیگا تو اس سے اغلب یہی من مراد لیا جائیگا۔ مترجم

شاہی لشکر کی تعداد بیس ہزار بیان کی جاتی ہے قریب عصر عمرو بن لیث کو ہزیمت ہوئی درہمی (عمرو بن لیث کا سپہ سالار) زخمی ہوا سو سردار نامی نامی مارے گئے تین ہزار گرفتار کئے گئے باقی لشکریوں نے ہتھیار ڈالدیئے امن کی درخواست کی لشکرگاہ لوٹ لیا گیا بیشمار مال واسباب ہاتھ آیا۔

پھر ۲۷۴ھ میں موفق نے عمرو بن لیث کی گوشمالی اور سرکوبی کے غرض سے فارس پر فوجکشی کی عمرو بن لیث نے یہ سنکے اپنے بیٹے محمد کو ارجان کی جانب روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابو طلحہ بن شرکب تھا اور عباس بن اسحاق کو سیراف کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ محمد اور عباس کے ساتھ بڑی بڑی فوجیں تھیں کارآزمودہ اور تجربہ کار سپہ سالار انکی ماتحتی میں تھے۔ جس وقت ابو طلحہ موفق کے مقابلہ پر پہونچا کچھ ایسا مرعوب ہوا کہ موفق کے قدموں پر جا گر پڑا امن کی استدعا کی جو فوراً منظور کرلی گئی اس سے عمرو بن لیث کا بازو ٹوٹ گیا ہمت ہار کے کرمان کی جانب لوٹ آیا بعد اسکے موفق کو ابو طلحہ کیطرف سے بدظنی پیدا ہوئی شیراز کے قریب پہونچکے گرفتار کرلیا اسکے مال واسباب کو ضبط کرکے اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو دیدیا۔ اور عمرو بن لیث کی جستجو میں کرمان کا قصد کیا عمرو بن لیث یہ خبر پاکے کرمان سے نکل کے سجستان چلا آیا اثناء راہ میں اسکا لڑکا محمد مر گیا۔ اتفاقات کچھ ایسے پیش آتے گئے کہ موفق بھی اپنی کامیابی سے مایوس ہوکے واپس آیا۔ اسی زمانہ میں رافع بن ہرثمہ نے خراسان کا قصد کیا اور محمد بن زید کو طبرستان میں دبالیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ طبرستان ہی میں علی بن لیث معہ اپنے دونوں بیٹوں لیث اور معدل کے رافع کی خدمت میں حاضر ہوا اسکے بھائی عمرو بن لیث نے اسکو گرفتار کرکے قید کردیا تھا۔

۲۷۶ھ میں ابو تکین کے سکرٹری (ماذرائی) نے موفق کی خدمت میں ایک خفیہ تحریر اس مضمون کی بھیجدی کہ ابو تکین کے پاس بہت سا مال واسباب ہے آپ تشریف لائیے اور سب پر قبضہ کرلیجئے۔ موفق نے یہ خبر پاتے ہی بلاد جبل کا قصد کردیا وہاں پہونچکے

مطلع صاف پایا۔ مایوس ہوکے کرخ آیا اور کرخ سے اصفہان کی طرف بقصد احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف روانہ ہوا احمد بن عبد العزیز نے یہ سن کے اپنے مکان کو مع فرش وجملہ اسباب وسامان کے موفق کے قیام کی غرض سے چھوڑ دیا اور اہل وعیال اور لشکر کو دوسرے مقام پر روانہ کر دیا۔

معتضد کی گرفتاری اور موفق کی وفات

موفق نے واپسی اصفہان کے بعد واسط میں برائے چندے قیام کیا پھر واسط سے واپس ہوکے بغداد آیا اور خلیفہ معتمد علی اللہ کو مداین میں چھوڑتا آیا۔ بغداد پہونچکے اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو بعض اطراف بلاد اسلامیہ کی طرف جانے کا حکم دیا معتضد نے انکار کیا موفق نے قید کر دیا اور چند سپہ سالاروں کو اسکی نگرانی اور حفاظت پر مامور کیا اس سے اہل بغداد کو اشتعال پیدا ہوا موفق کو اسکی خبر لگ گئی سوار ہوکے میدان کی طرف آیا سپہ سالاران لشکر اور عوام الناس اسکی صورت دیکھ کے دم بخود ہوگئے موفق نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "تملوگوں کی کیا حالت ہے؟ کیا تملوگ مجھ سے زیادہ میرے بیٹے پر مہربان ہو؟ میں نے مصلحتاً اپنے بیٹے کو چشم نمائی کی غرض سے قید کیا ہے تم لوگوں کا اس معاملہ میں دخل دینا فضول ہے" اہل بغداد یہ سن کے واپس آئے یہ واقعہ سنہ ۲۷۶ھ کا ہے۔

جن دنوں موفق بلاد جبل میں تھا انھیں ایام میں وجع نقرس کا عارضہ لاحق ہوگیا تھا واپس ہوتے ہوتے ایسا ترقی پذیر ہوگیا تھا کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو سکتا تھا میانہ (پالکی) پر چلا کرتا تھا ماہ صفر سنہ ۲۷۸ھ میں اپنے محلسرا میں پہونچا۔ اپنے سکرٹری ابو الصقر ابن بلبل کو طلب کر کے حکم دیا کہ مداین جاکے خلیفہ معتمد اور اسکی اولاد کو بلا لاؤ۔ ابو الصقر سیدھا مداین چلا گیا اور خلیفہ معتمد کو مع اسکی اولاد کے موفق کے محلسرا میں بلا لایا معتضد کے مکان کی طرف جہاں پر وہ قید تھا نہ گیا اور نہ اسکو موفق کی شدت علالت کی اطلاع دی۔ ہواخواہان معتضد کو یہ ناگوار گزرا خادمان معتضد شور وغل مچاتے ہوئے معتضد کے

مکان پر پہونچے قفل توڑ کے معتضد کو نکال لائے اور اسکے باپ موفق کے سرہانے لا کے بیٹھا دیا۔ موفق پر اسوقت غشی طاری تھی ذرا ہوش آیا آنکھیں کھولیں تو معتضد کو بلا کے پیار کیا اور اپنے قریب بیٹھا یا۔

ارکین دولت سپہ سالاران فوج اور شاہی لشکر یہ خیال کر کے کہ موفق نے وفات پائی ابوالصقر کے پاس مجتمع ہوئے پھر یہ سن کے کہ ماشاء اللہ موفق ہنوز بقید حیات ہے سب کے پہلے ابن ابی السلاج ابوالصقر کو چھوڑ کے موفق کے دیکھنے کو دوڑ پڑا بعد ازاں ابوالصقر اُن لوگوں سے اپنا پیچھا چھوڑا کے موفق کے محلسرا میں حاضر ہوا اسکے ساتھ اسکا بیٹا بھی تھا۔ اس اثنا میں دشمنان ابوالصقر نے یہ خبر اُڑادی کہ ابوالصقر نے موفق کے مال و اسباب کے ذریعہ سے خلیفہ معتمد کی تقرب کی کوشش کی ہے اِس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لشکریوں اور عوام الناس نے اُس کے مکان کو لوٹ لیا عورتیں بغیر چادر اور پردہ کے نکل پڑیں مثل مشہور ہے کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے ہمسایہ کے مکانات بھی لُٹ گئے جیل کے دروازہ توڑ کے قیدی رہا کر دیئے گئے۔

موفق کو پھر ہوش آیا تو اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد اور ابوالصقر کو خلعتیں عنایت کیں رخصت ہو کے اپنے اپنے مکانات پر آئے معتضد نے حفاظت کے خیال سے اپنے غلام کو پولیس لین پر اور محمد بن غانم کو جانب شرقی کی نگرانی پر مامور کیا۔

جس وقت ماہ صفر ۲۷۸ھ کے ختم ہونے کو آٹھ راتیں باقی رہ گئیں موفق نے پیک اجل کو لبیک کہہ کے سفر آخرت اختیار کیا۔ رصافہ میں مدفون ہوا۔

اِس حادثہ جانگداز کے بعد سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت نے مجتمع ہو کے موفق کے بیٹے ابوالعباس معتضد باللہ کی بیعت اِس شرط سے کی کہ بعد مفوض بن خلیفہ معتمد علی اللہ کے ابوالعباس بن معتضد باللہ وارث سریر خلافت ہوگا۔

بیعت ولیعہدی کے بعد معتضد نے ابوالصقر بن بلبل کو معہ اُسکے ہمراہیوں کے

گرفتار کر لیا۔ مکانات اور کل اسباب و مال لٹوا لیا اور قلمدان وزارت عبد اللہ بن سلیمان بن وہب کے سپرد کیا محمد بن ابی الساج۔ واسط کیجانب بھیجا گیا تاکہ وصیف خادم معتضد کو بغداد میں لوٹا لائے مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی وصیف نے مراجعت سے انکار کیا سوس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

قرامطہ قرامطہ[۱] کا ابتدائی زمانہ جیسا کہ مورخین نے روایت کی ہے یہ ہے کہ اطراف کوفہ میں ایک شخص زاہد و متورع ۲۷۸ھ میں ظاہر ہوا جسکو اس وجہ سے کہ بیل پر سوار ہوا کرتا تھا کرمیطہ کہتے تھے جسکا معرب قرمطہ ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسکا حمدان نام اور قرمط لقب تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مدعی محبت اہل بیت تھا اور ان میں سے ایک آنے والے کا منتظر تھا بہت سے آدمیوں نے اسکی اتباع کر لی تھی۔ ہیصم گورنر کوفہ نے اسکو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اتفاق یہ کہ محافظین جیل کی غفلت سے بھاگ نکلا اس پر قرمط کے متبعین نے یہ اڑا دیا کہ قرمط کو قید آنے جانے سے نہیں روک سکتی۔ قرامطہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ قرمط وہی شخص ہے جسکی احمد بن محمد بن حنفیہ نے بشارت دی تھی۔ قرامطہ کے عقاید مذہبی سے یہ بھی ہے کہ یہ ایک کتاب پیش کرتے ہیں جس میں بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لکھا ہوا ہے "یقول الفرج بن عثمان من قریۃ نصرانہ داعیۃ المسیح وہو عیسی وہو الکلمۃ وہو المہدی" "وہو احمد بن محمد بن الحنفیۃ وہو جبریل وان المسیح تصور لہ فی جسم انسان فقال لہ انک" "الداعیۃ وانک الحجۃ وانک الناقۃ وانک الدابۃ وانک یحیی بن زکریا وانک روح القدس"۔

اسی کتاب میں نماز کے بارے میں یہ لکھا تھا کہ صرف چار رکعتیں نماز پڑھنی چاہئیں دو رکعت قبل طلوع آفتاب اور دو رکعت بعد غروب آفتاب۔ اور ہر نماز میں اذان تکبیر افتتاح کے ساتھ کہی جائے۔ کلمات اذان یہ تھے "اللہ اکبر" تین بار "اشہد ان لا الہ الا اللہ"

[۱] قرامطہ غلاۃ شیعہ کا ایک فرقہ ہے جس کو سبعیہ بھی کہتے ہیں۔ اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۹۱۔

دوبار "اشہدان آدم رسول اللہ" "اشہدان نوحاً رسول اللہ" "اشہدان ابراہیم رسول اللہ" "اشہدان موسیٰ رسول اللہ" "اشہدان عیسیٰ رسول اللہ" "اشہدان محمد رسول اللہ" "اشہدان احمد بن محمد الحنفیہ رسول اللہ" ایک ایک بار۔ بعد اسکے ہر رکعت میں استفتاح پڑھی جائے یہ استفتاح منجملہ اُسکے ہے جو احمد بن محمد بن الحنفیہ پر نازل ہوئی ہے۔ اور بیت المقدس کو قبلہ بنائے اور بجائے جمعہ دوشنبہ کو جمعہ تصور کرے اِس دن میں کوئی کام دنیا کا نہ کیا جائے اور اِس سورہ کو ہر رکعت میں پڑھے۔ "

"الحمد للہ بکلمتہ وتعالیٰ باسمہ المتخذ لاولیایٔہ باولیایٔہ قل ان الاہلۃ مواقیت للناس" "ظاہرہا لیعلم عدد السنین والحساب والشہور والایام وباطنہا اولیائی الذین عرفوا" "عبادی سبیلی اتقونی یا اولی الالباب وانا الذی لا اسال عما افعل وانا العلیم الحکیم" "وانا الذی ابلو عبادی وامتحن خلقی فمن صبر علی بلائی ومحنتی واختیاری القیتہ" "فی جنتی وفی نعمتی ومن زال عن امری وکذب رسلی خلدتہ مہانا فی عذابی واتممت اجلی واظہرت" "علی السنتہ رسلی فانا الذی لم یعل علی جبار الا وضعتہ واذللتہ فبئس الذی اصر" "علی امرہ ودام علی جہالتہ وقال لن نبرح علیہ عاکفین وبہ موقنین اولٰئک ہم الکافرون" اور رکوع کرے رکوع میں دوبار "سبحان ربی ورب العزۃ عما یصف الظالمون" پڑھے بعدازاں سجدہ کرے سجدہ میں "اللہ اعلیٰ" دوبار "اللہ اعظم" ایک بار کہے سال بھر میں دو دن روزہ رکھے ایک مہرجان میں دوسرا نیروز میں۔ نبیذ حرام ہے۔ شراب حلال ہے۔ جنابت میں غسل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف وضو کر لینا کافی ہے۔ دُم دار اور چنگل والے جانوروں کا کھانا حرام ہے۔ اور جو شخص قرامطہ کا مخالف ہو اور مقابلہ پر آئے اُس کا قتل کرنا واجب ہے اور جو شخص مخالف ہو مگر بر سرِ مقابلہ نہ آئے اُس سے جزیہ لیا جائے۔

اسی قسم کے دعاوی شنیعہ اور مسائل متعارضہ اس کتاب میں لکھے ہوئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب نہایت لغو اور جھوٹا ہے۔

فرج بن یحییٰ جسکے نسبت قرامطہ کی شروع کتاب مذکور میں یہ لکھا ہے کہ یہ قرامطہ کا داعی ہے قرامطہ اسکو ذکرویہ بن مہرویہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص کا ظہور قبل واقعہ قتل غبیت ہوا ہے اور اس نے اُس سے امان طلب کی تھی۔ اُسکے پاس گیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میرے ساتھ ایک سو تلواریں ہیں آؤ ہم اور تم مذہبی مناظرہ کرکے ایک مذہب اختیار کرلیں تاکہ بروقت ضرورت ایک دوسرے کا معین و مددگار ہو۔ غبیت نے اس رائے کو پسند کیا دونوں میں مناظرہ ہوا اتفاق یہ کہ دونوں مختلف الرائے ہوگئے۔ قرمط واپس آیا۔ قرمطا اپنے کو "القایم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ بعض مورخین کی یہ رائے ہے کہ قرمط خوارج ازارقہ کے معتقدات کا مقلد تھا۔ واللہ اعلم

بغاوت طرسوس اور ہم بیان کر آئے ہیں کہ بازمان نے طرسوس میں اپنے آقا احمد بن طولون سے سرکشی و بغاوت کی تھی اور احمد بن طولون نے چشم نمائی اور ہوش میں لانے کے غرض سے بازمان پر محاصرہ ڈالدیا تھا اور بازمان نے قلعہ بندی کرلی تھی مگر بعد چند سے احمد بن طولون کے بیٹے خمارویہ کی اطاعت قبول کرلی تھی۔ بہت سامال و اسباب اور آلات جنگ نذر کئے تھے جس سے طرسوس میں بازمان کی حکومت بدستور قایم رہ گئی۔ سنہ ۲۷۸ھ میں بہمراہی احمد جعفی لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا تھا اسکندریہ پر محاصرہ پڑا ہوا تھا اتفاق سے ایک پتھر آلگا جس سے زخمی ہوگیا بوقت واپسی اثنار راہ میں مرگیا اور طرسوس میں لاکے مدفون ہوا۔

بازمان جس وقت لشکر صائفہ کے ساتھ جارہا تھا طرسوس میں ابن عجیف نامی ایک شخص کو بطور اپنے نائب کے مقرر کرگیا تھا چنانچہ اس کے انتقال کے بعد خمارویہ نے ابن عجیف کو بحال رکھا فوج، ہتھیار اور مال سے بھی اسکی امداد کی بعد چند دنوں کے معزول کرکے اپنے چچازاد بھائی محمد بن موسیٰ بن طولون کو مامور کیا۔ جب موفق نے اس جہان فانی کو چھوڑا تو اسکے خدام میں سے ایک خادم راغب الی الشک نامی جہاد کے غرض سے اُٹھ کھڑا ہوا

خلیفہ معتضد سے سرحدی بلاد کیطرف جانے اور جہاد کرنے کی اجازت طلب کی۔ بعد حصول اجازت سامان جنگ وسفر درست کرکے طرسوس پہونچا۔ کل سامان طرسوس میں اپنے ہمراہیوں کے سپرد کرکے خمارویہ سے ملنے کو دمشق چلا گیا۔ خمارویہ نے بڑی عزت کی۔ آؤ بھگت سے ملا۔ راغب کو بھی خمارویہ سے دل بستگی ہوگئی ایک مدت تک دمشق میں ٹھیرا رہا۔ اسکے ہمراہیوں کو جو طرسوس میں تھے۔ یہ خیال پیدا ہوا کہ خمارویہ نے راغب کو قید کرلیا ہے رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ یقین کے درجہ پر پہونچگیا ہمراہیان راغب نے اہل شہر سے اپنے اس غلط خیال کو ظاہر کیا اہل شہر کو سخت برہمی پیدا ہوئی مجتمع ہوکے دفعتہً حملہ کردیا اور محمد بن موسیٰ کو گرفتار کرلیا۔ ان واقعات کی اطلاع خمارویہ کو ہوئی اسی وقت راغب کو طرسوس کی جانب روانہ کیا۔ راغب نے طرسوس میں پہونچکے اہل طرسوس کو اس عامیانہ فعل پر زجر و توبیخ کی اور محمد بن موسیٰ کو رہا کرادیا۔ محمد بن موسیٰ رہا ہوکے بیت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف حکومت طرسوس پر بحال ہوگیا۔

جنگ خوارج اور اہل موصل

یہ تو ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ہارون بن سلیمان خارجی سرات میں تھا اور بنی شیبان اس سے آئے دن مقاتلہ اور مقابلہ کیا کرتے تھے اور بلاد موصل کو قتل وغارت سے اکثر تہ و بالا کردیتے تھے ۲۷۹ھ میں اسی عادت کے مطابق بنی شیبان نے مجتمع ہوکے نینوی (مضافات موصل) پر دھاوا کیا۔ ہارون، حمدان بن حمدون تغلبی اور روساء موصل بنی شیبان کے مقابلہ اور مدافعت کو آئے بنی شیبان کے ہمراہ ہارون بن سیما (احمد بن عیسیٰ بن شیخ شیبانی کا آزاد غلام) بھی تھا اسکو محمد بن اسحاق بن کنداجق نے بزمانہ وفات اپنے باپ اسحاق کے صوبجات موصل اور دیار ربیعہ کا والی مقرر کرکے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے ہارون بن سیما کی حکومت پسند نہ کی اپنے شہر سے نکال دیا۔ ہارون بن سیما استمداد کی غرض سے بنی شیبان کے پاس چلا گیا اور انکے ساتھ ہوکے خوارج پر حملہ آور ہوا جس وقت دونوں فریق نے

صف آرائی کرکے گھماگھمی کی لڑائی شروع کردی اور ایک دوسرے سے گتھ گیا بنی شیبان بھاگ کھڑے ہوئے۔ خوارج کا لشکر لوٹنے میں مصروف ہوگیا بنی شیبان نے پلٹ کے حملہ کردیا اور کامیاب ہوگئے۔

ہارون بن سیما نے جن دنوں اہل موصل نے اسکو اپنے شہر کی حکومت پر متمکن نہ ہونے دیا تھا محمد بن اسحاق بن کنداجق کو اہل موصل کی سرکشی کی کیفیت لکھ بھیجی تھی اور امداد طلب کی تھی۔ چنانچہ محمد ابن اسحاق بذاتہ ایک لشکر عظیم الشان کے ساتھ موصل پر آپہونچا اہل موصل بے حد خائف و ترساں ہوئے۔ بعض امرا موصل بغداد چلے گئے اس فکر میں دربار خلافت سے محمد بن اسحاق کو معزول کرکے ایک دوسرا گورنر مقرر کرالائیں اتفاق یہ کہ محمد بن یحییٰ مجروح کیطرف ہوکے گذرے اسکو معتضد نے راہ کی حفاظت پر متعین فرمایا تھا اہل موصل اس سے ملے ربط و اتحاد پیدا کیا اسی اثنا میں دربار خلافت سے بلا کسی تحریک کے محمد بن یحییٰ کے نام گورنری موصل کا فرمان آگیا۔ پھر کیا تھا موصل میں پہونچکے قبضہ کرلیا۔ ابن کنداجق کی آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔ خمارویہ کی خدمت تحائف اور ہدایا بھیجے موصل کی امارت پر بحال رہنے کی درخواست کی۔ وہاں تو دربار خلافت سے جدید گورنر مقرر ہوکے آگیا تھا درخواست منظور نہ ہوئی۔ بعد چندے دربار خلافت سے مجروح کے نام معزولی کا حکم آیا اور علی بن داؤد کر دی کو سند گورنری مرحمت ہوئی۔

صوائف عہد خلافت معتمد ۲۵۸ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ میخائیل بن روفیل بادشاہ قسطنطنیہ کو اسکے ایک قریبی رشتہ دار سک معروف بہ صقلبی نے اسکی حکومت کے چودھویں برس حالت غفلت میں حملہ کرکے مار ڈالا اور خود سریر حکومت پر جانشین ہوگیا۔

۲۵۹ھ میں رومیوں نے بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کی پہلے تو سیساط پر آاترے پھر ملیطہ پر دھاوا کیا اہل ملیطہ مقابلہ پر آئے ایک خونریز جنگ کے بعد رومی لشکر شکست کھاکے بھاگا۔ ایک بطریق منجملہ انکے بطریقوں کے اس معرکہ میں مارا گیا۔

سنہ ۲۶۳ھ میں رومیوں نے قلعہ کرکرہ پر (جو کہ طرسوس کے قریب تھا) قبضہ کرلیا اسباب یہ پیدا ہوئے کہ احمد بن طولون قبل حکومت مصر حدود طرسوس کی طرف سے بلاد کفار پر اکثر جہاد کیا کرتا حکومت مصر پر مامور ہونے کے بعد طرسوس کو صوبہ مصر میں ملحق کرلینے کی درخواست کی موفق نے نامنظور کردی اور محمد بن ہارون تغلبی کو طرسوس کا والی مقرر کرکے روانہ کردیا۔ اتفاق یہ کہ جس وقت محمد بن ہارون براہ دجلہ طرسوس کو جارہا تھا مساور خارجی کے ہمراہیوں نے اسکو گرفتار کرکے مار ڈالا تب بجائے اسکے دربار خلافت سے اماجور بن اولغ بن طرخان ترکی مامور ہوا یہ بہت متکبر اور نہایت جاہل مزاج تھا۔ اہل طرسوس کے ساتھ کج ادائی اور ظلم کے برتاؤ کئے اہل کرکرہ کی رسد بند کردی اہل کرکرہ نے اہل طرسوس کو رسد بند کردینے کی شکایت لکھی اہل طرسوس نے پندرہ ہزار دینار کا چندہ کیا اماجور نے اسکو بھی دبالیا اور اہل قلعہ کرکرہ کو خشک جواب دیدیا۔ اہل کرکرہ نے مجبور ہو کے قلعہ چھوڑ دیا رومیوں نے جو ایک مدت سے اسی تاک میں تھے پہونچکے قبضہ کرلیا۔ اہل طرسوس کو اس قلعہ کے نکل جانے سے نہایت افسوس ہوا اس وجہ سے کہ یہ قلعہ ایسے مقام پر واقعہ تھا کہ دشمنان دین جہاں ذراسی نقل وحرکت کرتے اہل قلعہ کو فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔ دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہونچی۔ خلیفہ معتمد نے احمد بن طولون کے نام سند گورنری طرسوس بھیجدی اور یہ حکم دیا کہ سرحد کی محافظت پر جسکو مناسب ولایق تصور کرو مقرر کرو تاکہ سلسلہ جہاد منقطع نہ ہو۔ اسی اثناء میں اماجور گورنر دمشق کا انتقال ہوگیا اور احمد ابن طولون نے کل بلاد شام پر قبضہ کرلیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

سنہ ۲۶۴ھ میں عبداللہ بن رشید بن کاؤس نے چالیس ہزار سرحدی شامی فوج کے ساتھ بلاد روم پر چڑھائی کی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا مظفر ومنصور واپس آرہا تھا جوں ہی بدبدون سے نکلا سلوقیہ، قرہ کوکب اور خرشنہ کے بطریقوں نے حالت غفلت میں اسلامی فوج پر حملہ کردیا اور ہر چہار طرف سے گھیر کے لڑائی شروع کردی اسلامی

فوج نے بھی جی توڑ کر مقابلہ کیا مگر ان کی بد قسمتی نے انکا فیصلہ اس سے پیشتر کر دیا تھا اکثر شہید ہوئے باقیماندہ جان بچا کے سرحدی اسلامی بلاد میں پہونچے عبداللہ بن رشید گرفتار ہو کے قسطنطنیہ بھیجدیا گیا۔

سنہ ۲۶۵ھ میں روم کے پانچ بطریقوں نے اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے اذنہ پر دھاوا کیا اہل اذنہ کو ان کی فوجکشی کی اطلاع نہ تھی نقصان کثیر اٹھا کے پسپا ہوئے چار سو مسلمان شہید اور اسی قدر گرفتار ہو گئے اور جو زوالی سرحد اس غفلت کے الزام میں معزول کر دیا گیا اور مرابط کو سند حکومت عطا کی گئی۔ اسی سنہ میں بادشاہ روم نے عبداللہ بن رشید کو اور اُن قیدیوں کو جو اس کے ساتھ تھے معہ چند جلد قرآن کے احمد بن طولون کے پاس بطور ہدیہ کے روانہ کیا۔

سنہ ۲۶۶ھ میں اسلامی بیڑہ جنگی جہازات رومیوں کے جنگی بیڑہ سے مقام صقلیہ میں مقابل ہوا ایک دوسرے سے گتھ گیا خوب گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر اسلامی بیڑہ جنگی کو ہزیمت ہوئی رومیوں نے مسلمانوں کی متعدد کشتیاں گرفتار کر لیں باقیماندہ نے صقلیہ میں جا کے دم لیا۔ اسی سنہ میں رومیوں نے دیار ربیعہ کی طرف خروج کیا مگر سردی کی تیزی نے رومیوں کی گرمی دماغ اور جوشش جنگ کو ٹھنڈا کر دیا سرحد پر پہونچکے آگے قدم نہ بڑھا سکے۔

احمد بن طولون کے نائب نے بھی اسی سنہ میں بسر گروہی تین سو طرسوسی فوج کے بلاد شامیہ کی طرف سے رومیوں کے ملک پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا چار ہزار رومی مقابلہ پر آئے اور باوجود اس کثرت کے شکست کھا کے بھاگ گئے بے حد مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

سنہ ۲۶۸ھ میں بادشاہ روم نے بلاد اسلامی پر فوجکشی کی اور ملطیہ پر پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اہل مرعش یہ خبر پا کے اہل ملطیہ کی مدد کو آپہونچے بادشاہ روم اپنا سا منہ لیکے واپس گیا۔

اسی سنہ میں خلف فرغانی (ابن طولون کے عامل) نے حدود شام کی طرف سے رومیوں کے ملک پر جہاد کیا دس ہزار رومی کھیت رہے بے شمار مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ چالیس چالیس دینار ایک ایک سپاہی کے حصہ میں آئے۔

سنہ ۲۷۰ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج مہیا و مرتب کرکے پیش قدمی کی۔ قلمیہ پر پہونچکے محاصرہ ڈال دیا۔ قلمیہ طرسوس سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا بازمار (والی طرسوس) نے حالت غفلت میں رومیوں پر شبخون مارا ستّر ہزار رومی مارے گئے۔ ایک گروہ بطریقوں کا قید کرلیا گیا اور بطریق البطارقہ (بطریقوں کا سردار) بھی اسی معرکہ میں کام آیا۔ سات صلیبیں طلائی و نقرئی چھین لیں۔ صلیب اعظم بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی جو مکلّل و مغرق بجواہر تھی۔ پندرہ ہزار گھوڑے، اسی قدر زینیں، اسی قدر تلواریں، چار کرسیاں طلائی، دو سو عَلَم نقرئی بائیس عَلَم دیبائی اور بے شمار ظروف نقرئی ہاتھ آئے۔

پھر سنہ ۲۷۳ھ میں بازمار نے بسرافسری لشکر صائفہ رومیوں پر جہاد کیا ہزاروں کو تہ تیغ کرکے سیکڑوں کو گرفتار اور بہت سا مال غنیمت لے کے طرسوس واپس آیا۔

سنہ ۲۷۸ھ میں احمد عجیفی طرسوس میں داخل ہوا اور بہمراہی بازمار لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا شکند پر پہونچکے عساکر اسلامیہ نے محاصرہ ڈال دیا حالت جنگ میں اتفاق سے منجنیق کا ایک پتھر بازمار کو آلگا زخمی ہوگیا لڑائی موقوف کردی محاصرہ اٹھا کے واپس ہوا۔ اثناء راہ میں جان بحق تسلیم کردی مسلمانوں نے طرسوس میں لاکے دفن کردیا۔

عمّال عہد معتمد قوائے دولت اور اعضائے حکومت کے مضمحل و کمزور ہوجانے سے ہر چہار طرف فتنہ و فساد کا بازار آئے دن گرم ہو رہا تھا امن و امان کے نام باقی تھے اور مسمی معدوم تھا اندرونی نفاق اور بیرونی فساد کی کوئی حد نہ تھی امراء سلطنت نزدیک و دور جس ملک کو چاہتے دبا لیتے تھے۔ چنانچہ بنو سامان نے ماوراء النہر کو، صفار نے سجستان، کرمان اور ملک فارس کو خلیفہ وقت کے گورنروں کے ہاتھوں سے چھین لیا اور بجائے خود ایک حکومت

قایم کردی۔ خراسان کی حکومت بنی طاہر کے قبضہ سے نکل گئی۔ بایں ہمہ یہ سب خلیفہ وقت کے نام کا خطبہ اپنے یہاں کی جامع مسجدوں میں پڑھا کرتے تھے۔

حسن بن زید نے طبرستان اور جرجان کو علم خلافت کے برخلاف دبا لیا۔ دیلم میں ابن ساسان و صفار سے اور اصفہان میں عساکر خلیفہ سے معرکہ آرائی کی۔ زنگیوں کا سردار (خبیث) بصرہ وابلہ پر واسط اور کور دجلہ تک بجبر وبزور تیغ قابض ومتصرف ہوگیا جس سے دولت عباسیہ کو سخت سی سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا آتش فساد ہر چہار طرف مشتعل ہوگئی۔ موفق نے اسی ہنگامہ کے فرو کرنے میں اپنی عمر تمام کردی مگر اس فتنہ کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ بلاد موصل اور جزیرہ میں خوارج نے بغاوت کی آگ روشن کی اسی کے قرب میں بنی شیبان اور اکراد نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے۔ ابن طولون نے مصر وشام پر اور ابن اغلب نے افریقیہ پر قبضہ وتصرف حاصل تو کرلیا مگر علم خلافت کے مطیع اور اسکی خلافت کو تسلیم کرتے رہے۔ البتہ مغرب اقصی اور اندلس کا سلسلہ خلافت عباسیہ سے بالکل منقطع ہوگیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

خلیفہ معتمد اپنے زمانہ خلافت میں نام کا خلیفہ تھا یا شطرنج کا بادشاہ۔ نہ اسکے اوامر اور احکام کی تعمیل ہوتی تھی اور نہ اسکی ممانعت کرنے سے کوئی باز آتا تھا اراکین دولت اور اعیان سلطنت کاٹھ کی پتلی کی طرح اس کے بھائی موفق کے ہاتھ میں تھے جس طرف چاہتا پھیر دیتا جو چاہتا ان سے کرا لیتا۔ طرہ یہ تھا کہ ان دونوں بھائیوں کے بھی مطیع معدودے چند امرا تھے۔ کیونکہ منجملہ ان کے جنھوں نے علم خلافت کے خلاف ممالک اسلامیہ کو دبا لیا تھا انمیں سے اکثر ایسے تھے جو موفق اور معتمد کے ماتحت نہ تھے۔ ہاں بعض بعض جو ہنوز غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر لئے ہوئے تھے اور انکا جو کچھ حال ہمکو معلوم ہوا ہے اسکو ہم احاطہ تحریر میں لاتے ہیں۔

خلیفہ معتمد کے شروع زمانہ خلافت میں قلمدان وزارت عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے سپرد ہوا جعلان ترکی عساکر شاہی کا امیر بنا کے زنگیوں سے جنگ کرنے کو بصرہ بھیجا گیا اسکا جو انجام کار زنگیوں سے ہوا اسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بعد ازاں بنی شیبان میں سے

عیسیٰ ابن شیخ کو دمشق کی گورنری مرحمت ہوئی حکومت دمشق پر پہونچتے ہی اسکی آنکھیں ایسی بلند ہوئیں کہ دربار خلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا حسین (خلیفہ کا خادم) خراج وصول کرنے کو بغداد سے دمشق میں آیا۔ عیسیٰ ابن شیخ نے یہ حیلہ کر دیا کہ میں نے فوج کی درستی اور لشکر کی فراہمی میں صرف کر ڈالا۔ خلیفہ معتمد نے خلافت عباسیہ کی دعوت قایم کرنے کی غرض سے عیسیٰ کو ارمینیہ کی حکومت کی سند عطا کی اور اماجور کو صوبہ دمشق کی گورنری مرحمت فرمائی۔ جسوقت اماجور دمشق کے قریب پہونچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار فوج کے ساتھ اماجور سے مزاحمت اور جنگ کرنے کو بھیجا اماجور اور منصور میں لڑائی ہوئی انجام یہ ہوا کہ منصور مارا گیا عیسیٰ نے یہ خبر پاکے براہ ساحل ارمینیہ کا قصد کیا اور اماجور نے مظفر و منصور دمشق میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا۔

سنہ ۲۵۶ھ میں موسیٰ بن بغا اور مساور خارجی سے مقام خانقین میں معرکہ آرائی ہوئی چونکہ مساور کے ساتھ بہت بڑی فوج تھی اور موسیٰ بن بغا کے ہمراہ صرف دوسو آدمی تھے اس وجہ سے خارج کو شاہی فوج کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ اسی سنہ میں اہل فارس سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نامی ایک شخص نے برخلاف حرث بن سیما والی فارس علم بغاوت بلند کیا لڑائی کی نوبت آئی انجام یہ ہوا کہ حرث بن سیما مارا گیا اور محمد بن واصل نے فارس پر قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اسی سنہ میں حسن بن زید طالبی نے رے کو دبا لیا موسیٰ بن بغا نے یہ خبر پاکے رے پر چڑھائی کر دی اور حسن بن زید کے لشکر کو بزور تیغ نیچا دکھا دیا۔ اسی سنہ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں علم مخالفت بلند کر کے خلافت عباسیہ کے گورنر کو نکال دیا دربار خلافت سے کیجور ترکی اس علم مخالفت کے گرانے اور علی بن زید کے سر کرنے کو بھیجا گیا علی بن زید یہ سن کے لشکر مرتب کرنے کے غرض سے کوفہ چھوڑ کے قادسیہ چلا گیا اور قادسیہ سے خفان پھر خفان سے بلاد بنی اسد کا راستہ لیا کیجور نے کوفہ سے فوجیں بھیجیں۔ باہم لڑائیاں ہوئیں بالآخر کیجور کی فوجیں کوفہ لوٹ آئیں اور

علی بن زید سر من رائے جا پہونچا۔

۲۵۵ھ میں خلیفہ معتمد نے جس وقت زنگیوں کی سرکشی و بغاوت حد سے متجاوز ہوگئی اپنے بھائی موفق کو کوفہ، حرمین، اور یمن کی گورنری عنایت فرمائی بعد چندے بغداد، سواد، رے، بصرہ، اہواز اور فارس کی سند حکومت بھی مرحمت کی اور یہ حکم دیا کہ بصرہ، کور دجلہ، یمامہ اور بحرین پر بجائے سعید بن صالح کے یارجوج متعین کیا جائے۔ چنانچہ یارجوج نے اپنی تقرری کے بعد منصور بن جعفر خیاط کو اپنی جانب سے ان بلاد پر مقرر کیا اور خود اہواز میں جا کے مقیم ہوگیا۔ اسی سنہ[1] میں دربار خلافت سے احمد بن مولد زنگیوں سے جنگ کرنے کو بھیجا گیا دس روز تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بالآخر احمد بن مولد زنگیوں سے شکست کھا کے بھاگا بطائح پہونچا ان دنوں بطائح پر سعید بن احمد باہلی قابض تھا احمد بن مولد نے اسکو گرفتار کر کے سامرا بھیجدیا۔ اسی سنہ میں یعقوب صفار نے فارس اور بعض صوبجات خراسان پر قبضہ حاصل کرلیا۔ اور بعد قبضہ حاصل کر لینے کے دربار خلافت سے انھیں بلاد مقبوضہ کی سند حکومت بھی عنایت ہوگئی۔ اسی سنہ میں حسن بن زید علوی والی طبرستان نے خراسان پر قبضہ کرلیا۔ محمد بن طاہر والی خراسان تھا یہ خبر پا کے مقام جرجان میں مقابلہ پر آیا لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہوا اس سے محمد بن طاہر کی اس درجہ بدرعبی ہوئی کہ اکثر شہر صوبہ خراسان کے اسکے قبضہ سے نکل گئے اور جو معدودے چند باقی رہ گئے وہ بھی آئے دن بغاوت اور سرکشی پر آمادہ تھے۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے مصر اور مضافات مصر کی سند حکومت یارجوج کو مرحمت فرمائی۔ یارجوج نے اپنی جانب سے احمد بن طولون کو مقرر کیا اتفاق وقت سے اسکے ایک سال بعد یارجوج کا انتقال ہوگیا اور احمد بن طولون نے مصر کو معہ اسکے مضافات کے دبالیا۔ اسی سنہ میں عبداللہ [illegible] والی رے نے حسن بن زید علوی والی طبرستان کے خوف سے رے کو چھوڑ دیا [illegible]

[1] ماہ ذی قعدہ تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہفتم صفحہ ۹۰۔

اپنے اعزہ میں سے قاسم بن علی بن قاسم کو بھیجکے رے پر بھی قبضہ کرلیا یہ نہایت کج خلق اور وارستہ مزاج تھا اہل رے کے ساتھ سخت کج ادائی کے برتاؤ کئے۔

۲۵۸ھ میں منصور بن جعفر خیاط زنگیوں کی لڑائی میں مارا گیا یارجوج نے بجائے اسکے صوبجات بصرہ وغیرہ پر اصطیخور کو تعین کیا۔ اور خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو دیار مصر، قنسرین اور عواصم کی سند حکومت عنایت فرما کے زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اس مہم میں موفق کے ہمراہ مفلح بھی تھا چنانچہ مفلح انھیں لڑائیوں کے نذر ہوگیا اور لڑائی ناتمام کی ناتمام رہ گئی۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے موصل اور جزیرہ کی سند حکومت مسرور بلخی کو عنایت ہوئی اس سے اور مساور شیبانی خارجی سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر اکراد یعقوبیہ سے مڈبھیڑ ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں احمد بن واصل نے علم شاہی کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور فارس کو محمد بن حسن بن ابی فیاض کے حوالہ کردیا۔

۲۵۹ھ میں اصطیخور والی صوبجات بصرہ وغیرہ نے اہواز میں وفات پائی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو زنگیوں کی مہم پر روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اسی سنہ میں یعقوب صفار نے بقیہ بلاد خراسان پر قبضہ حاصل کرکے محمد بن طاہر کو گرفتار کرلیا۔ اسی سنہ میں کیجور ترکی والی کوفہ نے بغیر حصول اجازت سامرا کا قصد کیا۔ دربار خلافت سے واپسی کا حکم صادر ہوا کیجور نے کچھ خیال نہ کیا اس پر خلیفہ معتمد نے چند سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ اس باغی و سرکش کا سر اتار لاؤ مقام عکبرا میں کیجور سے ملاقات ہوئی اُن سپہ سالاروں نے اسکو مار ڈالا اور سر اُتار کے خلیفہ معتمد کے روبرو لاکے رکھ دیا اسی سنہ میں حسن بن زید کا قومس پر قبضہ ہوگیا۔ اور مابین محمد بن فضل بن نیسان اور دہشودان بن حسان دیلمی کی لڑائی ہوئی۔ دہشودان شکست کھاکے بھاگا۔ اسی سنہ میں شرکب حمال نے مرو اور اُسکے اطراف کو لوٹ لیا۔ اور کامیابی کے ساتھ اس پر قابض ہوگیا

سنہ ۲۶۰ھ میں یعقوب بن صفار اور حسن بن زید علوی سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی حسن بن زید کو ہزیمت ہوئی۔ یعقوب بن صفار نے طبرستان میں داخل ہو کے قبضہ کرلیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ اسی سنہ میں اہل موصل نے اپنے گورنر اذکرتکین بن اساتکین کو نکال باہر کیا۔ اساتکین[۱] نے اہل موصل کی سرکوبی کی غرض سے اسحاق بن ایوب کو بیس ہزار فوج کی جمعیت سے موصل کیجانب روانہ کیا اس مہم میں حمدان بن حمدون تغلبی بھی اسحاق کے ہمراہ تھا اہل موصل نے اسحاق کو بھی شہر میں گھسنے نہ دیا جنگ پر آمادہ ہوئے یحییٰ ابن سلیمان نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا مگر بالآخر اسحاق نے موصل پر قبضہ کر ہی لیا۔ اسی سنہ میں اعراب نے منجور والی حمص کو قتل کر ڈالا دربار خلافت سے بکتمر کو سند حکومت عطا ہوئی۔

اسی سنہ میں ابوالردینی عمر بن علی کو آذربیجان کی گورنری عنایت ہوئی اسوجہ سے کہ یہ مشہور ہوگیا تھا کہ علاء بن احمد ازدی والی آذربیجان بعارضہ فالج مبتلا ہوگیا ہے مگر جسوقت ابوالردینی آذربیجان کے قریب پہونچا علاء نے چارج دینے سے انکار کیا ایک دوسرے سے گتھ گیا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ علاء کو ہزیمت ہوئی اثنائے گیرودار میں مارا گیا ابوالردینی نے آذربیجان اور اسپر جو علاء چھوڑ گیا تھا قبضہ کرلیا جسکی تعداد دو کروڑ سات لاکھ درہم تھی اسی سنہ میں علی بن زید سپہ سالار کوفہ خبیث زنگیوں کے سردار کے ہاتھ مارا گیا۔

سنہ ۲۶۱ھ[۲] میں خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو علاوہ اُن صوبجات کے جو اسکے قبضہ میں تھے اہواز، بصرہ، بحرین اور یمامہ کی حکومت بھی عنایت کی پس اس نے عبدالرحمٰن بن مفلح کو ان صوبجات پر مامور کیا اور محمد بن واصل سے جنگ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ عبدالرحمٰن

۱؎ خلیفہ معتمد نے اساتکین کو موصل کی گورنری پر مامور کیا تھا اس نے ماہ جمادی الاول ۲۵۹ھ میں اپنے بیٹے اذکرتکین کو روانہ کیا تھا۔ تفصیل مطلوب ہو تو دیکھو ترجمہ تاریخ ہذا جلد ہفتم صفحہ ۲۲۷۔

۲؎ اسی سنہ میں امام فن حدیث ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری صاحب صحیح مسلم نے وفات پائی سنہ ۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۳۔

بن مفلح نے فارس میں پہونچکے محمد بن واصل سے لڑائی چھیڑدی مگر محمد بن واصل سے ہزیمت اُٹھا کے بھاگا اور قید کر لیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ موسیٰ بن بغا نے اس صوبہ کی آئے دن بغاوت سے گھبرا کے استعفا دیدیا تب اس صوبہ کی حکومت ابوالساج کو مرحمت ہوئی اور زنگیوں نے اہواز کو اسکے قبضہ سے نکال لیا اسی وجہ سے ابوالساج معزول کیا گیا اور بجائے اسکے ابراہیم بن سیما کو ان صوبجات کی سند گورنری عنایت ہوئی اور محمد بن اوس بلخی کو طریق خراسان کی راہ کی حفاظت سپرد کی گئی۔ یعقوب بن صفار نے حکومت کے ردوبدل سے فایدہ اُٹھانے کی کوشش کی سجستان سے فارس کی طرف قدم بڑھایا محمد بن واصل مزاحمت کی غرض سے آیا لیکن ناکام رہا یعقوب بن صفار نے فارس کو بھی لے لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

اِن واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے بعد اپنے بیٹے جعفر کے اپنے بھائی موفق کی ولیعہدی کی بیعت لی اور بصرہ کی جانب اس ہنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں موفق نے پہلے اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد کو جنگ زنگیان پر روانہ کیا بعد ازاں خود بھی چڑھائی کر دی اور اسی سنہ میں محمد بن زیدویہ۔ یعقوب بن صفار سے علیحدہ ہو کے ابن ابی الساج کے پاس اہواز چلا آیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ حسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو پھر خراسان کی گورنری مرحمت فرمائی جاوے۔ اور اسی سنہ میں نصر بن احمد بن سامان نے سمرقند اور ماوراءالنہر کو دبا لیا اور اپنی جانب سے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی حکومت پر مامور کیا۔ اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خضر بن احمد بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی گورنری عنایت کی۔ حسین بن زید طبرستان کی جانب واپس آیا اور یعقوب بن صفار کے ہمراہیوں اور عمال کو نکال دیا۔ شالوس کو جلا کے خاک و سیاہ کر دیا اور اہل شالوس کی جاگیروں اور زمینوں کو ضبط کرکے دیلم کو دیدیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے کسی مصلحت سے خراسان، رے، طبرستان اور جرجان کے محتاج

کو جمع کرکے یہ امر ظاہر کیا میں نے یعقوب بن صفار کو نہ تو خراسان کی گورنری دی ہے اور نہ اسنے میری مرضی سے کوئی کام کیا ہے میں اُس سے اور اُس کے کل فعلوں سے بری ہوں۔ اسی سنہ میں مساور خارجی نے یحییٰ بن جعفر کو (جو کہ صوبہ خراسان کے ایک شہر کا والی تھا) قتل کر ڈالا مسرور بلخی یہ خبر پا کے مساور خارجی کے تعاقب میں دوڑا موفق نے بھی مساور سے بدلہ لینے کی کوشش کی مگر دونوں ناکام رہے۔

سنہ ۲۶۲ھ میں موفق اور صفار سے لڑائی ہوئی زنگیوں نے بطیحہ اور دشت میسان پر قبضہ کر لیا۔ اور اہواز پر اپنی جانب سے ایک والی مقرر کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا مسرور بلخی (یہ خلیفہ معتمد کی جانب سے گورنر صوبہ اہواز تھا) نے احمد بن کیتونہ کو زنگیوں کے سر کرنے کو بھیجا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اور اسی سنہ میں احمد بن عبداللہ خجستانی نے خراسان میں بنو طاہر کی حکومت کو ملیامیٹ کر دیا اور بالآخر صفار نے خراسان پر قبضہ کر کے خجستانی کا کام بھی تمام کر دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اسی سنہ میں موفق اور ابن طولون (والی مصر) سے اَن بن ہو گئی موفق نے موسیٰ بن بغا کو ابن طولون کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ تقریباً ایک سال تک رقہ میں پڑا رہا کمی سامان اور قلت مال کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا عراق کو لوٹ آیا۔ اسی سنہ میں قطان والی موصل (مفلح کا ساتھی تھا) موصل سے دارالخلافہ کو آرہا تھا اثنائے راہ مقام رقہ میں اعراب نے مار ڈالا۔

سنہ ۲۶۳ھ میں یعقوب بن صفار نے اہواز پر قبضہ حاصل کر لیا اور مساور خارجی نے بوازیج میں وفات پائی جس وقت کہ بقصد عساکر شاہی اپنا لشکر مرتب کر کے بوازیج سے روانہ ہو چکا تھا خوارج نے بجائے اسکے ہارون بن عبداللہ بلخی کو امیر بنایا اس نے موصل اور مضافات موصل کو علم خلافت کے قبضہ سے نکال لیا اسی سنہ میں صفار کے لشکر کو ابن واصل پر فتحیابی حاصل ہوئی اور اُس نے اسکو گرفتار کر لیا۔ اور عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت (گھوڑے سے گر کے) مر گیا بعد اس کے حسین بن مخلد کو قلمدان وزارت سپرد ہوا موسیٰ بن بغا اندنوں

جنگ عرب میں گیا ہوا تھا جس وقت واپس آیا حسین بن مخلد اس کے خوف سے روپوش گیا تب بجائے اسکے سلیمان بن وہب کو عہدۂ وزارت عنایت ہو۔ اسی سنہ میں شرکب کے بھائی جمال نے نیشاپور کو حسین بن طاہر کے قبضہ سے نکال لیا حسین بن طاہر نیشاپور سے مرو چلا آیا ان دنوں مرو میں خوارزم شاہ تھا جو حسین کے بھائی محمد بن طاہر کا بہی خواہ اور اسکا آوردہ تھا اور اسی سنہ میں زنگیوں نے شہر واسط پر قبضہ کر لیا محمد بن مولد نے واسط کے باہر زنگیوں سے خوب خوب مقابلہ کیا لیکن انجام یہ ہوا کہ محمد بن مولد کو ہزیمت ہوئی اور زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ واسط میں داخل ہو کے قتل وغارت کو مباح کر دیا۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے اپنے وزیر سلیمان بن وہب کو معزول کر کے جیل میں ڈالدیا اور قلمدان وزارت حسین بن مخلد کے سپرد کر دیا موفق یہ خبر پاکے سفارش کرنے کو بغداد سے سامرا آیا عبداللہ بن سلیمان بھی اسکے ہمراہ تھا خلیفہ معتمد نے سفارش منظور نہ کی موفق کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی ناراض ہو کے جانب غربی چلا آیا اور لشکر آرائی میں مصروف ہوا پھر دونوں بھائیوں میں خط وکتابت کا سلسلہ شروع ہوا آخر الامر خلیفہ معتمد نے سلیمان بن وہب کو رہا کر دیا موفق اور اسکے ہمراہیوں مسرور اکیغلغ اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعتیں عنایت کیں سلیمان بن وہب بدستور ایوان وزارت میں رونق افروز ہوا حسین بن مخلد اور محمد بن صالح بن شیرزاد معہ اُن ارکین سلطنت کے جو سامرا میں معتمد کے ہمزبان اور ساتھ تھے موفق کے خوف سے موصل کیطرف بھاگ گئے موفق نے ابن ابی الاصبغ کو ان فراریوں کے مال واسباب کے ضبط کر لینے کا حکم دیا۔ اسی سنہ میں اماجور والی دمشق کا انتقال ہوا ابن طولون نے شام اور طرسوس کو بھی اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اسکے عامل سیما طویل کو مار ڈالا۔

سنہ ۲۶۵ھ میں مسرور بلخی کو اہواز کی سند حکومت عطا ہوئی شاہی لشکر سے زنگیوں کا لشکر شکست کھا کے بھاگا اسی سنہ میں یعقوب بن صفار اپنی عمر کے کل مرحلے طے کر کے راہی ملک عدم ہوا بجائے اسکے اسکا بھائی عمرو مسند حکومت پر جانشین ہوا موفق نے بھی

بجائے اسکے بھائی کے اسکو خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ، کرمان اور پولیس بغداد کی حکومت عنایت کی۔ اسی سنہ میں قاسم بن مہان نے دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف پر دفعۃً حملہ کرکے مارڈالا اِسکے پاداش میں دلف کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت نے قاسم کا کام تمام کر دیا تب اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز (دلف کا بھائی) مامور ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن مولد یعقوب صفار کی خدمت میں (قبل از وفات) حاضر ہوا یعقوب نے عزت افزائی کی مگر بغداد میں اسکا مال واسباب خلیفہ کے حکم سے ضبط کرلیا گیا۔ اسی سنہ میں موفق نے سلیمان بن وہب وزیر السلطنت اور اسکے بیٹے عبداللہ کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا نو لاکھ دینار جرمانہ دیکے ان دونوں نے اپنے کو قید سے رہا کرایا اور قلمدان وزارت موفق کے حکم سے ابوالصقر اسماعیل بن بلبل کے سپرد ہوا اسی سنہ میں موسیٰ بن اتامش، اسحاق بن کنداجق، اور فضل بن موسیٰ بن بغا نے سرکشی کی جسر بغداد سے عبور کرگئے موفق نے اِن کے بعد ہی صاعد بن مخلد کو روانہ کیا چنانچہ صرصر سے یہ سب واپس لائے گئے۔

سنہ ۲۶۶ھ میں زنگیوں نے رامہرمز پر قبضہ کرکیا اور اساتکین نے امیر رے کو نکال کے رے کو دبالیا پھر قزوین کیطرف بڑھا قزوین میں کیغلغ کا بھائی امیر تھا اسنے اساتکین سے مصالحت کرلی اور اسکے قبضہ اور حکومت کو تسلیم کرلیا۔ اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو، اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو، اور حرمین وطریق مکہ پر محمد بن ابی الساج کو مقرر کیا اور موفق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی سند حکومت عنایت کی۔ پس اِس نے اپنی طرف سے دیار ربیعہ پر موسیٰ بن اتامش کو متعین کیا۔ اسحاق بن کنداجق کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی احمد بن موسیٰ کے لشکر سے علیحدہ ہوکے شہر میں چلا آیا اور چند لوگوں کو فراہم کرکے اکراد یعقوبیہ پر حملہ کر دیا اور انکو ہزیمت دیکے ابن مساور خارجی سے جا بھڑا۔ اور اسکو قتل کرکے موصل کیطرف کوچ کر دیا۔ موصل کے قریب پہونچکے اہل موصل سے خراج طلب کیا ہنوز دینے کی

نوبت نہ آئی تھی کہ علی بن داؤد والی موصل کو اس کی خبر لگ گئی یہ ان دنوں علثایا میں تھا لشکر
مرتب کر کے مع اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کے بقصد مزاحمت وجنگ آپہونچا
ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر علی ابن داؤد کو شکست ہوئی اور
خلیفہ معتمد نے اسحاق بن کنداجق کو صوبہ موصل کی سند حکومت عنایت کر دی ان سب واقعات
کو اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں۔ اسی سنہ میں اہل حمص نے اپنے گورنر عیسیٰ کرخی کو
قتل کر ڈالا۔ اور مابین لولو (ابن طولون کے غلام) اور موسیٰ بن اتامش کے مقام راس عین
میں لڑائی ہوئی لولو نے موسیٰ بن اتامش کو گرفتار کر کے رقہ بھیج دیا بعد ازاں احمد بن موسیٰ
سے مڈبھیڑ ہوئی اور لولو کو ہزیمت ہوئی احمد بن موسیٰ کی فوج نے لولو کے کیمپ پر پہونچ کے
قبضہ کر لیا اور جب فتحمند گروہ لوٹنے میں مصروف ہوا تو لولو نے پلٹ کر حملہ کر دیا احمد بن
موسیٰ کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی قرقیسیا میں جا کے دم لیا اور پھر قرقیسیا سے نکل کے بغداد
اور سامرا کی جانب روانہ ہو گئی۔ اسی سنہ میں احمد بن عبد العزیز اور بکتمر سے معرکہ آرائی ہوئی
بکتمر شکست کھا کے بغداد بھاگ گیا۔ اسی سنہ میں خجستانی نے حسن بن زید پر جرجان میں حملہ
کیا۔ حسن بن زید شکست کھا کے آمد چلا گیا اور خجستانی نے کامیابی کے ساتھ جرجان اور اطراف
طبرستان پر قبضہ کر لیا جس وقت حسن بن زید طبرستان سے جرجان کو جا رہا تھا اس وقت انتظاماً
ساریہ پر حسن بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ عقیقی بن حسین اصغر بن زین العابدین کو مقرر کر گیا تھا
اتفاق وقت سے جب حسن بن زید کو ہزیمت ہوئی تو حسن بن محمد والی ساریہ نے یہ ظاہر کر کے
کہ حسن بن زید مارا گیا اپنی حکومت وخلافت کی بیعت لوگوں سے لینے کی کوشش کی چنانچہ
ایک گروہ نے بیعت کر لی اس اثناء میں حسن بن زید آپہونچا دونوں میں لڑائی ہوئی بالآخر
حسن بن زید نے اپنے باغی گورنر کو شکست دیکے مار ڈالا۔ اسی سنہ میں خجستانی نے نیشاپور
کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اسکے عمّال اور ہوا خواہوں کو نیشاپور سے جلاوطن
کر دیا۔ اسی سنہ کے ماہ صفر میں خبیث (زنگیوں کے سردار) پر فوج کشی کی ایک مدت دراز تک

محاصرہ کیئے رہا تاآنکہ اسکے شہر کو تاخت و تاراج کر کے نصف سنہ ۲۶۶ھ میں اسکا بھی کام تمام کر دیا۔ اسی سنہ میں مابین بنی حسن (علویہ) اور بنی جعفر (جعفریہ) کے مدینہ منورہ میں لڑائی ہوئی

سنہ ۲۶۷ھ میں خوارج میں نااتفاقی پیدا ہوگئی آپس ہی میں مقام موصل میں ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ اسی سنہ میں سلطان محمد بن عبداللہ بن طاہر معہ اپنے خاندان کے ایک گروہ کے قید کر لیا گیا الزام یہ لگایا گیا کہ اس نے بوقت جنگ خجستانی و عمرو بن لیث خجستانی اور حسین بن طاہر سے خفیہ راہ و رسم اور خط و کتابت کرتا تھا خلیفہ معتمد نے یہ سنتے ہی گرفتاری کا حکم دیدیا۔ اسی سنہ میں کیغلغ ترکی اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف سے لڑائی ہوئی۔ احمد بن عبدالعزیز نے شکست فاش کھائی اور کیغلغ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا بعد اسکے احمد بن عبدالعزیز نے پھر لشکر مرتب کر کے ہمدان پر چڑھائی کی اس واقعہ میں کیغلغ کو شکست ملی بھاگ کے صیمرہ پہونچا اور احمد بن عبدالعزیز بدستور سابق ہمدان پر قابض و متصرف ہوگیا۔ اسی سنہ میں خجستانی نے محمد بن طاہر کا نام خطبہ سے نکال دیا اور بعد خلیفہ معتمد کے اپنے نام کو داخل کیا۔ اور اپنے ہی نام کا سکہ بھی چلایا اور بقصد عراق، خراسان سے روانہ ہو کے رے تک پہونچا اہل رے نے راستہ نہ دیا لوٹ گیا۔ اسی سنہ میں ابوالساج کے ہمراہیوں نے ہیثم عجلی والی کوفہ سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی اور اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ ابوالعباس بن موفق نے اسی سنہ میں اُن قبایل عرب بنو تمیم ما بین دجلتین کی سرکوبی جو بوقت جنگ زنگیوں کو رسد پہونچاتے تھے جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

سنہ ۲۶۸ھ میں خجستانی کے زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔ اس کے لشکری اور ارکین حکومت رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا ایک نامور سپہ سالار تھا) کیطرف مایل اور اسکے مطیع ہوگئے چنانچہ اس نے بلاد خراسان اور خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ میں محمد بن لیث والی فارس نے اپنے بھائی عمرو بن لیث سے مخالفت کی عمرو بن لیث نے فوجکشی کر دی محمد بن لیث کو ہزیمت ہوئی عمرو بن لیث نے اسکے لشکرگاہ کو لوٹ کے اصطخر و شیراز پر

قبضہ کرلیا اور ایک دستہ فوج کو محمد بن لیث کے تعاقب پر روانہ کیا چنانچہ گرفتار ہو آیا اور قید کر دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں اذکرتکین بن اساتکین اور احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف سے جنگ ہو گئی جس میں اذکرتکین فتحیاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ قم پر قبضہ کرلیا۔ اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے محمد بن عبید اللہ کردی کی گرفتاری پر ایک سپہ سالار کو مامور کیا۔ لولؤ نے اسی سنہ میں اپنے آقا احمد بن طولون سے مخالفت کی اور اس سے منحرف ہو کے موفق کے پاس چلا گیا اور موفق کے ساتھ ہو کے زنگیوں سے معرکہ آرائی کی۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد اپنے بھائی موفق سے کشیدہ خاطر اور اس پر غضبناک ہو کے ابن طولون کی طرف مصر کو روانہ ہوا موفق نے اسحاق بن کنداجق والی موصل کو لکھ بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ معتمد کو مصر نہ جانے دو دار الخلافت کی طرف واپس کر دو۔ اسحاق اس حکم کی تعمیل کی غرض سے اپنے آخری حدود حکومت تک گیا اور بحکمت عملی اُن سپہ سالاروں کو جو خلافت پناہی کے ہمراہ تھے گرفتار کر کے خلافت مآب کو سامرا کی جانب لوٹا لایا۔ اسی سنہ میں عوام الناس نے اپنے امیر ابراہیم خلیجی پر بغداد میں اس حیلہ سے حملہ کر دیا کہ ابراہیم کے ایک غلام نے ایک عورت کو نشانہ تیر اجل بنا دیا اہل بغداد نے ابراہیم خلیجی سے اسکی شکایت و فریاد کی ابراہیم نے کچھ سماعت نہ کی عوام الناس کو اس سے اشتعال پیدا ہوا سب کے سب پہلے اس غلام پر ٹوٹ پڑے اور اسکو قتل کر کے آگے بڑھے ابراہیم کے مکان کو لوٹ لیا اس کے ہمراہیوں اور مصاحبوں میں سے جو سامنے آگیا مار ڈالا گیا ابراہیم بخوف جان موقع پا کے بھاگ گیا تب محمد بن عبید اللہ بن طاہر نائب بغداد سوار ہو کے عوام الناس کے مجمع کی طرف آیا یہ شخص ہر دل عزیز اور نہایت نیک تھا لوگوں کو سمجھا کے جو اسباب وغیرہ ان لوگوں نے لوٹ لیا تھا اسکو واپس کر لیا اور ہنگامہ کو فرو کر دیا۔ اسی سنہ میں خلف (ابن طولون کا ایک مصاحب) ثغور شامیہ پر حملہ آور ہوا طرسوس کو بازمار رد طرسوس کے قبضہ سے نکال کے قید کر لیا۔ اہل طرسوس کو یہ امر

تاگوار گذرا مجتمع ہو کے خلعت پر حملہ کر دیا اور بازمار والی طرسوس کو اسکے قید سے چھوڑا لیا خلعت بھاگ کے ابن طولون کے پاس پہونچا۔ ابن طولون نے چڑھائی کر دی چونکہ اہل طرسوس نے ابن طولون کے یلغار پہونچنے سے پیشتر اپنے شہر کی حفاظت پوری پوری کر لی تھی ناکامی کے ساتھ حمص لوٹ آیا۔ پھر حمص سے دمشق چلا آیا۔ اسی سنہ میں مابین علویین اور جعفریین سرزمین حجاز میں لڑائی ہوئی آٹھ آدمی جعفریوں کے مارے گئے والی مدینہ (فضل بن عباس عباسی) اسنے بیچ بچاؤ کرنے کی کوشش کی دونوں گروہ اس پر ٹوٹ پڑے بھزار وقت وخرابی بسیار اسنے اپنے کو انکے ہاتھوں سے بچایا۔ اسی سنہ میں ہارون بن موفق نے اپنی طرف سے ابی الساج کو انبار و رحبہ اور طریق فرات پر مامور کیا محمد بن احمد کوفہ اور سواد کوفہ پر مقرر کیا گیا محمد بن ہیثم والی کوفہ نے چارج دینے سے انکار کیا دونوں میں جنگ کی ٹھہر گئی آخرالامر ابن ہیثم بھاگ گیا اور محمد بن احمد فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے کوفہ میں داخل ہو گیا۔ اسی سنہ میں عیسیٰ ابن شیخ شیبانی والی ارمینیہ و دیار بکر نے داعی اجل کو لبیک پکارا اور جان بحق تسلیم کر دی۔ اسی سنہ میں موفق اور ابن طولون کی ناصافی حد سے زیادہ متجاوز ہو گئی۔ خلیفہ معتمد نے دارالعوام میں اور ممبروں پر علانیہ ابن طولون کے لعن کا حکم صادر فرمایا۔ اسحاق بن کنداجق کو ابن طولون کے صوبہ کی حدود افریقیہ اور دستہ فوج جان نثاران حکومت عنایت کی۔ ابن طولون نے بھی موفق کا نام خطبہ اور سرنامہ سے نکال ڈالا۔ اسی سنہ میں ابن طولون نے ایک خونریز جنگ کے بعد رحبہ پر قبضہ کر لیا مالک بن طوق والی رحبہ شام کی طرف بھاگ گیا پھر شام سے ابن شماخ کے پاس مقام قرقیسیا چلا گیا۔

سنہ ۲۷۰ھ میں خبیث (زنگیوں کا سردار) مارا گیا اس کے مرنے سے اسکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ حسن بن زید علوی والی طبرستان نے بھی وفات پائی بجائے اسکے اس کا بھائی محمد جانشین ہوا۔ احمد بن طولون والی مصر بھی راہی ملک عدم ہوا اس کا بیٹا خمارویہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اسحاق بن کنداجق (یہ خلیفہ کی طرف سے

موصل کا گورنر تھا) نے ابن عباس عامل رقہ ثغور اور عواصم پر (جو ابن طولون کی جانب سے ان بلاد کا والی تھا) فوج کشی کی دونوں میں بہت بڑی لڑائی ہوئی۔

سنہ ۲۷۱ھ میں مابین محمد و علی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مقام مدینہ منورہ میں چل گئی دونوں نے باہم لڑ کے اپنے خاندان کے ایک گروہ کا کام تمام کر دیا لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا ایک مہینہ تک اس ہنگامہ کے بدولت مسجد نبوی صلعم میں جمعہ نہ ہونے پایا۔ اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث والی خراسان کو معزول کیا احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف سے مقام اصفہان میں معرکہ آرائی ہوئی بالآخر عمرو بن لیث کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ خمارویہ نے اسی سنہ میں شام کو ابوالعباس ابن موفق کے قبضہ سے دوبارہ واپس لیا۔ ابن موفق بھاگ کے طرسوس پہونچا جیسا کہ ہم اسکو اوپر بالتفصیل بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں دربار خلافت سے احمد بن محمد طائی کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی سند حکومت عطا ہوئی۔ ان دنوں مکہ معظمہ کا والی یوسف بن ابی الساج تھا طائی کی طرف سے بدر (طائی کا غلام) امیر الحجاج ہو کے وارد مکہ معظمہ ہوا یوسف نے مسجد الحرام کے دروازہ پر بدر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کو گرفتار کر لیا لشکریوں اور حجاج نے یوسف پر حملہ کر دیا اور بدر کو قید سے رہا کرا کے یوسف کو گرفتار کر کے بغداد بھیجدیا۔

سنہ ۲۷۲ھ کے نصف اول میں اذکرتکین محمد بن زید علوی کے قبضہ سے بزور تیغ نکال لیا اذکرتکین چار ہزار فوج کی جمعیت سے قزوین سے آیا تھا اور محمد بن زید علوی طبرستان سے دیلم کا ایک عظیم الشان لشکر لیکے آیا ہوا تھا دونوں میں بہت بڑا معرکہ ہوا محمد بن زید کے ہمراہیوں میں سے چھ ہزار آدمی کھیت رہے اور اذکرتکین کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی سنہ میں اہل طرسوس نے ابوالعباس بن موفق کو طرسوس سے بغداد کیجانب نکال دیا اور بازمار کو اپنا امیر بنایا۔ سلیمان بن وہب وزیر السلطنت نے موفق کے قید میں وفات پائی حمدان بن حمدون اور ہارون شہر موصل میں داخل ہوئے۔ صاعد بن مخلد وزیر بفارس

واسط میں واپس آیا موفق کے حکم سے سپہ سالاران لشکر اور اعیان دولت نے اسکا استقبال کیا۔ پیادہ پا اسکے ساتھ ساتھ شہر میں آئے دست بوسی کی اور یہ بوجہ نخوت وتکبر کسی سے مخاطب نہوتا تھا اور نہ کسی سے کچھ بولتا تھا۔ اسکے بعد ہی موفق نے اسکو مع اسکے ہمراہیوں اور اہل وعیال کے گرفتار کر لیا مکانات لٹوا لئے بغداد میں حکم بھیجدیا کہ اسکے بیٹے ابو عیسیٰ وصالح اور بھائی عبدون گرفتار کر لیا جاے۔ بجاے اسکے عہدہ کتابت (سکرٹری شپ) پر ابو الصقر اسماعیل بن بلبل کو مامور فرمایا۔ اور تنہا اسکی کتابت پر اکتفا کیا۔ بنو شیبان نے اسی سنہ میں موصل اور اطراف موصل کو تاخت وتاراج کیا۔ ہارون خارجی نے بنو شیبان کے مقابلہ کرنے کے قصد سے فوجیں فراہم کیں اپنے دوستوں اور ہمدردوں کو کمک بھیجنے کو لکھا چنانچہ احمد بن حمدون تغلبی ایک فوج لیکے آپہونچا سب کے سب مجتمع ہو کے موصل کیجانب روانہ ہوئے دجلہ کو شرقی جانب سے عبور کر کے نہر خاور کی طرف بڑھے دونوں فریق کا اسی نہر پر مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ میں ہارون کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی اہل نینوی جلا وطن ہو کے نکل گئے۔

۲۷۱ھ میں اسحاق بن کنداجق اور محمد ابن ابی الساج میں چخ چل گئی۔ محمد بن ابی الساج ابن طولون سے جا ملا۔ جزیرہ وموصل پر مستولی ہو کے ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھا اور شرات سے نبرد آزمائی کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسی سنہ میں موفق نے لولو (ابن طولون کا غلام تھا اور موفق سے آملا تھا) کو گرفتار کر لیا چار لاکھ دینار جرمانہ وصول کئے اسی زمانہ سے لولو کا زمانہ ادبار اور انحطاط شروع ہوا تا آنکہ اپنے ولی نعمت قدیم ابن طولون کے بیٹے ہارون بن خمارویہ کے پاس پھر مصر واپس آیا۔

۲۷۴ھ میں موفق نے فارس کا قصد کیا اور اسکو عمرو بن لیث کے قبضہ سے

نکال لیا عمرو کرمان وسجستان کی طرف لوٹ آیا اور موفق بغداد کیجانب۔

۲۷۵ھ میں ابن ابی الساج نے خمارویہ کی اطاعت سے انحراف کیا خمارویہ نے گوشمالی کی غرض سے فوجکشی کردی دونوں میں گھمسان لڑائی ہوئی آخرکار ابن ابی الساج ہزیمت اٹھاکے موصل کیجانب بھاگا خمارویہ نے شام پر قبضہ کرکے تعاقب کیا ابن ابی الساج نے حدیثہ میں پہنچکے دم لیا اور وہیں مقیم رہا یہانتک کہ خمارویہ نے مراجعت کی۔ اسحاق بن کنداجق اس موقع کو مناسب تصور کرکے خمارویہ سے آملا خمارویہ نے ایک لشکر معہ چند سپہ سالاروں کے اسحاق کے ہمراہ بغرض تعاقب وگرفتاری ابن ابی الساج روانہ کیا۔ ہنوز اسحاق عبور کے تہیہ میں کشتیوں کو فراہم کررہا تھا کہ ابن ابی الساج اسکے آنے سے مطلع ہوکے موصل کیجانب روانہ ہوگیا۔ اسحاق نے یہ خبر پاکے تعاقب کیا مقام قصر حرب میں دونوں سے جنگ کی ٹھہر گئی اگرچہ اسحاق کے رکاب میں ایک عظیم الشان وکثیر التعداد فوج تھی مگر پھر بھی ہزیمت ہوئی رقہ تک ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق سے شام تک اسحاق کے تعاقب میں بڑھ جانے کی اجازت طلب کی اس اثناء میں خمارویہ کی طرف سے ایک فوج اسحاق کی کمک پر آگئی حدود شام میں دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی جس میں ابن ابی الساج کو ہزیمت ملی۔ بھاگ کے موفق کے پاس چلا آیا۔ اسحاق نے دیار ربیعہ ودیار مضر پر قبضہ کرلیا جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔ اسی سنہ میں احمد بن محمد طائی نے کوفہ سے بقصد جنگ فارس عبدی فوجکشی کی طائی دربار خلافت کی طرف سے کوفہ سواد کوفہ خراسان، سامرا، شرطہ بغداد، محکمہ مال بادرویا اور قطربل کا والی تھا فارس عبدی کے مقابلہ میں اسکو شکست ہوئی۔ اسی[1] شکست کے بعد موفق نے طائی کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا اور اسکے کل مال واسباب کو ضبط کرلیا۔ اسی سنہ میں موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو سزائے قید تجویز

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۳۔

کی۔ رافع بن ہرثمہ نے جرجان کو محمد بن زید کے قبضہ سے نکال لیا استرآباد کا دو برس تک محاصرہ کئے رہا محمد نے ۲۷۵ھ میں ساریہ اور طبرستان سے ایک فوج فراہم کر کے استرآباد کے بچانے کو روانہ کی۔ رستم بن قارن امن حاصل کر کے طبرستان سے رافع کے پاس چلا آیا اور علی بن لیث کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی اسکو مع اسکے دونوں بیٹوں معدل ولیث کے اسکے بھائی نے کرمان میں قید کر دیا تھا اسی زمانہ میں رافع نے محمد بن ہارون کو شالوس کیجانب روانہ کیا علی بن کافی امن حاصل کر کے محمد بن ہارون سے آملا محمد بن زید نے یہ خبر پاکے ان دونوں پر محاصرہ ڈالدیا رافع کو اسکی اطلاع ہوئی لشکر آراستہ کر کے فوراً کوچ کر دیا محمد بن زید یہ سُنکے ملک دیلم بھاگ گیا قزوین تک رافع نے تعاقب کیا اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو قزوین کو تاخت و تاراج کر کے رے کو لوٹ آیا۔

۲۷۶ھ میں خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے خوش ہو گیا، سند حکومت عنایت کی اور اسکے نام کو پھریروں اور ڈھالوں پر کندہ کرایا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد پر عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو مامور کیا بعد چندے اس نے سرتابی کی تو عمرو بن لیث نے اسکو معزول کر دیا۔ اسی سنہ میں موفق نے بقصد اتکوتکین وجنگ احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف جبل کا قصد کیا جیسا کہ ان واقعات کا اوپر ذکر ہو چکا۔ اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو اذربیجان کو سند حکومت عطا کی عبد اللہ بن حسین والی مراغہ نے راستہ نہ دیا لڑائی ہوئی ابن ابی الساج نے پہلے ہی حملہ میں شکست دیدی اور باوجود کامیابی کے عبد اللہ کو بدستور بحال رکھا۔ ہارون خارجی نے اسی سنہ میں حدیثہ سے موصل پر چڑھائی کی اہل موصل نے معذرت کی اور گردن اطاعت جھکادی ہارون کے دل میں رحم آگیا جنگ موصل سے دست کش ہو گیا۔

۲۷۷ھ میں چونکہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار، پانچسو خلعتیں، پانچسو خز کی چادریں

اور بیشمار آلات حرب بازمار والی طرسوس کے پاس بطور تحفہ کے بھیجدیئے تھے اسوجہ سے بازمار نے خطبہ میں خمارویہ کے نام کو دعا کے ساتھ پڑھ دیا۔ بعدازاں جب خمارویہ کو بذرایع معتبرہ اسکی خبر لگی تو پچاس ہزار دینار اور بھیجدیئے۔

۲۷۸ھ میں موفق کی وفات وقوع میں آئی۔ بجائے اسکے معتضد کی ولیعہدی کی بیعت لیگئی۔ قرامطہ کا ظہور بھی اسی سنہ میں ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

۲۷۹ھ میں خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہدی سے معزول کیکے یہ اعلان کردیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارث سریر خلافت ہوگا۔ اسی سنہ میں خوارج و اہل موصل و بنی شیبان سے لڑائی ہوئی بنی شیبان کا پیشوا ہارون بن سیما تھا اسکو محمد بن اسحاق بن کنداج نے امیر موصل مقرر کرکے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے اسکو موصل میں امارت کی کرسی پر بیٹھنے نہ دیا تب ہاروں نے بنی شیبان سے راہ ورسم پیدا کی اور ان کے ساتھ ہوکے موصل پر حملہ آور ہوا اہل موصل نے ہارون خارجی اور حمدان بن حمدون کی پشت گرمی سے مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی ایک خونریز جنگ کے بعد بنی شیبان نے انکو ہزیمت دیدی۔ اس واقعہ سے اہل موصل کے دلوں پر ہارون بن سیما کے خوف کا سکہ بیٹھ گیا چند امرار کو بغداد کیجانب والی مقرر کرانے کے لئے روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے محمد بن یحییٰ مجروح کو جو راہ کی محافظت پر مامور تھا حکومت موصل کی سند عنایت کی پس یہ ایک مدت تک موصل کی حکومت پر رہا بعدازاں اسکو معزول کرکے علی بن داؤد کردی کو موصل کی گورنری مرحمت ہوئی۔

خلافت معتضد خلیفہ معتمد علی اللہ ابو العباس احمد بن متوکل نے اپنی خلافت کے تیئسویں برس جبکہ ماہ رجب ۲۷۹ھ کے ختم ہونے کو دس راتیں باقی رہ گئیں تھیں وفات پائی سامرا میں مدفون ہوا۔

یہ پہلا خلیفہ ہے کہ جس نے پھر بغداد کو اپنا دارالخلافۃ بنایا اس نے تمام زمانہ

خلافت کو نہایت مجبوری اور مغلوبیت کے ساتھ ختم کیا اسکا بھائی موفق اس پر حاوی تھا کسی کام میں کچھ دخل نہ دیسکتا تھا گورنروں کی تقرری و تنزلی اور کل احکامات موفق کے جاری و ساری تھے معتمد نام کا خلیفہ تھا اور درحقیقت موفق خلافت کر رہا تھا جس وقت ۲۷۸ھ میں موفق کا انتقال ہوگیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بجائے اسکے اسکا بیٹا ابوالعباس احمد معتضد باللہ ولیعہدی کی کرسی پر جانشین ہوا۔ اس نے بھی معتمد کے اثر حکومت کو وسیع نہ ہونے دیا اپنے باپ کی طرح ہر کام میں پیش پیش رہا پہلے تو خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولیعہدی میں معتضد پر مقدم کیا تھا مگر چند سے جعفر کو معزول کر کے تمام ممالک محروسہ و بلاد اسلامیہ میں یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارث سریر خلافت ہوگا۔

اس واقعہ کے بعد خلیفہ معتمد کی وفات ہوئی انتقال کے دوسرے دن امراء لشکر اور اعیان دولت نے معتضد کے خلافت کی بیعت کی۔

خلیفہ معتضد نے سریر خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے غلام بدر تامی کو پولیس کی افسری دی، عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور محمد بن شاری بن ملک کو دستہ فوج جان نثاران پر مامور فرمایا۔

خلیفہ معتضد کے شروع زمانہ خلافت میں عمرو بن لیث کا وفد (ڈیپوٹیشن) آیا اور عمرو بن لیث کی طرف سے ہدایا و تحائف پیش کئے اور حکومت خراسان کی درخواست کی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کے نام سند گورنری لکھ دی خلعت اور لواء روانہ کیا۔

شروع ہی زمانہ خلافت خلیفہ معتضد میں نصر بن احمد سامانی راہی ملک عدم ہوا اور اُسکا بھائی اسماعیل ماوراء النہر پر حکمرانی کرنے لگا۔

قتل رافع رافع بن ہرثمہ والی خراسان نے شاہی املاک پر جو رے میں تھے قبضہ کر لیا تھا خلیفہ معتضد نے سریر خلافت پر متمکن ہونے کے بعد رافع کو لکھ بھیجا کہ

شاہی املاک سے دست کش ہو جاؤ اور قبضہ و تصرف کو اٹھا لو رافع نے کچھ خیال نہ کیا خلیفہ معتضد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام ایک فرمان مشعر اخراج رافع روانہ کیا چنانچہ احمد بن عبدالعزیز نے رافع بن لیث کو لڑ کر رے سے نکال دیا۔

رافع بن لیث اس ہزیمت کے بعد جرجان کی طرف چلا گیا ۲۸۳ھ میں نیشاپور پہنچا عمرو سے اور اس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر رافع شکست کھا کے ابیورد کی طرف بھاگا اثناء گیرودار میں عمرو نے اپنے برادر زادگان معدل و لیث پسران علی بن لیث کو اس کے پنجہ ظلم سے چھوڑا لیا ان دونوں کا تذکرہ اس سے پیشتر اوپر ہو چکا ہے۔ بعد اسکے رافع نے ہرات کی طرف کوچ کیا عمرو کو اسکی خبر لگ گئی سرخس میں پہنچکے ناکہ بندی کرلی رافع یہ خبر پاکے تنگ و دشوار گذار راہوں سے نیشاپور کو لوٹا عمرو بھی سرخس سے نیشاپور آرہا دونوں میں گھما گھمی کی لڑائی ہوئی اثناء جنگ میں رافع کے بعض سپہ سالاروں نے عمرو سے سازش کرلی اور رافع سے علیحدہ ہو کے عمرو سے جا ملے اس سے رافع کو سخت نقصان اٹھانا پڑا شکست کھا کے بھاگا۔ چونکہ محمد بن زید نے کسی زمانہ میں رافع سے امداد کا وعدہ کیا تھا مایوسی اور پے در پے ناکامی و شکست کے بعد محمد بن زید کا خیال آگیا فوراً اپنے بھائی محمد بن ہرثمہ کو روانہ کیا مگر محمد بن زید نے ایفاء وعدہ نہ کیا اس اثناء میں رافع کے مصاحبین، احباب اور غلاموں نے ترک رفاقت کی۔ محمد بن ہارون بھی علیحدہ ہو کے احمد بن اسماعیل کے پاس بخارہ چلا گیا۔ رافع مع معدودے چند سپاہیوں اور مال و اسباب و آلات حرب کے خوارزم کا راستہ لیا خوارزم شاہ کو خبر لگ گئی اپنے گورنر ابو سعید درغانی کو لکھ بھیجا کہ "یہ شکار اچھا ہے جسطرح ممکن ہو دم پٹی دیکے میرے پاس لاؤ" چنانچہ ابو سعید نے رافع کو نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا خلوص و محبت ظاہر کی اور حالت غفلت میں سر اتار کے عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیجدیا یہ واقعہ شوال

سنہ ۲۸۳ھ کا ہے۔

خوارج موصل کے حالات

خوارج موصل کے حالات ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ انلوگوں نے بعد مساور کے ہارون شاری کو اپنا امیر بنا لیا تھا جیسا کہ ان خوارج کے حالات تم اوپر پڑھ آئے ہو بعد اسکے سنہ ۲۸۳ھ میں بنی زہیر سے محمد[۱] بن عبادہ معروف بہ ابی جوزہ نے قبراثا بقعار سے ہارون کی مخالفت پر کمر ہمت باندھی۔ ابی جوزہ ایک غریب و مفلس شخص تھا نہایت عسرت و تنگی سے بسر اوقات کرتا اسکے اور اسکے بیٹوں کی گذر اوقات اس پر منحصر تھی کہ جنگل سے لکڑیاں چن لاتے اور شہر میں انکو فروخت کرکے اپنا پیٹ بھرتے تھے غرض اسکے وسایل معاش اسی قسم کے تھے مگر دینداری اور زہد کو خوب ظاہر کرتا تھا رفتہ رفتہ لوگوں کا میلان اسکی جانب ہوا اس نے لوگوں کو مجتمع کرکے ایک گروہ قائم کرلیا اور ان پر حکمرانی کرنے لگا تھوڑے دنوں بعد قرب و جوار کے دیہاتی و قصباتی بھی اسکے پاس آنے جانے لگے جس سے قوت بڑھ گئی پھر کیا تھا ہاتھ پاؤں نکالے صوبہ موصل کا زکوۃ و عشر وصول کرلیا۔ مال و اسباب اور جن چیزوں سے اسکو مدد مل سکتی تھی انکی حفاظت کی غرض سے سنجار کے قریب قلعہ بھی تعمیر کرلیا اور اسمیں اپنے بیٹے ابو ہلال کو ڈیڑھ سو آدمیوں کی جمعیت سے ٹھہرایا۔ ہاروں شاری کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو مجتمع کرکے مشورہ کیا اور انکی اتفاق رائے سے قلعہ کو جا گھیرا۔ ان دنوں ابو جوزہ قبراثا میں تھا قلعہ کا محاصرہ نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے کیا گیا ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کرلی گئی آمد و رفت قطعاً مسدود کردی گئی تھوڑے ہی دنوں میں قلعہ کے مفتوح ہونے کے آثار نمایاں ہوگئے۔ قبیلہ بنو تغلب کے کچھ لوگ ہاروں کے ہمراہ تھے جب انھوں نے اس امر کا احساس کرلیا کہ قلعہ عنقریب مفتوح ہوا چاہتا ہے تو قلعہ میں جسقدر بنی زہیر تھے ان کو

---

[۱] یہ بھی خارجی المذہب تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۴۔

امن و یدی مگراماں وہیں نے پیشتر ابو ہلال کا معہ چند آدمیوں کے کام تمام کردیا گیا تھا ہارون نے کامیابی کے ساتھ قلعہ پر قبضہ حاصل کرکے ابوجوزہ کی طرف قدم بڑھایا فریقین نے مقام قبراثا میں صف آرائی کی۔ پہلے حملہ میں تو ہارون کو شکست ہوئی مگر پھر پلٹ کے ایسا پُرزور حملہ کیا کہ ابوجوزہ کے قدم میدان جنگ سے ڈگ گئے۔ ہزیمت اُٹھا کے کمال ابتری سے بھاگا ایک ہزار چار سو آدمی کھیت رہے ہارون نے اِس کے لشکرگاہ پر پہونچکے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑدیا اور اسکے مال و اسباب کو اپنے لشکریوں پر تقسیم کردیا۔

ابوجوزہ اس ہزیمت فاش کے بعد آمد پہونچا احمد بن عیسےٰ بن شیخ والی آمد سے ہم نبرد ہوا انجام یہ ہوا کہ احمد نے ابوجوزہ کو گرفتار کرکے دربار خلافت میں بھیجدیا۔ خلیفہ معتضد نے اسکی کھال کھچوالی مرگیا۔

خلیفہ معتضد اور بنی شیبان (ماہ صفر) ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے دارالخلافۃ بغداد سے بقصد بنی شیبان سرزمین جزیرہ کی جانب کوچ کیا بنی شیبان موکب ہمایوں کی آمد کی خبر پاکے مرعوب ہو کے روپوش ہو گئے خلیفہ معتضد نے قریب سن بادیہ نشینان عرب کے ایک گروہ پر جو ن دھاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے حملہ کیا اور ان کو زیروزبر کرکے موصل کیجانب مراجعت کی اس واقعہ سے بنی شیبان بیحد خائف ہوئے اظہار اطاعت کی غرض سے نقد و جنس فراہم کرکے خلافت مآب کے خدمت میں حاضر ہوئے معذرت کی اور بطور فعل ضمانی کے چند لوگوں کو حوالہ کیا خلیفہ نے اِن کی درخواست منظور کرلی۔ لشکریوں کو دارالخلافت کی جانب مراجعت کا حکم دیا اور بغداد میں پہونچکے احمد بن عیسےٰ بن شیخ کے نام فرمان روانہ کیا کہ آمد میں جسقدر ابن کنداجق کا مال و اسباب تمہارے ہاتھ آیا ہو بارگاہ خلافت میں بھیجدو چنانچہ احمد نے وہ سب مال و اسباب اور تحائف و ہدایا کثیرہ

روانہ کردیا

ماردین پر قبضہ چونکہ حمدان بن حمدون کی نسبت یہ پرچہ گذر رہا تھا کہ یہ ہارون شاری خارجی کیطرف مائل ہو گیا ہے اور اسکے ہواخواہوں میں اپنے کو داخل کر دیا ہے اس وجہ سے ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے بغداد سے پھر کوچ کیا بادیہ نشینان بنی تغلب مجتمع ہو کے مقابلہ پر آئے پہلے ہی معرکہ میں منہ کی کھا کے بھاگے ایک گروہ کثیر کھیت رہا بہت سے زاب میں ڈوب کر مر گئے خلیفہ معتضد نے موصل کا قصد کیا اس عرصہ میں یہ خبر لگی کہ حمدان ماردین چھوڑ کے بھاگ گیا ہے اور اپنے بیٹے کو قلعہ میں ٹھہرا گیا ہے خلیفہ معتضد نے اسی وقت ماردین پر دھاوا کر دیا تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن خلیفہ معتضد سوار ہو کے دروازہ قلعہ پر گیا اور ابن حمدان کو آواز بلند سے پکار کے دروازہ کھولنے کو کہا ابن حمدان پر ایسا خوف غالب ہوا کہ اس سے کچھ بن نہ پڑا دروازہ کھول دیا خلیفہ معتضد نے لشکریوں کو حکم دیا کہ جو کچھ قلعہ میں ہو اس کو باہر نکال لو اور قلعہ کو منہدم کر دو۔ باقی رہا حمدان اسکی گرفتاری اور اسکے مال و اسباب کے ضبط کرنے کو ایک دستہ فوج مامور کر کے بغداد کی جانب مراجعت فرمائی۔

جبل و اصفہان کی گورنری ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی (مکتفی) کو رے قزوین، زنجان، ابہر، قم، ہمدان اور دینور کی حکومت پر مامور فرمایا حسن بن علی معروف بہ کورہ نے جو رافع بن لیث کی طرف سے رے کا عامل تھا مکتفی کی خدمت میں حاضر ہو کے امن کی درخواست کی مکتفی نے امن دیدی اور اس کو اپنے باپ کے پاس دارالخلافت میں بھیج دیا۔

حمدان کی گرفتاری ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد کا موکب اجلال موصل کیجانب

روانہ ہوا اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کو طلبی کے فرامین لکھے اسحاق نے حاضر ہو کے شرف حضوری حاصل کرلی مگر حمدان نے سرکشی کی اپنے مال و اسباب اور حرم کو ایک محفوظ مقام میں ٹھہرا کے قلعہ نشین ہو گیا ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کرلی۔ خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار بسرگروہی وصیف موشگیر اور نصر قشوری سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا۔ سرزمین موصل مقام دیر زعفران کی طرف ہو کر اس لشکر ہمایوں کا گذر ہوا اس وقت اس مقام کی حفاظت کے لئے حسن بن علی کورہ معہ حسین بن حمدان کے موجود تھا حسین بن حمدان نے مرعوب ہو کے وصیف سے امن کی درخواست کی وصیف نے امن دیکے خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کردیا خلیفہ معتضد نے دیر زعفران کے منہدم کردینے کا حکم صادر فرمایا باقی رہا حمدان۔ اسکے تعاقب میں وصیف روانہ ہوا مقام باسورین میں مڈبھیڑ ہوئی حمدان کو ہزیمت ہوئی دجلہ کو جانب غربی سے عبور کر کے دیار ربیعہ کی طرف بھاگا عساکر شاہی نے بھی دجلہ عبور کیا ایک مقام پر پہونچکے مقابلہ ہو گیا حمدان مال و اسباب چھوڑ کے تن تنہا بھاگ کھڑا ہوا لشکر ہمایوں نے اس پر قبضہ کر کے پھر تعاقب کیا۔ حمدان نے تنگ آکے اسحاق بن ایوب کے خیمہ میں جا کے پناہ لی۔ چونکہ خلیفہ معتضد کے لشکرگاہ میں نصب تھا اسحاق بن ایوب نے اس کو دربار خلافت میں پیش کردیا خلافت پناہی نے حکم دیا کہ حمدان کو نظربند کردو اور چند لوگوں کو اسکی حفاظت و نگرانی پر مامور کردو۔۔

ہارون خارجی کی ہزیمت اور موت خلیفہ معتضد نے ان مہمات سے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے فارغ ہو کے انتظام خراج اور تقرری عمال کی غرض سے نصر قشوری کو موصل میں ٹھہرا کے معاودت کی چنانچہ ایک عامل[۵۱] نصر کے حکم سے

۵۱ معافانا ایک یہ عامل تھا خراج وصول کرنے معلثایا جا رہا تھا۔ باقی صفحہ ۴۴ میں دیکھو۔

اطراف موصل میں گیا ہارون خارجی کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے موقع پاکے رات کے وقت حالت غفلت میں حملہ کردیا اتفاق یہ کہ ہارون کے ہمراہیوں میں سے ایک نامور شخص[1] اس ہنگامہ میں مارا گیا۔ ہارون کو اس سے سخت اشتعال اور فساد کی تحریک پیدا ہوئی دفعتہً اطراف موصل میں آتش فتنہ و فساد روشن کردی نصر نے ہارون کو ڈانٹ کا ایک خط تحریر کیا ہارون نے اس سے زیادہ تہدید کا جواب دیا اور خلیفہ معتضد کے ذکر کی طرف توجہ بات نہ کی۔ نصر نے اس خط کو اپنی عرضداشت کے ساتھ دربار خلافت میں بھیجدیا خلیفہ معتضد دیکھ کے آگ بگولہ ہوگیا۔ فوراً جنگ ہارون کی تیاری کا حکم صادر فرمایا موصل کی حکومت پر اندنوں بکتمر طاتشمر تھا انتظاماً اسکو معزول و قید کرکے حسن بن علی کورہ کو حکومت موصل کی سند عنایت کی اور کل بلاد اسلامیہ کے گورنروں کو اسکی اطاعت کی ہدایت فرمائی حسن بن علی نے لشکر آرائی کی موصل کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا شہر اور کیمپ کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں غلہ وغیرہ کا ایک کافی ذخیرہ فراہم کرلیا اس اثناء میں وہ وقت آگیا کہ کاشتکاروں نے کھیت کھلیان بھی اُٹھا لیا۔ تب حسن نے بسم اللہ کرکے مع اپنے لشکر کے زاب کو عبور کیا مغلہ کے قریب فریقین نے صف آرائی کی بہت بڑی لڑائی ہوئی ہزاروں کا کام تمام ہوگیا بالآخر ہارون کو شکست ہوئی اکثر حصہ اُسکے ہمراہیوں کا مارا گیا باقیماندہ کا حصہ کثیر آذربیجان کی طرف بھاگ گیا ہارون بخوف جان بیابان میں جا چھپا۔ اسکے نامی نامی مصاحبین اور مشیروں نے امن کی درخواست کی خلیفہ معتضد نے سبھوں کی درخواستیں منظور کرلیں۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۱) دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۷۔

[1] اس شخص کا نام جعفر تھا۔ ہارون کے سربرآوردہ احباب سے تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۷

پھر ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون خارجی کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا تکریت پہونچا حسین بن حمدان کو تین سو سواروں کی جمعیت سے روانہ کیا اور اس کی درخواست پر یہ اقرار کر لیا کہ اگر ہارون گرفتار کر لیا جائے گا تو اسکا باپ قید سے رہا کر دیا جائیگا حسین کے ہمراہ اس مہم میں وصیف وغیرہ بھی شریک تھے رفتہ رفتہ دجلہ کے ایک پایاب مقام پر پہونچکے ٹھہر گیا وصیف سے مخاطب ہو کے بولا "دیکھو یہ پایاب مقام ہے ظن غالب یہ ہے کہ ہارون اسی مقام سے عبور کرے تم اس مقام سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نہ آلوں یا تم کو یہ خبر معتبر ذریعہ سے نہ ملے کہ ہارون کا میں نے کام تمام کر دیا ہے" وصیف مع چند آدمیوں کے اس مقام پر ٹھہر گیا اور حسین بقیہ سواروں کو لئے ہوئے ہارون کی جستجو میں روانہ ہوا دو ایک منزل کے بعد ہارون سے مڈبھیڑ ہو گئی پہلے ہی حملہ میں ہارون شکست کھا کے بھاگا اس کے چند ہمراہی اس معرکہ میں کام آگئے وصیف کو اس وقت تک تین روز ہو گئے تھے ہنوز کوئی خبر حسین اور ہاروں کے معرکہ کی مسموع نہیں ہوئی تھی انتظار کرنے سے اکتا گیا تھا حسین کی تلاش میں کوچ کر دیا۔ اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ہارون ہزیمت اٹھائے ہوئے آپہونچا اور اس پایاب مقام سے عبور کر گیا اس اثنا میں حسین بھی پہونچگیا وصیف کو اس مقام پر نہ دیکھ کے گھبرایا لیکن پھر مطمئن ہو کے ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہونچا جہاں کہ ہارون پناہ گزین ہوا تھا۔ عند الاستفسار ان لوگوں نے حسین کو ہاروں کا پتہ بتا دیا حسین نے پہونچکے ہارون کو گرفتار کر لیا اور پا بزنجیر خلیفہ معتضد کی خدمت میں لاکے حاضر کر دیا۔

خلیفہ معتضد نے ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کی آخری تاریخوں میں بغداد کیجانب مراجعت فرمائی دار الخلافت میں پہونچکے حسین اور اسکے بھائیوں کو خلعتیں

عنایت کیں حسب وعدہ اِسکے باپ حمدان کو رہا کیا انعام و صلے مرحمت فرمائے۔
ہارون کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا کہ ہاتھی پر باکراہ وجبر سوار کرا کے شہر میں پھرایا گیا آگے آگے نقیب ندا کرتے جاتے تھے "لاحکم الا للہ ولو کرہ المشرکون" تشہیر کے بعد صلیب دیدی جھگڑا ختم ہوا۔ یہ صفر ۲ تھا۔

اولاد ابودلف کے حالات اس واقعہ سے پیشتر ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا کرخ پہونچا عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف یہ خبر پاکے بھاگ گیا خلیفہ معتضد نے اُس کا مال و اسباب ضبط کرلیا۔ عمرو بن عبدالعزیز کے پاس ایک دانہ یاقوت کا تھا خلیفہ معتضد کا دانت اُس پر لگا ہوا تھا لکھ بھیجا کہ دیکھتے ہی اس خط کے فوراً بھیجدو چنانچہ عمرو بن عبدالعزیز نے بھیجدیا۔

بعد اسکے خلیفہ معتضد نے وزیرالسلطنت عبیداللہ بن سلیمان کو اپنے بیٹے کے پاس رے روانہ کیا اور وہاں سے واپسی کے بعد عمرو بن عبدالعزیز کی طرف روانہ فرمایا عمرو بن عبدالعزیز نے امن کی درخواست کی علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی وزیرالسلطنت نے عمرو بن عبدالعزیز اور اسکے کل خاندان کو خلعتیں عنایت کیں۔ ہاں عمرو بن عبدالعزیز کے امن حاصل کرنے سے پہلے اسکا بھائی بکر بن عبدالعزیز وزیرالسلطنت اور بدر[۱] سے امن حاصل کرچکا تھا اور انھوں نے اِس کو عمرو بن عبدالعزیز کے صوبہ کی سند حکومت عمرو بن عبدالعزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے دیدی تھی جب عمرو بن عبدالعزیز نے حاضر ہوکے امن حاصل کرلی تو وزیرالسلطنت اور بدر نے بکر سے مخاطب ہوکے کہا "ہم نے تمکو

---

[۱] یہ خلیفہ معتضد کا ایک آزاد غلام تھا لیکن ناک کا بال ہورہا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۹۔

اُس وقت سندِ حکومت دی تھی جبکہ تمھارا بھائی سرکش و باغی تھا اب چونکہ اُس نے اطاعت قبول کر لی ہے اور ہم نے تم کو بھی سندِ حکومت دیدی ہے لہٰذا (عمرو کی طرف بھی اشارہ کر کے) تم دونوں آدمی بغرض صدورِ حکم مناسب دربارِ خلافت میں جا کے حاضر ہو" بکر یہ سنکے اہواز کی طرف بھاگ گیا اور عمرو بن عبد العزیز کی جانب سے اصفہان پر عیسیٰ نوشری مامور ہوا وزیر السلطنت نے ایک اطلاعی عرضداشت اِس واقعہ کی دربارِ خلافت میں روانہ کی اور خلیفہ معتضد کے بیٹے سے ملنے کی غرض سے رے کا راستہ لیا۔ خلیفہ معتضد نے وصیف موشگیر کو بکر بن عبد العزیز کی طرف اہواز کو روانہ کیا۔ چنانچہ حدودِ فارس میں بکر دوچار ہوا۔ بکر رات کے وقت چھپکر اصفہان کو روانہ ہو گیا۔ وصیف نے جھلاکے بغداد کی جانب مراجعت کر دی تب خلیفہ معتضد نے بدر کو بکر بن عبد العزیز کی گرفتاری اور جنگ کا حکم دیا بدر نے اپنی طرف سے عیسیٰ نوشری کو اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا۔ اطراف اصفہان میں بکر اور عیسےٰ نوشری سے مڈبھیڑ ہوئی بکر نے عیسےٰ کو شکست فاش دیدی پھر ۲۸۴ھ میں عیسےٰ نے بکر سے معرکہ آرائی کی۔ اطراف اصفہان ہی میں فریقین میں بہت بڑی لڑائی ہوئی اس معرکہ میں عیسےٰ کو فتح نصیب ہوئی بکر کا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا بھاگ کے محمد بن زید علوی کے پاس طبرستان پہونچا اور وہیں ۲۸۵ھ میں مرگیا۔

عمر بن عبد العزیز نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے بھائی حرث کو جس کی کنیت ابو لیلی تھی گرفتار کر کے قلعہ زرو میں زیرِ نگرانی اپنے ایک خادم شفیع نامی کے قید کر دیا تھا پس جس وقت خلیفہ معتضد اس اطراف میں آیا اور عمرو نے امن حاصل کر لی اور بکر بھاگ گیا قلعہ زرو مع جملہ مال و اسباب کے شفیع کے قبضہ میں رہ گیا اور ابو لیلی نے شفیع سے اپنی رہائی کی نسبت بہت کچھ کہا سنا لیکن شفیع نے منظور

نہ گیا ابو لیلیٰ خاموش ہوگیا۔ شفیع روزانہ شب کو ابو لیلےٰ کے پاس عجائب وغرائب داستان سُننے کو آتا اور قریب نصف شب کے واپس ہوتا تھا ایک روز شفیع حسب دستور ابو لیلےٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا قصہ سُن رہا تھا اتفاق سے قضاء حاجت کی ضرورت پیش آگئی اُٹھ کے چلا گیا۔ ابو لیلےٰ کو موقع مل گیا بجائے اپنے لکڑی کے ایک مجسم انسان کی تصویر اپنے بستر پر لٹا کے چادر سے اُڑھا دیا اور لونڈی کو یہ ہدایت کرکے کہ شفیع قضاء حاجت سے واپس آئے تو کہہ دینا "ابو لیلےٰ سو گیا" گوشہ مکان میں جا چھپا۔ شفیع قضاء حاجت سے فارغ ہوکر اپنے مکان کو روانہ ہوا اور ابو لیلےٰ نے اپنے پاؤں کی اور ہاتھ کی زنجیریں کاٹ ڈالیں اور شفیع کے مکان کے قریب جا کے روپوش ہوگیا جب نصف شب سے زیادہ گذر گئی اور ہر چہار طرف سناٹے کا عالم ہوگیا اُس وقت آہستہ آہستہ دربانوں کی آنکھیں بچا کے شفیع کے خوابگاہ میں پہونچا اور اُسکی تلوار جو سرہانے رکھی تھی تول کے اس کا کام تمام کردیا۔ شور وغل مچا مکان کے ہر سمت سے خدام دوڑ پڑے ابو لیلےٰ نے ڈانٹ کے کہا "آنکھیں بلند نہ ہوجائیں۔ ہیں نے شفیع کو قتل کیا ہے جسکو اپنی جان دو بھر ہو میرے مقابلہ پر آئے تم لوگ سہولیت واطمینان سے رہو تو میں تم کو امن دینے کو تیار ہوں ورنہ یہ تلوار ہے اور تمہاری گردنیں ہیں۔ خدام یہ سُنکے سہم گئے ابو لیلےٰ نے تشفی آمیز کلمات سے انعام اور صلے دینے کا وعدہ کیا اس عرصہ میں اکراد بھی آکے مجتمع ہوگئے ابو لیلےٰ نے سبھوں سے رفاقت کا عہد و پیمان لیا اور علم عباسیہ کی مخالفت پر کمربستہ ہوکے قلعہ سے عیسیٰ نوشری کیجانب خروج کردیا عیسیٰ نے مدافعت کی غرض سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ اثناء جنگ میں ابو لیلےٰ کے گلے میں ایک تیر آکے ترازو ہوگیا۔ تڑپ کر مر گیا سب ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے عیسیٰ نے سر اُتار کے اصفہان بھیجدیا اور اصفہان سے بغداد روانہ کردیا گیا۔

ابن الشیخ کا واقعہ ۲۸۵ھ میں احمد بن عیسےٰ بن شیخ کا جس نے آمد وغیرہ کو دبالیا تھا انتقال ہوا بجائے اسکے اسکا بیٹا محمد جانشین ہوا خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار مرتب[^1] کرکے چڑھائی کردی اس مہم میں خلیفہ معتضد کا بیٹا ابو محمد علی مکتفی بھی شریک تھا موصل ہوتا ہوا آمد پہونچا محاصرہ ڈال کے موقع موقع سے منجنیقیں نصب کردیں سنگباری کا سلسلہ قائم ہوگیا۔ ماہ ربیع الثانی ۲۸۶ھ تک آمد کا حصار رکئے رہا بالآخر محمد بن احمد نے طول حصار سے تنگ آکے اپنے اور نیز اہل آمد کے لئے امن کی درخواست کی عذر خواہی کو دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ معتضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور اس مہم کی یادگار قائم رکھنے کی غرض سے قلعہ کی فصیلوں اور شہر پناہ کو منہدم کرادیا اس کے بعد ہی یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ محمد بن احمد کی نیت بدل گئی ہے بھاگنے کی فکر میں ہے فوراً مع اسکے اہل وعیال کے گرفتار کرلیا۔

ابن ابی الساج کا حال ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کو اذربیجان کی سندگورنری مرحمت ہوئی تھی اور راستہ نہ دینے کی وجہ سے حسین کو مراغہ میں اس نے شکست فاش دیکے مراغہ کو فتح کرلیا تھا اور بعد اسکے کل صوبۂ اذربیجان پر متصرف وقابض ہوگیا اور ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اس کے بھائی یوسف بن ابی الساج کو صیمرہ کی جانب فتح قلانسی (موفق کے غلام) کی کمک پر روانہ کیا تھا یوسف بجائے اس کے کہ فتح کی کچھ امداد کرتا مع اپنے ہمراہیوں کے اپنے بھائی محمد بن ابی الساج کے پاس چلا گیا خلیفہ معتضد نے تہدید کا فرمان لکھا اس پر محمد نے بطور فعل ضامنی اور آئندہ اطاعت وخیر خواہی کے ثبوت کے

[^1]: ماہ ذی حجہ ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے فوج کشی کی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۵۔

لئے چند آدمیوں کی دربار خلافت میں روانہ کیا اور انکے ہمراہ تحائف اور ہدایا بھی بھیجے

بحرین و شام میں قرامطہ کا آغاز

۲۸۱ھ میں ایک شخص یحییٰ بن مہدی نامی قطیف (مضافات بحرین) میں وارد ہوکے علی بن معلی بن حمدان (یہ زیادیوں کا آزاد غلام تھا) کے مکان میں فروکش ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے مہدی امام زمان نے اپنا ایلچی مقرر کرکے روانہ فرمایا ہے اور عنقریب وہ بھی خروج کیا چاہتے ہیں۔ علی مذہباً شیعہ تھا اس نے شیعان قطیف کو مجتمع کرکے مہدی کا خط جسکو یحییٰ نے پیش کیا تھا پڑھ کے سنایا تاکہ مضافات بحرین میں اس خبر کی شہرت ہوجائے شیعان قطیف نے نہایت خلوص و اطاعت شعاری سے اسکو سنا اور بوقت ظہور مہدی خروج کا وعدہ کیا۔ انھیں شیعان قطیف میں ابو سعید جنابی بھی تھا اہل قطیف میں یہ ایک سربرآوردہ اور معزز شخص تھا۔

اس واقعہ کے بعد یحییٰ تھوڑے دنوں کے لئے غائب ہوگیا واپس ہوکے پھر آیا تو ایک دوسرا خط مہدی کا پیش کیا جس میں اہل قطیف کی اطاعت و اقرار رفاقت کا شکریہ لکھا تھا اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ہر شخص چھتیس ۳۶ چھتیس ۳۶ دینار یحییٰ کے نذر کرے شیعان قطیف نے بطیب خاطر اس حکم کی بھی تعمیل کی یحییٰ پھر غائب ہوگیا بعد چندے پھر آیا اور ایک تیسرا خط پیش کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ "تم لوگ اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زماں کے لئے یحییٰ کے حوالہ کرو" شیعان قطیف نے اسکی بکمال مستعدی تعمیل کی غرض یحییٰ آئے دن قبائل قیس میں آجا رہا تھا اور ہر بار ایک خط [illegible] اسکے کہ یہ مہدی امام زماں کیجانب سے ہے پیش کرتا رہا بعد اسکے ۲۸۶ھ میں ابو سعید جنابی نے بحرین میں قرامطہ کی دعوت کا اظہار و اعلان کیا گرد و نواح میں جسقدر قرامطہ تھے آکے مجتمع ہوگئے قرب و جوار کے قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کرکے بقصد بصرہ قطیف کی طرف روانہ ہوا۔ (احمد[1] بن محمد بن یحییٰ واثقی والی بصرہ نے دربار خلافت میں

---

[1] مضمون مابین خطوط ہلالیین بغرض ربط عبارت تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۰ سے میں نے لیا ہے۔ مترجم

اسکی اطلاع کی خلیفہ معتضد نے بصرہ کی محافظت کے خیال سے شہر پناہ بنانیکا حکم صادر فرمایا جسکی تعمیر میں چودہ ہزار دینار صرف ہوئے) جس وقت ابوسعید بصرہ کے قریب پہونچا دارالخلافت سے بھی عباس بن عمر غنوی جو فارس کا والی تھا اور بضرورت جنگ قرامطہ یمامہ و بحرین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا دو ہزار سواروں کو لئے ہوئے بصرہ کے بچانے کو آ پہونچا علاوہ اس دو ہزار فوج کے متطوعہ (والنظیرز) اور غلاموں کا ایک جم غفیر تھا بصرہ کے باہر ابوسعید سے مڈبھیڑ ہوئی صبح سے شام تک بڑے زور شور کی لڑائی ہوتی رہی جب ہر چہار طرف رات کی تاریکی چھا گئی فریقین نے لڑائی موقوف کردی ابوسعید معینی ضبہ اور اپنے ہمراہیوں کے بصرہ کیجانب لوٹا اور عباس اپنے لشکرگاہ میں آیا دوسرے دن صبح ہوتے پھر لڑائی چھڑ گئی اس معرکہ میں ابوسعید کو فتح نصیب ہوئی عباس گرفتار ہو گیا بصرہ کو قرامطہ نے ہر چہار طرف سے گھیر کے لوٹ لیا اگلے دن قیدیوں کو مشتعل آگ میں ڈالدیا سب کے سب جل گئے۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۸۷ھ کا ہے۔

اس جنگ سے فارغ ہو کے ابوسعید نے ہجر کا قصد کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اہل ہجر کو امن دیدی بعد ازاں پھر بصرہ کی جانب واپس ہوا۔ اہل بصرہ نے منہزموں کے لئے کچھ کھانا اور سواریاں روانہ کی تھیں ہتواسد نے سواریوں کو ضبط کر لیا اور بقیۃ السیف کا کام تمام کر دیا اس سے بصرہ میں بہت بڑی تشویش پھیلی اہل بصرہ جلاء وطن ہو جانے پر آمادہ ہوئے لیکن واثقی (امیر بصرہ) نے روکا بعد چندے ابوسعید نے عباس کو رہا کر دیا سوار ہو کے ابلہ پہونچا اور وہاں سے بغداد آیا خلافت پناہی نے خلعت خوشنودی عنایت کی۔

ملک شام میں قرامطہ کا ظہور یوں ہوا کہ انکا ایلچی ذکرویہ بن مہرویہ جو اہل عراق کے پاس باظہار اس امر کے گیا تھا کہ مہدی نے مجھے اپنا قاصد بنا کے بھیجا ہے اور انکا خط بھی میں لایا ہوں اس امر کا احساس کر کے کہ قرامطہ کے نیست و نابود کر دینے کی غرض

سے پیہم فوجیں سواد میں آرہی ہیں بادیہ نشینان بنی اسد وطے کے پاس چلا گیا اور اپنے مذہب کے پھیلانے کی کوشش کی ان لوگوں نے قبول نہ کیا۔ تب ذکرویہ نے اپنے لڑکوں کو کلب بن وبرہ میں بھیجا اُنھوں نے بھی اسکے مذہب کو قبول نہ کیا مگر انہیں سے ایک گروہ قلیص بن ضمضم بن عدی بن جناب اس مذہب کی جانب مایل ہو گیا۔ اور اس نے ذکرویہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی[۱]۔

ذکرویہ کا نام یحییٰ تھا ابو القاسم کنیت تھی اسکے متبعین شیخ کے لقب سے اس کو یاد کرتے تھے اسکا یہ دعوی تھا کہ میں اسماعیل امام بن جعفر صادق کی اولاد سے ہوں اور میں ہی یحییٰ بن عبد اللہ بن یحییٰ ابن اسماعیل ہوں اسکا یہ دعوی بھی تھا کہ ایک لاکھ آدمی میرے تابع ہیں اور میرا ناقہ جس پر میں سوار ہوتا ہوں مامور ہے جو شخص اس کے ہمراہ ہو گا وہ فتحیاب ہو گا۔ شبل (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) رصافہ کی جانب سے ذکرویہ پر حملہ آور ہوا اتفاق وقت سے ذکرویہ فتحیاب ہوا اور شبل مارا گیا۔ تب شبل (یہ احمد بن محمد طائی کا غلام تھا) سے تو حکشی کی لڑائی ہوئی اس معرکہ میں شبل کو فتح نصیب ہوئی۔ قرامطہ کا ایک[۲] سردار گرفتار ہو گیا شبل نے دربار خلافت میں پیش کیا خلیفہ معتضد نے اس سے مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا "کیا تمہارا یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے انبیاء کرام کی روحیں تمہارے جسموں میں حلول کر گئی ہیں جسکی وجہ سے تم لوگ لغزشوں اور معاصی سے محفوظ رہتے ہو اور اعمال صالح کی تم میں توفیق پیدا ہوتی ہے" اس نے جوابدیا "اگر ہم میں اللہ کی روح نے حلول کیا ہے تو آپ کا کیا نقصان ہے اور اگر روح ابلیس حلول کر گئی ہے تو کیا فائدہ ہے ان لغو تذکرات کو پس انداز کیجئے جو مفید امر ہو اسکا تذکرہ کیجئے" خلیفہ معتضد نے ارشاد کیا "مجھے تمہیں ان باتوں کو چھیڑو جس سے

---

[۱] یہ واقعہ ۲۸۹ھ کا ہے بیعت اطراف سواد میں ہوئی تھی دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۲

[۲] اس سردار کو ابو الفوارس کہتے تھے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۳

فائدہ و نفع کی امید ہو" وہ بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا اس وقت تمہارے مورث اعلےٰ عباس بن عبد المطلب بقید حیات تھے۔ مگر حکومت و خلافت کے طالب نہوئے اور نہ کسی نے ان کی بیعت کی بعد ازاں ابوبکر نے وفات پائی عمر کو اپنا جانشین بنا گئے اسوقت بھی عباس زندہ تھے اور عمر کے پیش نظر تھے مگر عمر نے نہ تو عباس کو اپنا ولیعہد بنایا اور نہ ارباب حل و عقد میں شامل کیا ارباب حل و عقد میں چھ آدمی تھے جنمیں قریب اور بعید کے آدمی شریک تھے یہ امر بالاجماع و بالاتفاق ثابت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارا مورث اعلےٰ اسکا مستحق نہ تھا یا کم از کم ابوبکر و عمر نے تمہارے مورث کو اس مہتم بالشان کام کا مستحق نہ تصور کیا پھر کس استحقاق سے تم لوگ دعویدار خلافت اور خلیفہ بنے ہو" خلیفہ معتضد سے کچھ جواب نہ بن پڑا جھلا اٹھا حکم دیا "اس کی کھال کھینچکے جوڑ جوڑ علیحدہ کردو" خدام خلافت نے تعمیل شروع کردی تھوڑی دیر میں مرگیا۔

جس وقت شبل نے سواد کوفہ میں قرامطہ پر حملہ کیا تھا اسی زمانہ میں قرامطہ بعد اختتام جنگ شام کیجانب روانہ ہوگئے تھے رفتہ رفتہ دمشق پہونچے ان دنوں دمشق کی گورنری پر طغج بن جف (احمد بن طولون کا غلام) ہارون بن خمارویہ کی طرف سے مامور و متعین تھا قرامطہ نے اطراف دمشق میں قتل و غارت اور عام خونریزی کا بازار گرم کردیا طغج نے کئی بار قرامطہ سے معرکہ آرائی کی بدفعات حملہ آور ہوا مگر قرامطہ نے ہر حملہ میں ہزیمت دی۔

یہ واقعات قرامطہ کے ابتدائی زمانہ کے ہیں سردست ہم عنان قلم دوسری جانب منعطف کرتے ہیں تاآنکہ ان کے حالات بیان کرنے کا وقت آئے اُس وقت ہم انکے تذکرات کو جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں التزام کیا ہے بسط و تحقیق سے احاطہ تحریر میں لائینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابن سامان کا خراسان پر قبضہ

ہر گاہ عمرو بن لیث صفار نے خراسان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرکے رافع بن لیث امیر خراسان کو گرفتار کرکے قتل کیا۔ سر اُتار کے خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیجا اور یہ درخواست کی کہ حکومت خراسان کے علاوہ ماوراءالنہر کی گورنری بھی مرحمت فرمائی جاوے خلیفہ معتضد نے درخواست منظور کرلی سندِ گورنری بھیجدی۔ چنانچہ عمرو بن لیث نے اسماعیل بن احمد والی ماوراءالنہر سے جنگ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا محمد بن بشیر کو (جو اسکے مخصوص مصاحبین سے تھا) اس لشکر کی سرداری دی۔ نامی نامی کارآزمودہ سپہ سالاروں کو ساتھ کرکے والی ماوراءالنہر پر حملہ کرنے کا حکم دیا محمد دریائے جیحوں سے عبور کرکے آمد پہونچا اسماعیل کو اسکی خبر لگی آمادہ جنگ ہوکے آپہونچا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی محمد معہ چھ ہزار فوج کے مارا گیا بقیۃ السیف نے بھاگ کے عمرو کے پاس نیشاپور میں دم لیا عمرو نے دوبارہ لشکر مرتب کرکے بقصد جنگ اسماعیل بلخ کا راستہ لیا اسماعیل نے عمرو کے پاس ایک خط روانہ کیا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا " بھائی صاحب میں ایک گوشہ میں سرحدی مقام پر پڑا ہوا ہوں اور آپ ماشاءاللہ بہت بڑے وسیع ملک میں ہیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے ناحق خونریزی کا دروازہ نہ کھولئے " عمرو نے انکاری جواب دیا چونکہ نہر بلخ اس زمانہ میں طغیانی پر تھی اور عمرو کے پاس عبور کرنے کے لئے کشتیاں کافی نہ تھیں سخت دقت و دشواری میں پڑا اسماعیل نے اس امر کا احساس کرکے نہر بلخ کا راستہ روکدیا اور ایسے موقع سے اپنا کیمپ قائم کیا کہ عمرو محصور ہوگیا لڑائی چھڑ گئی عمرو کو شکست فاش ہوئی اپنے ہمراہیوں سے بچھڑ کے ایک سمت کا راستہ لیا اسماعیل کے ہمراہیوں میں سے کسی کی نظر پڑ گئی گرفتار کرلیا۔ اسماعیل نے سمرقند بھیجدیا اور سمرقند سے ۲۸۸ھ میں خلیفہ معتضد کے پاس روانہ کیا۔ خلیفہ معتضد نے جیل میں ڈالدیا۔ یہاں تک کہ خلیفہ معتضد نے ۲۸۹ھ میں وفات پائی پس اسکے

بیٹے مکتفی نے سریر خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عمرو بن لیث کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا اور اسماعیل کو خراسان کی سند حکومت عنایت فرمائی جیساکہ عمرو کو اس صوبہ کی مرحمت ہوئی تھی۔

عمرو بن لیث نہایت مدبر و منتظم شخص تھا بڑے بڑے صوبہ اسکے زیر حکومت تھے لشکریوں کی حد سے زیادہ خاطرداری کرتا۔ سپہ سالاروں کی کامل نگرانی کرتا تمام ممالک مقبوضہ اور لشکر میں اسکے پرچہ نویس پھیلے ہوئے تھے کوئی حال اور واقعہ ایسا نہ ہوتا جسکی اطلاع اس کو نہ ہوتی۔ بہت بڑے رعب و داب کا آدمی تھا کسی شخص کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کرتا جو شکایت جسکو جس سے پیدا ہوتی اسکے حاجب سے شکایت کرتا اور حاجب اسکے روبرو اس قضیہ کو پیش کرتا۔

طبرستان پر قبضہ محمد بن زید علوی والی طبرستان و دیلم کو عمرو بن لیث کی لڑائی اور گرفتاری کی خبر لگی تو خراسان کی طمع دامنگیر ہوئی یہ خیال کرکے کہ اسماعیل سامانی اپنے حدود حکومت سے قدم آگے نہ بڑھائیگا جرجان کی جانب کوچ کر دیا اسماعیل نے ممانعت کا خط لکھا محمد نے کچھ خیال نہ کیا اسماعیل نے اس مہم کے لئے ایک لشکر مرتب کیا اور اس کی سرداری محمد بن ہارون کو عنایت کی۔

محمد بن ہارون رافع بن لیث کے سپہ سالاروں سے تھا مگر امن حاصل کرکے عمرو بن لیث کے پاس آرہا تھا اور پھر جب اسماعیل کو بمقابلہ عمرو بن لیث کامیابی ہوئی تو اسماعیل نے اپنے سپہ سالاروں اور مصاحبوں میں شامل کر لیا اور جنگ محمد میں اپنے لشکر کا سردار بنا کے میدان کارزار کو روانہ کیا۔

باب خراسان پر محمد بن ہارون اور محمد بن زید کا مقابلہ ہوا بہت بڑی خونریزی کے بعد محمد بن ہارون کو اولاً ہزیمت ہوئی محمد بن زید کے ہمراہی لوٹنے اور مال غنیمت

کے فراہم کرنے میں مصروف ہوئے محمد بن ہارون نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے محمد بن زید کی فتحیابی شکست سے بدل گئی کمال ابتری سے سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا خود بھی زخمی ہوا جسکے صدمہ سے بعد چند دنوں کے مرگیا۔ اسکا لڑکا زید اس معرکہ میں گرفتار ہو گیا اسماعیل نے بخارا کے جیل میں بھیجدیا۔

بعد اس واقعہ کے محمد بن ہارون نے طبرستان کی جانب کوچ کیا اور اُس پر قبضہ حاصل کر کے خراسان کی جانب لوٹا۔ اسی زمانہ سے صوبہ خراسان اور طبرستان بنی سامان کے قبضہ میں آجاتا ہے اور انکی ایک جدید حکومت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔ جسکو ہم اپنی کتاب کے شرط کے مطابق علیحدہ آئندہ بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مکتفی کی گورنری خلیفہ معتضد نے ابن الشیخ کے قبضہ سے آمد کے نکالنے کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں رقہ کیجانب کوچ کیا اس سے پیشتر ہارون بن خمارویہ کے اعمال کو یہ لکھا گیا تھا کہ شام و مصر میں تمکو جاگیریں اور حکومت دیجائیگی بشرطیکہ صوبہ قنسرین سے تم اپنا قبضہ اُٹھا لو اور چار لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ بطور خراج ادا کرو۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس تحریر کے مطابق قنسرین اور عواصم کو خلیفہ معتضد کے حوالہ کر دیا ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی کو جسکا آئندہ لقب مکتفی ہوگا جزیرہ اور عواصم کی سند گورنری مرحمت فرمائی اور حسن بن عمرو نصرانی کو رقہ سے طلب کر کے اسکی کتابت (سکرٹری شپ) کا عہدہ عنایت کیا۔

اسی سنہ میں خلیفہ معتضد نے راغب (موفق کے آزاد غلام) کو طرسوس سے طلب کر کے قید کر دیا۔ ملنون غلام بھی اسی زمانہ میں قید کیا گیا مال و اسباب ضبط ہو گیا۔ بعد چندے راغب حالت قید میں مرگیا۔

راغب نے طرسوس میں اپنی حکومت کا سکہ بٹھا رکھا تھا۔ ہارون بن خمارویہ کا نام خطبہ سے نکال ڈالا تھا بدر (خلیفہ معتضد کے آزاد غلام) کے نام کو خطبہ میں دعا کے ساتھ یاد کرتا تھا۔ احمد بن طولان کو یہ امر ناگوار گذرا بحث و مباحثہ کی نوبت آئی۔ موقع نہ تھا احمد خاموش ہو گیا ۲۸۳ھ میں واپسی کے وقت دمیانہ (یہ مازیار کا غلام تھا) کو طرسوس میں چھوڑتا آیا اور بعد اسکے آہستہ آہستہ مال واسباب اور کارآزمودہ آدمیوں سے مدد پہونچاتا رہا۔ دمیانہ نے علانیہ مخالفت شروع کردی فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا راغب کو اسمیں کامیابی حاصل ہوئی دمیانہ کو گرفتار کر کے بغداد بھیجدیا اور جب تک خلیفہ معتضد نے اُس کو طلب نہ کیا طرسوس میں حکومت کرتا رہا تا آنکہ خلیفہ معتضد نے اسکو طرسوس سے بُلا بھیجا اور ادبار وبداقبالی اسکے سر پر سوار ہو گئی جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔

راغب کے بعد ابن الاخشید کو طرسوس کی حکومت مرحمت ہوئی ایک سال بعد ابو ثابت کو اپنا جانشین مقرر کر کے مر گیا ۲۸۷ھ میں ابو ثابت نے بقصد جہاد خروج کیا اثناء جنگ میں کفار نے گرفتار کرلیا۔ تب اہل طرسوس نے بجائے اسکے علی بن اعرابی کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں وصیف (محمد بن ابی الساج والی برذعہ کا خادم) برذعہ سے بھاگ کے ملطیہ پہونچا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضی روانہ کی "میں نے خلافت پناہی کا غاشیہ فرمانبرداری اپنے دوش پر لے لیا ہے اور علم عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکادی ہے سرحد کی گورنری مجھے مرحمت فرمائی جائے تاکہ بقیہ زندگی کو دعاء دولت واقبال میں صرف کروں"۔ خلیفہ معتضد نے قاصد سے علیحدگی کا سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ دونوں نے باہم سازش کرلی ہے بظاہر وصیف علیحدہ ہو گیا ہے لیکن جب سرحد کی سند حکومت عطا ہوگی تو یہ اور اسکا آقا محمد بن ابی السلج ابن طولون

پرچڑھائی کردیگا اور مصر کو اُس کے قبضہ سے نکال لیگا۔ خلیفہ معتضد نے اس عرضی پر کوئی حکم صادر نہ فرمایا۔ لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ مقام عین زربہ میں پہونچکے شاہی لشکر نے وصیف کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ معتضد کے روبرو پیش ہوا خلیفہ معتضد نے قید کا حکم دیا اور اسکے لشکریوں کو امن مرحمت فرماکے طرسوس کی جانب کوچ کردیا مصیصہ میں پہونچکے رؤساء طرسوس کو طلب کیا جب وہ لوگ آگئے تو اِس الزام میں کہ وہ لوگ وصیف سے خط و کتابت کرتے تھے گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا۔ اور دریا نہ کی تحریک سے کشتیوں کے بھی جلا دینے کا حکم دیدیا۔ اِس سے فارغ ہو کے سرحد پر حسن بن علی کورہ کو متعین فرمایا انطاکیہ و حلب ہوتا ہوا بغداد پہونچا۔ وصیف کو قتل کرکے صلیب پر چڑھادیا۔

بعد اسکے خلیفہ معتضد کے انتقال کے بعد خلیفہ مکتفی نے حسن بن علی کورہ کو سرحد کی گورنری سے واپس کرکے مظفر بن حاج کو مامور کیا سرحدیوں کو اس کی حکومت سے ناراضی پیدا ہوئی دربار خلافت میں شکایت کی عرضی بھیجی۔ اس پر خلیفہ معتضد نے مظفر کو معزول کرکے ابو العشایر بن احمد بن نصر کو ۲۹۰ھ میں سرحد گورنری پر متعین فرمایا۔

بدوؤں کی زیادتی	۲۸۶ھ میں قبیلہ طے نے بادیہ نشینان عرب کو جسقدر ممکن ہوا جمع کرکے حجاج کے قافلہ پر مقام اجیعر میں روک ٹوک کی اور

بزور جنگ سوداگروں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا جسکی قیمت دس لاکھ روپیہ بعد اس کے ۲۸۹ھ میں حجاج کے قافلہ سے مقام قرن میں دوبارہ متعرض ہوئے اس مرتبہ حجاج نے اُن کو نیچا دکھادیا اور صحیح و سلامت نکل گئے۔

ابن لیث اور بدر	۲۸۸ھ میں طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کرکے بلاد فارس کا قصد کیا عیسیٰ نوشری یہاں کا

گورنر تھا اس کو خلیفہ معتضد نے اصفہان سے تبدیل کر کے فارس کی گورنری مرحمت فرمائی تھی طاہر نے فارس میں پہونچ کے عیسیٰ نوشری کو نکال دیا اور خود قابض و متصرف ہو گیا۔ اسی زمانہ میں اسماعیل سامانی والی ماوراء النہر نے طاہر کو لکھا کہ خلیفہ معتضد نے مجھے سجستان کی حکومت عطا فرمائی ہے میرا قصد سجستان جانیکا ہے آپ سجستان کے عازم نہ ہوں" طاہر اس خط کو دیکھ کے رُک گیا۔ اس اثناء میں دربار خلافت سے بدر (خلیفہ معتضد کا غلام) والی فارس ہو کے آیا اس کے آتے ہی طاہر کے کل عُمّال بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے بھاگ گئے بدر نے فارس پر قبضہ کر لیا اپنے احکام و قوانین جاری و نافذ کئے۔ خراج و عشر وصول کیا۔ بعد اس کے خلیفہ معتضد نے وفات پائی اور بمقام واسط میں بدر مارا گیا۔ اور طاہر نے بشرط ادائے خراج خلیفہ مکتفی سے حکومت فارس کی سند ۲۹۰ھ میں حاصل کر لی۔

عمال خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت میں اکثر صوبجات پر امراء لشکر قابض و متصرف ہو گئے تھے اور انھوں نے دربار خلافت سے اپنا قطع تعلق کر لیا تھا۔ چنانچہ خراسان و ماوراء النہر پر اسماعیل ابن احمد سامانی قابض تھا بحرین قرامطہ کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ مصر میں ابن طولون کی حکومت کا طوطی بول رہا تھا ابن اغلب افریقیہ کو دبائے ہوئے تھا۔ موصل پر جس نے قبضہ کر لیا تھا اس کو ہم اس سے پیشتر تحریر کر آئے ہیں ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے اس پر اور جزیرہ سرحد شام پر اپنے آزاد غلام فاتک نامی کو مامور کیا بعد ازاں آمد کو ابن الشیخ کے قبضہ سے نکال کے اپنے بیٹے مکتفی کو متعین فرمایا اور رقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بعد چندے شامی سرحد کی بھی حکومت عنایت کی پھر بعد اسکے حسن بن علی کورہ کو متعین کیا اور فارس کی حکومت اپنے آزاد غلام بدر کو دی اسی

اثناء میں اسحاق بن ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی عدوی والی دیار ربیعہ نے وفات پائی خلیفہ معتضد نے بجائے اسکے عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معمر کو مقرر کیا۔

۲۸۴ھ میں علویوں میں سے ایک شخص نے برخلاف علم عباسیہ مقام یمن میں خروج کیا اور بات کی بات میں صنعاء پر قابض ہوگیا بنی یعفر نے مجتمع ہوکے علم خلافت کی حمایت میں صف آرائی کی اور کامیاب ہوئے باغی علوی کا لڑکا گرفتار کرلیا گیا اور علوی بذاتہ معہ پچاس سواروں کے بھاگ گیا بنی یعفر نے صنعاء پر قبضہ حاصل کرکے خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں روانہ کی اسی سنہ میں ابن ابی الساج کا انتقال ہوا اس کے ہمراہیوں نے اس کے بیٹے دیوداد کو جانشیں کیا یوسف بن ابی الساج نے اس جانشینی کی مخالفت کی ایک گروہ کثیر ساتھ ہولیا دونوں میں لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ دیوداد کو باوجود کثرت فوج ہزیمت ہوئی۔ براہ موصل بھاگ کے بغداد پہونچا اور یوسف بن ابی الساج مستقل طور سے آذربیجان میں حکومت کرنے لگا۔ یوسف نے بعد ہزیمت دیوداد کو اپنے پاس قیام پذیر رہنے کی اجازت دی تھی مگر دیوداد نے منظور نہ کیا۔

شروع زمانہ خلافت معتضد میں دیوان بلاد مشرقیہ کا انچارج بجائے احمد بن محمد بن فرات کے محمد بن داؤد بن جراح اور دیوان بلاد مغربیہ کا ناظم علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح تھا۔ اور وزیر السلطنت عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کے مرنے پر اس کا بیٹا ابوالقاسم کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا۔

صوائف | ۲۸۵ھ میں راغب (موفق کے آزاد غلام نے) بلاد کفار پر طرسوس کیجانب سے براہ دریا حملہ کیا رومیوں کی متعدد کشتیاں چھین لیں۔ تقریباً تین ہزار رومی مارے گئے اور کئی کشتیاں جلادی گئیں۔

۲۸۷ھ میں رومیوں نے پیشقدمی کی طرسوس پر چڑھ آئے امیر طرسوس سے

لڑائی ہوئی رومی لشکر شکست کھا کے بھاگا امیر طرسوس جوش مردانگی میں معہ معدودے چند سواروں کے نہار جان تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ رومیوں نے اِس سے فائدہ اٹھا لیا موقع پاکے گرفتار کر لیا۔

۲۸۸ھ میں حسن بن علی کورہ گورنر سرحد نے (اپنے ایک سپہ سالار نزار بن محمد نامی کو بسر افسری لشکر صائفہ جہاد کرنے کو روانہ کیا چنانچہ نزار نے متعدد قلعات فتح کیے مظفر و منصور قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا۔ رومیوں کو یہ امر شاق گذرا براہ دریا و خشکی کیسوم کی جانب خروج کیا اطراف حلب سے تقریباً پندرہ ہزار مسلمانوں کو گرفتار کرکے واپس گئے۔

وفات معتضد و خلافت مکتفی

خلیفہ معتضد کا غلام بدر جس سے تم واقف ہو چکے ہو نہایت مدبر اور قابو یافتہ شخص تھا۔ وزیر السلطنت ابو القاسم بن عبید اللہ کا یہ منشاء تھا کہ خلیفہ معتضد کے لڑکوں کو خلافت سے محروم کرکے خاندان خلافت میں سے اور کسی کو سریر خلافت کا وارث بنائے چنانچہ خلیفہ معتضد کے عہد خلافت میں وزیر السلطنت نے اِس امر کی کوشش کی بدر اس کا مخالف ہو گیا ابو القاسم کی کچھ نہ چلی۔ اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وفات پائی اس وقت بدر فارس میں تھا (خلیفہ معتضد نے اس کو طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کی سرکوبی اور اس کے قبضہ سے فارس کے نکالنے کو بھیجا تھا) وزیر السلطنت نے خلیفہ معتضد کی وفات پر اسکے بیٹے مکتفی کو سریر خلافت پر بٹھلایا اور لوگوں سے مکتفی کی خلافت کی بیعت لی مگر یہ خوف غالب ہوا کہ مبادا خلیفہ مکتفی تک بدر میرے اُس قصد و ارادہ کی خبر نہ پہونچا دے جسکو میں بحالت حیات خلیفہ معتضد کیا چاہتا تھا بایں وجہ حکمت عملی سے بدر کے قتل کرنے کی فکر کی چونکہ خلیفہ مکتفی بھی عہد حکومت خلیفہ معتضد سے بدر کا مخالف تھا وزیر السلطنت کو اچھا موقع ملگیا دو چار ادھر

اُدھر کی جڑدی بے سرو پا الزامات بدر کے سر تھوپ دیئے اور درپردہ اُن سپہ سالاروں کو ترک رفاقت بدر پر آمادہ کیا جو فارس میں اس کے ہمراہ تھے عباس ابن عمر غنوی، محمد بن اسحاق بن کنداجاب اور خاقان وغیرہم علحدہ ہو گئے خلیفہ مکتفی نے اِن لوگوں کو انعامات دیئے صلے مرحمت فرمائے۔ بدر اِن لوگوں کی مفارقت کے بعد واسط چلا گیا۔ خلیفہ مکتفی نے اس کے مکانات کو ضبط کر لیا اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اور یہ حکم دیا کہ اِس کا نام پھریروں اور ڈھالوں سے محو کر دیا جاے اس پر بھی قناعت نہ ہوئی تو حسن بن علی کورہ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ واسط کی طرف روانہ کیا حسن بن علی کورہ مقابلہ پر پہونچکے بدر سے مخاطب ہو کے بولا "مجھے دارالخلافۃ سے تمھارے زیر کرنے کا حکم آیا ہے لیکن میں بنظر مراسم قدیمہ اجازت دیتا ہوں کہ جس طرف چاہو چلے جاؤ" بدر نے جوابدیا "میں کبھی اور کسی طرف نہ جاؤنگا بخط مستقیم اپنے آقاے نامدار کی خدمت میں حاضر ہونگا اور بالمشافہ عرض و معروض کرونگا" وزیرالسلطنت تک بدر کے اس ارادہ کی خبر پہونچی موقع ملگیا خلیفہ مکتفی سے جڑدیا "کہ بدر کا دارالخلافۃ میں آنا قرین مصلحت نہیں ہے خلافت مآب اس کے مکر و فریب اور سازشوں سے مطمئن نہ رہیں" اِدھر خلیفہ مکتفی وزیرالسلطنت کے کان بھردینے سے اور زیادہ کھنچگیا۔ اُدھر کسی ذریعہ سے بدر کے کان تک وزیرالسلطنت نے یہ خبر پہونچادی کہ تمھارا مکان تمھارے رفقاء اور اہل و عیال حراست میں لے لئے گئے ہیں بدر کو اس خبر سے سخت تردد ہوا خفیہ طور سے اپنے بیٹے ہلال کو بلابھیجا وزیرالسلطنت نے یہ خبر پاکے ہلال کو بدر تک نہ جانے دیا۔ وزیرالسلطنت کو اِن چالوں میں بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یہ چال اختیار کی کہ قاضی ابو عمرو مالکی کو امان نامہ دیکے بدر کے پاس روانہ کیا بدر بھی امان نامہ کو دیکھکے خوش ہوگیا بہمراہی قاضی ابو عمرو

دار الخلافت کو روانہ ہوا وزیر السلطنت نے یہ سُنکے ایسے چند لوگوں کو متعین کر دیا جنھوں نے اثناء راہ میں چھٹویں رمضان کو بدر کا سر اُتار لیا بدر کے متعلقین اس کی نعش کو مکہ معظمہ لیگئے اور اسکی وصیت کے مطابق دفن کر دیا قاضی ابو عمرو کو وزیر السلطنت کے اس فعل سے بیحد ملال ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا۔

جنگ محمد بن ہارون و اسماعیل سامانی

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کے سپہ سالاروں سے تھا بعد ازاں اسماعیل بن احمد سامانی والی ماوراء النھر نے اپنے وابستگان دامان دولت میں داخل کر لیا تھا۔ اور محمد بن زید علوی کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا چنانچہ محمد بن زید علوی کو ہزیمت ہوئی اور محمد بن ہارون نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اسماعیل سامانی نے اس کے صلے میں اپنی جانب سے طبرستان کی گورنری دیدی بعد چندے محمد بن ہارون نے اسماعیل سامانی سے سرتابی کی دولت علویہ کی دعوت دی ابن حسان دیلمی نے اس سے اتفاق کیا اسماعیل کو اسکی خبر لگی سُنتے ہی ایک لشکر ابن حسان سے جنگ کرنے کو روانہ کر دیا۔ ابن حسان مقابلہ پر آیا لیکن ہزیمت اُٹھا کے بھاگا ان دنوں رے کی حکومت پر خلیفہ مکتفی کی جانب سے اغرتمش ترکی تھا اس نے اہل رے کے ساتھ بدسلوکی کی ظلم و سفاکی کے برتاؤ کئے اہل رے نے اس سے تنگ آ کے محمد بن ہارون کو لکھ بھیجا کہ اغرتمش کے ظلم و تعدی سے ہم لوگ تنگ آ گئے ہیں بمُشکل معدودے چند آدمیوں سے آجاؤ ہم تمکو رے پر قبضہ دیدیں گے محمد بن ہارون یہ خبر پا کے دوڑ پڑا اغرتمش نے بھی مقابلہ کیا اہل رے میدان جنگ میں اس کو تنہا چھوڑ کے بھاگ گئے محمد بن ہارون نے اُس کو مع اُسکے دونوں بیٹوں اور کیغلغ کے بھائی کو جو نامی سپہ سالاروں سے تھا قتل کر ڈالا۔ اور رے پر قابض ہو گیا خلیفہ مکتفی نے اپنے غلام خاقان مفلحی کو رے کی سند

گورنری عنایت کرکے بسر کردہی ایک لشکر کے رے کی جانب روانہ کیا مگر محمد بن ہارون کے خوف سے خاقان رے تک نہ پہنچ سکا تب دار الخلافت سے اسماعیل سامانی کے نام رے کی سند گورنری آئی ساتھ ہی اسکے محمد بن ہارون سے جنگ کرنے کا بھی حکم صادر ہوا اسماعیل سامانی نے لشکر آراستہ کرکے رے پر فوجکشی کردی محمد بن ہارون خم ٹھونک کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست فاش کھائی رے سے بھاگ کے قزوین پہنچا جب قزوین میں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو زنجان چلا گیا زنجان میں بھی امن نہ ملی طبرستان پہونچا اور دیلم میں پناہ گزیں ہوا اسماعیل سامانی رے پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد جرجان پر اپنے غلام فارس کبیر کو مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو محمد بن ہارون کو حاضر کرو۔ فارس کبیر نے محمد بن ہارون سے خط وکتابت شروع کی اور باہم مصالحت کرا دینے کا ذمہ دار ہوا محمد بن ہارون اس دم پٹی میں آگیا۔ دیلم سے بخارا کی طرف مراجعت کی اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی چند آدمیوں کو بھیجا اثنار راہ سے گرفتار کرلے گئے اسماعیل نے جیل میں بھیجدیا ایک مہینہ بعد ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں مرگیا۔

انقراض دولت بنی طولون

محمد بن سلیمان بنی طولون کا ایک نامور سپہ سالار اور انکی افواج کا بخشی تھا مگر بوجوہ چند بنی طولون سے کشیدہ خاطر ہوکے خادمان خلافت میں آکے داخل ہوگیا تھا اسی زمانہ میں قرامطہ بھی بلاد شام کو قتل وغارت سے زیر وزبر کررہے تھے بنی طولون کے گورنر طغج بن جف پر محاصرہ ڈال رکھا تھا خلیفہ مکتفی[۱] کو ان واقعات کی خبر لگی لشکر آراستہ ومرتب کرکے کوچ کردیا۔ رقہ میں پہونچکے محمد بن سلیمان کو بسرافسری ایک

(نوٹ صفحہ ۶۲) [۱] یہ واقعہ ماہ رجب ۲۹۱ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۵

ایک عظیم الشان فوج کے جس میں بنی شیبان اورحسن بن حمدان جیسے نامی سردار بھی تھے روانہ کیا حماۃ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی قرامطہ کو شکست ہوئی عساکر شاہی نے کوفہ تک تعاقب کیا اثناء راہ میں قرامطہ کا سردار صاحب الشامہ ہاتھ آگیا گرفتار کرکے دربار خلافت میں بھیجدیا۔ محمد بن سلیمان نے اس معرکہ میں نہایت جانفشانی سے کام لیا علم عباسیہ کی خیر خواہی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہونے دیا قرامطہ کے ایک گروہ کثیر کو اثناء جنگ اور گیرودار میں نیست و نابود کرکے باقیماندگان میں سے اکثر کو قید کرلیا۔

اس خداداد کامیابی کے بعد محمد بن سلیمان نے بغداد کی جانب مراجعت کی اثناء سفر میں بدر حمامی (ہارون بن خمارویہ کا غلام تھا) اور محمد بن فایق کا خط دمشق سے وارد ہوا لکھا ہوا تھا کہ "بنی طولوں کا آفتاب حکومت لب بام آگیا ہے ہارون بن خمارویہ کے قوائے حکمرانی مضمحل ہوگئے ہیں انتظامی قوت سلب ہوگئی ہے آپ تھوڑی سی فوج لیکے آئیے اور بے تکلف قبضہ کرلیجیے ہم بھی آپ کی مدد کریں گے" محمد بن سلیمان نے دربار خلافت میں حاضر ہوکے ان واقعات کو عرض کیا خلافت مآب نے اُسی وقت فوجیں آراستہ اور سامان سفر و جنگ درست کرکے روانگی کا اشارہ فرمایا اور دمیانہ (بازمار کے غلام) کو براہ دریائے نیل بیڑہ جنگی جہازات کے ساتھ مصر کے محاصرہ کو روانہ کیا ادھر دمیانہ براہ دریا اُدھر محمد بن سلیمان براہ خشکی مصر کے قریب پہنچگیا دونوں نے آمدورفت کی کل راہیں بند کردیں خشکی اور

(نوٹ صفحہ ۶۳) ۱؎ خلیفہ مکتفی آخری ۲۹۰ھ میں رقہ پہنچا اور اسی سنہ میں محمد بن سلیمان کو قرامطہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور لڑائی چھٹی محرم ۲۹۱ھ سے شروع ہوئی چھبیسویں محرم یوم دوشنبہ کو صاحب الشامہ پابزنجیر رقہ پہنچا خلیفہ مکتفی معہ اُسکے بغداد کو روانہ ہوا اور محمد بن سلیمان کے آنے کے بعد صاحب الشامہ کو معہ اُسکے اور ہمراہیوں کے قتل کرڈالا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحات ۲۰۸ و ۲۱۰ –

دریا کی طرف سے محاصرہ کرلیا محصور سپہ سالاروں کو ملانے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی۔ سب کے پہلے بدر حمامی نے مصر سے نکل کے امن حاصل کی بعد ازاں لوگوں کی آمد شروع ہوگئی ایک جماعت کثیرہ نے حاضر ہوکے علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکادی۔ ہارون بن خمارویہ نے اس امر کا احساس کرکے بقصد مقابلہ میدان جنگ کا راستہ لیا مدتوں لڑائی ہوتی رہی ہنوز جنگ کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ ایک روز ہارون بن خمارویہ ہی کے لشکر میں ہنگامۂ جنگ برپا ہوگیا تلواریں نیام سے نکل آئیں۔ ہارون بن خمارویہ شور و غل کی آواز سنکے باہر آیا سمجھانے بجھانے لگا اتفاق یہ کہ ایک تیر اسکے گلے میں آکے ترازو ہوگیا تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور دم توڑ دیا اسکے ہمراہیوں اور لشکریوں نے مجتمع ہوکے اسکے چچا شیبان کو اپنا امیر بنایا شیبان نے داد و دہش سے لشکریوں کو اپنا مطیع بنالیا فریق مخالف سے بازار کارزار پھر گرم ہوگیا۔ دو ایک لڑائی کے بعد محمد بن سلیمان نے شیبان کے لشکریوں کے پاس امان دینے اور انکی خطائیں معاف کرنے کا خط روانہ کیا لشکریوں نے اسکو منظور کرلیا شیبان لشکریوں سے علیحدہ ہوکر روپوش ہوگیا جس وقت محمد بن سلیمان نے مصر میں داخل ہوکے قبضہ حاصل کرلیا اس وقت شیبان نے خفیہ طور سے امن حاصل کی اور محمد بن سلیمان کے پاس چلا آیا بعد اسکے محمد بن سلیمان نے کل بنی طولون کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا اور مال و اسباب ضبط کرلیا اور نامۂ بشارت فتح دربار خلافت میں روانہ کیا یہ واقعات ماہ صفر ۲۹۲ھ کے ہیں خلیفہ مکتفی نے لکھ بھیجا کہ کل بنی طولون کو مع انکے ہوا خواہوں کے جس قدر مصر و شام میں ہوں گرفتار کرکے بغداد بھیجدو محمد بن سلیمان نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور خود بھی بغداد کو روانہ ہوگیا۔

بار دیگر اتفاق سے خلیجی نوشری کو مصری حکومت مرحمت ہوئی بنی طولون کا ایک سپہ سالار ابراہیم خلیجی نامی جو محمد بن سلیمان کا کسی زمانہ میں نائب تھا۔ حتی علم خلافت

کی مخالفت پر اُٹھ کھڑا ہوا قرب و جوار کے دیہاتیوں اور قصباتیوں کو مجتمع کر کے ایک فوج بنائی عیسیٰ نوشری نے اس طوفان کی روک تھام کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا مجبوراً مصر چھوڑ کے اسکندریہ چلا گیا۔ اور ابراہیم خلجی نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مکتفی نے یہ خبر پا کے ایک لشکر بسر افسری فاتک (خلیفہ معتضد کا غلام تھا) مصر کو روانہ کیا اس مہم میں احمد بن کیغلغ اور بدر حمامی وغیرہ نامی نامی سپہ سالار بنی طولون کے بھی بھیجے گئے تھے ۲۹۳ھ میں یہ لشکر مصر کے قریب پہونچا احمد بن کیغلغ ایک دستہ فوج اور چند کار آزمودہ سپہ سالاروں کو لیکے آگے بڑھا عریش کے قریب مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ میں شاہی لشکر کو ہزیمت ہوئی خلیجی کے حوصلے اس سے بڑھ گئے۔ دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہونچی خلیفہ مکتفی نے تیاری کا حکم دیا اور بغداد کے باہر ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مصر کی جانب کوچ کر دیا رفتہ رفتہ تکریت پہونچا یہاں پر فاتک کا عریضہ ماہ شعبان میں پہنچا جسمیں لکھا ہوا تھا" اس جان نثار غلام نے بعد متواتر جنگوں کے خلیجی باغی کو شکست فاش دی اسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ باغی خلیجی بھاگ کر فسطاط مصر میں روپوش ہوا بڑے جدوجہد سے میں نے اس کا پتہ لگا کے گرفتار کر لیا ہے" خلیفہ مکتفی نے سجدہ شکر ادا کیا اور حکم صادر فرمایا کہ خلیجی باغی کو معہ اسکے ہمراہیوں کے فوراً بغداد بھیجدو۔ فاتک نے بموجب اس حکم کے خلیجی کو بغداد روانہ کر دیا جیل میں ڈالدیئے گئے۔

آغاز حکومت بنی حمدان

۲۹۲ھ میں خلیفہ مکتفی نے صوبہ موصل کی گورنری ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان بن حمدون عدوی تغلبی کو مرحمت فرمائی چنانچہ پہلی محرم (۲۹۳ھ) میں وارد موصل ہوا اگلے دن نینوئی کی یہ خبر گوشگذار ہوئی کہ اکراد ہذبانیہ نے جنکا پیشوا محمد بن بلال ہے شہر پر شبخون مارا اور اس کو

لوٹ لیا۔ ابو الہیجاء نے اسی وقت تیاری کا حکم دیا اور جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر کے پل سے شرقی ساحل کی طرف عبور کیا مقام حاروبہ اکراد سے مڈبھیڑ ہوگئی اتفاق یہ کہ ابو الہیجاء کے ہمراہیوں میں سے سلیمان حمدانی نامی ایک سپہ سالار مارا گیا اِس سے ابو الہیجاء کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے لڑائی موقوف کر کے موصل کو لوٹ آیا دربار خلافت میں بغرض استمداد عرضی بھیجی۔ اور بانتظار کمک موصل میں ٹھہرا رہا تا آنکہ ۲۹۳ھ منقضی ہوگیا اور ماہ ربیع الاول ۲۹۴ھ میں دربار خلافت سے امدادی فوجیں آپہونچیں اس وقت ابو الہیجاء نے پھر اکراد ہذبانیہ پر فوج کشی کی۔ اکراد ہذبانیہ کی جمعیت پانچ ہزار خاندان کی تھی مگر ابو الہیجاء کی مستعدی سے ڈر کر کوہ سلق میں جا کے پناہ گزین ہوگئے۔ جوزاب کے مقابلہ پر واقع تھا ابو الہیجاء نے پہونچ کے محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کردی محمد بن بلال نے براہ چالاکی ابو الہیجاء سے خط و کتابت شروع کی اطاعت اور فعل ضامنی دینے کے شرائط طے کرنے لگا۔ ہنوز کوئی امر طے نہ ہوا تھا کہ اپنے چند ہمراہیوں کو آذربیجان کی طرف بڑھنے کا چپکے سے اشارہ کر دیا ابو الہیجاء کو اسکی خبر لگ گئی فوراً تعاقب کیا۔ اگرچہ ہمراہیان محمد کوہ قندیل پر پہنچ کے پناہ گزیں ہوگئے تھے مگر شاہی لشکر کی مستعدی نے چین سے نہ رہنے دیا انکا ایک گروہ کام آگیا باقی ماندگان نے کوہ قندیل کی چوٹی پر جا کے دم لیا ابو الہیجاء نے مراجعت کر دی۔ اکراد موقع پا کے آذربیجان بھاگ گئے ابو الہیجاء نے اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں روانہ کی اور لشکر کو موصل کیجانب معاودت کرنے کا حکم دیا چند دنوں کے بعد دار الخلافت سے ایک تازہ دم فوج کمک پر پھر آگئی سامان جنگ درست کر کے کوہ سلق کا رُخ کیا محمد بن بلال اُس وقت تک یہیں ٹھہرا ہوا تھا ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا اس اثناء

میں سردی کا موسم آگیا برف باری شروع ہوگئی رسد کے آنے کا راستہ بند ہی تھا غلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہوگیا محمد بن بلال مجبور ہوکے معہ اپنے اہل وعیال کے محاصروں کی آنکھیں بچا کے محاصرہ سے بھاگ گیا ابوالہیجاء نے اسکے مکانات، مال واسباب اور انکی مقبوضہ زمینوں پر قبضہ کرلیا بعد اسکے محمد بن بلال نے امن کی درخواست کی جسکو ابوالہیجاء نے نہایت کشادہ پیشانی سے منظور کیا چنانچہ محمد بن بلال شکریہ ادا کرنے کو مع اپنی اولاد کے ابوالہیجاء کی خدمت میں حاضر ہوا ابوالہیجاء نے مع محمد بن بلال کے موصل میں واپس ہوکے قیام کیا فتنہ وفساد فرو ہوگیا اسی زمانہ میں اکراد حمیدیہ نے بھی یکے بعد دیگرے حاضر ہوکے امن کی درخواست دی اطاعت قبول کی تھوڑے ہی دنوں میں ابوالہیجاء کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔

بعد اس کے سنہ ۳۰۱ھ میں ابوالہیجاء نے علم خلافت کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی خلیفہ مقتدر نے ایک لشکر بسرافسری مونس خادم ابوالہیجاء کی سرکوبی کو روانہ کیا کثرت فوج دیکھ کے ابوالہیجاء کا مزاج درست ہوگیا بدانہ مونس کے پاس حاضر ہوکے علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی مونس نے معہ ابوالہیجاء کے بغداد کی جانب مراجعت کی خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء کی معذرت قبول فرمائی خلعت خوشنودی مرحمت کی اس وقت سے ابوالہیجاء بغداد ہی میں قیام پذیر رہا۔ یہاں تک کہ دیار ربیعہ میں اس کا بھائی حسین بن حمدان سنہ ۳۰۳ھ میں باغی ہوگیا شاہی فوج اس کو ہوش میں لانے کو روانہ کی گئی۔ بہ چند تون گرفتار ہوگئے دربار خلافت میں پیش کیا گیا خلیفہ مقتدر نے اس کو معہ اسکے لڑکوں کے زیر نگرانی زیدان قہرمانہ قید کردیا۔ ضرورت وقت اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ابوالہیجاء بھی معہ اپنی اولاد اور بھائیوں کے جیل میں بھیج دیا گیا۔ بعد ازاں سنہ ۳۰۵ھ میں رہا ہوا۔

ابن لیث کے حالات

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو خلیفہ مکتفی نے سنہ ۲۹۰ھ میں ملک فارس کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور اُس کی حکومت کو ایک گونہ استقلال و استحکام حاصل ہو گیا تھا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد لہو و لعب اور سیر و شکار میں ایسا مصروف و منہمک ہوا کہ ایک ساعت کو امور سیاست اور انتظام ملک کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اسی اثنا میں بغرض تفریح د سیر سجستان چلا گیا۔ لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے موقع پا کے فارس پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی ابوقابوس (یہ طاہر بن محمد کے ہمراہیوں کا ایک سپہ سالار تھا) نے مخالفت کی چونکہ لیث اور سبکری قابض ہو چکے تھے ابوقابوس کی کچھ پیش نہ گئی مجبوراً بغداد کا راستہ لیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہو کے خلیفہ مکتفی کی دست بوسی کی کل حالات عرض کئے۔ خلیفہ مکتفی نے انعام اور جائزے مرحمت فرمائے۔ بعد چندے طاہر نے ابوقابوس کی واپسی کی درخواست کی اور بصورت واپس نہ ہونے کے حساب فہمی کی التجا کی خلیفہ نے کسی درخواست کو منظور نہ فرمایا۔

صوائف

سنہ ۲۹۱ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج سے بلاد سرحدی اسلامیہ کی جانب پیش قدمی کی ان میں سے ایک جماعت نے حدیثہ کا قصد کیا حالت غفلت میں پہونچ کے شہر کو جلا دیا، جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جوان، بوڑھے اور بچوں کو گرفتار کر لے گئے۔ غلام زرافہ نامی ایک سپہ سالار نے رومیوں کی اس پیشقدمی کے روکنے کو طرسوس سے انطاکیہ پر فوجکشی کر دی۔ رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے اسلامی سرحد کے تاخت و تاراج سے دست کش ہو کے انطاکیہ کے بچانے کو دوڑے لیکن ناکامیاب رہے عساکر اسلامیہ نے بزور تیغ انطاکیہ کو فتح کر لیا پانچہزار رومی کھیت رہے اسی قدر گرفتار ہوئے اور اسی قدر

مسلمان قیدیوں نے جو انطاکیہ میں قید تھے رہائی پائی۔ ساٹھ کشتیاں معہ مال و اسباب کے ہاتھ آئیں جو مال غنیمت انطاکیہ کے ساتھ تقسیم کی گئیں۔ ہزار ہزار دینار ایک ایک حصہ میں پڑے۔ اسی سنہ میں ترکوں نے ایک غیر معدود جمعیت سے ماوراء النہر کیجانب خروج کیا اسماعیل بن احمد سامانی نے اس طوفان بے امتیازی کے روک تھام کو ایک عظیم الشان لشکر جس میں مطوعہ (والنٹیرز) اور فوج نظام بھی تھی روانہ کیا۔ ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے ایک گروہ کثیر مارا گیا البقیۃ السیف کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ قید کر لئے گئے۔ پھر ۲۹۲ھ میں رومیوں نے مرعش اور اس کے اطراف پر چڑھائی کی اہل مصیصہ و طرسوس مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی خلیفہ مکتفی نے ابوالعشایر کو حکومت بلاد سرحدی سے معزول کر کے رستم بن بردو کو متعین فرمایا۔ اسی کے عہد میں رومیوں اور مسلمانوں میں قیدیوں کا ایک دوسرے سے تبادلہ و معاوضہ ہوا ایکہزار مسلمان قیدی عیسائیوں کے پنجہ ظلم سے رہا کرائے گئے۔

پھر ۲۹۳ھ میں رومیوں نے قورس (صوبہ حلب) پر حالت غفلت میں شبخون مارا اہل قورس نے باوجود بے خبری کے مسلح و تیار ہو کے مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی لیکن انجام کار مسلمانان قورس کو شکست ملی ایک گروہ کثیر کام آگیا رومیوں نے شہر میں داخل ہو کے جامع مسجد کو جلا دیا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا اسی سنہ میں اسماعیل بن سامان والی ماوراء النہر نے ترک اور دیلم کے بہت سے شہروں کو بزور تیغ فتح کیا۔

اور ۲۹۴ھ میں ابن کیغلغ نے طرسوس کی طرف سے بلاد رومیہ پر جہاد کی غرض سے فوجکشی کی بزور تیغ چار ہزار رومیوں کو قید کر لیا رومیوں کے ایک بطریق نے امن کی درخواست کی اور بعد امن حاصل کرنے کے دایرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ بعد اس کے اسی سنہ میں پھر ابن کیغلغ نے بقصد جہاد بلاد

کفار کی جانب خروج کیا فتح کرتا ہوا اشکند تک پہونچا اور اسکو بھی لڑکے مفتوح کرلیا دو چار روز قیام کرکے لیس پر دھاوا کردیا رومیوں نے جی کھولکر مقابلہ کیا بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ آخر کار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی رومیوں کے ہزارہا آدمی مارے گئے اور تقریباً پچاس ہزار انکیں سے قید کرلئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد بطریق اندرونقس جو رومیوں کی طرف سے سرحد کی محافظت پر مامور تھا دربار خلافت میں امن کی درخواست کی خلیفہ مکتفی نے فوراً امان نامہ لکھ کے بھیجدیا بطریق اندرونقس دو سو مسلمان قیدیوں کو لئے ہوئے جو اس کے قلعہ میں محبوس تھے اسلامی لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا والی روم کو اسکی خبر لگ گئی ایک دستہ فوج اندرونقس کی گرفتاری کو بھیجدیا مسلمان قیدیوں نے اس دستہ فوج کو جو اندرونقس کی گرفتاری کو آیا تھا حملہ کرکے قتل کرڈالا اور جو کچھ مال واسباب اور آلات حرب تھے سب کو لوٹ لیا۔ رومیوں کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا ایک فوج تیار کرکے بطریق اندرونقس سے لڑنے کو آئے عساکر اسلامیہ نے بھی بطریق اندرونقس اور مسلمان قیدیوں کے بچانے کو رومیوں پر دھاوا کردیا قتل و غارت کرتے ہوئے قونیہ تک پہونچے اور اس کو بات کی بات میں تاخت و تاراج کرڈالا رومی یہ خبر پاکے خائب و خاسر واپس گئے۔ عساکر اسلامیہ میں سے چند دستہ بطریق اندرونقس کے قلعہ کی طرف گیا بطریق اندرونقس معہ اہل و عیال کے قلعہ سے نکل آیا اور ان کے ہمراہ دارالخلافۃ بغداد کو روانہ ہو گیا۔

عمّال اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ پہلے خاقان مفلحی کو رے کی حکومت عطا ہوئی بعد ازاں اسماعیل بن احمد سامانی کو دیگئی اور عیسٰے نوشری مصر کی گورنری پر حکومت بنی طولون کے ختم ہونے کے بعد مقرر کیا گیا اور ابوالعشایر احمد بن نصر کو طرسوس کی حکومت عنایت ہوئی ۲۹۰ھ میں مظفر بن حاج معزول کیا گیا۔

اور ۲۹۱ھ میں وزیر السلطنت ابو القاسم بن عبید اللہ نے وفات پائی۔ قلمدان وزارت عباس بن عباس بن حسن کے سپرد ہوا بعد ازاں ۲۹۲ھ میں ابو العشایر بھی برطرف ہوا بجائے اسکے رستم بن برزو مقرر کیا گیا ۲۹۳ھ میں لیث بن لیث نے بلاد فارس کو طاہر بن محمد کے قبضہ سے نکال لیا خلیفہ مکتفی نے خوش ہوکے خلعت اور لوا عنایت کیا اسی سنہ میں ابو الہیجا عبد اللہ بن حمدان کو موصل کی گورنری مرحمت ہوئی۔ اسی سنہ میں قرامطہ کا سفیر یمن و صنعا میں پہنچا اور بوجہ طوائف الملوکی یمن کے اکثر شہروں پر قبضہ حاصل کرلیا۔ اسی سنہ کے ماہ شوال میں خلیفہ مکتفی نے مظفر بن حاج کو حکومت یمن کی سند عنایت فرمائی چنانچہ مظفر نے یمن میں پہنچکے قیام کیا۔

المقتدر باللہ کی خلافت

خلیفہ مکتفی باللہ ابو محمد علی بن خلیفہ المعتضد باللہ نے ماہ جمادی الاول ۲۹۵ھ میں ساڑھے چھ برس حکومت کرکے مقام بغداد میں سفر آخرت اختیار کیا محمد بن طاہر کے مکان میں مدفون ہوا۔ وفات سے پہلے مرحوم خلیفہ نے اپنے بھائی جعفر کو اپنا ولیعہد بنا لیا تھا۔

وزیر السلطنت عباس بن حسن نے اپنے مصاحبوں سے مشورہ کیا کہ خاندان خلافت سے کون شخص سریر خلافت کا مستحق ہے محمد بن داؤد بن جراح نے عبد اللہ بن معتز کو منتخب کیا اور اسکی عقل و فراست کی بہت بڑی تعریف کی۔ ابو الحسین بن محمد بن فرات بعد بحث و مباحثہ اور رد و تکرار کے بولا "وزیر السلطنت! اللہ تعالے سے ڈرئے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنائے جسکے حالات سے آپ آگاہ نہ ہوں، اور نہ بخیل کو سریر خلافت پر متمکن کیجئے کہ لشکریوں کو تنخواہ کے ملنے میں دقت پیدا ہو، اور نہ طامع شخص کے ہاتھ پر بیعت خلافت کیجئے کہ طمع میں آکے ذخیرۂ حکومت درہم و برہم کردے، امراء و دولت اور ارکین سلطنت کے مال و اسباب کے تاک میں رہے، اور نہ ایسے شخص

کو تاجدار بنائے جو دین اسلام کی اہانت کرتا ہو۔ معاصی و ماثم سے محترز نہ ہو۔ کار ثواب کا طالب نہ ہو اور نہ ایسے شخص کو زمام حکومت سپرد کیجیئے جو لوگوں کے حالات سے آگاہ اور اُن کے احوال کا جویاں ہو کہ لوگوں کو کھانا، پینا، عیش، اور آرام دشوار ہو جائے میرے نزدیک خاندان خلافت میں جعفر بن معتضد سے زیادہ قابل کوئی شخص نہیں ہے یہ شخص ہمہ وجوہ سریر خلافت پر متمکن ہونے کی قابلیت رکھتا ہے" وزیر السلطنت نے کہا "تمھیں انتخاب کرتے شرم نہ آئی وہ تو ابھی لڑکا ہے" ابن فرات نے جواب دیا "ہاں یہ سچ ہے لیکن ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کی ہمکو ضرورت نہیں ہے جو انتظام سلطنت میں ہمارا محتاج نہ ہو اور ہم پر وہ قابو یافتہ ہو" وزیر السلطنت نے علی بن عیسیٰ کیطرف مشورہ کی غرض سے رخ کیا۔ علی بن قیس نے کسی کو نامزد نہ کیا صرف اس قدر کہہ کے خاموش ہو گیا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنائے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور زمام خلافت کے لینے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔ وزیر السلطنت کا دل جعفر کو خلیفہ بنانے کی طرف مائل ہو گیا جیسا کہ ابن فرات نے راے دی اور اسکے بھائی خلیفہ مکتفی نے وصیت کی تھی اور اُس کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ غرض وزیر السلطنت نے صافی حرمی کو جعفر کے لانے کو روانہ کیا چنانچہ جعفر اپنے مکان سے دجلہ کے ساحل غربی کیطرف بقصد دار الخلافت روانہ ہوا بوقت واپسی وزیر السلطنت کے مکان کے قریب پہنچکے صافی کے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ شاید وزیر السلطنت نے جعفر کو قید کر لینے کے غرض سے طلب کیا ہے چونہیں یہ خطرہ پیدا ہوا جعفر کو حراقہ[1] میں چھوڑ کے چپکے سے دار الخلافت میں چلا آیا اور حاضرین سے بیعت خلافت لے لی بعد ازاں جعفر کو حراقہ سے لاکے سریر خلافت پر بٹھا دیا اس اثناء میں وزیر السلطنت اور سرداران لشکر آ گئے

---

[1] حراقہ ایک قسم کی کشتی ہوتی ہے جسمیں دشمنوں پر آتش باری کے مقامات بنے ہوتے ہیں۔ اقرب الموارد جلد ۱ صفحہ ۱۸۳۔

اور ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

سریر خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جعفر نے اپنے کو المقتدر باللہ کے لقب سے ملقب کیا اور وزیر السلطنت کو بیت المال میں تصرف کرنے کا اختیار دیا اس وقت بیت المال میں ڈیڑھ کرور دینار تھے وزیر السلطنت نے اسمیں سے حق بیعت نکال لیا کاروبار سلطنت جس نظام سے چلتا تھا چلنے لگا۔

خلیفہ مقتدر اور ابن معتز کی حریفانہ کوششیں

خلیفہ مقتدر کی عمر بوقت تخت نشینی تیرہ برس کی تھی ارکین دولت کم عمری کیوجہ سے نظر حقارت سے دیکھنے لگے ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگا۔ وزیر السلطنت کا دل بھی پھر گیا خلیفہ مقتدر کی معزولی اور ابو عبداللہ محمد بن معتز کی خلافت پر آمادہ و تیار ہوگیا۔ خط و کتابت شروع کی۔ ابو عبداللہ نے منظور کرلیا مگر بانتظار آمد نارس حاجب اسماعیل والی خراسان خلیفہ مقتدر کی معزولی اور جدید خلیفہ کی تقرری وقوع پذیر نہ ہوئی۔ اس واقعہ سے چند ہی دن پیشتر نارس نے اپنے آقاء نعمت سے مخالفت کی تھی اور اس سے جدا ہوکے بغداد میں آنے کی اجازت طلب کی تھی۔ وزیر السلطنت نے حاضری کی اجازت دیدی تھی اور اسکے ذریعہ سے خادمان خلیفہ معتضد کو ملانے کا قصد کیا تھا کیونکہ اس معاملہ میں ان لوگوں کی مخالفت کا اندیشہ قوی تھا۔ اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ نارس کے آنے میں توقع سے زیادہ تاخیر ہوئی اور اس اثناء میں ابو عبداللہ محمد بن معتز بجائے سریر خلافت پر متمکن ہونے کے داعی اجل کو لبیک کہ کے گوشۂ قبر میں جا چھپا۔ وزیر السلطنت کی ساری امیدوں اور تمناؤں کا خاتمہ ہوگیا لیکن بایں ہمہ اس سے نچلا نہ بیٹھا گیا۔ ابوالحسین بن خلیفہ متوکل کو سریر خلافت پر متمکن کرنے کا عزم بالجزم کرلیا اتفاق یہ کہ یہ بھی مرگیا۔ ان واقعات سے بظاہر مقتدر کی حکومت کو ایک گونہ استقلال و استحکام حاصل ہوگیا۔ کاروبار سلطنت کو بیدار مغزی سے انجام

دینے لگا بعد چندے سپہ سالاران لشکر، اراکین دولت، اعیان سلطنت، قاضیان و مفتیان شریعت اور سکرٹریوں نے پھر سرگوشیاں شروع کیں اور خلیفہ مقتدر کی معزولی پر متفق الکلمہ ہوکے عبداللہ بن معتز سے سریر خلافت پر متمکن ہونے کی درخواست کی عبداللہ بن معتز نے یہ شرط پیش کی کہ خونریزی اور قتل عام نہ ہو ان لوگوں نے ایک زبان ہوکے جواب دیا چونکہ ہم لوگ اس امر پر متفق ہوگئے ہیں کسی قسم کی نزاع نہ ہوگی اور جب نزاع کا وقوع نہ ہوگا تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قتل و خونریزی نہ ہوگی۔

اس امر کے بانی مبانی عباس بن حسین وزیر السلطنت، محمد بن داؤد بن جراح سکرٹری، ابوالمثنیٰ احمد بن یعقوب قاضی، حسین بن حمدان وزیر جنگ، بدر عجمی اور وصیف بن صوارتکین سپہ سالاران لشکر تھے

ہنوز اس مشورہ پر عملدرآمد نہ ہونے پایا تھا کہ وزیر السلطنت نے اس امر کو محسوس کرکے کہ خلیفہ مقتدر کے برتاؤ میرے ساتھ اچھے ہیں اور میرے اقتدار میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا ہے اس مشورہ اور رائے سے علیحدہ و کنارہ کشی کی مگر محمد بن داؤد وغیرہ اسی رائے پر جمے رہے حسین بن حمدان نے اشارہ کردیا۔ بدر اور وصیف نے جس وقت کہ وزیر السلطنت اپنے باغ کو جارہا تھا دفعتہً حملہ کرکے مارڈالا۔ یہ واقعہ بیسویں ربیع الاول ۲۹۶ھ کا ہے۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مقتدر کی معزولی کا اعلان کرکے عبداللہ بن معتز کی خلافت کی بیعت کرلی اس وقت خلیفہ مقتدر حلبہ میں چوگان کھیل رہا تھا۔ وزیر السلطنت کے قتل ہونے اور عبداللہ بن معتز کے بیعت خلافت لینے کے حالات سُنکے محلسرا میں چلا گیا اور دروازے بند کرادئے اسکے بعد ہی حسین بن حمدان خلیفہ مقتدر کو قتل کرنے کی غرض سے حلبہ میں آیا خائب و خاسر ہوکے واپس گیا دارالعوام میں پہونچ کے عبداللہ بن معتز کو بلوایا سپہ سالاران لشکر اعیان دولت اور اراکین سلطنت نے حاضر

ہو کے بعیت کی مگر ابو الحسن بن فرات اور خلیفہ مقتدر کے خاص خاص مصاحبین حاضر دربار نہ ہوئے۔ عبداللہ بن معتز نے بعیت خلافت لینے کے بعد المرتضی باللہ کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا محمد بن داود بن جراح کو عہدۂ وزارت عنایت فرمایا علی بن موسیٰ کو محکمہ دواوین سپرد کیا اور خلیفہ مقتدر کو لکھ بھیجا کہ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ تم دارالخلافہ چھوڑ کے باہر آجاؤ اور خلافت کی ہوس دل سے نکال ڈالو" غریب مقتدر نے لکھا "مجھے بسر وچشم اس حکم کی تعمیل منظور ہے مگر شام تک کی مہلت عطا کیجائے" رات کے وقت مونس خادم، مونس خازن، غریب الخال اور کل خدام حاشیہ نے متفق ہو کے یہ رائے قائم کی کہ چونکہ ہم لوگ ایک عام مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں اس سے مخلصی اگر ہو سکتی ہے تو اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے کہ ہم لوگ کوئی فتنہ برپا کریں۔ اس کے صبح کو حسین بن حمدان دارالخلافہ کے دروازہ پر گیا خلیفہ مقتدر کے خدام اور غلاموں نے فصیلوں پر سے حسین بن حمدان پر تیر کا مینہہ برسانا شروع کیا ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا تمام دن بڑے زور و شور سے لڑائی رہی قریب غروب آفتاب حسین نے اپنے ہمراہیوں کو واپسی کا حکم دیا جوں ہی رات کی تاریکی بڑھی معہ اپنے اہل و عیال کے موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر کے ہوا خواہوں نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے عبداللہ ابن معتز پر حملہ کی تیاری کر دی کشتیوں پر سوار ہو کے عبداللہ بن معتز کے مکان کی طرف بڑھے جو دجلہ کے کنارے پر تھا عبداللہ بن معتز کے ہمراہی ان لوگوں کو دیکھ کے کچھ ایسے خوف زدہ اور مرعوب ہوئے کہ بلاجدال و قتال قبل اسکے کہ وہ کشتیاں کنارہ پر آئیں اور وہ لوگ اتریں۔ بھاگ کھڑے ہوئے اور حسین بن حمدان کے سر یہ الزام تھوپ دیا کہ اسنے خلیفہ مقتدر سے سازش کر لی ہے عبداللہ بن معتز اور اسکا وزیر محمد بن داود

بن جراح مکان سے نکلا اور اس ظن فاسد کی بنا پر کہ جن لشکریوں نے بیعت کرلی ہے۔ ضرور ساتھ دینگے اور غالباً سامرا میں آئینگے جس سے خلیفہ مقتدر کی مدافعت ہم کرسکینگے سوار ہو کے صحرا کا راستہ لیا تھوڑی مسافت طے کرکے دونوں میدان میں پہنچے تو تنہا تھے مجبوراً شہر میں واپس آئے اور لوگوں کے مکانات میں روپوش ہو گئے۔ محمد بن داؤد وزیر تو اپنے ہی مکان میں جا چھپا اور عبداللہ بن معتز نے معہ اپنے خادم کے ابو عبداللہ بن حصاص کے مکان میں جا کے پناہ لی۔ بدمعاشوں، بازاریوں، اور آبرو باختہ لوگوں کی بن آئی۔ لوٹ اور قتل کا بازار گرم کر دیا۔ ابن عمرویہ افسر پولیس نے بھی عبداللہ بن معتز کی بیعت کی تھی اہل شہر کا یہ رنگ دیکھ کے لوگوں کو دھوکا دینے کی غرض سے منادی کرادی کہ میں خلیفہ مقتدر کا بدلہ لیا چاہتا ہوں اور لوگوں کو مجتمع کرکے عوام الناس کی طرف جھکا عوام الناس سمجھ گئے۔ تلواریں نیام سے کھینچکے بھڑ گئے ابن عمرویہ بھاگ کر ایک مکان میں جا چھپا خلیفہ مقتدر نے اسی وقت مونس خازن کو پولیس کی افسری عنایت فرمائی اور اس طوفان بے تمیزی کے فرو کرنے کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا حامیان علم خلافت شہر میں پھیل گئے باغیوں کی گرفتاری ہونے لگی وصیف بن صوار تکین گرفتار ہو آیا مار ڈالا گیا۔ قاضی ابو عمرو علی بن عیسے اور قاضی محمد بن خلف بھی گرفتار ہو آئے مگر رہا کر دئے گئے بعد ازاں قاضی ابو المثنیٰ احمد بن یعقوب پابزنجیر حاضر کیا گیا حاضرین میں سے کسی نے خلیفہ مقتدر کی بیعت کرنے کو کہا جواب دیا "وہ ابھی لڑکا ہے میں اسکی بیعت نہ کرونگا" خلیفہ مقتدر نے اشارہ کر دیا سر اتار لیا گیا بعد اسکے ابو الحسن بن فرات کو بلا بھیجا یہ عبداللہ بن معتز کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہوا خلیفہ مقتدر نے خلعت خوشنودی عنایت کی اور قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ ابن حصاص کے خادم سوسن نامی نے صافی خرمی (یہ خلیفہ مقتدر کا غلام

تھا) سے جاکے خبر کردی کہ ابن معتز معہ ایک گروہ کے میرے آقا کے مکان میں چھپا ہوا ہے۔ صافی خرمی نے خلیفہ مقتدر سے اسکی اطلاع کردی۔ خلیفہ مقتدر نے حکم دیدیا ابن حصاص کے مکان کا فوراً محاصرہ کرلیا گیا دروازے توڑ ڈالے گئے ابن معتز گرفتار ہوگیا تمام شب جیل میں رہا صبح کے وقت دونوں خصیئے کاٹ ڈالے گئے۔ مرگیا نعش اِس کے اہل وعیال کو دیدی۔ اور ابن حصاص کو اس الزام میں گرفتار کرکے مال کثیر لے کے رہا کردیا۔ محمد بن داؤد (عبداللہ بن معتز کا وزیر) بھی روپوش تھا پتہ لگا کے گرفتار کیا گیا اور دربار خلافت میں پہونچنے کے ساتھ قتل کر ڈالا گیا۔ علی بن عیسےٰ بن علی واسط کی جانب جلاوطن کیا گیا مگر وزیر السلطنت ابن فرات سے مکہ جانے کی اجازت طلب کرکے براہ بصرہ مکہ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ قاضی ابو عمر وعلی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا گیا حسین بن حمدان کی گرفتاری کو ایک لشکر موصل کیطرف روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا وزیر السلطنت ابن فرات کی سفارش سے ابن عمرویہ افسر پولیس اور ابراہیم بن کیغلغ وغیرہما کی جان بچی فتنہ وفساد فرو ہوگیا خدام دولت اور ہواخواہانِ خلافت مقتدر انعام اور صلے لینے کو دربار خلافت میں حاضر ہوئے وزیر السلطنت نے عباسیوں، طالبیوں، سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت کو علی قدر مراتب انعامات، جائزے اور صلے دئے بیت المال میں جو کچھ تھا اِس کا حصہ کثیر تقسیم کردیا۔

اس ہنگامہ کے فرو ہونے پر خلیفہ مقتدر نے قاسم بن سیما کو سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت کے ساتھ حسین بن حمدان کی گرفتاری و تعاقب پر متعین فرمایا۔ قاسم بن سیما قرقیسیا اور رحبہ تک حسین کی جستجو میں بڑھتا چلا گیا مگر ناکام رہا تب خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء بن حمدان (یہ حسین بن حمدان کا بھائی اور خلیفہ مقتدر کی طرف سے امیر موصل تھا) کے نام حسین کی گرفتاری کا فرمان روانہ کیا چنانچہ ابوالہیجاء، قاسم بن

سیما اور سپہ سالاران لشکر کے ساتھ حسین کی جستجو میں روانہ ہوا تکریت کے قریب حسین سے ملاقات ہوگئی ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گیا حسین شکست کھا کے بھاگا اور اپنے بھائی ابراہیم کی معرفت دربار خلافت میں امن کی درخواست روانہ کی۔ امن دیدیگئی حسین نے دربار خلافت میں حاضر ہو کے خلافت آب کی دست بوسی کی خلافت پناہی نے خلعت مرحمت فرمائی اور عباس بن عمر غنوی کو معزول کر کے قم وقاشان کی سند حکومت دیدی حسین نے رخصت ہو کے قم کا راستہ لیا اس اثناء میں نارس (اسماعیل سامانی والی ماوراء النہر کا غلام) آگیا خلیفہ مقتدر نے دیار ربیعہ کی گورنری مرحمت کی۔

افریقیہ میں دولت عبیدیہ شیعہ

عبیدیین نسبًا اپنے پہلے خلیفہ عبید اللہ مہدی بن محمد حبیب بن جعفر مصدق ابن محمد مکتوم بن امام اسمٰعیل بن جعفر صادق کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں تم کو اس نسب کے غلط ہونے کی طرف توجہ نہ کرنی چاہیئے کیونکہ خلیفہ معتضد کا خط جو اس نے ابن اغلب کو قیروان میں اور ابن مدرار کو سلجماسہ میں اس کی گرفتاری کی بابت تحریر کیا تھا جبکہ یہ بلاد مغرب کی طرف چلا گیا تھا۔ اس نسب کی صحت کی شہادت دیتا ہے اور شریف رضی کے یہ اشعار بھی اسکے موید ہیں۔

البس الذل فی بلاد الاعادی	مصر اور دیگر ممالک کے دشمنوں کو۔
وبمصر الخلیفۃ العلوی	خلیفہ علوی نے ذلیل و خوار کر دیا۔
من ابوہ ابی ومولاہ مولای	اس کا باپ اور میرا باپ اسکا مولی۔
اذا اضامنی البعید القصی	اور میرا مولی ایک ہے اگرچہ غیر خاندان والے مجھکو
لف عرقی بعرقہ سیدا لناس	ذلیل سمجھیں۔ میرا سلسلہ نسب اور اسکا سلسلہ
جمیعا محمد وعلی	سید الناس محمد و علی سے ملتا ہے۔

اور جو محضر بغداد میں زمانہ خلافت قادر میں ان عبیدیوں کے نسب کے رد و قدح کی بابت لکھا گیا تھا اور اس پر مشاہیر علماء قدوری، صمیری، ابوالعباس ابیوردی ابوحامد اسفرائنی، ابوالفضل نسوی، ابوجعفر نسفی اور علویہ میں سے مرتضیٰ ابن بطحاوی، ابن ازرق اور معتمد علیہ شیعہ ابو عبداللہ بن نعمان کا دستخط بطور شہادت کے ثبت کیا گیا تھا وہ شہادت سمعی تھی دولت عباسیہ میں تقریباً دو سو برس سے تمام بلاد قریبہ و بعیدہ میں یہ خبر مشہور ہو رہی تھی اور سمعی شہادت ایسے موقع میں کہ یہ شہادت نفی کی ہے قابل قبول ہے۔ ایسی صورت میں اس محضر اور خلیفہ معتضد کے خط میں کوئی تعارض بھی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ انکی جانب میلان طبع اور انکا اپنے دعاوی میں سرسبز ہونا ان کے نسب کے صحیح ہونے پر روز روشن کی طرح دلالت کرتا ہے۔ اور جن لوگوں نے انکو نسباً یہودیت یا نصرانیت میں میمون قداح وغیرہ کی طرف منسوب کیا ہے ان لوگوں کو وہ گناہ کافی ہے جو اس افترا پردازی پر عاید ہوتا ہے۔

باقی رہی انکی دعوت کی کیفیت۔ اس کو ہم مقدمہ کتاب میں ہدایت شیعہ کے تذکرہ میں بیان کر آئے ہیں۔

مذاہب شیعہ اس امر پر اتفاق کر لینے کے بعد کہ علی (رضی اللہ عنہ) کل صحابہ (رضی اللہ علیہم) سے افضل ہیں زیدیہ اور رافضیہ کی طرف منقسم ہوتے ہیں زیدیہ باوجود تفضیل علی رضی اللہ عنہ کے شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی صحت امامت کے قایل ہیں انکے نزدیک امامت مفضول کی باوجود موجودگی شخص فضل کے جائز ہے یہ مذہب زید شہید اور ان کے متبعین کا ہے۔ رافضی اپنے کو امامیہ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ یہ شیخین سے تبرا (بیزاری یا علیحدگی) کرتے ہیں اس وجہ سے کہ شیخین نے اس وصیت پر عمل نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کی بابت

علیؓ کے حق میں کی تھی باوجودیکہ اس وصیت کی کسی طریقہ سے روایت نہیں کی گئی جسکے صحیح ہونے پر ذہن ذرا بھی ملتفت کیا جائے اور نہ کسی نے سلف میں سے اس پر وثوق کیا ہے جو قابل اقتداء ہیں بے شک اور بلا شبہ یہ روافض کی گڑھی اور بنائی ہوئی وصیت ہے جسکی کچھ اصلیت نہیں ہے۔

رافضی کی دو قسمیں ہیں۔ اثنا عشریہ۔ اسماعلیہ۔ اثنا عشریہ خلافت و امامت کو بعد علی بن ابیطالب، حسن، حسین، علی زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق کے ان کے بیٹے موسیٰ کاظم اور بعد انکے انکی اولاد کی طرف بہ سلسلہ واحد بارہویں امام تک منتقل کرتے ہیں اور بارہویں امام "مہدی" ہیں جو انکے زعم فاسد کے مطابق غار سر من رائے میں روپوش ہیں اور یہ فرقہ اس وقت تک ان کے خروج کے انتظار میں ہے۔ اسماعلیہ کرسی خلافت و امامت پر بعد جعفر صادق کے انکے دوسرے بیٹے اسماعیل کو بٹھلاتے ہیں اور بعد اسماعیل کے اعقاب کی طرف سلسلہ خلافت و امامت کو منتقل کرتے ہیں کوئی ان میں سے عبید اللہ (یہی عبید اللہ مہدی جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے) پر پہنچکے رُک جاتا ہے اور یہ عبیدیین کے لقب سے یاد کئے جاتے اور بعض ان میں سے یحییٰ بن عبید اللہ بن محمد مکتوم تک سلسلہ خلافت و امامت کو پہنچا دیتا ہے اس گروہ کو قرامطہ کہتے ہیں مگر یہ جھوٹ وافترا ہے کیونکہ محمد مکتوم بن اسماعیل کا کوئی لڑکا عبید اللہ نامی نہ تھا۔

ان عبیدیوں کے ہواخواہ اور گروہ والے مشرق، یمن اور افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے سب کے پہلے دو شخص ایک شخص معروف بہ حلوانی دوسرا شخص مشہور بہ سفیانی افریقہ گیا تھا ان دونوں کو انھیں عبیدیوں کے ہواخواہوں اور گروہ والوں نے بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ عرب کی سرزمین شور ہے تم لوگ افریقہ چلے جاؤ اور کاشتکاری کرکے اس سرزمین کو سرسبز و باثمر کردو چنانچہ حلوانی اور سفیانی نے افریقہ میں پہونچکے ایک سے سرزمین کتامہ شہر مجانہ میں

قیام کیا اور دوسرا شہر سوق حمار میں مقیم ہوا۔ انھیں دونوں کے ذریعہ سے اس اطراف میں بالعموم اور کتامہ میں علی الخصوص اس مذہب کا شیوع ہوا ان لوگوں کا یہ زعم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنصوص جلیہ وارشادات واضحہ خلافت وامارت کی علیؓ کے حق میں وصیت کی تھی جس سے صحابہؓ (عیاذاً باللہ) نے اعراض وعدول کرکے علیؓ کے سوا دوسرے کو خلیفہ بنالیا اس وجہ سے اُن صحابہ سے تبرّا کرنا واجب ہے جنھوں نے اس وصیت سے عدول وانحراف کیا ہے۔ بعد ازاں علیؓ نے اپنے بیٹے حسن کو اور حسن نے اپنے بھائی حسین کو، حسین نے اپنے بیٹے علی زین العابدین کو، علی زین العابدین نے اپنے بیٹے محمد الباقر کو، محمد الباقر نے اپنے بیٹے جعفر الصادق کو، جعفر الصادق نے اپنے بیٹے امام اسماعیل کو، امام اسماعیل نے اپنے بیٹے محمد[۱] المکتوم کو، محمد المکتوم نے اپنے بیٹے جعفر المصدق کو، جعفر المصدق نے اپنے بیٹے محمد الحبیب کو، محمد الحبیب نے اپنے بیٹے عبید اللہ المہدی کو اپنا وصی اور سریر خلافت وامامت کا جانشین ووارث بنایا تھا یہ وہی عبید اللہ المہدی ہے جس کا ابو عبد اللہ[۲] شیعی داعی تھا ان لوگوں کے ہوا خواہ اور ہم خیال سرزمین عرب میں یمن سے حجاز و بحرین تک اور تمام ملک خراسان اور کوفہ و بصرہ و طالقان میں پھیلے ہوئے تھے۔ محمد الحبیب سرزمین حمص مقام سلمیہ میں رہتا تھا ان لوگوں کی یہ عادت تھی کہ ہر سمت میں جہاں پہنچے

[۱] محمد کو مکتوم کے لقب سے ملقب اس وجہ سے کرتے تھے کہ اسماعیلیہ بخوف مخالفین ان کے نام کو چھپاتے تھے۔ منہ رحمۃ اللہ علیہ۔

[۲] ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن محمد بن ذکریا شیعی۔ صنعا کا رہنے والا تھا ابن حوشب نجار کی صحبت میں رہا کرتا تھا۔ جب حلوانی اور سفیانی کے مرنے کی خبر آئی تو ابن حوشب نے اس کو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲۔

آل محمد کی حمایت اور اُن کی محبت کی دعوت دیتے اور آہستہ آہستہ اپنے عقاید کو سکھاتے تھے۔ ہر ملک کے شیعہ اکثر اوقات حسینؓ کی قبر کی زیارت کو کربلا آتے اور پھر کربلا سے بغرض زیارت آئمہ جو امام اسماعیل کی اولاد سے تھے سلمیہ کو جاتے۔ یمن میں بھی ان لوگوں کے ہوا خواہ اور ہم مذہب تھے محمد بن فضل نامی ایک شخص یمن کا رہنے والا جو اصل میں لشکری تھا ایک بار انھیں ایام میں امام محمد الحبیب کی زیارت کو آیا ہوا تھا رستم بن حسین بن حوشب بن داؤد نجار نے (یہ کوفی الاصل تھا) اپنے ہمراہیوں کو اسکے ساتھ کر دیا اور دعوت دولت عبیدیہ کے قائم کرنے کی ہدایت کر دی ساتھ ہی اسکے یہ بھی سمجھا دیا کہ عنقریب مہدی موعود خروج کرنے والے ہیں جس قدر جلد ممکن ہو اپنی جماعت بڑھالو۔ محمد بن فضل نے مع ہمراہیان رستم یمن میں پہنچکے قبیلہ بنی موسیٰ میں قیام کیا اور وعظ و پند سے ان لوگوں کے قلوب کو امام محمد الحبیب کی طرف مایل کرنے لگا بظاہر دعوت کا طریقہ نہایت سادہ اور سیدھا تھا۔ آل محمد کی حمایت اور ان سے محبت کرنے پر کون مسلمان بھلا آمادہ نہ ہوتا تھوڑے ہی دنوں میں یمن کے اطراف و جوانب والے اس دعوت میں شریک اور اسکے تابع ہو گئے اور اس نے رفتہ رفتہ صوبہ یمن کو دبالیا اور ان لوگوں کے دماغوں میں بھی اپنے زہر آلودہ خیالات کو بھر دیا ابو عبداللہ حسن بن احمد بن محمد بن زکریا معروف بہ محتسب (جس سے تم ابھی اوپر تعارف حاصل کر چکے ہو) امام محمد الحبیب کی خدمت میں حاضر ہوا امام محمد الحبیب نے اس کو لائق اور اہلیت کا آدمی خیال کرکے ابو حوشب کے پاس بھیجدیا۔ چنانچہ ابو عبداللہ نے ابو حوشب کی صحبت میں ایک مدت مدیدہ کے علم و کمال حاصل کیا بعد ازاں ابو حوشب نے ابو عبداللہ کو حجاج یمن کے ہمراہ مکہ معظمہ روانہ کیا اور عبداللہ بن ابی ملاحف کو بھی اسکے ساتھ کر دیا ابو عبداللہ اور عبداللہ نے موسم حج میں پہنچکے کتامہ کے قافلہ مثلاً حریث جمیلی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہ سے ملاقات کی راہ و رسم پیدا کی کتامہ کے قافلہ والے ابو عبداللہ اور عبداللہ

کا زہد و ورع اور عبادت کوشی کو دیکھ کے کچھ ایسے گرویدہ ہوئے کہ انکی خدمت کو
سعادت دارین سمجھنے لگے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں ہی اس سعادت کو حاصل کر لوں بعد
ادائے مناسک حج ان دونوں نے قافلہ کتامہ کے ساتھ کوچ کیا۔ پندرہویں ربیع الاول
۲۸۸ھ میں کتامہ پہنچے اہل کتامہ نے ان دونوں کے لئے ایک مکان کوہ انکجان پر
جسکو ان لوگوں نے فج الاخیار کے نام سے بعد کو موسوم کیا بنوا دیا۔ لوگوں کی آمد و رفت
شروع ہوئی اور یوماً فیوماً بوجہ زہد و عبادت عوام کا میلان و گرویدگی بڑھتی چلی اب
ابو عبداللہ اور عبداللہ آہستہ آہستہ وقت بے وقت یہ سمجھانے لگے کہ مہدی موعود نے
ہم کو اسی مقام پر قیام کرنے کی ہدایت و تلقین کی تھی اور وہ عنقریب خروج کیا چاہتے
ہیں انکے معین اور انصار وہ لوگ ہونگے جو اپنے زمانہ کے اخیار ہونگے۔ انکے انصار
کا نام کتمان سے مشتق ہے اگرچہ صاف طور سے نہیں ظاہر فرمایا ہے مگر قرینہ یہ کہتا ہے
کہ غالباً یہی اہل کتامہ ہونگے۔ علمائے کتامہ مجتمع ہو کے ابو عبداللہ سے مناظرہ کرنے
کو آئے ابو عبداللہ نے مناظرہ سے انکار کیا مگر عوام الناس انکے شعبدہ بازیوں اور
حیلوں میں آگئے اور بعد فتنہ و فساد کے اسکی دعوت میں شریک اور اسکے مذہب سے
متمذہب ہو گئے۔ یہ لوگ اس کو ابو عبداللہ مشرقی شیعی کے نام سے موسوم کرتے تھے
بعد چندے اہل کتامہ میں پھر ایک جوش پیدا ہوا اور اکثر ابو عبداللہ کے قتل پر مجتمع ہو کے
اٹھ کھڑے ہوئے اُس وقت حسن بن ہارون نامی ایک شخص نے ابو عبداللہ کی حمایت
پر کمر ہمت باندھ لی اور اس کو اہل کتامہ کے ہاتھوں سے بچا کے شہر ناصروت (سرزمین
زرارہ) میں جا کے ٹھہرا دیا اور اسکے متبعین کو جمع کر کے مخالفین سے معرکہ آرائی
کی تا آنکہ سبھوں نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور ابو عبداللہ کی حکومت کا سکہ
بیٹھ گیا۔ ابراہیم بن احمد بن اغلب والی افریقیہ کو قیروان میں اسکی خبر لگی عامل میلہ
سے کیفیت طلب کی عامل میلہ نے رپورٹ دی کہ ابو عبداللہ ایک تارک الدنیا شخص

ہے موٹے جھوٹے کپڑے پہنتا ہے لوگوں کو صوم و صلوٰۃ کی ہدایت کرتا ہے۔
ابراہیم بن احمد یہ سُنکے خاموش ہو رہا بعد اسکے ابوعبداللہ نے آہستہ آہستہ اپنی جمعیت بڑھائی اور قبایل کتامہ کو مجتمع کرکے شہر میلہ پر دفعتہً حملہ کردیا چنانچہ دو چار روز کے محاصرہ کے بعد آمان کے ساتھ مفتوح کرلیا۔ ابراہیم بن احمد نے یہ خبر پاکے اپنے بیٹے احول کو بسرکردگی ایک لشکر کے جسکی تعداد بیس ہزار سے متجاوز تھی ابوعبداللہ کی سرکوبی پر روانہ کیا اس معرکہ میں اہل کتامہ کو ہزیمت ہوئی ابوعبداللہ نے بھاگ کے کوہ انکجان میں دم لیا احول نے شہر ناصروت اور میلہ میں آگ لگا دی اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

اس معرکہ کے بعد ابوعبداللہ نے کوہ انکجان میں ایک شہر آباد کیا اور اسکو دارالہجرۃ کے نام سے موسوم کیا۔ اِس اثناء میں ابراہیم بن احمد والی افریقیہ نے وفات پائی بجاے اِسکے اس کا بیٹا ابوالعباس افریقیہ کا گورنر ہوا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد یہ بھی راہی ملک عدم ہوا۔ زیادۃ اللہ[۱] کو افریقیہ کی گورنری مرحمت ہوئی۔ اس وقت احول ایک کثیرالتعداد لشکر مجتمع و مرتب کئے ہوئے ابوعبداللہ کے قریب پڑا ہوا تھا۔ زیادۃ اللہ نے بحیلہ و مکر اس کو ملاکے قتل کرڈالا۔

حبیب کی وفات عبیداللہ کی جانشینی

محمد الحبیب نے بوقت وفات امارت و امامت کی اپنے بیٹے عبیداللہ کے حق میں وصیت کی اور یہ کہا "میرے نورعین! تم ہی مہدی ہو میرے بعد تم ہجرت بعیدہ کروگے طرح طرح کے مصائب اور آلام کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ذرا استقلال و صبر سے کام لینا" غرض محمد الحبیب

---

[۱] زیادۃ اللہ ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم بن احمد بن اغلب کا بیٹا تھا۔ عیاش مزاج، کھلاڑی، امورسلطنت سے غافل اور ہوا پرست تھا۔ اس نے احول کو محض اس خیال سے کہ مبادا یہ خلل انداز عیش و آرام ہو قتل کیا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۸

کے انتقال کر جانے کے بعد عبید اللہ نے زمام امامت اپنے ہاتھ میں لی ممالک قریبہ و بعیدہ میں اپنے داعیوں کو بھیجا انھیں دنوں ابو عبید اللہ شیعی نے اہل کتامہ کا ایک وفد روانہ کیا اپنی فتوحات کی اطلاع دی اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ آپ کے قدوم میمنت لزوم کے انتظار میں ہیں جلد تشریف لائیے رفتہ رفتہ یہ خبریں خواص اور عوام میں مشہور ہوگئیں خلیفہ مکتفی نے عبید اللہ کی گرفتاری کا کا حکم دیا۔ عبید اللہ یہ خبر پاکے مع اپنے بیٹے نزار کے بھاگ گیا۔ جو بعد اس کے جانشین مسند امامت ہوا اور القایم کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔

عبید اللہ نے سرزمین حمص سے نکلکے مغرب کا راستہ لیا اسکے ہمراہ علاوہ اس کے لڑکے کے اس کے خاص اصحاب اور خدام کا ایک گروہ تھا بعد طے منازل مصر پہنچا ان دنوں مصر میں عیسیٰ نوشری حکومت کر رہا تھا عبید اللہ سوداگروں کا لباس پہنے ہوئے مصر میں داخل ہوا۔ خلیفہ مکتفی کا بھی فرمان مشعر گرفتاری عبید اللہ پہنچ گیا جس میں اسکا حلیہ وغیرہ لکھا ہوا تھا عیسیٰ نوشری نے جاسوسوں اور مخبروں کو عبید اللہ کی جستجو میں ہر چہار طرف پھیلا دیا۔ نوشری کے کسی مصاحب نے عبید اللہ کو اس سے مطلع کر دیا عبید اللہ معہ اپنے رفقا اور خدام کے نکل بھاگا مگر اتفاق یہ کہ نوشری سے ملاقات ہوگئی صورت و شکل اور رفتار و گفتار سے نوشری تاڑ گیا کہ ہو نہو یہی عبید اللہ ہے فوراً گرفتار کر لیا۔ اتنے میں دوپہر ہوگئی دسترخوان بچھا نوشری نے عبید اللہ کو کھانے کو کہا عبید اللہ نے روزہ کا عذر کیا بعد ازاں باتوں باتوں نوشری نے عبید اللہ سے حقیقت حال دریافت کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ عبید اللہ نے ایسے فقرے دیے کہ نوشری کے دل پر اسکے بیجرم و بے خطا ہونے کا ارتسام ہوگیا ہنوز نوشری نے عبید اللہ کو رہا نہ کیا تھا کہ اسکا بیٹا ابو القاسم اپنے شکاری کتے کو ڈھونڈھتا ہوا آپہونچا۔

نوشری نے دریافت کیا "یہ کون ہے" یہ بتلایا گیا کہ "یہ عبید اللہ کا بیٹا ہے" نوشری نے اس سے یہ خیال قایم کیا کہ اگر یہ شخص عبید اللہ خلافت ہوتا تو اسکا بیٹا ایک شکاری کتے کے تلاش میں موت کے منہ میں نہ چلا آتا عبید اللہ کو رہا کر دیا۔ عبید اللہ نے رہائی کے بعد ڈبل کوچ شروع کر دیا نہایت تیزی سے طے مسافت کرنے لگا۔ اثناء راہ میں مقام طاحونہ پر چوروں سے سابقہ پڑگیا کل مال و اسباب چرا لیگئے از انجملہ چند کتابیں ملاحم کی تھیں جو اسکو آباء عن جد وراثت میں ملی تھیں اِن کتابوں کے ضایع ہونے سے عبید اللہ کو سخت صدمہ ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ کے بیٹے ابو القاسم نے جب مصر پر فوجکشی کی تھی تو اسی مقام سے فوج کشی کی تھی۔

عبید اللہ طاحونہ سے روانہ ہو کے معہ اپنے رفقاء اور لڑکے کے طرابلس پہنچا۔ تجارت پیشہ اصحاب جو اسکے ہمراہ تھے وہ اس سے علیحدہ ہوگئے عبید اللہ نے اسی مقام سے ابو العباس برادر ابو عبد اللہ شیعی کو کتامہ کی طرف روانہ کیا قیروان پہنچا زیادۃ اللہ کو اِن واقعات کی خبر ابو العباس کے پہنچنے سے پہلے پہنچ چکی تھی سُراغ رسانی کر کے ابو العباس کو گرفتار کرلیا۔ عبید اللہ کے حالات دریافت کیے ابو العباس نے انکار کیا زیادۃ اللہ نے جیلآ کے جیل میں ڈالدیا اور عامل طرابلس کو عبید اللہ کے گرفتار کرلینے کو لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے عبید اللہ تک یہ خبر پہنچگئی طرابلس کو خیر آباد کہہ کے قسطیلہ کا راستہ لیا اور پھر بخوف اسکے کہ ابو العباس برادر ابو عبد اللہ شیعی قیروان میں گرفتار کرلیا گیا ہے قسطیلہ سے اعراض کر کے سلجماسہ کا قصد کیا سلجماسہ میں ابن مدرار کے گروہ والے تھے اِن لوگوں نے عبید اللہ کی بڑی آؤ بھگت کی عزت و توقیر سے ٹھہرایا۔ اس اثناء میں زیادۃ اللہ کا خط آپہونچا کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا لکھا ہوا تھا کہ "یہی شخص مدعی مہدویت ہے اسی کے طلبی کے خطوط کتامہ سے آرہے ہیں فوراً گرفتار کر کے

جیل میں ڈالدو" والی سلجماسہ نے بموجب اس حکم کے عبید اللہ کو گرفتار کرکے قید کر دیا[1]

ابو عبد اللہ شیعی کے حالات اور آئے دن بلاد افریقیہ کے دبائے جانے کے واقعات سے تم کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے زیادۃ اللہ والی افریقیہ نے پہلے تو کچھ خیال نہ کیا لیکن ابو عبد اللہ کی جمعیت بڑھتی ہوئی اور بلاد افریقیہ کو اپنے قبضہ و تصرف سے نکلتے ہوئے دیکھ کے خواب غفلت سے بیدار ہوا ہر چہار طرف سے لشکر فراہم کرکے اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن حنیش کو امیر لشکر مقرر کرکے کتامہ کی طرف روانہ کیا اس لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی نامی نامی جنگ آور اور سپہ سالار اس مہم میں بھیجے گئے تھے کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ لشکر قسطیلیہ تک پہنچکے ٹھہر گیا ابو عبد اللہ یہ خبر پاکے ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور اُس کو اپنا ملجا و ماوا بنا لیا چھ مہینے کامل اپنا لشکر لئے ہوئے ابو عبد اللہ کے اُترنے کے انتظار میں دامن کوہ میں پڑا رہا مجبوراً ساتویں مہینہ شہر کرمتہ پر حملہ کر دیا کرمتہ میں ابو عبد اللہ کی تھوڑی سی فوج رہتی تھی جاسوسوں نے ابو عبد اللہ کو اسکی خبر کر دی۔ ابو عبد اللہ نے اپنے رسالہ کو ابراہیم کے لشکر پر شبخون مارنے کو بھیجا ہنوز ابراہیم کرمتہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابو عبد اللہ کے رسالہ نے پہنچکے چھاپا مارا ابراہیم کے ہوش و حواس جاتے رہے کمال بے سروسامانی سے ہزیمت اُٹھا کے قیروان کی طرف بھاگا ابو عبد اللہ نے نامہ[2] بشارت فتح عبید اللہ کی خدمت میں روانہ کیا اس وقت یہ سلجماسہ کے جیل میں تھا۔

ابو عبد اللہ نے اس مہم سے فارغ ہو کے شہر طبنہ پر چڑھائی کر دی اور ایک مدت کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ اسکو مفتوح کرکے شہر بلزمہ کا رُخ کیا اہل بلزمہ

---

[1] اس خط کو ابو عبد اللہ نے اپنے ایک معتبر دوست کے ذریعہ سے سلجماسہ روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ جس طرح ممکن ہو عبید اللہ مہدی تک یہ خبر دیر پہنچا دینا چنانچہ لے نے سلجماسہ میں پہنچکے بوچڑوں کا بھیس بدلا اور گوشت بیچنے کے بہانہ سے جیل سلجماسہ میں داخل ہو کے عبید اللہ کو ابو عبد اللہ کا خط دیا تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۶

مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی۔ بالآخر ابو عبداللہ نے بزور تیغ اس کو بھی فتح کرلیا۔
زیادۃ اللہ والی افریقیہ نے ان واقعات سے مطلع ہوکے ایک لشکر بسرافسری
ہارون طبنی روانہ کیا۔ طبنی نے ابتدائً شہر دارملوک پر فوجکشی کی اہل دارملوک
نے ابو عبداللہ شیعی کی اطاعت قبول کرلی تھی اور اسکو اپنا امیر تسلیم کرلیا تھا
طبنی نے دارملوک کے شہر پناہ کو منہدم کرکے بزور تیغ شہر پر قبضہ حاصل کرلیا
بعدازاں ابو عبداللہ کی طرف بڑھا اثناء راہ میں ابو عبداللہ کا ہراول ملا طبنی
کا لشکر دیکھ کے پریشان ہوگیا ابتری اور بےترتیبی کے ساتھ دائیں بائیں
چھپنے لگا جاسوسوں نے ابو عبداللہ کو اسکی اطلاع کردی۔ ابو عبداللہ پیام
اجل کی طرح طبنی کے سر پر آپڑا طبنی کا لشکر بلا جدال و قتال بھاگ کھڑا ہوا۔
اسی بھگدڑ میں طبنی مارا گیا۔ ابو عبداللہ نے کامیابی کے ساتھ شہر علیلی پر بھی
قبضہ کرلیا۔ اس واقعہ سے زیادۃ اللہ کا جوش انتقام اور زیادہ بڑھا ایک
بہت بڑا لشکر مرتب کرکے ۲۹۵ھ میں ابو عبداللہ پر حملہ کیا مقام اربس میں پہنچے
بعض مصاحبوں نے یہ رائے دی کہ "آپ بذاتہ ابو عبداللہ کے مقابلہ پر نہ جائے
خدانخواستہ اگر کوئی واقعہ پیش آگیا تو ہم لوگوں کا کوئی ملجا و ماوانہ رہجائے گا
بہتر یہ ہے کہ آپ دارالحکومت کو واپس جائے اور جس پر آپ کو اطمینان ہو اسکی
ماتحتی میں لشکر روانہ فرمائے" زیادۃ اللہ نے اس رائے کو پسند کیا لشکر کو تو بسرگروہی
اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن ابی اغلب کے ابو عبداللہ کی طرف
روانہ کیا اور خود قیروان کی جانب مراجعت کردی۔ ابو عبداللہ کو اسکی خبر لگ گئی
فوراً باغایہ پر دھاوا کردیا عامل باغایہ شہر چھوڑ کے بھاگ گیا ابو عبداللہ نے
باغایہ میں داخل ہوکے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا بعدہ شہر مرماجنہ کا قصد کیا
اہل مرماجنہ قبضہ دینے سے انکار کیا لڑائی ہوئی۔ آخرکار انھیں لڑائیوں میں والی

مرماجنہ مارا گیا اور ابو عبداللہ نے بزور تیغ قبضہ حاصل کرکے شہر نیقاش کیطرف قدم بڑھایا اہل نیقاش نے امان حاصل کرکے شہر سپرد کردیا نیقاش کے مفتوح ہونے پر ہر چہار طرف سے امن کی درخواستیں آنے لگیں بہت سے قبیلوں نے حاضر ہوکے گردن اطاعت جھکادی ابو عبداللہ نے سبھوں کو امن دی اور چند لوگوں کو ان بلاد کی محافظت و انتظام پر چھوڑ کے بنفسہ ایک دستہ فوج کے ساتھ مسکیانہ کی طرف روانہ کیا پھر مسکیانہ سے تبسہ اور مجانہ کی طرف کوچ کیا بعد ازاں قصرین (سرزمین قمودہ) کا رُخ کیا پھر قصرین سے رقادہ کی طرف بڑھا۔ ان مقامات میں لڑائی نہیں ہوئی امان کے ساتھ مفتوح ہوتے گئے۔ ان واقعات کی اطلاع ابراہیم بن ابی اغلب تک پہنچی۔ یہ اس وقت اربس میں تھا اور والی افریقیہ کے لشکر کا افسر اعلیٰ تھا۔ یہ خیال کرکے کہ رقادہ میں زیادۃ اللہ والی افریقیہ ہے اور اسکے پاس کوئی بڑا لشکر نہیں ہے اربس سے رقادہ کی جانب کوچ کردیا۔ ابو عبداللہ نے رقادہ سے اعراض کرکے قسطیلہ پہ پہنچکے محاصرہ ڈالدیا اہل قسطیلہ نے امان حاصل کرکے شہر حوالہ کردیا ابو عبداللہ نے قسطیلہ پر قبضہ حاصل کرکے باغایہ کی جانب مراجعت کی اور لشکر کے زیادہ حصہ کو باغایہ میں چھوڑ کے کوہ انکجان کی جانب معاودت کی۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کے باغایہ پر پہنچکے ابو عبداللہ کے لشکر پر محاصرہ ڈالدیا۔ ابو عبداللہ نے یہ خبر پاکے بارہ ہزار کی جمعیت سے باغایہ کی جانب کوچ کیا اور مقدمۃ الجیش کو یہ ہدایت کردی کہ اگر ابراہیم نے باغایہ چھوڑدیا ہو تو فج عرعار سے آگے نہ بڑھنا ہنوز یہ لشکر نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابراہیم اپنی کامیابی سے مایوس ہوکے اربس کی طرف لوٹ گیا۔

بعد اسکے سنہ ۲۹۶ھ میں ابو عبداللہ نے ایک لاکھ کی جمعیت سے ابراہیم پر

فوجکشی کی اور چند دستہ فوج کو پیچھے سے لشکر ابراہیم پر حملہ کرنے کا حکم دیا اربس کے باہر ایک میدان میں لڑائی ہوئی اگرچہ ابراہیم نے نہایت مردانگی سے کام لیا مگر ہمراہیوں کی پست ہمتی اور بزدلی سے ہزیمت اُٹھا کے بھاگا ابوعبداللہ نے کمال سختی اور بیرحمی سے ابراہیم کے لشکر کو پائمال کیا مال واسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اور اربس میں گھُس کے اہل اربس کے خون کو مباح کر دیا ایک شبانہ روز قتل عام کا بازار گرم رہا بعد ازاں ممتودہ میں پہنچ کے قیام کیا۔ ان واقعات کی اطلاع زیادۃ اللہ والی افریقہ کو ہوئی حواس باختہ ہو کے مصر بھاگ گیا۔ اہل شہر رقادہ اپنے حامی اور مددگاروں کو بھاگتے ہوئے دیکھ کے قیروان اور سوسہ کی طرف چلے گئے۔ عوام الناس نے بنی اغلب کے محلسراؤں کو لوٹ لیا ابراہیم ابن ابی اغلب نے قیروان میں جا کر دارالامارت میں قیام کیا۔ رؤساء شہر اور امراء مملکت کو جمع کر کے ابوعبداللہ کی مخالفت پر اُبھارنے کی کوشش کی مال واسباب کی مدد چاہی اور بصورت اطاعت و امداد ان کے جان و مال کی محافظت و حمایت کا وعدہ کیا ان لوگوں نے معذرت کی "ہم لوگ تجارت پیشہ اور عوام الناس ہیں ہم لوگوں کے پاس اس قدر مال واسباب کہاں ہے کہ آپ کی حمایت کر سکیں اور نہ ہم لوگ جنگ و جدال سے واقف ہیں" ابراہیم یہ سُنکے خاموش ہو گیا یہ لوگ دارالامارت سے اُٹھ کے باہر آئے اور عوام الناس کو اس گفتگو سے مطلع کر دیا۔ عوام الناس یہ سُنتے ہی دارالامارت پر ٹوٹ پڑے اور ابراہیم کو بات کی بات میں نکال دیا۔

ابوعبداللہ شیعی کو جس وقت سبیبہ میں زیادۃ اللہ کے بھاگ جانے کی خبر لگی اسی وقت رقادہ کی جانب کوچ کر دیا اثناء راہ میں عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیر نے حاضر ہو کے شرف ملاقات حاصل کی اور اُسکے ساتھ ساتھ ماہ رجب ۲۹۶ھ میں رقادہ آئے امان کی منادی کرا دی ابوعبداللہ کے آمد کی خبر

پاکے اہل قیروان ملنے کو آئے ابو عبداللہ نے اُن لوگوں کو امن دی عزت و احترام سے پیش آیا۔ رقادہ کے محلات اور امراء دولت کے مکانات کو اہل کتامہ پر تقسیم کر دیا فتنہ و فساد اور آتش جنگ فرو ہو جانے پر لوگوں نے اپنے اپنے شہروں کی طرف مراجعت کی ابو عبداللہ نے انتظام کی غرض سے حسب ضرورت ہر شہر میں اپنے حکام مقرر کئے فتنہ پردازوں اور باغیوں کی گرفتاری کا حکم دیا اور زیادۃ اللہ کے مال و اسباب و سلاح خانہ کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا خطیبوں نے دریافت کیا خطبوں میں کس کا نام پڑھا جائے؟ ابو عبداللہ نے کسی کو نامزد نہ کیا البتہ جدید سکہ مسکوک کرایا ایک طرف "بلغت حجۃ اللہ" دوسری طرف "تفرق اعداء اللہ" لکھوایا۔ آلات حرب پر "عدۃ فی سبیل اللہ" کندہ کرایا اور گھوڑوں کے رانوں پر "الملک اللہ"

ہر گاہ عبداللہ نے افریقیہ پر کہیں بزور تیغ اور کہیں بحکمت عملی قبضہ حاصل کر لیا۔

سلجماسہ میں مہدی کی بیعت

اُسوقت اس کا بھائی ابو العباس محمد اس سے ملنے کو آیا اس نے ابو العباس اور ابو زکی تمام بن معارک کو (جو سپہ سالاران کتامہ سے تھا بطور اپنے نائب کے بلاد افریقیہ پر متعین کیا اور خود ایک فوج جرار لیکے اور بلاد مغرب کی جانب قدم بڑھایا۔ ابو عبداللہ کے خروج کرتے ہی بلاد مغرب میں ایک تھلکہ سا پڑ گیا بڑے بڑے عظیم الشان قبایل دائیں بائیں ہٹ گئے اور بذریعہ نامہ و پیام کے اطاعت قبول کر لی۔ زناتہ کا دل بھی ابو عبداللہ کی آمد کی خبر سُن کے کانپ اُٹھا طوعًا و کرہًا اطاعت کی گردن جھکا دی۔ رفتہ رفتہ سلجماسہ کے قریب پہنچا۔ جہاں پر عبید اللہ قید کی مصیبت جھیل رہا تھا۔ الیسع بن مدرار والی سلجماسہ کو ابو عبداللہ کے قریب آپہنچنے کی خبر لگی جیل میں عبید اللہ سے اسکے حالات کو دریافت کرایا عبید اللہ نے اپنا حال صاف نہ بتایا اس کے لڑکے ابو القاسم سے استفسار کرایا اس نے بھی اپنا حال چھپایا ہمراہیوں سے انکشاف حال کی کوشش کی۔ انلوگوں نے بھی انکاری

جوابدیا والی سلجماسہ نے جھلا کے سبھوں کو پٹوادیا اس واقعہ کی خبر ابو عبداللہ تک پہنچگئی
نہایت شاق گذرا مگر چارہ کار ہی کیا تھا ایک خط دوستانہ تلطف آمیز والی سلجماسہ کے
پاس روانہ کیا والی سلجماسہ تاڑگیا کہ اس میں کوئی چال ضرور ہے خط کو چاک کر کے
پھینکدیا اور قاصد کو قتل کر ڈالا۔ اس سے ابو عبداللہ کو زیادہ اشتعال پیدا ہوا نہایت
تیزی سے قطع مسافت کے سلجماسہ پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا ایک شبانہ روز محاصرہ کے
بعد ایک خفیف لڑائی لڑکر والی سلجماسہ معہ اپنے اہل و عیال اور بنی اعمام کے رات کے وقت
بھاگ گیا صبح کو اہل سلجماسہ نے ابو عبداللہ کے پاس حاضر ہوکے اطاعت قبول کر لی ابو عبداللہ
ان کے ساتھ ساتھ اس مکان پر آیا جہاں عبیداللہ قید تھا۔ دروازہ کھولا اور عبیداللہ
کو معہ اسکے بیٹے ابوالقاسم کے مکان سے گھوڑوں پر سوار کرایا۔ آگے آگے ابو عبداللہ
تھا اور اسکے پیچھے امراء اور روساء قبایل سلجماسہ تھے ابو عبداللہ آواز بلند سے
کہتا جاتا تھا " ہذا مولکم ہذا مولکم" اور فرط مسرت سے روتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ
اپنے لشکرگاہ میں پہنچا۔ عبیداللہ کو خیمہ میں اتارا اور والی سلجماسہ کے تعاقب میں
چند سواروں کو روانہ کیا اگلے دن والی سلجماسہ گرفتار ہو آیا ابو عبداللہ نے پہلے کوڑوں
سے پٹوایا بعد ازاں قتل کا حکم دیدیا۔

اس کامیابی کے بعد چالیس روز تک ابو عبداللہ اور عبیداللہ سلجماسہ میں خیمہ زن
رہا اکتالیسویں روز افریقیہ کی جانب مراجعت کی عشرہ اخیرہ ماہ ربیع الثانی ۲۹۷ھ
میں رقادہ پہنچا اور عبیداللہ کی خلافت کی بیعت کی تجدید کی اور " المہدی امیر المومنین"
کے لقب سے ملقب کیا اسی تاریخ سے عبیدیوں کی حکومت کی بنا پڑتی ہے اور
بنی اغلب کی حکومت افریقیہ سے بنی مدرار کی دولت سلجماسہ سے اور بنی رستم کی تاہرت
سے جاتی رہتی ہے مہدی نے بیعت لینے کے بعد اپنے واعظوں اور مشنریوں کو
تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا یہ اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگے جسکو معدودے چند نے

قبول کیا۔ مہدی نے جبر و تعدی کا حکم دیا اس پر بھی جب اسکے مذہب کی اشاعت نہ ہوئی تو منکرین و مخالفین کے قتل کا حکم دیا اور اُن کے مال و اسباب اور عورتوں کو کتامہ پر تقسیم کر دیا انکو بڑی بڑی جاگیریں دیں۔ مال و زر سے مالا مال کر دیا۔ دیوان مرتب کرایا۔ محکمہ مال و خراج قائم کیا اور انتظام کی غرض سے اپنے حکام کو بلاد افریقہ کی طرف روانہ کیا چنانچہ جزیرہ صقلیہ پر حسن بن احمد بن ابی خنزیر مامور ہوا دسویں ذی حجہ ۲۹۷ھ کو مازر پہنچا۔ اپنے بھائی علی کو والی بنایا اور اسحاق بن منہال کو عہدۂ قضا دیا۔ تھوڑے دنوں قیام کر کے حسن نے ۲۹۸ھ میں دریا کو کنارہ قلوریہ کیجانب عبور کیا قتل و غارت کر کے بیحد مال و اسباب لے کے واپس آیا ۲۹۹ھ میں اہل صقلیہ نے بغاوت کر دی اور حسن کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ بعد اسکے مہدی کے سطوت کا خیال آیا جھٹ ایک نامہ معذرت لکھ کے روانہ کر دیا جسمیں حسن کی بدچلنی اور کج خلقی کی شکایت اور اُس سے سرکشی و بغاوت کی معذرت تھی مہدی نے اہل صقلیہ کی معذرت قبول کر لی اور علی بن عمر بلوی کو صقلیہ پر مامور کیا جو اخیر سنہ مذکور میں وارد صقلیہ ہوا۔

ابن لیث کے حالات

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے طاہر بن محمد کے قبضہ سے فارس کو نکال لیا تھا بعد چندے سبکری نے لیث کو نکال کے اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو اسکی خبر لگی لشکر مرتب کر کے دوڑ پڑا سبکری اور طاہر سے لڑائی چھڑ گئی۔ اتفاق یہ کہ طاہر شکست کھا کے بھاگا سبکری نے اُس کو معہ اُس کے بھائی یعقوب کے گرفتار کر لیا اور زیر حراست عبدالرحمن بن جعفر شیرازی دربار خلافت میں بھیجدیا۔ چونکہ سبکری بلا اجازت خلافت مآب فارس پر قابض و متصرف ہوا تھا اس وجہ سے عبدالرحمن بن جعفر نے حاضر دربار ہو کے

اداے خراج کا اقرار کرلیا۔ یہ واقعہ ۲۹۶ھ کا ہے۔

بعد اسکے ۲۹۷ھ میں لیث بن علی بن لیث نے سجستان سے سبکری پر فوج کشی کی اور کھلے میدان اس کو ہزیمت دیکے فارس پر قبضہ کرلیا۔ سبکری بھاگ کے ارجان پہنچا رفتہ رفتہ اسکی خبر دربار خلافت تک پہنچی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ایک لشکر جرار کے ساتھ سبکری کی کمک پر ارجان روانہ کیا اتفاق یہ کہ سبکری اور مونس خادم کے مجتمع ہونے کی خبر لیث تک پہنچ گئی اسکے بعد ہی یہ خبر لگی کہ حسین بن حمدان نے مونس کی کمک کی غرض سے بیضا کی جانب کوچ کیا ہے فوراً اپنے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کرکے ایک حصہ کو بسرافسری اپنے بھائی کے شیراز کی حفاظت کو بھیجدیا اور خود دوسرے حصہ کے ساتھ حسین سے مزاحمت کرنے کے خیال سے کوچ کردیا راستہ غیر معمولی اور دشوار گذار تھا بھول گیا بہزار خرابی اور نقصان کثیر اٹھا کے مونس کے لشکر کے قریب پہنچا رات کا وقت تھا یہ خیال کرکے کہ یہ وہی لشکر ہے جو میں نے شیراز کی حفاظت کو اپنے بھائی کی ماتحتی میں روانہ کیا ہے فرط مسرت سے تکبیر کہہ اٹھا لشکریوں نے بھی تکبیر کی آواز سنکے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا مونس اور سبکری کے کان میں یہ آواز پہنچی تاڑ گئے کہ یہ لشکر لیث کا ہے فوراً حملہ کردیا ایک خونریز جنگ کے بعد لیث کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی اثنار گیرودار میں مونس نے لیث کو گرفتار کرلیا۔ مونس کے ہمراہیوں نے رائے دی کہ آپ سبکری کو بھی گرفتار کرلیجئے اور خلیفہ مقتدر سے بجاے اسکے فارس کی گورنری کی درخواست کیجئے" مونس نے اس وقت بظاہر اس رائے سے اتفاق کیا مگر رات کے وقت سبکری سے کہلا بھیجا کہ" میرے ہمراہیوں کی نیت اچھی نہیں ہے تدبیر یہ ہے کہ آپ اس وقت شیراز چلے جاے" سبکری نے یہ سنتے ہی شیراز کا راستہ لیا۔ صبح ہوئی تو سبکری سے میدان خالی تھا ہمراہیان مونس ہاتھ ملتے رہ گئے مونس نے معہ لیث

کے بغداد کی جانب کوچ کیا اور حسین بن ہمدان اپنے صوبہ قم کو واپس آیا۔

اس واقعہ کے بعد عبدالرحمن بن جعفر کاتب نے سبکری کے مزاج میں بہت بڑا درخور پیدا کر لیا اور رفتہ رفتہ کل امور سیاست میں پیش پیش ہو گیا۔ اور لوگوں کو یہ شاق گذرا آتش حسد بھڑک اٹھی سبھوں نے سبکری سے عبدالرحمن کی شکایت کر دی سبکری نے عبدالرحمن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا، اور بجائے اسکے اسمٰعیل بن ابراہیم بمی کو عہدہ کتابت مرحمت کیا۔ اسماعیل نے براہ ناعاقبت اندیشی سبکری کو دربار خلافت سے مخالفت اور بغاوت کرنے پر تیار و آمادہ کر لیا سالانہ خراج جو ہمیشہ دارالخلافت کو جاتا تھا بند کر دیا گیا عبدالرحمن نے جیل سے ایک پوشیدہ خط وزیر السلطنت ابن فرات کے نام اڑا دیا کہ چونکہ میں نے سبکری کو بغاوت سے روکا تھا اور امیرالمومنین سے سرکشی کرنے کی ممانعت کی تھی اس وجہ سے سبکری نے مجھے قید کر دیا ہے چنانچہ اس سال سالانہ خراج بھی دارالخلافت میں نہیں بھیجا ابن فرات نے مونس کو جبکہ یہ واسط پہنچ چکا تھا سبکری کی سرکوبی اور گرفتار کر کے بھیجنے کی غرض سے فارس کی طرف واپس جانے کا حکم بھیجا مونس معہ اپنے رکاب کے فوج کے لوٹ پڑا سبکری کو اسکی اطلاع ہوئی ہرا یار تحائف بھیجے اور اسکے ذریعہ سے عفو تقصیر کرانے کی کوشش کی مخبروں نے ابن فرات تک یہ خبر پہنچا دی ابن فرات نے محمد بن جعفر کو معہ چند سپہ سالاروں کے سبکری کی سرکوبی کو روانہ کیا اور مونس کو لکھ بھیجا کہ تم معہ لیث کے بغداد واپس چلے آؤ شیراز کے باہر محمد بن جعفر اور سبکری سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی پہلے ہی حملہ میں سبکری نے شکست کھا کے قم میں جا کے پناہ لی محمد بن جعفر نے قم پر پہنچ کے محاصرہ ڈالدیا سبکری نے قم سے نکل کے پھر مقابلہ کیا محمد بن جعفر نے سبکری کو پھر شکست فاش دی سبکری بھاگ کے خراسان کے پہاڑوں

میں جا چھپا۔ اسماعیل سامانی والی خراسان کو اسکی خبر لگ گئی ایک دستہ فوج بھیجکے گرفتار کرالیا اور پا بزنجیر دربار خلافت میں بھیجدیا۔

محمد بن جعفر نے سبکری کے شکست کھانے کے بعد ملک فارس پر قبضہ حاصل کرلیا اور اپنے جانب سے قبیح (افشین کا خادم تھا) کو مامور کیا بعد چندے یہ معزول کردیا گیا اور بدر بن عبداللہ حمامی کو فارس کی سند گورنری مرحمت ہوئی۔

تبدیلی وزارت آخری ۲۹۹ھ میں خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابوالحسن ابن فرات کو گرفتار کرکے جیل میں بھیجدیا۔ مال واسباب اور اسکے متعلقین کے مکانات کو لٹوالیا۔ عورتوں اور بچوں کو بھی چن چن کر قید کردیا۔ تین روز تک بغداد میں وزیر السلطنت کے قید کرلینے سے فتنہ وفساد برپا رہا۔ تین برس تین مہینے ابن فرات نے وزارت کی بعد اسکے قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن یحیٰی بن عبیداللہ بن یحیٰی کے سپرد ہوا۔ پس اسنے امور سلطنت کی طرف کامل توجہ کی دیوان مرتب کیا دفاتر بنائے۔

چونکہ ابوعلی محمد تنگدل، غصہ ور، امور سیاست سے ناواقف، حاجتمندوں اور مستحقین کی حاجت روائی سے غافل، حکام اور گورنران صوبہ کے ردوبدل عزل ونصب کا عادی، لہو ولعب میں مصروف اور سست وکاہل تھا اس وجہ سے خلیفہ مقتدر نے ابوالحسین بن ابی فضل کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے اور ابوعلی محمد کو معزول کرنے کا قصد کیا اور اسی غرض کے لئے ابوالحسین کو اصفہان سے طلب فرمایا مگر ابوعلی محمد نے کچھ ایسا کان میں پھونک دیا کہ اس کا عزل اور ابوالحسین کی تقرری وقوع میں نہ آئی طرّہ اس پر یہ ہوا کہ اسکو بجائے وزارت کے جیل میں ہوا کھانے کو بھیجدیا اور خود لہو ولعب میں ایسا مصروف ہوا کہ نظام سلطنت سے غافل ہوگیا۔ وزیروں کے بجائے عورتوں کے مشورہ سے امور

سلطنت کو انجام دینے لگا۔ محل سرائے کے خلافت کے خدام ہر کام میں پیش پیش ہوگئے گورنران صوبہ جات نے یہ رنگ دیکھ کے طمع کا دامن پھیلا دیا۔ کچھ کچھ سوچ سمجھ کے خلیفہ مقتدر نے وزیرالسلطنت ابن فرات کو جیل سے نکلوا کے اپنے خاص محلسرا میں ٹھہرایا حسن سلوک سے پیش آیا انعام اور جائزے دئے اکثر اوقات گورنران صوبجات کی رپورٹیں اسکے روبرو پیش کرتا اور اس سے رائے لیتا تھا۔ ایک روز خوش ہو کے قلمدان وزارت سپرد کرنے کا قصد کیا مونس خادم نے اس سے مخالفت کی تب علی بن عیسیٰ کو مکہ معظمہ سے طلب کر کے اوائل ۳۰۱ھ میں عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اور ابو علی محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا علی بن عیسیٰ نے عہدہ وزارت سے ممتاز ہو کے نظام سلطنت کی طرف کامل توجہ کی اور ابو علی محمد نے جو کچھ خرابیاں پیدا کر رکھیں تھیں انکی اصلاح کی۔

اہل صقلیہ کی اطاعت و انحراف تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ۲۹۹ھ میں عبیداللہ مہدی نے اپنی جانب سے علی بن عمر کو صقلیہ کی گورنری دی تھی۔ چونکہ علی بن عمر میں تنک مزاجی اور زود رنجی کا مادہ زیادہ تھا۔ اہل صقلیہ اس سے منحرف و باغی ہوگئے اور ایک جلسہ عام کر کے احمد بن موہب کو اپنے صوبہ کی گورنری پر مقرر کیا بعد چندے اس سے بھی ناراض ہوگئے علم بغاوت بلند کر دیا بلکہ اسکے قتل پر آمادہ و تیار ہوئے احمد بن موہب ایک چلتا پرزہ تھا یہ رنگ دیکھ کے اِن لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی خلافت کی دعوت دیدی اہل صقلیہ نے گردن اطاعت جھکا دی احمد بن موہب نے مہدی کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ مقتدر کے نام خطبہ پڑھ دیا مزید براں ایک بیڑہ جنگی جہازات کا ساحل افریقہ کی جانب روانہ کیا مہدی کے بیڑۂ جنگی جہازات سے مڈبھیڑ ہوگئی اس کا افسر حسن بن علی بن ابی خنزیر تھا اہل صقلیہ کا بیڑہ کامیاب ہوا مہدی کا بیڑہ جلا کے ڈبو دیا گیا اور حسن بن علی مار ڈالا گیا۔ دربار خلافت میں ابن

کی خبر پہنچی خلیفہ مقتدر نے احمد کو سیاہ خلعت اور پھریرے بھیجے۔ بعد اسکے مہدی نے ایک بہت بڑا بیڑا جنگی جہازات کا صقلیہ کی جانب روانہ کیا جس سے احمد کی قوت ٹوٹ گئی سارا انتظام درہم و برہم ہو گیا۔ اہل صقلیہ نے ۳۰۳ھ میں پھر بغاوت کر دی اور احمد کو گرفتار کر کے معہ اسکے ہمراہیوں کے مہدی کے پاس بھیجدیا مہدی نے حکم دیا کہ ان سبھوں کو ابن ابی خنزیر کے قبر پر لیجا کے قتل کر ڈالو۔

ولیعہدی سنہ ۳۰۱ھ میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابو العباس کو اپنا ولیعہد مقرر کیا یہ وہی شخص ہے جو بعد القاہر باللہ کے سریر خلافت پر متمکن ہوا تھا اور اپنے کو الراضی باللہ کے لقب سے ملقب کیا تھا جس وقت خلیفہ مقتدر نے اسکی ولیعہدی کی بیعت کی تھی چار برس کا چھوکرا تھا۔ ولیعہدی کی بیعت لینے کے بعد مصر اور مغرب کی گورنری مرحمت فرمائی اور مونس خادم کو اس کا نائب بنا کے مصر اور مغرب روانہ کر دیا۔ دوسرے بیٹے علی کو رے، و نہاوند، قزوین، آذربیجان اور ابہر کی سند حکومت عطا کی۔

اطروش کا ظہور اطروش، عمر بن علی زین العابدین کی اولاد سے تھا۔ اسکا نام حسن تھا علی بن حسین بن علی بن عمر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا۔ محمد بن زید کے مقتول ہونے کے دیلم چلا گیا۔ اور انھیں لوگوں میں تیرہ برس تک رہا اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتا اور محض عشر لینے پر کفایت کرتا تھا۔ اگرچہ اسکا بادشاہ ابن حسان اسکی مدافعت کرتا چلا جاتا تھا مگر ایک گروہ کثیر اطروش کی ہدایت سے دایرہ اسلام میں داخل ہو گیا اطروش نے ان لوگوں کے لئے مسجدیں بنوائیں اور انکو مجتمع و مرتب کر کے اُن سرحدی بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہوا جو انکے سرحد سے ملتے تھے مثلاً قزوین اور سالوس وغیرہ۔ ان لوگوں نے اطروش کی ہدایت قبول کر لی۔ اطروش نے سالوس کے

شہر پناہ کو منہدم کرا دیا بعد ازاں دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی
چونکہ اس وقت تک طبرستان احمد بن اسماعیل بن احمد بن سامان کا مطیع تھا۔
اور احمد بن اسماعیل نے محمد بن ہارون کو بوجہ سرکشی و بغاوت معزول کر کے
ابو العباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو طبرستان کی حکومت پر مامور کیا تھا اسنے
اہل طبرستان کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے عدل و احسان سے اپنا گرویدہ
بنا لیا اور ان علویوں کو جو طبرستان میں تھے اپنا ممنون احسان کر لیا تھا انھیں
وجوہات سے دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس نے اطروش
سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا بعد چندے احمد بن اسماعیل نے ابو العباس
کو معزول کر کے سلام نامی ایک شخص کو مامور کیا۔ یہ نہایت کج خلق اور ظالم
تھا اس نے بیدار مغزی سے کام نہ لیا اہل دیلم نے جو طبرستان میں تھے بغاوت
کر دی سلام اور اہل دیلم سے لڑائیاں ہوئیں فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا
سلام نے مجبور ہو کے حکومت طبرستان سے استعفاء دیا۔ احمد بن اسماعیل نے
ابن نوح کو پھر حکومت طبرستان پر مقرر کیا۔ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ بد انتظامی
رفع ہو گئی تا آنکہ بعد چند دنوں کے ابو العباس مر گیا بجائے اسکے محمد بن ابراہیم
بن صعلوک مقرر کیا گیا اس نے سلام کی چال اختیار کی اور اہل طبرستان و دیلم
کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ اطروش کو موقع ملگیا دیلم کو غیرت دلائی۔ اور طبرستان
پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اہل دیلم محمد کی کج خلقی سے تنگ آ کے تیار ہو گئے
محمد یہ خبر پا کے لشکر مرتب کر کے سالوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر پہنچکے دریا
کے کنارہ مورچہ قائم کیا اطروش نے پہلے ہی حملہ میں ہزیمت دیدی اور اسکے
ہمراہیوں میں سے چار ہزار کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا۔ بقیۃ السیف نے جا کے
سالوس میں پناہ لی۔ اطروش نے پہنچکے محاصرہ ڈالدیا تا آنکہ محصوروں نے امن

طلب کی اطروش انلوگوں کو امن دے کے آمد کی طرف لوٹ آیا بعد اس کے حسن بن قاسم علوی (یہ اطروش کا داماد تھا) امن گزینوں کے پاس آپہنچا اس حیلہ سے کہ اس نے انکو پناہ نہیں دی سبھوں کو مار ڈالا۔

اس فتحیابی کے بعد اطروش نے صوبہ طبرستان پر قبضہ کرلیا اور ابن صعلوک بھاگ کے رے چلا گیا۔ یہ واقعہ سنہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

اطروش مذہبًا زیدی شیعہ تھا اور جو لوگ اسفیدروز سے آمد تک کے رہنے والے اس کے ہاتھ پر ایمان لائے وہ بھی اسی مذہب کے پابند تھے۔

اطروش نے سالوس پر قبضہ حاصل کرکے آمد کی طرف کوچ کیا ابن صعلوک نے ابن سامان کی پشت گرمی سے ایک فوج اطروش سے مزاحمت کرنے کو روانہ کی اطروش نے اس کو ہزیمت دیکے آمد کی طرف مراجعت کردی بعد ازاں سنہ ۳۰۴ھ میں سعید ۔۔۔ [۱] ۔۔ والی خراسان کے لشکر نے اطروش پر حملہ کیا اور اُس کو مار ڈالا۔

اطروش عادل، خلیق اور عقلمند تھا اپنے زمانہ میں عدل، خلق اور حق پسندی میں بے نظیر تھا۔ کسی لڑائی میں اسکے سر پر تلوار کا زخم آگیا تھا جسکی وجہ سے اونچا سننے لگا تھا۔ ابن مسکویہ نے کتاب تجارب الامم میں اس کو حسن بن علی الداعی تحریر کیا ہے حالانکہ یہ داعی نہ تھا بلکہ حسن بن قاسم اس کا داماد علویہ کا داعی تھا جسکے حالات کو ہم آیندہ تحریر کرینگے۔ اطروش کے تین بیٹے تھے حسن، ابوالقاسم اور حسین اسکے کل سپہ سالاران لشکر دیلم کے تھے ازانجملہ ابن نعمان ہے۔ جرجان، استرآباد، معرا اور جو ممالک ماکان ابن کافی کے تھے وہ سب اسکے زیر حکومت تھے۔ اسکے لڑکے کے سپہ سالاران لشکر بھی دیلم ہی تھے۔ ازانجملہ

---

[۱] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

اسفار بن شیرویہ (جو ماکان ابن کانی کے مصاحبوں سے تھا) مرداویج بن زیاد اوراسکری (یہ دونوں اسفار کے ہمراہیوں سے تھے) اور بنو بویہ تھے جو مرداویج مصاحب تھا) عنقریب ان سب کے حالات تحریر کئے جائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مہدی کا اسکندریہ پر قبضہ

۳۰۲ھ میں عبیداللہ المہدی نے ایک عظیم الشان لشکر بسر افسری اپنے سپہ سالار خفاشہ کتامی۔ افریقیہ سے اسکندریہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ خفاشہ نے اسکندریہ پر قبضہ حاصل کرکے مصر کی جانب قدم بڑھایا دربار خلافت میں اسکی خبر پہنچی خلیفہ مقتدر نے مصر کے بچانے کو مونس خادم کو بسر گروہی ایک لشکر جرار روانہ کیا مال واسباب اور آلات حرب خاطر خواہ اور ضرورت سے زیادہ مرحمت فرمایا مونس خادم نے ماہ جمادی الاول میں مصر کے قریب پہنچکے خفاشہ سے لڑائی چھیڑدی اور بعد متعدد لڑائیوں اور سخت خونریزی کے خفاشہ کو شکست فاش ہوئی۔ بقیۃ السیف کو لیکے مغرب کا راستہ لیا ان معرکوں میں فریقین کے ہزارہا نفوس کا وارانیارا ہوگیا۔ صرف مغربیوں کے مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد سات ہزار بیان کیجاتی ہے۔

حسین بن حمدان کی سرکشی اور گرفتاری

حسین بن حمدان دیار ربیعہ کا والی تھا وزیرالسلطنت علی بن عیسیٰ نے پہلے تو کثیر التعداد روپیہ کا مطالبہ کیا حسین نے مہیا کرکے پہنچادیا۔ بعد ازاں یہ لکھ بھیجا "دیار ربیعہ کو سلطانی عمال کے حوالہ کردو" حسین نے اسکی تعمیل نہ کی علم مخالفت بلند کردیا ان دنوں مونس خادم مصر میں مصاری والی افریقیہ کے لشکر سے مصروف جدال وقتال تھا وزیرالسلطنت ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ رائق کبیر کو حسین کے سرکوبی کو ۳۰۳ھ میں روانہ کیا اور مونس خادم کے نام اس مضمون کا فرمان روانہ کیا "جنگ مغاربہ عبیدیہ سے فارغ ہوکے فوراً دیار ربیعہ کی طرف کوچ کردو۔ حسین نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے" پہلے

رائق کبیر اور حسین سے مڈبھیڑ ہوئی حسین نے رائق کبیر کو شکست دیدی رائق بھاگ کے مونس خادم کے پاس پہنچا۔ مونس خادم نے موصل میں قیام کرنے کا اشارہ کیا اور مہم مغاربہ سے فارغ ہو کے حسین کی طرف کوچ کیا۔ احمد بن کیغلغ بھی اسی مہم میں شریک تھا رفتہ رفتہ جزیرہ ابن عمر تک پہنچا حسین اُس وقت ارمینیہ میں تھا مونس کی آمد کی خبر سُنکے اکثر ہمراہیان حسین چھُپ چھُپ کے مونس سے آملے حسین یہ رنگ دیکھ کے ارمینیہ سے نکل کھڑا ہوا مونس نے ایک فوج تعاقب پر روانہ کیا جس کا افسر بلیق تھا سیما جزری اور صفوانی اسکے ماتحتی میں ایک ایک دستہ فوج کے سردار تھے مقام تل خاقان پر حسین سے مقابلہ کی نوبت آئی ایک خونریز جنگ کے بعد حسین کو معہ اسکے بیٹے عبدالوہاب کے گرفتار کرلیا مال واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ مونس نے مظفر ومنصور براہ موصل بغداد کی جانب مراجعت کی خلیفہ مقتدر نے حسین کو جیل میں ڈالدیا بعدازاں ابوالہیجا ابن حمدان اور اسکے اور ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم دیا جسکی فوراً تعمیل کی گئی پھر سنہ ۳۰۵ھ میں ابوالہیجا کو رہا کردیا اور تقریباً سنہ ۳۰۶ھ میں حسین کے قتل کا حکم دیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابن فرات کی دوبارہ وزارت

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ وزیر السلطنت ابوالحسن بن فرات معتوب ہو کر جیل کی مصیبت جھیل رہا تھا مگر بایں ہمہ خلیفہ مقتدر اکثر اس سے امور سلطنت میں مشورہ کرتا اور اس کی رائے کی مطابق عمل درآمد کرتا تھا۔ بعض بعض ارکین دولت خلیفہ مقتدر سے دوبارہ ابن فرات کے وزیر مقرر کرنے کی سفارش کرتے تھے رفتہ رفتہ اسکی خبر وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ تک پہنچگئی بنظر انجام بینی وزارت سے مستعفی ہونے کا قصد کیا مگر خلیفہ مقتدر نے منظور نہ فرمایا۔ بعد چندے یہ واقعہ پیش آیا کہ محلسرای خلافت

کی قہرمانہ وزیر السلطنت کے پاس حرم کی کسی ضرورت سے آئی اتفاق سے اُس وقت وزیر السلطنت سو رہا تھا کسی نے اُسکو نہ جگایا قہرمانہ واپس آئی اور خلیفہ مقتدر اور اس کے ماں سے وزیر السلطنت کی شکایت کی جڑدی خلیفہ نے اُسی وقت گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا (یہ واقعہ ماہ ذی القعدہ ۳۰۴ھ کا ہے) اور ابن فرات کو دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کیا۔ اور یہ اقرار لیا کہ ایک ہزار پانچ سو دینار روزانہ بیت المال میں داخل کیا جائے علی بن عیسےٰ کے ساتھ خاقانی اور اُن دونوں کے مصاحبوں اور عمّال کو بھی گرفتار کرالیا ابو علی بن مقلہ جو اس زمانہ سے روپوش تھا جب سے کہ ابن فرات قید کیا گیا تھا۔ تبدیلی وزارت کے بعد ہی ظاہر ہو گیا ابن فرات نے طلب کرکے اپنے مصاحبین خاص میں داخل کرلیا۔

ابن ابی الساج کے حالات ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ بعد انتقال محمد بن ابی الساج کے یوسف بن ابی الساج ۲۸۸ھ میں صوبہ جات ارمینیہ اور آذربیجان کا گورنر مقرر ہوا جنگی" امامت اور مال کے صیغے اسی کے سپرد ہوئے۔ چنانچہ خراج مقررہ برابر ادا کرتا تھا جس وقت خاقانی اور علی بن عیسیٰ نے زینہ وزارت پر قدم رکھا یوسف نے خراج کے بھیجنے میں پہلو تہی شروع کردی کسی سال کچھ روانہ کردیتا اور کسی سال میں مطلق روانہ نہ کرتا اس سے رفتہ رفتہ یوسف کی قوت بڑھ گئی اور جس امر کا وہ خواہاں تھا اُس کو اُس نے فراہم کرلیا اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ وزیر السلطنت علی بن عیسےٰ عتاب شاہی میں گرفتار ہو کے جیل میں ڈالدیا گیا ہے۔ فوراً یہ ظاہر کردیا کہ وزیر السلطنت علی بن عیسےٰ کی سفارش سے دربار خلافت سے مجھے حکومت رے کی سند عطا ہوئی ہے۔ ان دنوں رے کی حکومت حمید بن صعلوک کے قبضہ میں تھی حمید بن

صعلوک امیر نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی کے سپہ سالاران سے تھا اور اسی کی طرف سے رے کی حکومت پر مامور تھا مگر عہد وزارت علی بن عیسیٰ میں حمید نے رے کو دبالیا تھا اور براہ راست دربار خلافت سے بشرط ادائے خراج سند حکومت رے حاصل کرلی تھی سنہ ۳۰۷ھ میں یوسف نے حمید پر فوجکشی کردی۔ حمید یہ خبر پاکے خراسان بھاگ گیا۔ یوسف نے بلا جدال و قتال رے، قزوین اور زنجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرلیا۔

یوسف نے اس کامیابی کے بعد وزیر السلطنت ابن فرات کی خدمت میں نامۂ بشارت فتح روانہ کیا جس میں یہ تحریر کیا "میں نے حسب حکم وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ باغیان دولت علیہ عباسیہ اور قابضان صوبۂ رے کو نکالدیا ہے اس مہم کے سر کرنے میں بیحد مال و زر صرف ہوا ہے اور وزیر السلطنت نے اس صوبہ کی سند حکومت بھی مجھے عطا فرمائی ہے" خلافت مآب اس مضمون کو سنکے متعجب ہوگئے حکم دیا کہ معزول وزیر علی بن عیسیٰ سے یہ معاملہ دریافت کیا جائے۔ معزول وزیر نے عند الاستفسار لاعلمی ظاہر کی اور یوسف کو سند حکومت رے دینے سے انکار محض کیا اور یہ کہا "کہ یوسف سے دریافت کیا جائے کہ فرمان شاہی سند حکومت اور لوا ار کون لیکے گیا تھا کیونکہ اسکو کوئی سپہ سالار یا خادم دولت لے گئے ہونگے اس سے اسکے صدق و کذب کی قلعی کھلجائیگی" وزیر السلطنت ابن فرات نے اس رائے کے مطابق یوسف کو تحریر کیا "تم نے ان بلاد سے بیجا تعرض کیا ہے تم کو کوئی استحقاق انپر قبضہ کرلینے کا نہ تھا اور تم نے معزول وزیر علی بن عیسیٰ پر کذب و افتراء کا طومار باندھا اس نے تم کو کبھی سند حکومت نہیں دی" اور بعد انتظار جواب ایک لشکر بسرافسری خاقان مفلحی ہمراہی احمد بن مسرور بلخی، سیما جزری اور نحریر صغیر روانہ کیا سنہ ۳۰۵ھ میں یہ مہم رے پہونچی یوسف مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی یوسف نے انکو ہزیمت دیکے ایک گروہ کثیر کو انکے

سے گرفتار کرلیا۔ تب خلیفہ مقتدر نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مونس خادم کو جنگ یوسف پر روانہ کیا اور خاقان مفلحی کو صوبجات جبل سے معزول کرکے نحریر صغیر کو متعین فرمایا جس وقت مونس رے کے قریب پہنچا احمد بن علی (صعلوک کا بھائی) حاضر ہوا امن کی درخواست کی مونس نے امن دی عزت و احترام سے ٹھہرایا بعد ازاں یوسف کا یہ پیام آیا "مجھے صوبہ رے کی حکومت دربار خلافت سے عطا کیجائے علاوہ مصارف فوج کے سات لاکھ دینار خراج ادا کرتا ہونگا" مونس نے اس درخواست کو دار الخلافہ بغداد روانہ کردیا بعد چند دنوں کے جواب آیا "چونکہ اس ناعاقبت اندیش باغی نے حد سے زیادہ سرکشی کی ہے یہ درخواست منظور نہ فرمائی جائیگی" یوسف نے یہ جواب پاکے رے کو ویران و خراب کرکے چھوڑ دیا۔ دربار خلافت سے وصیف بکتمری کو اس صوبہ کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ بعد اسکے یوسف نے یہ درخواست کی کہ قبل حکومت رے جو میرے قبضہ میں صوبجات آذربیجان اور آرمینیہ تھے انھیں کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے۔ خلافت مآب نے جواباً تحریر فرمایا "یہ درخواست اُس وقت منظور کیجا سکتی ہے جبکہ یوسف بذاتہ مابدولت واقبال کی آستانہ بوسی کو حاضر ہو" یوسف نے اپنی کامیابی سے مایوس ہوکے مونس پر حملہ کردیا فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر مونس شکست کھاکے زنجان کی طرف بھاگا نامی نامی سپہ سالار مارے گئے۔ ہدر وغیرہ گرفتار ہوگئے جنکو یوسف نے اردبیل کے جیل میں قید کردیا۔

مونس اس ہزیمت کے بعد زنجان میں ٹھہرا ہوا لشکر فراہم کرتا رہا اور دربار خلافت سے امداد کی درخواست کی اس زمانہ میں برابر یوسف مصالحت کی سلسلہ جنبانی کرتا رہا۔ مگر خلیفہ مقتدر سب کو نامنظور کرتا جاتا تھا۔ تا آنکہ شروع ۳۰۷ھ میں مونس نے ایک عظیم الشان لشکر فراہم کرکے یوسف پر حملہ کیا اردبیل میں لڑائی کی نوبت آئی ایک خونریز جنگ کے بعد یوسف کو ہزیمت ہوئی اثناء دار وگیر میں یوسف گرفتار

ہو گیا۔ مونس نے لشکر کو واپسی کا حکم دیا اور بعد تھوڑے دنوں کے طے مسافت کر کے بغداد پہنچا خلیفہ مقتدر نے یوسف کو قید کر دیا اور مونس کو اس حسن خدمت کے صلے میں رے، ونباوند، قزوین، ابہر، زنجان، اصفہان، قم اور قاشان کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ مونس نے اپنی طرف سے صوبجات رے ونباوند، قزوین، ابہر، اور زنجان پر علی بن وہشودان کو متعین کیا اور یہاں کے مال و متاع کو اسکے سپاہیوں کو دے دیا اصفہان، قم اور قاشان کو احمد بن علی بن صعلوک کے سپرد کیا۔

جوں ہی مونس نے آذربیجان سے عراق کی جانب مراجعت کی سبک (یہ یوسف بن ابی الساج کا غلام تھا) نے بلاد آذربیجان پر دفعتہ حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے قلیل مدت میں ایک فوج بھی فراہم کر لی۔ مونس نے بذیر اپنے محمد بن عبید اللہ فارقی کو سرکوبی پر متعین کیا سبک کو اسکی خبر لگی لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں محمد کو شکست دیدی محمد نے ہزیمت کھا کے بغداد کا راستہ لیا۔ سبک نے کل صوبہ آذربیجان پر نہایت اطمینان و استقلال سے قبضہ کر لیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضی روانہ کی "میں علم عباسیہ کا مطیع اور خیر خواہ ہوں مجھے صوبہ آذربیجان کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے میں دو لاکھ بیس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہونگا" خلیفہ مقتدر نے یہ درخواست منظور فرمائی اس واقعہ کے بعد احمد بن مسافر نے اپنے برادرزادہ علی بن وہشودان کو جس وقت کہ یہ قزوین میں مقیم تھا شب کے وقت حملہ کر کے مار ڈالا اور انتقام کے خوف سے بھاگ کر اپنے شہر چلا گیا بجائے اسکے دربار خلافت سے وصیف بکتمری مامور کیا گیا اور محکمہ مال کا انچارج سپہ سالار افواج محمد بن سلیمان ہوا۔ احمد بن علی بن صعلوک والی اصفہان و قم نے اس تبدیلی سے مطلع ہو کے اس نہ پایہ سے مطلع

ہوکے رے پر چڑھائی کردی اور بزور تیغ اس پر قبضہ کرلیا خلیفہ مقتدر کو اسکی اطلاع ہوئی سخت برہم ہوا لکھ بھیجا کہ فوراً رے چھوڑ کے قم واپس جاؤ احمد اُلٹے پاؤں لوٹ گیا بعد چندے لشکر فراہم کرکے پھر رے پر فوج کشی کردی ادھر وصیف بکتمری بھی تیار ہوکے مقابلہ کو روانہ ہوا اُدھر دربار خلافت سے تحریر صغیر کو وصیف کی کمک کا حکم صادر ہوا مگر ان دونوں کے مقابلہ پر پہنچنے سے پہلے احمد نے رے میں پہنچکے قبضہ کرلیا یحییٰ بن سلیمان افسر اعلےٰ محکمہ مال کو مار ڈالا الآخر یہ اور وصیف اپنا سا منہ لیکے خاموش ہو گئے بعد اسکے احمد نے نصر حاجب سے خط وکتابت شروع کی کہ امیر المومنین سے میری صفائی کرا دیجئے اور رے کی سند حکومت جسطرح ممکن ہو دلوا دیجئے ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہونگا۔ چنانچہ نصر نے کوشش سے احمد کو صوبہ رے کی سند حکومت دلوا دی اور قم کی حکومت دوسرے شخص کو دیدی۔

سجستان وکرمان کے حالات ۲۹۸ھ سے سجستان، ابن سامان کے قبضہ میں تھا بعد ازاں کثیر بن احمد بن صہفو دنے ابن سامان سے سجستان چھین لیا خلیفہ مقتدر نے گورنر فارس بدر بن عبداللہ حمامی کو لکھ بھیجا کہ ایک لشکر بسر افسری کثیر بن احمد سے جنگ کرنے کو سجستان روانہ کردو اور وہاں کے محکمہ مال کے عہدہ پر زید بن ابراہیم کو مامور کرو چنانچہ بدر نے اس حکم کے مطابق لشکر روانہ کیا اہل سجستان یہ خبر پاکے مقابلہ پر آئے ایک خونریز جنگ کے بعد شاہی لشکر کو ہزیمت ہوئی زید بن ابراہیم گرفتار ہوگیا بقیۃ السیف جان بچاکے بھاگ نکلے۔ کثیر بن احمد بن صہفودنے دربار خلافت میں عرضی بھیجی معذرت کی کہ میں اس فعل سے بری ہوں اہل شہر کی یہ ساری شرارت ہے خلافت مآب نے اس پر کچھ توجہ نہ فرمائی بلکہ بدر گورنر فارس کو لکھ بھیجا کہ تم بذاتہ ایک فوج کثیر مرتب و فراہم کرکے کثیر کی

سرکوبی کو روانہ ہو جاؤ کثیر یہ سُنکے خوف سے کانپ اُٹھا درخواست کی کہ بشرط ادائے خراج پانچ لاکھ دینار سالانہ مجھے سجستان کی سند حکومت مرحمت فرمائی جائے خلیفہ مقتدر نے اس درخواست کو منظور فرمالیا۔ یہ واقعہ سنہ ۳۰۴ھ کا ہے۔

اسی سنہ میں ابوزید خالد بن محمد مادرانی افسر صیغہ مال صوبہ کرماں نے دولت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا اور بقصد قبضہ فارس شیراز کیطرف قدم بڑھایا۔ بدر حامی گورنر فارس یہ خبر پاکے ابوزید کے جلوگیری کو روانہ ہوا۔ فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی آخرالامر ابوزید کو ہزیمت ہوئی اثنائے دار و گیر میں ابوزید گرفتار ہو آیا۔ بدر نے قتل کرکے سر اُتار لیا اور نامہ بشارت فتح کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔

حامد بن عباس کی وزارت

سنہ ۳۰۶ھ میں لشکریوں نے تنخواہ اور روزینہ نہ ملنے کی وجہ سے شور و غل مچایا دربار خلافت میں حاضر ہو کے شکایت کی خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات سے جواب طلب کیا دست بستہ معذرت کی کہ چونکہ ابن ابی الساج کی لڑائی میں صرف کثیر ہو گیا ہے اور صوبہ رے کے نکلجانے کی وجہ سے سالانہ محاصل میں کمی آگئی ہے اسوجہ سے فوج کی تنخواہ رکی ہوئی ہے لشکری یہ سُنکے چلا اُٹھے وہ امیر المومنین! ہم کو اس حیلہ بازو زیر کو دیجئے ہم اس سے وصول کر لینگے ابن فرات نے یہ رنگ دیکھ کے خلیفہ مقتدر سے دو لاکھ دینار صرف خاص سے لینے کی اجازت طلب کی خلیفہ مقتدر نے انکار کر دیا اس وجہ سے کہ ابن فرات نے فوجی مصارف اور کل معمولی اخراجات کی ذمہ داری کر لی تھی۔ اگرچہ ابن فرات نے صوبہ رے کے نکلجانے سے کمی محاصل اور مصارف جنگ ابی ابن الساج کا عذر کیا جیسا کہ آپ بیان کیا گیا مگر خلافت مآب نے قبول نہ فرمایا اور گرفتار کر لیا۔ بعضوں کا یہ بیان ہے کہ خلیفہ مقتدر نے

لوگوں نے یہ جڑ دیا تھا کہ ابن فرات کا یہ قصد ہے کہ حسین بن حمدان کو جنگ ابن ابی الساج کے بہانہ سے روانہ کر دے اور جب حسین ابن ابی الساج کے پاس پہنچ جائے تو دونوں متفق ہو کے دولت عباسیہ کی مخالفت اور آپ کی معزولی پر اٹھ کھڑے ہوں۔ اس اثناء میں ابن فرات نے جنگ ابن ابی الساج پر حسین کے بھیجنے کی تجویز پیش کی۔ خلیفہ مقتدر کے کان تو پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے مزاج برہم ہو گیا اسی وقت حسین بن حمدان کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دیا۔ اور ابن فرات[1] کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی سنہ ۳۰۶ھ کا ہے۔

انہی دنوں حامد بن عباس صوبہ واسط میں تھا لوگوں نے ابن فرات سے حامد کی بابت یہ جڑ دیا تھا کہ جس قدر اس سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے اس سے بدرجہا زیادہ اس کو وصول ہوتا ہے اس وجہ سے حامد اور ابن فرات میں منافرت اور ناصافی پیدا ہو گئی تھی حامد نے اس خوف سے کہ مجھ سے کہیں حساب فہمی نہ کیجائے اور اس مال کا مطالبہ نہ طلب کیا جائے نصر حاجب (لارڈ چمبرلین) اور خلیفہ مقتدر کی والدہ سے خط و کتابت کی کہ موقع پاکے خلیفہ مقتدر سے میری وزارت کی سفارش کیجئے۔ میرے کثرت متبعین کو خلافت مآب پر ظاہر کر دیجئے اور اس امر کو بھی عرض کر دیجئے گا کہ حامد متمول اور مالدار آدمی ہے میں آپ لوگوں کی مال و زر سے پوری خدمت کرونگا" اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر کو وزیر السلطنت ابن فرات سے ناراضی پیدا ہو گئی موقع مناسب ملگیا دونوں نے خلیفہ مقتدر سے حامد کی ہوشیاری اور مالداری کی بہت بڑی تعریف کی اس پر خلیفہ مقتدر نے حامد کو واسط سے طلب فرمالیا تھوڑے دنوں بعد حامد نے دربار خلافت میں حاضر ہوکے آستانہ بوسی کی عزت حاصل کی خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ابن فرات کو مع اسکے بیٹے محسن اور متبعین کے گرفتار کر لیا اور قلمدان وزارت حامد کے سپرد کر دیا۔ مگر حامد نے حق وزارت ادا نہ کیا اور نہ اس شان و شوکت کو قائم رکھا جو وزراء کے لئے شایاں تھی

[1] ابن فرات نے اس مرتبہ یعنی دوبارہ ایک برس پانچ مہینے اُنیس یوم وزارت کی تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۴۱ مطبوعہ مصر

صیغہ ہائے مختلف کے ناظموں اور افسروں نے خود سری اور خود مختاری شروع کر دی۔ بدرجہ مجبوری خلیفہ مقتدر نے علی بن عیسےٰ معزول وزیر کو قید سے رہا کر کے حامد کیطرف سے بطور نائب کے کل صیغوں کا نگراں مقرر کیا۔ حامد کی نافہمی اور عہدۂ وزارت سے ناواقفی کا نتیجہ یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ کل اُمور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا حامد کا نہ کوئی حکم رہ گیا اور نہ کوئی احکام۔ نام کی وزارت حامد کی رہی اور درحقیقت علی بن عیسےٰ وزارت کر رہا تھا۔ بعد چندے حامد نے معزول وزیر ابن فرات کو جیل سے طلب کیا اور الزامات خیانت کے ثبوت کی غرض سے علی بن احمد ماورائی کو بحث کرنے کا حکم دیا ابن فرات ایک کار آزمودہ اور ہوشیار شخص تھا علی بن احمد کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ حامد نے جھلا کے گالیاں دی۔ ابن فرات نے نہایت متانت سے افسوس کرتے ہوئے نصیحت آمیز کلمات میں کہا "آپ کے شایان شان یہ کلمات نہیں ہیں آپ عہدہ وزارت پر ہیں جس انداز اور قطع سے آپ ہیں وہ اِسکے منافی ہے" حامد یہ سُنکے خاموش ہو گیا ابن فرات شفیع لولوی سے مخاطب ہو کے بولا" میری جانب سے امیر المومنین سے عرض کر دینا کہ حامد سے ہیں نے دو لاکھ دینار کا مطالبہ و مواخذہ کیا تھا اس نے یہ خیال کر کے کہ وزیر ہو جانے پر مجھ سے مطالبہ و مواخذہ نہ کیا جائے گا وزارت کا عہدہ تو حاصل کر لیا مگر اس میں اس اہم عہدہ کی لیاقت مطلق نہیں ہے" حامد یہ سُنکے اور زیادہ برہم ہوا سخت و سُست کہنے لگا خدام خلافت نے خلافت مآب کے اشارہ سے ابن فرات کو کشاں کشاں جیل پہنچا دیا اور مال کثیر بطور جرمانہ کے وصول کیا اسکا بیٹا محسن اور اسکے ہمراہی کوڑوں سے پٹوائے گئے اور انپر بھی جرمانہ کیا گیا۔

اس واقعہ کے بعد حامد کی آنکھیں کھُل گئیں! اس امر کا احساس ہوا کہ میں تو برائے نام وزیر ہوں سارے احکامات علی بن عیسےٰ کے جاری و ساری ہیں اگر چندے یہی رنگ رہا تو عجب نہیں کہ میں نام کا بھی وزیر نہ رہوں اِس خیال کا قائم ہونا تھا کہ خلیفہ مقتدر

سے بغرض انتظام و سیاست واسط جانے کی اجازت طلب کی خلیفہ مقتدر نے اجازت دیدی دار الخلافت سے روانہ ہوکے واسط پہنچا گو بظاہر حامد مستقل طور پر کام کا اظہار کرتا اور احکام بھی آپ ہی صادر کرتا مگر درحقیقت زمام انتظام و سیاست علی بن عیسے کے ہاتھ میں تھی تھوڑے دنوں میں محاصل ملک میں بین طور سے اضافہ دکھلا دیا خلیفہ مقتدر کو بیحد مسرت ہوئی۔ آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دیدی یہاں تک کہ علی بن عیسے کو اس سے خطرہ پیدا ہوگیا اس اثناء میں بغداد میں آتش بغاوت بھڑک اٹھی عوام الناس نے دوکانداروں اور تاجروں کو دن دھاڑے لوٹ لیا سبب یہ تھا کہ حامد اور اُسکے کارپرداز غلہ خرید خرید کے بھرتے چلے جاتے تھے جس سے گرانی بڑھتی جاتی تھی۔ حامد کو اس بغاوت کی اطلاع ہوئی روک تھام کرنے کو آپہنچا عوام الناس مجتمع ہوکے مقابلہ پر آئے، لڑے، جیل کو توڑ ڈالا۔ افسر پولیس کے مکان کو لوٹ لیا تب خلیفہ مقتدر نے غریب الحال کو بسرافسری ایک لشکر کے اس ہنگامہ کے فرو کرنے پر متعین فرمایا شام ہوتے ہوتے فتنہ و فساد فرو ہوگیا مفسدوں اور باغیوں کو سزائیں دی گئیں بعد اسکے خلیفہ مقتدر نے گیہوں، جو اور ہر قسم کے غلہ کے کھتیوں کو کھلوا کے فروخت کرنے کا حکم دیدیا اور حامد کو اس انتظام سے علیحدہ کرکے علی بن عیسے کو مقرر کیا چنانچہ حامد کے عمال سواد کوفہ و بصرہ سے واپس بلالئے گئے۔

مصر پر مہدی کی فوجکشی

۳۰۱ھ میں مہدی والی افریقہ نے اپنے بیٹے ابو القاسم کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مصر کی جانب روانہ کیا ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور میں اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ حاصل کرکے مصر کی طرف بڑھا۔ جیزہ میں داخل ہوکے صعید پر بھی قابض ہوگیا اور اہل مکہ کو دولت علویہ کی اطاعت قبول کرنیکو لکھا اہل مکہ نے منظور نہ کیا رفتہ رفتہ اس واقعہ کی دربار خلافت تک خبر پہنچی خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ابو القاسم کی مدافعت او مقابلہ پر روانہ کیا۔ فریقین میں

متعدد لڑائیاں ہوئیں جانبین کے ہزار ہا آدمی مارے گئے بالآخر مونس کو کامیابی ہوئی اسی معرکہ کے بعد سے مونس کو مظفر کا لقب دیا گیا اثناء جنگ میں افریقیہ سے ایک بیڑہ جہازات کا جس میں اسّی کشتیاں تھیں ابوالقاسم کی کمک کو آپہنچا اور قریب اسکندریہ لنگر کیا خلیفہ مقتدر نے طرسوس سے پچیس کشتیوں کا ایک بیڑہ ابوالیمین کی ماتحتی میں روانہ کیا دونوں بیڑوں کا اسکندریہ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی شاہی بیڑہ کو فتح نصیب ہوئی افریقیہ کے بیڑہ جہازات کی اکثر کشتیاں جلادی گئیں سلیمان خادم اور یعقوب کتابی معہ ایک گروہ کے گرفتار کر لیا گیا سلیمان تو مصر کے جیل میں ڈالدیا گیا۔ یعقوب پابزنجیر بغداد بھیجدیا گیا۔ بعد چندے بحکمت عملی جیل سے نکل کے افریقہ کا راستہ لیا۔

اس شکست سے مغاربہ کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ امداد کا سلسلہ منقطع ہو گیا جو لشکر یہاں موجود تھا اس میں وبا پھوٹ نکلی سیکڑوں آدمی اور گھوڑے مرگئے مجبوراً افریقہ کی جانب مراجعت کی لشکر شاہی نے تعاقب کیا یہاں تک کہ اپنے حدود سے نکالدیا۔

ابن ابی الساج کا بقیہ احوال تم اوپر بڑھ آئے ہو کہ مونس خادم نے یوسف بن ابی الساج سے معرکہ آرائی کی اور اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیجدیا چنانچہ بغداد میں قید کر دیا گیا۔ بعد اسکے یوسف بن ابی الساج کے گرفتار ہو جانے کے بعد اسکے صوبجات مفوضہ پر سبک (یہ ابن ابی الساج کا غلام تھا) حکومت کرنے لگا۔ بعد چندے مونس نے یوسف بن ابی الساج کی خلیفہ مقتدر سے ۳۱۰ھ میں سفارش کی خلیفہ مقتدر نے اسکی سفارش سے یوسف کو قید سے رہا کر دیا، خلعت دی اور صوبجات آذربیجان، رے، قزوین، ابہر اور زنجان کی سند حکومت مرحمت فرمائی پانچ لاکھ دینار سالانہ خراج علاوہ مصارف فوج دینے کا اقرار لیا گیا چنانچہ یوسف سند حکومت حاصل کر کے معہ وصیف بکتمری کے آذربیجان کیجانب روانہ ہوا موصل پہنچا صوبہ موصل اور دیار ربیعہ کی جانچ پڑتال کی بعد ازاں

موصل سے کوچ کرکے آذربیجان میں وارد ہوا اس وقت اسکا غلام سبک جاں بحق تسلیم کرچکا تھا پہنچتے ہی آذربیجان پر مستولی ہوگیا ۳۱۱ھ میں آذربیجان سے رے کا قصد کیا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر احمد بن علی برادر صعلوک متمکن تھا۔ احمد بن علی نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں دربار خلافت سے سند حکومت رے حاصل کی تھی مگر بعد چندے علم خلافت کی مخالفت کی اور باغی ہوگیا اور ماکان بن کالی سپہ سالار دیلم سے جو اولاد اطروش کا طبرستان اور جرجان میں داعی تھا۔ راہ و رسم پیدا کر لی۔ پس جس وقت یوسف رے پہنچا احمد مقابلہ پر آیا یوسف نے اس کو ہزیمت دیکے مار ڈالا اور سر آتار کے بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ماہ ذی حجہ ۳۱۱ھ کا ہے ایک مدت تک اس کامیابی کے بعد رے میں مقیم رہا بعد ازاں رے سے کوچ کرکے اوائل ۳۱۳ھ میں ہمدان کی جانب روانہ ہوا اور بوقت روانگی اپنے غلام مفلح کو رے میں بطور اپنے نائب کے مقرر کر گیا۔ اہل رے نے یوسف کی روانگی کے بعد ہی مفلح کو نکال دیا اور باغی ہوگئے یوسف تک یہ خبر پہنچی۔ ماہ جمادی الثانی ۳۱۳ھ میں پھر رے کی جانب لوٹا اور دوبارہ اس پر قابض و متصرف ہوا۔

ان واقعات کے بعد ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف کو بلاد مشرقیہ کی سند حکومت عطا کی اور یہ حکم دیا کہ واسط میں پہنچکے بلاد مشرقیہ کے خراج کو درستی فوج اور سامان جنگ کی فراہمی میں صرف کرو اور بہت جلد سامان جنگ درست کرکے ابوطاہر قرملی سے جنگ کرنے کو ہجر کی طرف کوچ کردو۔ چنانچہ یوسف اس حکم کی مطابق واسط پہنچا اس وقت واسط میں مونس مظفر موجود تھا جوں ہی یوسف واسط کے قریب آ پہنچا مونس مظفر نے واسط چھوڑ کے بغداد کا راستہ لیا اور ہمدان ساوہ، قم، قاشان ماہ بصرہ، ماہ کوفہ، اور سیدان کے خراج کو بغرض درستی فوج و تیاری جنگ قرامطہ واسط میں یوسف کے لئے چھوڑ گیا۔

جس وقت خلیفہ مقتدر نے یوسف کو رے سے واسط کی طرف بغرض جنگ ابوطاہر روانہ ہونے کو لکھا تھا اسی زمانہ میں خلافت مآب نے سعید نصر بن سامان کو رے کی سند حکومت بھیجدی تھی اور یہ حکم دیا تھا کہ فوراً رے میں پہنچکے رے کو فاتک (یوسف کے غلام) سے چھین لو۔ اوائل سنہ ۳۱۴ھ میں سعید نصر رے کو روانہ ہوا جسوقت کوہ قارن کے قریب پہنچا ابونصر طبری نے راستہ نہ دیا روکدیا۔ سعید نصر نے خط وکتابت کرکے تیس ہزار دینار پر طے کرلیا ابونصر نے اس رقم کو وصول کرکے راستہ دیدیا۔ سعید نصر کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچا اور اس کو فاتک کے قبضہ سے نکال لیا دوماہ تک قیام پذیر رہا بعدازاں سیمجور دواتی کو مقرر کرکے بخارا کی جانب لوٹ آیا بعد چندے سیمجور کو معزول کرکے محمد بن ابی صعلوک کو مامور کیا شعبان سنہ ۳۱۶ھ تک یہ رے میں مسند حکومت پر رہا بعد اسکے بیمار ہوگیا حسن بن قاسم داعی اور ماکان بن کالی امیر دیلم کو رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں رے میں آگئے تو رے کو ان دونوں کے حوالہ کرکے کوچ کردیا اثناء راہ میں دامغان پہنچکے مرگیا۔ غرض حسن بن قاسم اور دیلم اس طور سے رے پر قابض و متصرف ہوگئے

وزراء مقتدر کے حالات

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ حامد بن عباس کو قلمدان وزارت سپرد ہوگیا تھا مگر اسکی نافہمی اور عہدہ وزارت کی اہم ذمہ داریوں سے ناواقفیت کی وجہ سے علی بن عیسیٰ پیش پیش ہورہا تھا نام کو حامد وزیر تھا اور درحقیقت علی بن عیسیٰ وزارت کررہا تھا۔ بسا اوقات علی بن عیسیٰ وزیرالسلطنت حامد کے احکام کو رد و بدل کردیتا اور اُسکے فرامین کو جو عمال اور گورنران صوبجات کے نام بھیجے جاتے تھے گھٹا بڑھا دیتا جب کوئی شکایت ہوتی تو یہ کہہ کے علیحدہ ہوجاتا کہ وزیرالسلطنت اسکے ذمہ دار ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو رعایا پر ظلم کرنے سے روکنا چاہیے وزیرالسلطنت حامد ان واقعات سے کچھ مشتبہ سا ہوا

اور دربار خلافت سے اجازت حاصل کرکے جانچ پڑتال دیکھ بھال کی غرض سے واسط کی جانب روانہ ہوگیا۔ حامد کے چلے جانے کے بعد خدام دولت اور حاشیہ نشینان خلافت نے تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ پر نہ دینے کی دربار خلافت میں شکایت پیش کی علی بن عیسیٰ اکثر ان لوگوں کی تنخواہیں اور وظائف وقت مقررہ کے بعد دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ جب کئی ماہ کی تنخواہیں چڑھ جاتی تھیں تو ایک دو مہینہ کی تنخواہ ضبط کر لیتا تھا طازمان شاہی اور عمال نے اس معاملہ میں بہت شور وغل مچایا۔ اہل وظائف نے مجتمع ہو کے یہ شکایت کی کہ ہر سال دو ماہ کا وظیفہ ہمارا ہمیشہ ضبط ہو جایا کرتا ہے اس سے حامد کی شکایتوں کا ایک طومار ہوگیا۔ اتفاق وقت سے انھیں دنوں مابین وزیر السلطنت حامد اور مفلح اسود، باتوں باتوں بیچ چل گئی اگرچہ مفلح اسود غلام تھا لیکن خلیفہ مقتدر کی ناک کا بال ہو رہا تھا اور معزول وزیر السلطنت ابن فرات سے اس کو ایک خاص انس تھا۔ حامد نے وزارت کے زعم میں مفلح اسود سے سخت کلامی کی جس سے مفلح کو سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اس اثناء میں محسن ابن فرات نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں اپنے باپ کی وزارت کی درخواست پیش کی اور ضمانت بھی کرلی۔ خلیفہ مقتدر نے اِسکے باپ ابن فرات کو قید سے رہائی دیکے سہ بارہ عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اور بجائے اسکے علی بن عیسےٰ کو قید کردیا۔ یہ واقعہ ۳۱۱ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد حامد (وزیر السلطنت) واسط سے آپہنچا ابن فرات نے اسکی گرفتاری پر چند لوگوں کو متعین کردیا۔ ایوان وزارت تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ حامد یہ خبر پاکے بغداد میں روپوش ہوگیا۔ بعد ازاں چھپکے رات کے وقت نصر حاجب کے پاس گیا اور اسکے ذریعہ سے خلیفہ مقتدر تک اپنی حال پریشان

کے پہنچانے کی التجا پیش کی اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھے سزا سے قید دارالخلافہ میں دیجائے وزیر السلطنت ابن فرات کی نگرانی اور سپردگی میں نہ دیا جاؤں۔ نصر نے مفلح کو بلا کے حامد کی عفو تقصیر کرائی اور خلافت مآب تک اسکے عرض حال کی سفارش کی اس خدمت کے انجام دہی کے معاوضہ میں کچھ دینے کا بھی اقرار کیا۔ مگر مفلح نے دربار خلافت میں پہنچکے حامد کی درخواست کے خلاف التجا خلیفہ مقتدر نے حکم دیا کہ حامد قید کرنے کی غرض سے ابن فرات کے حوالہ کر دیا جائے۔ ابن فرات نے اس حکم کے مطابق حامد کو ایک مدت تک قید میں رکھا بعد ازاں اسکے پیش کئے جانے کا اشارہ کیا فقہاء اور عمال حساب فہمی کے لئے طلب کئے گئے جانچ و پرتال ہوئی آخر دس لاکھ دینار کے تغلب و تصرف کا حامد نے اقرار کیا محسن ابن فرات نے پانچ لاکھ دینار پیش کر کے حامد کو لے لیا طرح طرح کی تکالیف دینے لگا پھر بعد چندے اسکی جاگیر مال و اسباب کے فروخت کرنے کو واسط روانہ کیا اثنا راہ میں بعارضہ اسہال مر گیا۔ بعد اسکے علی بن عیسٰے سے تین لاکھ دینار کا مطالبہ کیا گیا محسن ابن فرات نے اس کو بھی خلافت مآب سے لے لیا اور وصولیابی کی غرض سے ہر طرح کی ایذائیں دیں مگر کچھ برآمد نہ ہوا چونکہ علی بن عیسٰے نے زمانہ معزولی ابن فرات میں ابن فرات کے ساتھ سلوک اچھے کئے تھے اس وجہ سے ابن فرات نے چندے علی بن عیسٰے کو قید رکھ کے رہا کر دیا۔ اسکے بعد ابن حواری کی گرفتاری کی باری آئی۔ یہ بھی گرفتار ہو کے محسن ابن فرات کے سپرد کیا گیا محسن نے اس کو بھی ایذائیں دیں وصولیابی اور اسکے مال و اسباب کے ضبط کرنے کی غرض سے اہواز کی جانب روانہ کیا محافظین نے اسکو اس کو اسقدر مارا کہ مر گیا۔ الغرض دونوں حسین بن احمد اور علی بن محمد مادرانی کے ادبار کا زمانہ بھی آ گیا تھا۔ ابن فرات کے اشارہ سے گرفتار کر لئے گئے اور ہر ایک سے سات لاکھ دس ہزار کا مطالبہ کیا گیا۔ علاوہ ان کے ناظموں کے گروہ سے بھی مواخذہ کیا

اور ان سے بھی مال کثیر کے استحصال کی فکر کی اس اثنا میں مونس جہاد سے واپس آگیا۔ ابن فرات کے ان افعال کی اس کو اطلاع ہوئی لوگوں کی ناحق ایذا رسانی اور ان سے استحصال بالجبر پر چین بجبیں ہوا ابن فرات کو اس کی خبر لگ گئی بنظر انجام بینی خلیفہ مقتدر سے یہ جڑ دیا کہ مونس کا دار الخلافت میں رہنا قرین مصلحت نہیں ہے محافظت ونگرانی کی غرض سے حدود شام پر بھیجدینا چاہئے۔ خلیفہ مقتدر نے اسکے کہنے کے مطابق بغیر سوچے سمجھے مونس کو حدود شام کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دیدیا۔ مونس کی اُکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہوکے ابن فرات نے نصر حاجب پر نظر ڈالی آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک گیا جھٹ خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہوکے دو چار الزامات نصر کے سر تھوپ دئے اور اسکی کثرت مال واسباب کی طمع دی ہنوز کوئی حکم صادر نہ ہونے پایا تھا کہ نصر اس واقعہ سے مطلع ہوکے خلیفہ مقتدر کی ماں کے پاس جاکے پناہ گزیں ہوگیا جس سے ابن فرات کی ایک بھی پیش نہ گئی۔

ان مظالم اور بیجا تشدد کا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ ابن فرات سے لوگوں کے دل پھر گئے عوام الناس کا ایک گروہ مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ ابن فرات کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا دربار خلافت تک اس واقعہ کی اطلاع نہو جائے کہ جس سے جان کے لالے پڑ جائیں فوراً خلافت مآب کے گوش مبارک تک یہ خبر اسطور سے پہنچا دی کہ ایک گروہ عوام الناس کا میرے پاس اپنے حقوق طلب کرنے کو آیا تھا اور ان کو مجھ سے کچھ عرض ومعروض کرنا تھا خلیفہ مقتدر یہ سُنکے خاموش ہو رہا ابن فرات مع اپنے بیٹے محسن کے سوار ہوکے ایوان شاہی میں گیا خلیفہ مقتدر نے ان دونوں کو اپنے قریب بٹھایا اِدھر اُدھر کے حالات استفسار کرتا رہا جس سے ان دونوں کے دلوں کو اطمینان ہوگیا کہ خلافت مآب

ہم لوگوں سے ناراض نہیں ہیں رُخصت ہو کے چلنے کا قصد کیا۔ نصر حاجب نے پہنچکے منع کر کے حراست میں لے لیا اتنے میں مفلح آگیا اور اس نے خلافت مآب کے کان میں جُھک کے عرض کی امیرالمومنین اس وزیر کی معزولی میں عجلت سے کام نہ لیں ورنہ خطرہ کا اندیشہ ہے اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ان دونوں کے چھوڑ دینے کا حکم دیا محسن تو اسی دن رہا ہوتے ہی روپوش ہوگیا باقی رہا ابن فرات وہ اگلے دن گرفتار کر لیا گیا نازوق اور بلیق ایک دستہ فوج لئے ہوئے ابن فرات کے مکان پر آئے برہنہ پا و سر کشاں کشاں گھر سے نکال لائے اور اس کو مع ہلال بن بدر کے مونس مظفر کے پاس لے گئے مونس نے شفیع لولوی کے حوالہ کر دیا۔ شفیع نے قید کر دیا اور ایک لاکھ دینار کا اس سے مطالبہ۔ یہ واقعہ ۳۱۲ھ کا ہے۔

ابن فرات کی معزولی کے بعد ابو القاسم بن علی بن محمد بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے عہدہ وزارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ابن فرات سے لاکھ دینار وصول کرنے کی ضمانت دی۔ ہارون بن غریب الخال اور نصر حاجب وغیرہم بھی سفارشی ہوئی۔ خلیفہ مقتدر نے باکراہ قلمدان وزارت ابو القاسم کو سپرد کیا۔[1] اسی کے عہد وزارت میں اسکے باپ علی نے وفات پائی۔ بعد اسکے مونس خادم نے خلیفہ مقتدر سے علی بن عیسیٰ کو صنعاء سے بلا لینے کی سفارش کی خلافت مآب نے واپسی کا فرمان بھیجدیا اور صوبجات مصر و شام کی حکومت بھی عنایت فرمائی۔

محسن ابن وزیر ابن فرات ایک مدت تک روپوش رہا ایک روز ایک عورت محلسرائے خلافت میں حاضر ہوئی اور یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت مآب

[1] یہ واقعہ ۹ ربیع الاول ۳۱۲ھ کا ہے تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۶۔

سے کچھ عرض کیا چاہتی ہوں نصر حاجب نے خلیفہ مقتدر کے حضور میں پیش کر دیا۔ عورت نے دست بوسی کے بعد محسن کا پتہ بتایا خلیفہ مقتدر نے اُسی وقت نازوق افسر اعلےٰ محکمہ پولیس کو گرفتاری کا اشارہ کیا نازوق نے تھوڑی دیر کے بعد اسکے حاضر کر دیا خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت کے حوالہ کیا وزیر السلطنت نے طرح طرح کی ایذائیں دیں تکلیف رسانی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا تب خلیفہ مقتدر نے دارالخلافت میں اسکے باپ کے پاس بھیجدینے کا حکم دیدیا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ مونس، ہارون، اور نصر کے پاس دوڑا گیا اس واقعہ کو ظاہر کر کے ابن فرات کی چالوں سے ان لوگوں کو ڈرایا اور خلافت مآب کی طرف سے بھی کسی قدر انکو بدظن کیا وہ لوگ اسکے فقرے میں آگئے سب کے سب مجتمع ہو کے دربار خلافت میں گئے اور یکزبان ہو کے یہ درخواست کی کہ ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کا حکم صادر کیا جائے جب تک یہ دونوں بقید حیات رہینگے ہملوگوں کو خطرہ رہے گا۔ خلیفہ مقتدر نے سپہ سالاران لشکر اور آراکین دولت کی طرف رائے دینے کا اشارہ کیا۔ ان لوگوں نے بھی مونس وغیرہ کی رائے سے اتفاق کیا خلیفہ مقتدر نے نازوق کو اشارہ کر دیا نازوق نے اسی وقت ابن فرات اور محسن کا سر اتار لیا[۵] ہارون نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کے ابوالقاسم وزیر السلطنت کو ابن فرات اور اسکے بیٹے محسن کے قتل کی خوشخبری سنائی ابوالقاسم سنتے ہی بیہوش ہو کے گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو ہارون نے اس حسن خدمت کے صلہ میں دو ہزار دینار ابوالقاسم سے وصول

[۵] یہ واقعہ تیرھویں ربیع الثانی ۳۱۲ھ یوم دوشنبہ کا ہے۔ ابن فرات کی عمر اس وقت اکہتر برس کی تھی اور محسن کی تینتیس برس کی۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۷

وصول کرلئے۔ باقی رہے ابن فرات کے اور لڑکے یونس نے اسکے دونوں لڑکوں عبداللہ اور ابونصر کی سفارش کی قید سے رہا کردئے گئے بیس ہزار دینار بطور انعام مرحمت ہوئے۔

اِن واقعات کے بعد ۳۱۳ھ میں ابوالقاسم بوجہ طویل علالت معزول[1] کیا گیا کیونکہ لشکریوں کو تنخواہیں اسکی علالت کی وجہ سے رک گئیں تھیں وظیفہ داروں کو وظائف نہیں دئے گئے تھے لشکریوں نے مجتمع ہوکے شور وغل مچایا خلافت مآب کو اطلاع ہوئی فوراً معزولی کا حکم دے دیا اور بجائے اسکے ابوالعباس خصیبی کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔

ابوالعباس خلیفہ مقتدر کی ماں کا سکریٹری تھا خلعت وزارت پانے کے بعد ایوان وزارت میں گیا۔ چارج لیا اور علی بن عیسیٰ کو صوبجات مصر وشام پر بدستور بحال رکھا چنانچہ علی بن عیسیٰ اکثر اوقات ابوالعباس سے ملنے آتا۔ بعد چندے ابوالعباس کے انتظام میں اضطراب پیدا ہوا۔ آمدنی بھی کم ہوگئی شب وروز شراب نوشی میں مشغول رہتا۔ امور سلطنت کی طرف کسی وقت توجہ نہ کرتا۔ صدور حکم کی غرض سے عمال کی جو رپورٹیں یا درخواستیں آتی تھیں مہینوں پڑی رہتی۔ ایک شخص کو اپنی طرف سے بقائم مقامی اپنے مقرر کر رکھا تھا سیاہ وسفید جو چاہتا تھا وہ کر گذرتا تھا جس سے مصالح ملکی فوت اور انتظامی امور درہم وبرہم ہوگئے مونس نے عواقب امور پر نظر کرکے خلیفہ مقتدر کو اسکی معزولی اور عہدۂ وزارت پر علی بن عیسیٰ کی تقرری کی رائے دی چنانچہ خلیفہ مقتدر نے ابوالعباس کو اسکی وزارت کی ایک برس دو مہینے بعد معزول کردیا علی بن عیسیٰ کو عہدۂ وزارت کا دینے کی غرض سے دمشق سے طلب کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جب تک علی بن عیسیٰ دارالخلافت میں حاضر ہو اُسوقت تک

---

[1] ماہ رمضان ۳۱۳ھ کا یہ واقعہ ہے تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۸۔

بقایم مقامی اسکے ابوالقاسم عبداللہ بن محمد کلواذی وزارت کا کام انجام دیتا رہے اور اپریل ۳۱۵ھ میں علی بن عیسیٰ دارالخلافت میں داخل ہوا مستقل طور سے وزارت کا کام اپنے ہاتھ میں لیا انتظامی امور میں جو خلل واقع ہوگئے تھے رفتہ رفتہ سب درست ہوچلے۔ عمال اور گورنران صوبہ جات کی رپورٹوں اور درخواستوں پر مناسب حکم صادر ہونے لگا۔ سواد، اہواز، فارس، اور مغرب کے بقایا محاصل یکے بعد دیگرے وصول ہو ہو کے خزانہ عامرہ میں داخل ہونے لگے لشکریوں کی تنخواہیں اور وظیفہ داروں کے وظائف دیدئے۔ گویوں، قصہ گویوں، درباری، مسخروں، اور خوشامدی فضولوں کی موقوفی کا حکم دیدیا اور ان لوگوں کی تنخواہیں بند کردیں۔ فوج نظام سے بڈھوں اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو جو آلات حرب نہیں اٹھا سکتے تھے چھانٹ دیا۔ بذات خاص ہر کاغذ کو دیکھتا اور اس پر حکم مناسب صادر کرتا تھا۔ کفایت شعاری اور ہوشیاری سے ہر کام پر نظر ڈالتا۔ غرض تھوڑے دنوں میں انتظامی امور ایسے درست ہوگئے کہ گویا ان میں اضطراب پیدا نہیں ہوا تھا۔ بعد اسکے علی بن عیسیٰ نے ابوالعباس خصیبی کو خلافت مآب کے حکم سے دربار خلافت میں طلب کیا فقہا، قضاۃ، اراکین سلطنت اور کُتّاب[۱] جمع کئے گئے۔ مقدمہ پیش ہوا استفسار کیا گیا۔ "ممالک محروسہ اور صوبجات مقبوضہ سے کس قدر خراج وصول ہوکر داخل خزانہ عامرہ ہوا؟ جرمانہ سے کس قدر مال وصول کیا گیا؟ اب کس قدر باقی ہے؟" ابوالعباس نے سر نیچا کرکے جواب دیا "میں کچھ نہیں جانتا" پھر سوال کیا گیا۔ "تم نے ابن ابی الساج کو بلا ضرورت اسقدر مال کیوں دیدیا اور کیا سمجھ کے تم نے اس کو صوبجات مشرقیہ کی حکومت دی تھی کیا تمھارا یہ گمان تھا کہ ابن ابی الساج اور اسکے ہمراہی جو محض جنگلی غیر تربیت یافتہ ہیں ایسے صوبجات کا انتظام کرینگے" جواب دیا "ہاں میرا یہی گمان تھا" اسقدر عرض کرکے خاموش ہوگیا۔ ابن ابی الساج کو بلا ضرورت مال کثیر دیدینے کیا

[۱] کُتّاب جمع کاتب کی ہے یعنی سکریٹری۔

کچھ جواب نہ دیا۔ پھر یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ امر کیونکر جائز رکھا کہ مسلمان کی عورتیں بلا اجازت شرع دوسرے کے قبضہ میں دیدی جائیں" اس اعتراض کا بھی جواب کچھ بن نہ پڑا۔ سکوت کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر اسکے محاصل[1] اور مخارج کا سوال کیا گیا صاف صاف کچھ جواب نہ دے سکا تب کہا گیا "تم نے امیر المومنین کو بھول بھلیاں میں پھنسا رکھا تھا اور آج یہ عذر کرتے ہو کہ میں کچھ نہیں جانتا" ابوالعباس نے اسکا بھی کچھ جواب نہ دیا خلیفہ مقتدر نے جیل کی طرف واپس کر دیا اور علی بن عیسیٰ اطمینان و استقلال کے ساتھ وزارت کرنے لگا ایک مدت کے بعد علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت کے نظامی امور میں اضطراب و اختلال پیدا ہوا کچھ عمال نے اختلافات پیدا کئے کسی قدر خراج کے وصول ہونے میں کمی آئی۔ کچھ مصارف کی زیادتی ہوئی۔ خلیفہ مقتدر نے خدام اور حرم سرائے خلافت کا خرچ بیحد بڑھا دیا اس اثنا میں انبار سے لشکر آگیا دو لاکھ چالیس ہزار دینار کا خرچ یہ بڑھ گیا۔ ان سب کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ نظامی امور میں اضطراب اور خلل پیدا ہو۔ علی بن عیسیٰ نے اس امر کا احساس کرکے اور اس سے مایوس ہو کے کہ یہ مصارف نہ تو کم ہونگے اور نہ اس بار کا تحمل خزانہ عامرہ کر سکتا ہے علاوہ بریں مجھ سے اور نصر حاجب سے بوجہ مراسم مونس خادم ناصافی اور شکر رنجی ہے عہدۂ وزارت سے استعفا داخل کیا اور حد سے زیادہ اس کے منظوری کی کوشش کی مگر مونس خادم نے سمجھا بجھا کے علیحدہ نہ ہونے دیا وزیر السلطنت نے کہا "بھائی تم تو رقہ چلے جاؤ گے مجھے یہاں تمہارے بعد جان کے لالے پڑ جائینگے" چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا مونس کے چلے جانے کے بعد خلیفہ مقتدر نے نصر سے وزیر مقرر کرنے کی بابت رائے طلب کی اس نے ابو علی بن مقلہ کی طرف اشارہ کیا۔ خلیفہ

---

[1] محاصل بمعنی آمدنی۔ مخارج بمعنی خرچ۔ مترجم۔

مقتدر نے اس وقت ۳۱۶ھ میں علی بن عیسیٰ اور اسکے بھائی عبد الرحمن کو گرفتار کرا کے قلمدان وزارت ابو علی کے سپرد کیا۔ چونکہ مابین ابو علی اور عبد اللہ بریدی کے دوستانہ تعلقات تھے عبد اللہ نے اس معاملہ میں خوب کوشش کی۔

ابو علی دو برس چار مہینے تک وزارت کرتا رہا کسی قسم کا خطرہ پیش نہ آیا بعد اس کے خلیفہ مقتدر نے جبکہ مونس خادم سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہوگئی تھی۔ اس الزام میں کہ ابو علی وزیر السلطنت کا مونس سے میل جول ہے معزول کردیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے۔ اتفاق وقت سے مونس کسی ضرورت سے باہر چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے موقع پا کے ابو علی کو گرفتار کرلیا۔ جب مونس واپس آیا تو ابو علی کو عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کی تحریک کی۔ خلیفہ مقتدر نے منظور نہ فرمایا بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہو گیا مگر مونس کے منع کرنے سے باز رہا۔ البتہ دو لاکھ دینار کا ابو علی سے مطالبہ کیا گیا۔

بعد ابو علی کے قلمدان وزارت سلیمان بن حسن کو سپرد کیا گیا اور علی بن عیسیٰ کو حکم دیا گیا کہ اس کے ساتھ ساتھ انتظامی امور کو دیکھتا بھالتا رہے سلیمان ایک برس دو ماہ تک عہدۂ وزارت پر رہا اور علی بن عیسیٰ اس کے ساتھ ساتھ ہر کام کو دیکھتا اور رائے دیتا رہا بعد اسکے آمدنی کم مصارف زیادہ ہونے کی وجہ سے مطالبات کی کثرت ہوئی۔ ہر کام میں دقت ہونے لگی سلطانی وظائف بھی موقوف ہوگئے طرّہ اس پر یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ نے سواد کے محکمہ مال کو تن تنہا اپنے قبضہ میں کرلیا جس سے وزیر السلطنت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اسکی طرف سے ایسے ایسے آدمی وصول تحصیل پر مامور کئے جاتے تھے جنکو وصول و تحصیل کا مطلق مادّہ نہ تھا مجبور ہو کے نصف محاصل پر اس حق کو فروخت کر ڈالتے۔ عمال فقہاء اور حقداروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے وظائف

دینے میں کوتاہی کرتے۔ انھیں سے کسی ایک کو مفلح خادم سے نیاز مندی ہو گئی تھی اس نے مفلح کے ذریعہ سے خلیفہ کے کان تک ان واقعات کی خبر پہنچا دی مفلح نے اشارہ کر دیا کہ تم لوگ اپنے حقوق کے حاصل کرنے میں سختی سے کام لو خلافت مآب کا یہ منشاء ہے کہ حق حقدار کو پہنچ جائے کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ عوام الناس کا یہ سنا تھا کہ بھڑ اٹھے انتظامی امور میں سخت بدنظمی واقع ہوئی ہر چہار طرف ایک ہنگامہ سا برپا ہو گیا خواص اور عوام اپنے حقوق کو طلب کرنے لگے۔ امیدواران وزارت اس عہدۂ جلیلہ کے حاصل کرنے میں ریشہ دوانی کرنے لگے کوئی وظائف اور تنخواہ اور کل مصارف کی ذمہ داری کرتا ہے اور کوئی حاشیہ نشینان خلافت کو سنہلی روپہلی صورتیں دکھلا کے وزارت حاصل کیا چاہتا ہے۔ غرض امیدواران وزارت کی بھرمار تھی۔ درخواست پر درخواست چلی آتی تھی۔ مونس نے ابوالقاسم کلواذی کو وزیر مقرر کرنے کی رائے دی اسی رائے کے مطابق خلیفہ مقتدر نے ماہ رجب ۳۱۹ھ میں ابوالقاسم کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا۔ صرف دو مہینے اس کی وزارت رہی۔

دارالخلافت بغداد میں ایک شخص دانیالی نام رہتا تھا۔ بڑا چالاک، چلتا پرزہ، جعل ساز، اور حیلہ باز تھا کاغذ کو دواؤں کے ذریعہ سے پرانا کر ڈالتا اور اس پر بخط قدیم کچھ اشارات اپنے ہاتھ سے تحریر کرتا جس میں ارباب دولت اور اراکین سلطنت کے نام اشارہ و کنایہ میں لکھے ہوتے انھیں خطوط و نقوش کے اشارہ سے ان لوگوں کی حکومت، رتبہ اور تصرفات کا حال بتلاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ یہ علم غیب کا ایک حصہ ہے، زمانہ قدیم کے اختراعات سے ہے، دانیال پیغمبر کے ماثورات سے ہے اور مجھ کو اپنے آباء و اجداد سے ایسے ہی علم متوارثہ ملا ہے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک کاغذ پر م م م لکھ کے یہ حکم

لگا یا کہ ایسا ایسا ہوگا اور اس کا غذ کو مفلح کے حوالہ کیا مفلح نے دریافت کیا یہ کیا ہے ؟ جواب دیا اس سے تم مقصود ہو کیونکہ تمہارا نام مفلح ہے خلیفہ مقتدر کے مولیٰ ہو" اس قدر سمجھا کے اور علامات کو جو اس کاغذ پر لکھی ہوئیں تھیں مناسبت کے ساتھ سمجھایا۔ مفلح ان کو سنکے خوش اور معتقد ہو گیا حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب کی بھی آمد و رفت دانیالی کے پاس تھی اس کے نام کو بھی کنایتہً ایک ورق کاغذ پر تحریر کیا اور بعض بعض علامات کو جو اسکے حسب حالات تھیں ذکر کر کے یہ حکم لگایا کہ خاندان عباسیہ کا اٹھارہواں تاجدار اس کو اپنا وزیر بنائیگا بدنظمیاں اس کے ذریعہ سے دفع ہونگی انتظام مملکت انجام پذیر ہوگا دشمن خوار و ذلیل ہونگے اور دنیا آباد ہوگی۔ علاوہ اس کے اس ورق میں بعض ایسے امور تحریر کئے جو گذر چکے تھے اور بعض بعض ایسے لکھے جو ہنوز وقوع پذیر نہوے تھے ایک روز دانیالی نے اس کو مفلح کے روبرو پڑھا مفلح کو سخت تعجب ہوا۔ اس ورق کو دانیالی سے لے لیا اور خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہوکے پیش کیا دیکھنے اور سننے والوں نے تعجب اور حیرت کی نگاہوں سے دیکھا خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا تم بتلا سکتے ہو کہ اس صفت کا جو اس کاغذ میں مذکور ہے کون شخص ہے ؟" عرض کی "حسین بن قاسم کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا" ارشاد ہوا " سچ کہتے ہو۔ میرا میلان اس کی طرف ایک مدت سے تھا۔

خلیفہ مقتدر نے ابن مقلہ اور کلواذی کی وزارت سے پیشتر حسین کی تقرری کا ارادہ کیا تھا لیکن مونس نے مخالفت کی تھی جس سے حسین کو وزارت کا عہدہ ہنوز نہیں دیا گیا تھا۔

پھر خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کے فرمایا " دیکھو اگر تمہارے

پاس کوئی تحریر حسین کی وزارت کے معاملہ میں آئے تو میرے حضور میں پیش کرنا"
ان واقعات سے مفلح کا اعتقاد راسخ ہوگیا۔ موقع پاکے دانیالی سے استفسار کیا
"آپ کو یہ کتابیں کہاں سے ہاتھ آئیں" جواب دیا "مجھے اپنے آبا واجدا سے وراثت
میں ملی ہیں اور یہ کتابیں دانیال پیغمبر کے ملاحم سے ہیں" مفلح نے اس کی خبر
خلیفہ مقتدر تک پہنچائی رفتہ رفتہ حسین کو بھی اس کی خبر لگ گئی۔ ایک خط مفلح
کے پاس عہدۂ وزارت کی سفارش کرنے کو لکھ بھیجا مفلح نے خلیفہ مقتدر کے حضور
میں پیش کر دیا خلیفہ مقتدر نے حکم دیا چونکہ مونس اسکی وزارت کا پہلے سے مخالف
تھا لہذا ابتداً اس کی اصلاح کرنی چاہئے حسن اتفاق سے انھیں دنوں کلواذی
وزیر السلطنت نے ایک بجٹ پیش کی جس میں آمدنی سے خرچ زاید جسکی تعداد سات
لاکھ تھی زیادہ دکھلایا اہل دیوان نے اسکے مخالف رپورٹیں دیں کلواذی نے
بجٹ اور اہل دیوان کی رپورٹوں کو دربار خلافت میں پیش کرکے گذارش کی
"امیر المومنین اسکا انتظام کسی صورت سے نہیں ہوسکتا بجز اسکے کہ خلافت مآب
اپنے مصارف کو کم کریں" خلیفہ مقتدر کو یہ ناگوار گذرا حکم صادر فرمایا کہ حسین بن
قاسم کل مصارف کی ذمہ داری کرے علاوہ اسکے ایک لاکھ دینار بیت المال
بمد توفیر داخل کرتا رہے حسین نے اس کو منظور کر لیا خلیفہ مقتدر نے اس کی
درخواست کو جس میں ان شرائط کو اس نے تسلیم کیا تھا کلواذی کو دکھلایا کلواذی
دیکھ کے متحیر ہوگیا کچھ جواب بن نہ آیا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت اس کی معزولی
کا حکم دیا (دو ماہ اس نے وزارت کی) اور حسین بن قاسم کو قلمدان وزارت سپرد
فرمایا اس شرط کے ساتھ کہ صرف حسین بن قاسم عہدۂ وزارت کے کام کو انجام
دے علی بن عیسیٰ کو کسی طرح اپنے کاموں میں دخیل اور شریک نہ ہونے دے اور
جہاں تک جلد ممکن ہو دار الخلافت سے اس کو نکال کے صافیہ کی جانب بھیجدے۔

حسین نے عہدہ وزارت کے چارج لینے کے بعد بنو بریدی اور بنو قرابہ کو اپنے اسٹاف میں داخل کرلیا۔ بعد چندے قلت آمدنی اور کثرت مصارف کا احساس ہوا ہر کام میں دقت اور تنگی ہونے لگی مجبوراً پیشگی خراج وصول کر کے گزشتہ اور سال حال کے مصارف میں صرف کرنے لگا۔ ہارون بن غریب الخال کو اسکی خبر لگ گئی۔ ہارون نے خلیفہ مقتدر تک یہ خبر پہنچا دی خلیفہ مقتدر نے خصیبی کو وزیر السلطنت کے حساب جانچنے پر متعین کیا خصیبی نے دیکھ بھال کے وزیر السلطنت کے خلاف رپورٹ دی خلیفہ مقتدر نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۰ھ میں جبکہ حسین کی وزارت کو سات مہینے گزر چکے تھے معزولی اور گرفتاری کا حکم دیا قلمدان وزارت ابوالفتح فضل بن جعفر کو سپرد فرمایا اور حسین کو بھی جدید وزیر السلطنت کے حوالہ کردیا مگر جدید وزیر نے حسین کے ساتھ کسی قسم کا ظالمانہ برتاؤ نہ برتا اس زمانہ سے برابر ہی عہدہ وزارت پر رہا۔

قرامطہ بصرہ و کوفہ کے حالات

قرامطہ کا ایک گروہ بحرین میں جا کے قیام پذیر ہو گیا تھا ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید جنابی اِن کا سردار تھا۔ ابو طاہر کو انکی سرداری بذریعہ وراثت اسکے باپ سے ملی تھی اور اس صوبہ کو اِن لوگوں نے دولت عباسیہ سے بالکل جدا اور علیحدہ کرلیا تھا جیسا کہ آیندہ جہاں پر ہم انکے حالات علیحدہ مستقل طور سے تحریر کرینگے بیان کرینگے۔

ابو طاہر نے ۳۱۱ھ میں بصرہ کا قصد کیا ان دنوں بصرہ میں سبک مفلحی امارت کے عہدہ پر تھا۔ ابو طاہر نے ایک ہزار سات سو فوج سے رات کے وقت بصرہ پر دھاوا کیا شہر پناہ کی دیواروں پر سیڑھیاں لگا کے چڑھ گیا۔ اور محافظین کو تہ تیغ کر کے شہر میں گھس پڑا۔ دروازے کھول دیئے قتل عام

کا بازار گرم ہو گیا سباب اس سے مطلع ہو کے مقابلہ پر آیا قرامطہ نے اس کو بھی قتل کر ڈالا اور عوام الناس پر ہاتھ صاف کرنے لگے شہر کے باشندے جان کی خوف سے بھاگے سیکڑوں پانی میں ڈوب کر مرگئے اور ہزاروں قرامطہ کی تیغ آبدار کے نذر ہوئے۔ سترہ یوم ابو طاہر بصرہ میں مقیم رہا اٹھارہویں دن جسقدر مال و اسباب، عورتیں اور لڑکے لے سکا لیکے ہجر کیجانب معاودت کی اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر نے محمد بن عبداللہ فارقی کو بصرہ پر مقرر فرمایا چنانچہ محمد بعد واپسی ابو طاہر بصرہ میں داخل ہوا۔

۳۱۲ھ میں ابو طاہر قرمطی نے حجاج سے بوقت واپسی چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہبیر کی جانب کوچ کیا۔ ایک قافلہ سے جو سب کے آگے تھا مقابل ہوا اہل قافلہ کو اسکی اطلاع نہ تھی حالت غفلت میں طے مسافت کر رہے تھے کہ دفعتاً ابو طاہر نے پہنچکے حملہ کر دیا اہل قافلہ مدافعت نہ کر سکے خاطر خواہ لوٹ لیا اس واقعہ کی بقیہ حجاج کو خبر لگی جس وقت کہ وہ فید میں تھے بخوف قتل و غارت قیام کر دیا آنکہ زاد سفر تمام ہو گیا ابو الہیجاء بن حمدانی والی طریق کوفہ بھی اسی قافلہ میں تھا اس نے اہل کوفہ کو وادی القریٰ کی جانب مراجعت کر جانے کی رائے دی تھی مگر اہل قافلہ نے بوجہ دور نکل آنے کے منظور نہ کیا بالآخر جب زاد سفر ختم ہو گیا تو براہ کوفہ روانہ ہوئے ابو طاہر نے یہ خبر پاکے اس پر بھی حملہ کر دیا۔ ابو الہیجاء اور احمد بن بدر (خلیفہ مقتدر کا یہ ماموں تھا) کو گرفتار کر لیا۔ سب سامان و اسباب لوٹ لیا عورتوں اور بچوں کو قید کر کے ہجر کی جانب مراجعت کر دی اور حجاج کو اسی کف دست میدان میں بیک بینی اور دو گوش چھوڑ دیا جن میں سے اکثر شدت تشنگی و گرسنگی اور تمازت آفتاب سے مرگئے اور باقیماندہ کا اکثر حصہ حجاز سے بہزار خرابی

وہ وقت بغداد واپس آیا۔

اِن لوگوں کی عورتیں جنکو قرامطہ نے گرفتار کرلیا تھا اور وہ عورتیں جنکے مردوں کو ابن فرات نے اپنے عہد وزارت میں قید کیا تھا مجتمع ہوئیں۔ واویلا واصیبتاہ کا شور مچایا یہ بھی ایک سبب ابن فرات کے ادبار اور معزولی کا تھا۔

بعد چندے ابو طاہر نے ابو الہیجا اور احمد کو مع اُن قیدیوں کے جو اُنکے پاس تھے رہا کردیا اور خلیفہ مقتدر سے بصرہ اور اہواز کو طلب کیا خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا اس بناء پر ابو طاہر نے ہجر سے پھر بقصد تعرض قافلہ حجاج کوچ کیا۔ جعفر بن ورقا شیبانی والی کوفہ و طریق مکہ اس خطرہ کو پیش نظر کرکے ایک ہزار فوج سے جو اسی کی قوم سے مرتب اور تیار کی گئی تھی قافلہ حجاج سے پیشتر روانہ ہوگیا تھا اور ثمال والی بحر، جنا صفوانی اور طریف لشکری وغیرہم چھ ہزار کی جمعیت سے بغرض حفاظت قافلہ حجاج کے ساتھ تھے ابو طاہر اور جعفر سے مڈبھیڑ ہوگئی اتفاق یہ کہ جعفر کو ہزیمت ہوئی جسکا اثر قافلہ حجاج پر پڑا۔ شاہی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی کوفہ تک ابو طاہر حجاج اور شاہی فوج کا تعاقب کرتا چلا آیا۔ دروازہ کوفہ پر سخت خونریز لڑائی ہوئی بالآخر ہزارہا حجاج مارے گئے۔ شاہی لشکر کے چھکے چھوٹ گئے اکثر کام آگئے باقیماندہ لشکری بھاگ کھڑے ہوئے اور صفوانی گرفتار ہوگیا۔ ابو طاہر نے کوفہ پر قبضہ کرلیا۔ چھ روز تک کوفہ کے باہر پڑا رہا تمام دن مسجد میں رہتا اور شب کو اپنے لشکر گاہ میں آکے قیام کرتا بعد ازاں حسب خواہش مال واسباب لیکے ہجر کیجانب مراجعت کی۔

ہزیمت یافتہ گروہ بغداد پہنچا خلیفہ مقتدر نے مونس کو کوفہ کی جانب خروج کرنے کا اشارہ فرمایا چنانچہ بعد واپسی قرامطہ مونس وارد کوفہ ہوا چونکہ قرامطہ

کوفہ کو چھوڑ کے چلے گئے اِس وجہ سے کوفہ پر یاقوت کو مقرر کرکے واسط کے بچانے کو روانہ ہوگیا۔ اس سال ابوطاہر کے خوف سے کسی شخص نے حج کا قصد نہ کیا۔
۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی السّاج کو آذربیجان سے دارالخلافت میں طلب فرماکے بلاد مشرقیہ کی حکومت عنایت کی اور ابوطاہر سے جنگ کرنے کو واسط کی جانب روانگی کا حکم دیا پس جس وقت یوسف واسط کے قریب پہنچا مونس نے بغداد کا راستہ لیا اسی اثنا میں ۳۱۵ھ کا دور آگیا ابوطاہر نے اپنا لشکر مرتب کرکے کوفہ کی جانب خروج کیا یوسف کو اسکی اطلاع ہوئی آخری رمضان سنہ مذکور کو واسط سے کوفہ کے بچانے کو روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یوسف سے ابوطاہر ایک روز پیشتر کوفہ پہنچ گیا۔ شاہی عمّال بخوف جان کوفہ چھوڑ کے بھاگ گئے ابوطاہر نے کوفہ اور کل علوفات اور رسد پر قبضہ کرلیا جو یوسف کے لئے پیشتر سے فراہم کی گئی تھی۔ بعد اس کے آٹھویں شوال کو ابوطاہر کے پہنچنے کے ایک دن پیشتر یوسف پہنچا نامہ وپیام شروع ہوا یوسف نے ابوطاہر کو علم عباسیہ کی اطاعت کا پیام دیا ابوطاہر نے جواب دیا" اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی اطاعت ہم پر فرض نہیں ہے" یوسف نے اعلان جنگ کردیا اگلے دن صبح سے رات تک فریقین میں گھمسان لڑائی ہوتی رہی۔ آخرالامر یوسف کے رکاب کی فوج شکست کھاکے بھاگی یوسف مع اپنے چند ہمراہیوں کے گرفتار ہوگیا لڑتے لڑتے زخمی ہوگیا تھا قرامطہ اپنے لشکرگاہ میں اٹھا لائے ابوطاہر نے یوسف کے علاج کرنے پر ایک طبیب کو مامور کردیا۔

منہزمین نے بغداد میں پہنچکے دم لیا۔ مونس مظفر علم خلافت کی حمایت اور قرامطہ کی سرکوبی کی غرض سے کوفہ کو روانہ ہوا اتنے میں یہ خبر آئی کہ قرامطہ کوفہ چھوڑ کے عین التمر کی جانب روانہ ہوگئے مونس نے اسی وقت بغداد سے پانچ سو کشتیاں

روانہ کیں جسمیں نامی نامی اور کارآزمودہ سپاہی تھے تاکہ قرامطہ کو دریائے فرات عبور کرنے سے مانع ہوں اور براہ خشکی ایک فوج انبار کی حفاظت کو بھیجی۔ قرامطہ نے کوفہ سے روانہ ہوکے انبار کا رُخ کیا اہل انبار نے یہ خبر پاکے پُل توڑ دیا کشتیاں ہٹادیں۔ ابوطاہر نے فرات کے غربی ساحل پر پہنچکے قیام کیا حدیثہ سے کشتیاں منگوائیں اور تین سو قرامطہ کو انھیں کشتیوں کے ذریعہ خشکی پر اُتار دیا شاہی لشکر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے بھاگا قرامطہ نے انبار پر قبضہ کرلیا۔

اس واقعہ حسرت ناک کی بغداد میں خبر پہنچی نصر حاجب ایک عظیم الشان فوج لیکے قرامطہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا کوچ اور قیام کرتے ہوئے مونس مظفر تک پہنچا دونوں نے چالیس ہزار فوج سے قرامطہ پر یوسف کی مخلصی کی غرض سے دھاوا کیا قرامطہ بھی خم ٹھونک کے میدان جنگ میں آئے گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر شاہی لشکر ہزیمت کھا کے بھاگا یوسف اس کو غنیمات سے شمار کرکے محافظین کی آنکھیں بچاکے نکل بھاگنے کی فکر میں لگا۔ ہمراہیوں نے بھی اشارہ و کنایہ سے بھاگ جانے کو کہا۔ اتفاق یہ کہ ابوطاہر اس کو اسی وقت بھانپ گیا یوسف کو طلب کرکے قتل کر ڈالا علاوہ اسکے اور جو قیدی تھے انکو بھی قید حیات سے سبکدوش کردیا چونکہ نازوک افسر پولیس شب و روز گشت کر رہا تھا اس وجہ سے بغداد عوام الناس، بازاریوں اور اوباش مزاجوں کے لوٹ سے محفوظ رہا پھر بھی اہل بغداد کشتیوں پر سوار ہوکے کوئی واسط اور کوئی حلوان چلا گیا۔

بعد اس واقعہ کے شروع ۳۱۶ھ میں قرامطہ انبار کو چھوڑ کے کوچ کر گئے مونس نے بھی بغداد کی جانب مراجعت کی ابوطاہر نے رحبہ پر پہنچکے قبضہ کرلیا اور اہل رحبہ کے خون کو قرامطہ کے لئے ایک شب و روز کو مباح کردیا اہل قرقیسیا اس قتل عام کا خوفناک منظر دیکھ کے ڈر گئے۔ امن کی درخواست کی جسکو ابوطاہر نے

منظور کرلیا۔ بعد ازاں ابوطاہر نے چند فوجیں عربوں پر شبخون مارنے کو جزیرہ کی طرف روانہ کیں اہل جزیرہ بخوف جان بھاگ گئے اور جو بھاگ نہ سکے وہ قرامطہ کے لوٹ مار کے نذر ہوئے قتل و غارت ہونے کے بعد سالانہ خراج دینا منظور کیا جو ہر سال ہجر روانہ کیا جاتا تھا۔ تھوڑے دنوں بعد پھر اہل رقہ نے انحراف کیا ابوطاہر نے یہ خبر پاکے فوجکشی کر دی تین روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ اثناء جنگ میں راس عین کفر توثا اور سنجار پر شبخون مارنے کو لشکر روانہ کیا مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے اپنے میں مقابلہ کی قوت نہ دیکھ کے امن کی درخواست کی ابوطاہر نے منظور کرلی۔ مونس کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی لشکر مرتب کرکے بغداد سے قرامطہ کی سرکوبی کو رقہ کیجانب کوچ کیا ابوطاہر رقہ چھوڑ کے رحبہ چلا آیا اور جب مونس رقہ پہنچا تو قرامطہ رحبہ سے ہیت چلے آئے چونکہ اہل ہیت نے قلعہ بندی کرلی تھی اور اپنی حفاظت کا کامل انتظام کرلیا تھا اس وجہ سے قرامطہ کے قتل و غارت کا ہاتھ اہل ہیت تک نہ پہنچا اپنا سا منہ لے کے کوفہ کی طرف لوٹے رفتہ رفتہ ان واقعات کی دربار خلافت میں خبر پہنچی۔ نصر حاجب، ہارون بن غریب، اور ابن قیس لشکر آراستہ کرکے قرامطہ کی سرکوبی کو نکلا اتنے میں قرامطہ کا لشکر قصر ابن ہبیرہ پہنچ گیا اور نصر سپہ سالار لشکر علیل ہو گیا اپنے لشکر پر احمد بن کیغلغ کو بطور اپنے نائب کے مقرر کرکے واپس ہوا۔ اثناء راہ میں مر گیا تب بجائے اسکے اس کے لشکر کی افسری ہارون بن غریب کو دی گئی اور عہدہ حجابت پر اس کا بیٹا، احمد بن نصر مامور ہوا۔ بعد اسکے قرامطہ اپنے شہر کو واپس ہوئے اور ہارون غریب نے ماہ شوال ۳۱۶ھ میں بغداد کی جانب مراجعت کی۔

پھر بعد چندے اس مذہب والے واسط، عین التمر اور سواد میں مجتمع

ہوئے اور ہر جماعت میں اپنے میں سے ایک شخص کو مامور کیا۔ واسط کی جماعت پر حریث بن مسعود مقرر کیا گیا اور عین التمر کے گروہ پر عیسیٰ بن موسیٰ۔ عیسیٰ نے کوفہ کی جانب کوچ کیا اور سواد میں پہنچکے شاہی عمال کو نکال دیا خراج خود وصول کرنے لگا باقی رہا حریث وہ موفق کے صوبجات کی طرف بڑھا۔ اور اس پر قابض و متصرف ہوکے ایک مکان بنوایا جسکا نام دار الہجرۃ رکھا آئے دن لوٹ و مار کے کام لیتے اور بلاد اسلامیہ کو تہ و بالا کرتے رہتے تھے واسط کا جنگی افسر اعلےٰ ابن قیس تھا لشکر آراستہ کرکے قرامطہ سے برسر مقابلہ آیا مگر قرامطہ کی ترقی پذیر قوت سے مقابلہ نہ کرسکا شکست کھا کے بھاگا خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ابن قیس کی کمک پر روانہ کیا اور ان قرامطہ کی سرکوبی کو جنہوں نے کوفہ کی طرف رُخ کیا تھا۔ صافی بصری کو مامور فرمایا۔ چنانچہ ان سپہ سالاروں نے ہر طرف سے قرامطہ کو گھیر کے آتش جنگ مشتعل کی قرامطہ گھبرا گئے کچھ ہی نہ بڑی شکست کھا کے بھاگے شاہی لشکر نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ انکے پھریرے چھین لئے یہ پھریرے سفید رنگ کے تھے اور ان پر یہ آیت لکھی تھی " ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین " جس وقت بغداد میں یہ لشکر ظفر پیکر مظفر و منصور ان پھریروں کو سرنگوں لئے ہوئے داخل ہوا عجب چہل پہل مچی تھی خواص اور عوام جوش مسرت سے خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ اسی واقعہ کے بعد سے قرامطہ کا سواد سے عمل و دخل اٹھ گیا اُنکی ساری قوتیں سلب ہو گئیں۔

مکہ پر قرامطہ کا قبضہ

۳۱۹ھ میں ابو طاہر قرمطی نے مکہ معظمہ کی جانب کوچ کیا۔ اس سال بغداد سے لوگوں کو حج کرانے کے لئے منصور دیلمی

آیا ہوا تھا اثناء راہ میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا قافلہ حجاج صحیح وسلامت مکہ معظمہ پہنچگیا یوم الترویہ کو ابوطاہر وارد مکہ معظمہ ہوا پہنچتے ہی حجاج پر ہاتھ صاف کرنے لگا جسکا مال واسباب پایا لوٹ لیا جسکو دیکھا قتل کرڈالا یہانتک کہ مسجد حرام اور خانہ کعبہ میں بھی قتل عام کرتا رہا حجر اسود کو اکھاڑ کے ہجر بھیجدیا ابومخلب امیر مکہ شرفاء مکہ کا ایک گروہ لے کے ابوطاہر سے حجاج اور اور اہل مکہ کی بابت کچھ کہنے اور سفارش کرنے کو گیا۔ ابوطاہر نے بجاے سفارش قبول کرنے کے قرامطہ کو اشارہ کردیا ایک گروہ ٹوٹ پڑا ابومخلب نے مقابلہ کیا مگر معدودے چند نفوس سے کیا ہوسکتا تھا سب کے سب اسی جگہ پر شہید ہوگئے۔ خانہ کعبہ کا دروازہ توڑ ڈالا۔ ایک شخص میزاب کے اکھاڑنے کو خانہ کعبہ پر چڑھا گرا مرگیا مقتولین کچھ تو چاہ زمزم میں پھینک دئے گئے اور باقی ماندگان کو مسجد حرام میں جہاں جو مارا گیا تھا اسی مقام پر بلاغسل و نماز جنازہ وکفن دفن کردیا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کردیا اور اہل مکہ کے مکانات کو لوٹ لیا۔

اس سانحہ نمونہ قیامت کی خبر عبید اللہ المہدی والی افریقیہ تک پہنچی اور یہ لوگ اس کے متبع اور اسکے نام کا خطبہ پڑھتے تھے۔ اس نے انکو اہل مکہ اور حجاج کے ساتھ ظلم کرنے پر بیحد ملامت کی حجر اسود اکھاڑ لیجانے پر اپنی سطوت وجبروت سے ڈرایا۔ ابوطاہر نے حجر اسود کو ہجر سے واپس منگوایا اور جس قدر ممکن ہوا اہل مکہ اور حجاج کا مال واسباب واپس کردیا اور جو بوجہ تقسیم ہوجانے کے واپس نہ ہوسکا اس کی معذرت کی۔

خلیفہ مقتدر کی معزولی اور بحالی	خلیفہ مقتدر کی معزولی کا سبب اول یہ ہے کہ مابین ماجور ہارون بن غریب اور نازوک افسر اعلیٰ پولیس ایک امر

ناگفتہ بہ پر جھگڑا ہو گیا۔ نازوک نے ماجریہ کو قید کر دیا ماجریہ کے ہمراہیوں کو اسکی خبر لگی مجتمع
ہو کے پولیس جیل کی جانب آئے۔ نازوک کے نائب پر سب کے سب ٹوٹ
پڑے اور اپنے دوستوں کو قید سے نکال لیا۔ نازوک نے اس واقعہ کو خلیفہ
مقتدر کے حضور میں پیش کیا خلیفہ مقتدر نے اس وجہ سے کہ ماجریہ اور نازوک
اسکے ناک کے بال ہو رہے تھے اس معاملہ میں کچھ دخل نہ دیا نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ
ماجریہ اور نازوک میں لڑائی ہو گئی فریقین کے کچھ آدمی زخمی ہوئے اور کچھ
مارے گئے خلیفہ مقتدر نے دونوں کو اس فعل پر ملامت کی لڑائی تو موقوف
ہو گئی مگر ماجریہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی مع اپنے احباب اور ہمراہیوں
کے بغداد سے بستان نجمی چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے ماجریہ کی ناراضی دفع کرنے کے
خیال سے اپنے ایک مصاحب کو روانہ کیا اس سے یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خلافت مآب
نے ماجریہ کو امیر الامراء بنایا ہے۔ یہ امر مونس کے ہوا خواہوں کو ناگوار گذرا
مونس اس وقت رقہ میں تھا۔ ان لوگوں نے اس واقعہ کی خبر مونس تک
پہنچا دی۔ مونس نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے بغداد آپہنچا اور خلیفہ مقتدر
سے کشیدہ خاطر ہونے کی وجہ سے شماسیہ میں قیام کر دیا۔ دربار خلافت میں
خلافت مآب کی دست بوسی کرنے کو بھی نہ گیا تب خود خلیفہ مقتدر نے اپنے
بیٹے ابو العباس اور وزیر السلطنت ابن مقلہ کو مونس کے پاس بھیجا لیکن اس
سے مونس کو خلیفہ مقتدر سے اُنس پیدا نہ ہوا بلکہ ناراضی اور نفرت اور زیادہ
ہوئی۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مقتدر نے ماجریہ کو جو اس کے ماموں کا بیٹا
تھا اپنے مجلس میں ٹھہرا لیا اس سے مونس کی منافرت اور بڑھی اس اثناء
میں ابو الہیجاء بن حمدان بلاد جبل سے ایک عظیم الشان لشکر لے کے آیا اور مونس
کے پاس قیام پذیر ہوا۔ امراء دولت اور ارکین سلطنت خلیفہ مقتدر اور

مونس سے میل جول کرانے کے خیال سے سعی کر رہے تھے جانبین سے کاغذی گھوڑوں کی گھوڑ دوڑ ہو رہی تھی کہ ۳۱۶ھ کا زمانہ منقضی ہو گیا۔

۳۱۷ھ کے شروع ہوتے ہی نازوک افسر اعلیٰ پولیس اور ابن قیس بھی مونس کے پاس چلے آئے اس سے پیشتر خلیفہ مقتدر نے ابن قیس سے دینور لے لیا تھا اور مونس نے تالیف قلوب کے لحاظ سے واپس کر دیا تھا۔ اب خلیفہ مقتدر اور مونس کی منافرت حد سے تجاوز کر چکی تھی دونوں میں ایک قسم کا جوش انتقام پیدا ہو گیا تھا خلیفہ مقتدر نے بنظر حفظ ماتقدم اپنے خاص محلسرا میں ماجوریہ ہارون بن غریب، احمد بن کیغلغ، خدام دولت اور دستہ فوج جان نثاران کو جمع کر رہا تھا مگر خوش قسمتی سے شام ہوتے ہوتے خلیفہ مقتدر کے اکثر ہمراہی نظر بچا بچا کے مونس سے جا ملے یہ واقعہ اوائل محرم ۳۱۷ھ کا ہے۔ بعد اسکے مونس نے خلیفہ مقتدر کے پاس اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ لشکریوں اور سپہ سالاران لشکر کو آپ کی فضول خرچی، حرم و خدام کی بڑی بڑی جاگیروں اور امور مملکت میں انکے دخل و مشورہ دینے سے سخت برہمی پیدا ہو رہی ہے اور یہ سب کے سب اس امر کے مستدعی ہیں کہ آپ انکو اور نیز ہارون بن غریب کو محلسرائے خلافت سے نکالدیں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ملک و مال اور جاگیریں ہوں سب کو ضبط کر لیں۔ خلیفہ مقتدر نے ان سب امور کو منظور کر لیا۔ نرمی و ملاطفت کے الفاظ لکھے بیعت خلافت کا تذکرہ کر کے نقض بیعت کے عواقب امور سے خوف دلایا ساتھ ہی اسکے ماجوریہ ہاروں کو مسند حکومت عنایت فرما کے ثغور شامیہ اور جزریہ کی جانب روانہ کر دیا۔ اس سے مونس کا غصہ فرو ہوا شماسیہ سے بغداد آیا اس کے ہمراہ ابو الہیجاء اور نازوک بھی تھا۔ عوام الناس میں یہ مشہور ہو رہا تھا کہ مونس نے خلیفہ مقتدر کو تخت خلافت سے اُتار دیا۔ بارھویں محرم سنہ مذکور کو مونس سوار ہو کے معہ اپنے لشکر کے باب شماسیہ

کی طرف آیا اور اپنے ہمراہیوں سے تھوڑی دیر تک مشورہ کرکے پھر محلسرائے خلافت کی جانب لوٹ گیا۔ قبل اس واقعہ کے خلیفہ مقتدر نے احمد بن نصر قسوری کو عہدہ حجابت سے علیحدہ کرکے ابن یاقوت کو مقرر کیا تھا یہ جنگ فارس کا امیر لشکر تھا بجائے اسکے اس کے بیٹے ابوالفتح مظفر کو مامور فرمایا تھا جوں ہی مونس محلسرائے خلافت کے قریب پہنچا۔ ابن یاقوت، خدام، فراش، وزیر با سلطنت اور وہ سب جو اُس وقت محلسرائے خلافت میں موجود تھے بھاگ گئے۔ مونس نے گھس کے خلیفہ مقتدر اور اُس کی ماں، لڑکوں اور لونڈی غلاموں کو حراست میں لے لیا اور بہ کمال احتیاط و نگرانی محلسرائے خلافت سے نکال کے اپنے مکان میں لیگیا اور وہیں نظر بند کر دیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر ماجوریہ ہارون تک قطربل میں پہنچی۔ لوٹ پڑا بغداد میں آیا اور روپوش ہوگیا خلیفہ مقتدر گرفتاری کے بعد ابوالہیجاء ابن حمدان ابن طاہر کے مکان پر گیا محمد بن معتضد کو طلب کرکے اُسکی خلافت کی بیعت کی اور "القاہر باللہ" کے لقب سے ملقب کیا۔

تکمیل بیعت سے فارغ ہو کے خلیفہ مقتدر کو دربار خلافت میں معزولی کی غرض سے پیش کیا۔ قاضی ابوعمر مالکی شہادت کے لئے طلب کیا گیا۔ ابوالہیجا نے کھڑے ہو کے خلیفہ مقتدر کی حالت پر تاسف ظاہر کیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ کہتا جاتا تھا "میرے سردار! مجھے اسی روز بد کا خطرہ تھا آپ نے میری نصیحت گوش ہوش سے نہ سنی اور نہ میرے قول پر آپ نے عملدرآمد کیا لونڈی غلاموں اور عورتوں کے مشورہ سے خلافت کے اہم امور کو انجام دیتے رہے آخر کار وہ روز بد جسکا خطرہ پہلے سے میرے پیش نظر تھا سامنے آہی گیا مگر باوجود اس کے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں" مونس بولا "بس بس خاموش ہو جاؤ"۔ ابوالہیجاء سکوت کے عالم میں بیٹھ گیا مونس نے

خلیفہ مقتدر سے مخاطب ہو کے کہا "کہ آپ اپنے کو معزول کیجئے اور محضر پہ دستخط بنائیے"۔ خلیفہ مقتدر نے سر نیچا کر کے محضر پر اپنا دستخط بنا دیا اور قاضی ابو عمر نے شہادت میں اپنا نام لکھا باتفاق رائے حاضرین یہ محضر قاضی ابو عمر کے پاس بطور امانت کے رکھا گیا۔ کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی تاآنکہ جب خلیفہ مقتدر دوبارہ سریر خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو یہ محضر اس کو دیدیا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اس خدمت کے صلہ میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا۔

الغرض خلیفہ مقتدر کی معزولی کے بعد مونس دار الخلافت کی طرف آیا جو کچھ پایا لوٹ لیا ابن قیس ماور مقتدر کے قبرستان چلا گیا اور بعض قبور سے چھ لاکھ دینار نکال کے جدید خلیفہ قاہر کے پاس لے آیا۔ بعد ازاں مونس نے علی بن عیسیٰ معزولی وزیر کو جیل سے رہا کر دیا اور قلمدان وزارت ابو علی بن مقلہ کے سپرد کیا نازوک کو افسری پولیس سے ساتھ عہدہ حجابت بھی دیا گیا اور ابن حمدان کو علاوہ صوبہ خراسان کے جو اسکے زیر حکومت تھے حلوان، دینور ہمدان کرمان، صیمرہ، نہاوند، شیراز اور ماسبدان کی سند حکومت بھی عطا ہوئی۔ یہہ واقعات نصف ماہ محرم ۳۱۷ھ کے ہیں نازوک نے عہدہ حجابت کے چارج لینے کے بعد دستہ فوج جاں نثاران کو حکم دیا کہ وہ اُن خیموں کو جو محلسرا سے خلافت میں نصب ہیں چھوڑ کے نکل جائیں۔ اور بجائے ان کے اِن خیموں میں اپنے سپاہیوں کو ٹھہرنے کی اجازت دی اِس سے دستہ فوج جان نثاران کو ملال پیدا ہوا مگر نازوک نے کچھ خیال نہ کیا۔ طرّہ اس پر یہ ہوا کہ اپنے سپاہیوں کو یہ حکم دیا کہ کسی شخص کو محلسرائے خلافت میں سوائے اُن لوگوں کے جو اعلےٰ عہدوں سے ممتاز ہیں داخل نہ ہونے دو۔ اس عرصہ میں ساترھویں تاریخ

محرم کی آگئی۔ یہ دن دوشنبہ کا تھا صبح ہوتے درباری دربار خلافت میں حاضر ہونے کو محلسرائے خلافت کے دروازہ پر آ آکے مجتمع ہونے لگے گلی کوچہ، سڑکیں اور دریائے دجلہ کے کنارے پر اس قدر ہجوم تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ دستہ فوج جاں نثاران مسلح ہو کے محلسرائے خلافت کے دروازہ پر آیا تخت نشینی کا انعام اور ایک سال کی تنخواہ طلب کی چونکہ نازوک سے ان لوگوں کو کشیدگی پیدا ہو گئی تھی طلب و تقاضا میں سختی اور تشدد سے کام لیا مونس اتفاق سے اُس دن دربار خلافت میں نہیں آیا تھا دستہ فوج جاں نثاران اور نازوک کے سپاہیوں سے بحث و تکرار ہونے لگی محلسرائے خلافت مسلح سپاہیوں سے بھر گیا۔ ان سپاہیوں کے ساتھ محلسرائے خلافت میں عوام الناس کا بھی گروہ گھُس آیا جو شاہی جلوس دیکھنے کی غرض سے کنارہ دجلہ پر جمع ہو رہا تھا۔ صحن میں نازوک کے سپاہیوں اور دستہ فوج جاں نثاروں سے جھگڑا ہو رہا تھا۔ شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے اور ایوان خلافت میں جدید خلیفہ قاہر رونق افروز تھا اور ابن مقلہ وزیر السلطنت و نازوک بیٹھا ہوا تھا۔ قاہر نے نازوک سے متوجہ ہو کے ارشاد کیا "یہ کیا ہنگامہ ہے؟ جاؤ اس شور و غل کو فرو کرو" نازوک اپنی جگہ سے اُٹھا تمام رات مینوشی کی تھی خمار کا وقت تھا آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں پاؤں رکھتا تھا کہیں، پڑتا تھا کہیں، دستہ فوج جاں نثاران عرض و معروض کرنے کو آگے بڑھا نازوک ان کے ہاتھوں میں شمشیر برہنہ دیکھ کے بھاگ کھڑا ہوا دستہ فوج جاں نثاران کی اس سے جرأت بڑھی تعاقب کیا اور اسکو معہ اسکے خادم عجیف کے مار ڈالا۔ جوش مسرت میں آکے یا مقتدر یا منصور چلا اُٹھے اس نعرہ کا بلند ہونا تھا کہ محلسرائے خلافت میں جسقدر آدمی جس جس طبقہ کے تھے تِتر بِتر ہو گئے۔ نازوک اور عجیف کے نعشوں کو کنارہ دجلہ پر لیجا کے صلیب پر چڑھایا اور بعد اسکے مونس کے مکان کی طرف معزول خلیفہ مقتدر کی جستجو میں روانہ

ہوا محلسرا کے خلافت کے خادموں نے فوراً دروازے بند کرلئے یہ سب خلیفہ مقتدر کے خادم خاص اور مملوک تھے ابوالہیجار بن حمدان نے اُٹھ کے بھاگنے کا قصد کیا جدید خلیفہ قاہر نے دامن پکڑ لیا۔ ابوالہیجار نے کہا گھبرایئے نہیں میرے ساتھ آیئے میں آپ کا حامی و مددگار ہوں" دونوں دروازہ پر آئے تو بند تھا ابوالہیجار بولا اچھا آپ یہاں ٹھہرئے، میں ابھی واپس آتا ہوں" قاہر تو دروازہ کے قریب ٹھہر گیا اور ابوالہیجار لوٹ کر ایک کمرہ میں آیا۔ سارے درباری کپڑے اتار ڈالے خادموں کا لباس پہنا اور باب توبی کی طرف آیا اس کو بھی بند پایا اور باہر آدمیوں کو مجتمع دیکھا لوٹ کر قاہر کے پاس آیا۔ اس آمدورفت میں خدام کی نظر پڑ گئی شور و غل مچاتے ہوئے قتل کے قصد سے دوڑ پڑے۔ ابوالہیجار نے بھی تلوار نیام سے کھینچ لی لڑنے لگا تا آنکہ انلوگوں کو پسپا کر دیا موقع پا کے گوشہ باغ میں جا چھپا خادمان محلسرائے خلافت تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ ابوالہیجار جوش مردانگی میں نکل آیا سب کے سب دفعتہً اس پر ٹوٹ پڑے مار ڈالا سر اُتار لیا۔

دستہ فوج جاں نثاران جو خلیفہ مقتدر کی تلاش میں مونس کے مکان کی جانب گیا تھا مونس نے انلوگوں کو دیکھ کے خلیفہ مقتدر کو انکے حوالہ کر دیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو ہاتھوں ہاتھ محلسرائے خلافت تک پہنچایا جس وقت خلیفہ مقتدر صحن شیعی میں پہنچا مطمئن ہوا دریافت کیا "قاہر اور ابن حمدان کہاں ہیں؟ میں ان دونوں کو امان دیتا ہوں" حاضرین میں سے کسی نے گذارش کی ابن حمدان تو مارا گیا" خلیفہ مقتدر کو اس خبر کے سننے سے صدمہ ہوا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا الیہ راجعون پڑھکر کہنے لگا واللہ اگر آج ابن حمدان ہوتا تو اس سے زیادہ کوئی شخص مسرور میرے پاس نہ آتا" بعد اسکے قاہر کو اپنے نزدیک بلایا پیشانی پر بوسہ دے کے بولا واللہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اگر تم کو منصور کا لقب دیا جاتا تو قاہر کے لقب سے زیادہ موزوں ہوتا"

قاہر شرم سے سر نیچا کئے جا رہا تھا اور زار زار روتا جاتا تھا تاآنکہ خلیفہ مقتدر نے قسم کھا کے اماں دی اُس وقت قاہر کے قلب مضطرب کو سکون ہوا اور چہرہ پر بشاشت ظاہر ہوئی۔

دستہ فوج جان نثاران نے نازوک اور ابن حمدان کے سروں کو نیزہ پر رکھ کے تمام شہر میں تشہیر کی غرض سے پھرایا۔ ابن قیس ان واقعات سے خائف ہو کے رات کے وقت مکان روپوشی سے چھپ کر موصل بھاگ گیا اور پھر موصل سے آرمینیہ چلا گیا اور جب آرمینیہ میں بھی اُس کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو قسطنطنیہ جا پہنچا اور نصرانی ہو گیا ابوالسرایا برادر ابوالہیجا موصل بھاگ گیا تو خلیفہ مقتدر نے ابو علی بن مقلہ کو طلب کر کے عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا لشکریوں کو تنخواہیں اور وظائف تقسیم کئے۔ خزانہ شاہی کے قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات کے فروخت کا حکم دیا جو وظائف اور تنخواہوں کے دینے کی غرض سے نہایت ارزاں فروخت کئے گئے۔ مونس بدستور اپنے عہدہ پر بحال کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مونس درپردہ خلیفہ مقتدر کا خیر اندیش تھا اسی نے دستہ فوج نثاران اور خادمان محلسرائے خلافت کو دم پٹی دے دی تھی اور اسی وجہ سے قاہر کی تخت نشینی کے دربار میں حاضر نہیں ہوا تھا۔

اِن واقعات کے بعد خلیفہ مقتدر نے اپنے بھائی قاہر کو اپنے ماں کی نگرانی میں قید کر دیا۔ اِس نے قاہر کے ساتھ بہت بڑا سلوک کیا۔ خدمت کے لئے لونڈیاں خرید دیں۔

سپہ سالاران دیلم کے حالات

دیلم کے حالات ہم اس کتاب میں متعدد مقامات پر بیان کر آئے ہیں۔ طبرستان، جرجان، ساریہ، آمد، اور استرآباد کے مفتوح کرنے اور اطروش کے ہاتھ پر انکے اسلام لانے کے واقعات سے

بھی تم کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے اور یہ بھی تم آئے ہو کہ اطروش نے اِن سبھوں کو مجتمع کر کے بلاد طبرستان پر سنہ ٣٠١ھ میں قبضہ کر لیا تھا۔ بعد اطروش کے اُس کی اولاد اور حسن بن قاسم داعی اس کا داماد قابض و متصرف ہوا دیلم ہی کے سپہ سالاران بلاد مفتوحہ و مقبوضہ کے حدود پر متعین ہوئے از انجملہ لیلی بن نعمان تھا حسن بن قاسم داعی نے اِس کو سنہ ٣ھ میں جرجان کی حکومت دی تھی بنی سامان اور بنی اطروش و حسن بن قاسم داعی و سپہ سالاران دیلم سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ چنانچہ انھیں لڑائیوں میں لیلی بن نعمان سنہ ٣٠٩ھ میں ہلاک ہو گیا۔ چونکہ عَلم عباسیہ کی حکومت خراسان سے اُٹھ گئی تھی اور بنی سامان اسکی طرف سے اس صوبہ کے والی تھے اسی وجہ سے بنی سامان اور بنی اطروش سے جو طبرستان پر قابض و متصرف ہو رہے تھے لڑائیاں ہوئیں جن کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں

لیلی بن نعمان کے ہلاک ہونے کے بعد پھر بنی سامان اور بنی اطروش میں لڑائیاں شروع ہوئیں بنی اطروش کی طرف سے شرخاب بن بہبودان برادر زادہ ماکان بن کالی سپہ سالار افواج دیلم ہو کے لڑنے کو آیا سیجور امیر لشکر بنی سامان انکے مقابلہ پر تھا اس نے انکو ہزیمت دیدی اس اثناء میں شرخاب بھی مر گیا۔ بنی اطروش نے ماکان ابن کالی کو استرآباد پر مامور کیا۔ تھوڑی قلیل مدت میں دیلم کا ایک گروہ ماکان کے پاس مجتمع ہو گیا اور اس نے ماکان کو اپنا سردار بنا کے جرجان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اِن واقعات کو ہم دولت علویہ کے تذکرہ میں تحریر کرینگے۔

ماکان کے مصاحبوں سے اسفار بن شیرویہ بھی تھا جو ایک نامور سپہ سالار دیلم کا تھا مگر جب اسفار کو ماکان نے اپنے لشکر سے نکالدیا تو بکر بن محمد بن الیسع

کے پاس نیشاپور چلا گیا بکر نے اسفار کو ایک عظیم الشان کثیر التعداد فوج کے ساتھ
جرجان کے سر کرنے کو روانہ کیا ان دنوں جرجان میں ابن ابوالحسن بن کالی اپنے بھائی ماکان
کی جانب سے مامور تھا اور ماکان طبرستان میں مقیم تھا (ایک روز ابو علی بن ابو الحسین
اطروش اور ابوالحسن امیر جرجان شب کو ایک ہی مکان میں سوئے ابو الحسن یہ خیال
کرکے کہ ابو علی حالت نشہ یا خواب میں ہے قتل کرنے کے ارادہ سے اٹھا مگر یہ خیال
اسکا غلط قائم ہو گیا تھا ابو علی کو ابو الحسن کے ارادہ کا احساس ہو گیا نہایت تیزی سے
لپک کر دست بقبضہ ہو گیا اور لڑکر ابو الحسن کو اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا محافظین کے خوف سے
مکان سے نکل کے کسی محفوظ مقام پر روپوش ہو گیا صبح ہوتے ہی سپہ سالاران دیلم کو
اس واقعہ سے مطلع کیا۔ سپہ سالاران دیلم ابوالحسن کے قتل سے بیحد خوش ہوئے
اسی وقت ابو علی کے پاس آئے اور امارت کی کرسی پر بٹھا کے بیعت کر لی۔ ابو علی نے
اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر علی بن خورشید کو مامور کیا) علی بن خورشید اسفار بن
شیرویہ کو اس واقعہ سے مطلع کرکے ماکان کے مقابلہ پر امداد و حمایت کا خواستگار ہوا
چنانچہ اسفار نے بکر سے اجازت حاصل کرکے علی بن خورشید سے سازش کر لی۔ رفتہ
رفتہ ماکان کو اسکی خبر لگی ایک لشکر مرتب کرکے طبرستان سے جرجان پر حملہ آور ہوا مگر
علی بن خورشید اور اسفار نے اس کو شکست فاش دیکے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا
اس واقعہ کے چند دنوں بعد علی بن خورشید اور ابو علی نے جان بحق تسلیم کی ماکان نے
اس موقع کو مغتنمات سے خیال کرکے اسفار پر فوج کشی کر دی اسفار کو اس معرکہ میں
ہزیمت ہوئی۔ طبرستان چھوڑ کے ایک دن میں احمد بن الیسع کے پاس جرجان چلا آیا اور
ماکان نے طبرستان میں اپنی کامیابی و قبضہ کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس عرصہ میں ۳۱۵ھ
کا دور آگیا اور بکر بن محمد بن الیسع داعی اجل کو لبیک کہہ کے راہی عدم ہوا۔ نصر بن

نوٹ ۱؎ عبارت مابین خطوط ہلالی مربوط مضمون کے خیال سے تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۹۵ سے اخذ کیا ہے

احمد بن سامان نے بجائے اسکے اسفار بن شیرویہ کو جرجان کی حکومت پر متعین کیا اسفار نے مرداویج زیار جیلی کو امیر الجیش مقرر کرکے طبرستان کی طرف روانہ کیا ماکان لشکر آراستہ کرکے مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ماکان کو ہزیمت ہوئی اور مرداویج نے طبرستان پر قبضہ کرلیا۔ انھیں دنوں حسن بن قاسم داعی نے صوبہ رے کو نصر بن سامان کے قبضہ و تصرف سے نکال لیا تھا اس کا نامور سپہ سالار ماکان بھی اسکے ہمراہ رے میں موجود تھا۔ پس جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کرلیا اور حسن کو اس واقعہ کی خبر لگی آگ بگولہ ہوگیا اسی وقت لشکر مرتب کرکے معہ اپنے نامور سپہ سالار ماکان کے طبرستان پر چڑھ آیا لیکن شکست فاش کھاکے بھاگا اثناء گیرودار میں حسن تو مارا گیا باقی رہا ماکان وہ رے واپس آیا۔

اس فتحیابی کے بعد اسفار نے کل صوبہ طبرستان اور جرجان پر قبضہ کرلیا نصر بن احمد بن سامان والی خراسان کے نام کا خطبہ انکے جوامع میں پڑھے جانیکا حکم دیا خود ساریہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا اور آمد پر اپنی جانب سے ہارون بن بہرام کو مقرر کیا۔

مفتوحات جدیدہ کے انتظام سے فارغ ہوکے رے کی جانب دریا کی طرح بڑھا اور بات کی بات میں اسکو بھی ماکان کے قبضہ سے نکال لیا۔ ماکان بے سروسامان ہوکر جبال طبرستان کی طرف چلا گیا اور اسفار نے کمال اطمینان سے کل صوبہ رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کرلیا۔

ان پیہم فتوحات سے اسفار کی فوج عظمت و جلال میں بڑھ گئی۔ اس کے دماغ میں بھی خود مختاری اور بادشاہت کی ہوا سما گئی نصر بن احمد سامانی والی خراسان سے منحرف ہوگیا اس سے اور نیز خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے پر مستعد

تیاری ظاہر کی۔ خلیفہ مقتدر نے یہ خبر پا کے ہارون بن غریب الحال کو ایک لشکر کے ساتھ قزوین کی طرف بقصد جنگ اسفار روانہ کیا اسفار نے ہارون کو ہزیمت دیدی اور اسکے بہت سے ہمراہیوں کو مارڈالا بعدازاں نصر بن احمد بن سامان نے بخارا سے اسفار پر فوج کشی کی اسفار نے صلح کے پیام بھیجے۔ ادائے خراج کا وعدہ کیا ضمانت دی نصر نے اسفار کی درخواست منظور کر لی اور اسکو صوبہ رے کی حکومت پر مقرر کرکے بخارا کی جانب مراجعت کردی۔

اس واقعہ سے اسفار کی سطوت و جبروت اور بڑھ گئی فوج کی کثرت جاہ و جلال کی ترقی نے دماغ میں کبر و نخوت کا مادہ بھر دیا۔ اس کے سپہ سالاروں میں مرداویج ایک نامور سپہ سالار تھا اسفار نے اس کو سالار والی سیرم و طرم کے پاس روانہ کیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی تحریک کی۔ سالار اور مرداویج نے متفق ہو کے اسفار کی مخالفت اور اس سے سرکشی کرنے کی رائے قائم کرلی در پردہ اس رائے و مشورہ میں اسفار کے اور سپہ سالاران لشکر بھی شریک تھے ازانجملہ اسفار کا وزیر محمد بن مطرف جرجانی بھی تھا۔ اتفاق سے اسکی خبر اسفار تک پہنچ گئی اور لشکریوں نے بغاوت کردی۔ اسفار موقع پا کے بیہق بھاگ گیا اور مرداویج قزوین سے رے چلا آیا۔ ماکان بن کالی کو طبرستان سے بمقابلہ اسفار کے امداد و اعانت کی غرض سے بلایا چنانچہ ماکان نے اسفار کا قصد کیا اسفار بیہق سے رے کی جانب اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کی غرض سے بھاگا یہ اپنے اہل و عیال کو معہ مال و اسباب کے قلعہ موت میں ٹھہرا گیا تھا۔ کسی نے مرداویج کو اسکی خبر پہنچادی۔ چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کرکے کوچ کردیا اور اپنی روانگی سے پیشتر ایک سپہ سالار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے اسفار کو اثنائے راہ میں گرفتار کرلیا اور پابزنجیر

مرداویج کے پاس لاکے حاضر کردیا مرداویج نے اس کو قتل کرڈالا اور رے کیجانب مراجعت کردی بعدازاں قزوین چلا آیا استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا. اکثر بلاد کو مفتوح کرلیا ہمدان، دینور، قم، کاشان اور اصفہان میں اپنی حکومت وسلطنت کا سکہ چلادیا۔

بعد چندے اسکا دماغ بھی تکبر ونخوت کا خزانہ بن گیا. ظلم اور کج خلقی کا خوگیر ہوگیا اہل اصفہان کے ساتھ ظلم و تعدی کے برتاؤ شروع کردیئے۔ جلوس کے لئے ایک تخت طلائی تیار کرایا۔ طبرستان اور جرجان کی طمع دامنگیر ہوئی یہ دونوں بلاد ماکان کے قبضہ وتصرف میں تھے طبرستان کی بابت مرداویج اور ماکان سے منازعت ہوئی۔ ماکان مقابلہ نہ کرسکا مرداویج نے طبرستان پر قبضہ حاصل کرکے جرجان کا قصد کیا اور اس پر بھی قبضہ کرکے مظفر و منصور اصفہان کی جانب لوٹ آیا۔ ماکان دیلم چلا گیا ابوالفضل سے امداد و اعانت کی درخواست کی جو ان دنوں دیلم کو اپنے قبضہ میں کئے ہوئے تھا ابوالفضل نے ماکان کی حمایت پر کمر باندھ لی اور اسکے ساتھ ساتھ طبرستان آیا طبرستان میں مرداویج کی طرف سے بلقسم بن بانجین حکومت کررہا تھا بلقسم نے مجتمع کرکے مقابلہ کیا ابوالفضل اور ماکان کو ہزیمت ہوئی ابوالفضل تو بھاگ کر دیلم چلا آیا اور ماکان نیشاپور چلا گیا۔ پھر نیشاپور سے دامغان کی طرف روانہ ہوا بلقسم کو اسکی خبر لگ گئی۔ تعرض کیا۔ ماکان مجبوراً واپس چلا آیا۔

اس واقعہ سے مرداویج کی حکومت وسلطنت ترقی پذیر ہوگئی۔ رے اور جبل کے کل بلاد پر قابض و متصرف ہوگیا۔ دیلم بھی آہستہ آہستہ اسکے پاس آکے مجتمع ہوگئے جس سے اسکی فوج کی تعداد بھی بڑھ گئی۔ مصارف زیادہ ہوگئے جسقدر بلاد اس کے قبضہ وتصرف میں تھے ان کے محاصل اسکے کثرت مخارج کو پورا نہ کرسکے اس طرف اُس طرف ہاتھ پاؤں پھیلانے کی ضرورت ہوئی۔ ہمدان کی طرف ایک لشکر بسرافسری

اپنے ہمشیر زادہ کے روانہ کیا۔ ہمدان میں شاہی فوج رہتی تھی جسکا سردار محمد بن خلف تھا فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر دیلمی فوج کو ہزیمت ہوئی مرداویج کا بھانجہ مارا گیا۔ مرداویج کو اس سے سخت اشتعال ہوا لشکر مرتب کرکے رے سے ہمدان آپہنچا۔ باب اسد پر لڑائی ہوئی شاہی لشکر دو چار ہاتھ لڑکے بھاگ کھڑا ہوا۔ مرداویج نے ہمدان پر قبضہ حاصل کرکے قتل عام کا بازار گرم کردیا ایک عام خونریزی کے بعد بقیہ لوگوں کو امن دی۔ ان واقعات کی خبر دربار خلافت تک پہنچی خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الحال کو ایک لشکر کے ساتھ اس بغاوت کے فرو کرنے کو روانہ کیا مرداویج مقابلہ پر آیا۔ اطراف ہمدان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد مرداویج نے ہارون کو شکست فاش دے کے کل بلاد جبل اور ماورار ہمدان پر قبضہ کرلیا اور اپنے ایک سپہ سالار کو دینور کی جانب روانہ کیا پس اسنے بزور تیغ دینور کو بھی مفتوح کرلیا اور جوش کامیابی میں اسکا لشکر قتل و غارت اور قید کرتا ہوا حلوان تک چلا گیا۔

ہارون شکست کھاکے قرقیسیا پہنچا اور وہیں قیام کردیا دربار خلافت میں استمداد و استعانت کی غرض سے عرضی بھیجی لیشکری نامی ایک سپہ سالار نے اسفار کے سپہ سالاروں میں سے بعد اسفار کے خلیفہ مقتدر سے امن حاصل کرلی تھی اور ہارون کے ساتھ اس مہم میں آیا ہوا تھا قرقیسیا میں پہنچکے ہارون نے لیشکری کو مال و اسباب جنگ فراہم کرنے کو نہاوند کی جانب روانہ کیا۔ نہاوند پہنچتے پر لیشکری کی آنکھیں کھل گئیں اہل نہاوند کا تمول اور اس کی سرسبزی و شادابی دیکھ کے منہ میں پانی بھر آیا تین لاکھ دینار ایک ہفتہ میں اہل نہاوند سے وصول کرکے جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کرلیا اور ہارون سے علیحدہ ہوکے اصفہان چلا گیا اندنوں اصفہان میں احمد بن کیغلغ تھا احمد نے لیشکری کے مقابلہ پر صف آرائی

کی۔ گھما گھمی کی لڑائی ہوئی بالآخر احمد ہزیمت کھا کے اصفہان کے کسی دیہات کی طرف تیس سواروں کی جمعیت سے بھاگا۔ لشکری فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے اصفہان میں داخل ہوا۔ اور سوار ہوکے شہر پناہ کے اردگرد سواد شہر دیکھنے کو چکر لگانے لگا۔ اتفاق یہ کہ احمد پر نظر پڑ گئی معہ اپنے ہمراہیوں کے دوڑ پڑا دونوں میں لڑائی ہونے لگی احمد نے لشکری پر تلوار چلائی خُود پھاڑ کے دماغ میں تیر گئی چکر کھا کے گرا اور تڑپ کر دم توڑ دیا۔ احمد نے شہر اصفہان میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا۔ یہ واقعات اصفہان پر مرداویج کے قبضہ کرنیکے پیشتر کے ہیں۔

بعد اسکے مرداویج نے ایک دوسرا لشکر اصفہان کی طرف روانہ کیا پس اس لشکر نے اصفہان پر دوبارہ قبضہ کر کے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف عجلی کے مکانات اور باغات کو از سر نو درست کرایا بعد ازاں مرداویج چالیس پچاس ہزار کی جمعیت سے وارد اصفہان ہوا۔ ایک دستہ فوج اہواز پر اور دوسرا خوزستان پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ ان دونوں فوجوں نے پہنچتے ہی اہواز اور خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ بہت سامال اور خراج وصول کر کے مرداویج کے پاس بھیجا مرداویج نے اسکے حصہ کثیر کو اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر کے باقی کو داخل خزانہ کیا

مرداویج کو ان فتوحات حاصل کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ بغاوت اور سرکشی کوئی عمدہ فعل اور مستحسن نہیں ہے دربار خلافت سے ان کی سند حکومت حاصل کر لینی چاہئے تاکہ آئیندہ خطرات کا اندیشہ نہ رہے نظر برایں ایک درخواست دربار خلافت میں روانہ کی اور استدعا کی کہ مجھے ان بلاد کی اور نیز ہمدان اور کوفہ کی سند حکومت عطا فرمائی جائے دو لاکھ دینار سالانہ خراج ادا کیا کرونگا خلافت مآب نے درخواست منظور فرمائی۔ سند حکومت کے ساتھ جاگیر بھی عنایت کی یہ واقعہ ۳۱۹ھ کا ہے۔

سنہ ۳۲۱ھ میں مرداویح نے اپنے بھائی وشمگیر کو گیلان سے طلب کیا۔ بادیہ نشینوں کی طرح برہنہ پا اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے آیا چونکہ گیلان میں بادیہ نشینوں کے حالات اور طرز معاشرت کی کیفیت اپنے آنکھوں سے دیکھ آیا تھا اور خود بھی اس معاشرت کا پابند تھا مرداویح کے پاس پہنچکے عیش و عشرت اور امارت کو ابتدائً مکروہ سمجھتا رہا مگر بعد چندے امارت اور عیش و عشرت کی ہوا دماغ میں سماگئی۔ طرز معاشرت بدل دی امراء اور سلاطین کی طرح اوقات گزاری کرنے لگا۔ تھوڑے ہی دنوں میں ایک باتدبیر و منتظم امیر بنگیا۔

ابو عبداللہ بریدی کے حالات ابو عبداللہ بریدی کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ یہ پہلے اہواز کا عامل تھا۔

امیر بن ماکولا نے بریدی کو باء موحدہ اور راء مہملہ سے تحریر کیا ہے اور برید کی طرف اسکی نسبت کی ہے۔ اور ابن مسکویہ نے یاء مثناۃ تحتانیہ اور زاء سے لکھا ہے اس صورت میں یہ یزید بن عبداللہ بن منصور حمیری کی طرف منسوب ہوگا۔

جس وقت علی بن عیسٰی عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا اور اس نے انتظاماً عمّال کا ردّ و بدل، عزل و نصب شروع کیا اس وقت ابو عبداللہ اہواز کے مقبوضات خاصہ کا عامل تھا اور اسکا بھائی ابو یوسف بازار فائق پر مامور تھا تھوڑے دنوں کے بعد جب وزارت کی تبدیلی ہوئی اور ابو علی بن مقلہ کو قلمدان وزارت سپرد ہوا تو ابو عبداللہ نے بیس ہزار دینار نذر کئے اور کل صوبۂ اہواز کی گورنری کی استدعا کی۔ چنانچہ باستثناء سوس اور جندیسا پور کے کل صوبہ اہواز کی سند حکومت اس کو عطا کی گئی اور اس کا ایک بھائی ابو الحسن فراتیہ اور دوسرا بھائی ابو یوسف خاصہ اور اسافل پر مامور ہوا اس شرط سے کہ ابو یوسف صرف انتظامی امور کا مالک رہے گا اور مال کی ذمہ داری ابو ایوب سمسار کے متعلق ہوگی اور حسین بن مارونی کو ابو عبداللہ

کی نگرانی سپرد ہوئی۔ بعد اسکے وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ نے بعض عمال کی گرفتاری
اور اُن سے جرمانہ وصول کرنے کو تحریر کیا پس ابو عبداللہ عُمّال سے دس ہزار دینار
وصول کرکے دبا بیٹھا بعد چندے جب ابو علی بن مقلہ کے ادبار کا زمانہ آیا تو خلیفہ مقتدر
نے اپنے قلم خاص سے احمد بن نصر قسوری حاجب کو اولاد بریدی کے گرفتار کرنے کو
تحریر کیا اور یہ لکھا کہ جب تک ہمارا دستخطی فرمان تمھارے پاس نہ جائے انکو رہا نہ کرنا
احمد نے اس حکم کے مطابق بریدی کی اولاد کو گرفتار کرلیا۔ ابو عبداللہ کو اس کی خبر لگی
خلیفہ مقتدر کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کے احمد کے روبرو پیش کیا۔ احمد پر اس خط کی
قلعی کھل گئی سبھوں کو معہ ابو عبداللہ کے گرفتار کر کے بغداد بھیجدیا خلیفہ مقتدر نے اولاد
بریدی سے چار لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے۔

عہد خلافت مقتدر کے صوائف

سنہ ۲۹۶ھ میں مونس مظفر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بغداد سے رومیوں پر جہاد کرنے کو روانہ ہوا چنانچہ ملطیہ کی جانب سے
بلاد رومیہ پر حملہ کیا اس مہم میں ابو الاغر سلمی بھی مونس کے ہمراہ تھا بہت سا مال
غنیمت ہاتھ آیا رومیوں کے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کرلائے سنہ ۲۹۷ھ اور سنہ ۲۹۸ھ
میں خلیفہ مقتدر نے لشکر صائفہ کے ساتھ ابو القاسم بن سیما کو بلاد کفار پر جہاد
کرنے کی غرض سے روانہ کیا سنہ ۲۹۹ھ میں بسر گردہی لشکر صائفہ رستم والی بلاد
سرحدی نے طرسوس کی طرف سے جہاد کیا دمیانہ بھی اس کے ہمراہ تھا قلعہ ملیح
ارمنی پر رستم نے محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسکو فتح کرکے جلا دیا سنہ ۳۰۰ھ میں
اسکندروس بن لاون بادشاہ روم نے وفات پائی بجائے اسکے اس کا بیٹا
قسطنطین سریر حکومت پر متمکن ہوا اُس وقت اسکی عمر بارہ برس کی تھی۔ شروع
سنہ ۳۰۲ھ میں علی بن عیسٰے وزیر السلطنت ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے بشر خادم
والی طرسوس کی کمک کو بغرض شرکت جہاد صائفہ روانہ ہوا مگر اتفاقات کچھ ایسے

پیش آئے کہ موسم گرما منقضی ہوگیا اور جہاد کرنے کی نوبت نہ آئی آخر کار موسم سرما میں جس وقت کہ شدت کی سردی ہو رہی تھی اور برف پڑ رہا تھا بلاد کفار پر جہاد کیا اور بفضلہ تعالیٰ بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آئے آخر سنہ ۳۰۲ھ میں بشر خادم والی طرسوس نے بلاد رومیہ پر جہاد کیا چند شہروں کو لڑ کر مفتوح کیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا ایک سو پچاس بطریق اور تقریباً دو ہزار نفر عام عیسائیوں کو قید کر لایا سنہ ۳۰۳ھ میں رومیوں نے بلاد جزیرہ کی طرف پیش قدمی کی اور قلعہ منصورہ پہنچ کے محاصرہ پر ڈال دیا چونکہ قلعہ منصورہ کا لشکر مونس کے ساتھ حسین بن حمدان کے جنگ میں مصروف تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اس وجہ سے رومیوں نے قلعہ منصورہ کو خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا جو کچھ پایا لوٹ لیا جس کو وہاں دیکھا گرفتار کر لے گئے۔ اسی سنہ میں رومیوں نے دوبارہ طرسوس اور فرات کی طرف سے بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا چنانچہ طرسوسی مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی کل طرسوسی سوا لیہ معرکہ جنگ میں کام آگئے ملیح ارمنی نے بھی اسی سنہ میں مرعش کی جانب قدم بڑھایا اور اطراف مرعش کو اچھی طرح پائمال کیا اس سنہ میں مسلمانوں کا کوئی صائفہ جہاد کو نہیں گیا سنہ ۳۰۴ھ میں مونس مظفر لشکر صائفہ کے ساتھ بلاد رومیہ پر جہاد کرنے کو روانہ ہوا۔ موصل ہوکر گزرا۔ سبک مفلحی کو بازبدی اور قردی مصافات فرات پر عثمان عنزی کو شہر بلد اور سنجار پر اور وصیف بکتمری کو باقی بلاد ربیعہ پر مامور کر کے ملطیہ کی طرف سے جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور ابوالقاسم علی بن احمد بن بسطام کو طرسوس کی جانب سے جہاد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ مونس نے متعدد قلعات کو بزور تیغ فتح کر لیا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے دارالخلافت بغداد واپس آیا خلیفہ مقتدر نے بڑی عزت کی اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما

سنہ ۳۰۵ھ میں بادشاہ روم کے دو سفیر مصالحت اور باہم فدیہ دینے کی غرض سے دارالخلافت میں آئے وزیر السلطنت نے نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی ایوان وزارت میں دورویہ مسلح فوج کھڑی ہوئی تھی شیشہ و آلات سے سجایا گیا تھا رومی سفیر نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کے بادشاہ روم کا پیام پہنچایا اگلے دن دربار خلافت میں خلافت مآب کے روبرو پیش کئے گئے۔ اُس وقت دربار خلافت کا عجیب منظر تھا۔ ہزار ہا غلام زرین کمر صف بستہ قرینے سے کھڑے تھے۔ ارکین دولت، امراء سلطنت اور سرداران فوج اپنے اپنے مقام پر تھے دستہ فوج جان نثاران مسلح دورویہ کھڑا تھا۔ جسکے طرز و انداز سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے نزدیک جان لے لینا اور دیدینا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ دربار خلافت کے باہر محافظ فوج کا دستہ پہرہ دے رہا تھا۔ خلافت مآب نے والی روم کی درخواست منظور کر لی اور مونس خادم کو مصالحت اور فدیہ دینے کو روانہ کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جس شہر میں مونس کا داخلہ ہو تا وابسی اس شہر کا والی مونس سمجھا جاوے۔ فوج کے لئے جو مونس کے رکاب میں تھی رسد و غلہ کا ذخیرہ جابجا کافی مقدار پر فراہم کیا گیا بائیس لاکھ دینار مسلمان قیدیوں کے فدیہ دینے کو مونس کے ساتھ بھیجا۔ اسی سنہ میں صفوانی نے بلاد کفار پر جہاد کیا بہت سا مال غنیمت لے کے واپس آیا۔ ثمال خادم بھی اسی سنہ میں براہ دریائے روم جہاد کرنے کو گیا۔ اگلے سال پھر جنا صفوانی نے بلاد کفار پر حملہ کیا۔ بشر افشین نے بھی بلاد رومیہ پر فوجکشی کی متعدد قلعات مفتوح کرکے بیحد و بے شمار مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا سنہ ۳۰۷ھ میں ثمال خادم براہ دریا عبیداللہ مہدی والی افریقہ سے جنگ کرنے کو روانہ ہوا مہدی کے بیڑہ جنگی جہازات سے مڈبھیڑ ہوئی ثمال نے اس کو شکست فاش دیکے ایک جماعت کو ان میں سے گرفتار کر لیا از انجملہ مہدی کا ایک خادم تھا سنہ ۳۱۲ھ میں محمد بن نصر حاجب نے موصل سے بقصد جہاد قالیقلا پر فوج کشی کی اور اہل طرسوس نے ملطیہ کی طرف سے

قدم بڑھایا۔ مظفر و منصور مال غنیمت لے کے واپس آئے ۳۱۱ھ میں مونس مظفر نے بلادِ رومیہ پر براہ خشکی اور ثمال خادم نے براہ دریا جہاد کیا۔ مونس نے متعدد قلعات مفتوح کئے اور ثمال ایک ہزار قیدی، آٹھ ہزار گھوڑے اور اونٹ، ایک لاکھ بکریاں اور بے شمار سونا چاندی لے کے واپس آیا ۳۱۲ھ میں بادشاہ روم کا سفیر معہ تحائف اور ہدایا دربار خلافت میں حاضر ہوا ابو عمر بن عبد الباقی اس کے ہمراہ تھا مصالحت اور قیدیوں کی رہائی کی درخواست پیش کی۔ جس کو خلیفہ مقتدر نے منظور فرمالیا۔ مگر مصالحت کے بعد ہی رومیوں نے لشکر صائفہ کے ساتھ بد عہدی کی عساکر اسلامیہ نے بلادِ رومیہ میں داخل ہو کے خاطر خواہ تاخت و تاراج کیا اور مظفر و منصور واپس آئے ۳۱۴ھ میں رومیوں نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ کی طرف خروج کیا۔ رومیوں کے ساتھ اس معرکہ میں ملیح ارمنی بھی تھا۔ ملطیہ پر پہنچکے رومیوں نے محاصرہ ڈالا اہل ملطیہ شہر چھوڑ کے بغداد بھاگ آئے استمداد و استعانت کی درخواست کی مگر سماعت نہ ہوئی۔ اسی سنہ میں اہل طرسوس نے لشکر صائفہ کے ساتھ بلادِ رومیہ پر جہاد کیا اور مظفر و منصور مال غنیمت لے کے واپس آیا ۳۱۵ھ میں مسلمانوں کا ایک چھوٹا لشکر طرسوس سے بلادِ روم میں داخل ہوا۔ رومیوں کو خبر لگ گئی موقع پا کے حملہ کر دیا چار سو مسلمان سپاہی کام آگئے اسی سنہ میں دمستق ایک عظیم الشان رومی لشکر کے ساتھ شہر دبیل پر حملہ آور ہوا نصر سبکی اس شہر کا والی تھا ہفتوں محاصرہ کئے رہا۔ شب و روز منجنیقوں سے سنگ باری ہوتی رہی تاآنکہ شہر پناہ کی دیوار میں روزن ہو گیا۔ رومی لشکر یلغار کر کے گھس پڑا مسلمانوں نے متفقہ کوشش سے مدافعت کی اور اُن کے ایک گروہ کثیر کو قتل کر کے نکال باہر کیا۔ پھر اسی سنہ کے ماہ ذی قعدہ میں رومی لشکر نے یورش کی مسلمانوں نے مجتمع ہو کے مقابلہ کیا۔ رومیوں کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا تیس ہزار راس بکریاں غنیمت میں ہاتھ لگیں جنکو مسلمانوں نے ذبح کر کے کھالیا۔

قلعہ جعفری میں ایک شخص رؤسا اکراد سے ضحاک نامی رہتا تھا۔ جو اسی سال مرتد ہوگیا۔ والی روم سے ملنے گیا۔ والی روم عزت واحترام سے پیش آیا خلعت و انعام مرحمت کر کے قلعہ جعفری کی طرف واپس کر دیا مسلمانوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ واپسی جہاد کے بعد قلعہ جعفری پر حملہ کر دیا ضحاک کو مع اُن لوگوں کے جو اسکے ہمراہ تھے گرفتار کر لیا اور قتل کر ڈالا۔ ۳۱۱ھ میں دمستق نے رومی لشکر کے ساتھ پھر بلاد اسلامیہ کی طرف پیشقدمی کی خلاط پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا' اہل خلاط نے قتل و غارت ہونیکے خوف سے مصالحت کر لی دمستق نے شہر خلاط میں داخل ہو کے صلیب کو جامع مسجد پر نصب کیا اور دو چار روز قیام کر کے تدنیس کی طرف گیا اور اہل تدنیس کے ساتھ بھی اسی قسم کا برتاؤ کیا۔ اہل اردن ان واقعات ہوش رُبا سے مطلع ہو کے دارالخلافت بغداد بھاگ گئے دربار خلافت میں استغاثہ پیش کیا مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی۔ اسی سنہ میں سات سو رومی اور ارمنی عیسائی مزدوروں کے لباس میں ملطیہ میں داخل ہوئے ان لوگوں کو ملیح ارمنی نے روانہ کیا تھا اس غرض سے کہ بروقت اسکے محاصرہ کرنے کے یہ لوگ اندرون شہر سے اس کی مدد کریں گے اتفاق یہ کہ اہل ملطیہ کو اسکی خبر لگ گئی چن چن کر مار ڈالا۔ ۳۱۴ھ میں سرحدی بلاد جزریہ مثل ملطیہ آمد اور اردن والوں نے دربار خلافت میں عرضیاں بھیجیں۔ آلات حرب' مال وزر اور لشکر کی مدد کی درخواست کی اور بصورت درخواست نامنظور ہونے کے سرحدی بلاد کو رومیوں کے حوالہ کر دینے کی اجازت طلب کی خلیفہ مقتدر نے کچھ التفات نہ کی مجبور ہو کے ان لوگوں نے رومیوں سے مصالحت کر لی اور سرحدی بلاد کو امن و مصالحت سے رومیوں کے سپرد کر دیا۔ اسی سنہ میں مفلح ساجی جہاد کی غرض سے بلاد روم میں داخل ہوا دمستق مقابلہ پر آیا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد دمستق کو ہزیمت ہوئی۔ ۳۲۰ھ میں ثمال نے طرسوس سے بلاد رومیہ پر چڑھائی کی۔ رومی مقابلہ پر آئے گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر رومی شکست کھا کے بھاگے

تین سو رومی مارے گئے اور تین ہزار قید کرلئے گئے۔ سونا چاندی، اور بہت سامان و اسباب لے کے ماہ رجب سنہ مذکور میں طرسوس واپس آیا اور پھر لشکر صائفہ کے ساتھ بلاد روم میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا رفتہ رفتہ عموریہ پہنچا اہل عموریہ شہر چھوڑ کے بھاگ گئے لشکر اسلام نے شہر لوٹ لیا۔ مکانات جلا دیئے۔ اور قتل و غارت کرتا ہوا انقرہ پہنچا۔ جسکو اب انگوریہ کہتے ہیں بیحد مال غنیمت ہاتھ لگا مظفر و منصور، سالم و غانم واپس آیا ایک لاکھ چھتیس [۱۳۶] ہزار تک قیدیوں کی تعداد پہنچگئی تھی۔ اسی سنہ میں ابن دیرانی وغیرہ ارمینیوں نے جو اطراف آرمنیہ میں رہتے تھے۔ والی روم سے خط و کتابت کی اور بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ رومی اور ارمنی عیسائی متفقہ جمعیت سے بلاد اسلامیہ کی طرف بڑھے اطراف خلاط کو تاخت و تاراج کیا جو مقابلہ پر آیا مارا گیا جسکو پایا گرفتار کرلیا۔ مفلح (یوسف ابن ابی الساج کا غلام) یہ خبر پا کے آذربیجان سے ایک لشکر مرتب کرکے اس طوفان بے امتیازی کے روک تھام کو دوڑ پڑا اس لشکر میں فوج باقاعدہ اور والنٹیر بھی تھے۔ رومیوں کی گرمی دماغ فرو ہو گئی جس قدر اُنھوں نے بلاد اسلامیہ کو پامال کیا تھا اس سے زیادہ مفلح نے بلاد رومیہ کو تاخت و تاراج کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان لڑائیوں میں مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچگئی تھی بعد اس کے رومی لشکر نے سمیاط پر پہنچکے محاصرہ ڈالا، سعید بن حمدان کو اس کی خبر لگی لشکر مرتب کرکے اہل سمیاط کی کمک کو آ پہنچا۔ خلیفہ مقتدر نے اس کو موصل اور دیار ربیعہ پر اس شرط سے مامور کیا تھا کہ ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے نکال لے پس جس وقت کہ اہل سمیاط کا قاصد سعید کے پاس آیا اور اس نے لشکر مرتب کرکے سمیاط کی طرف کوچ کیا رومی لشکر یہ خبر پاکے ملطیہ چلا گیا۔ ملطیہ میں والی روم اور ملیح ارمنی والی سرحدی بلاد رومیہ کی فوجیں اور ابن قیس رہتا تھا (یہ خلیفہ مقتدر کا مصاحب تھا مگر

دار الخلافت بغداد سے روم بھاگ گیا تھا اور نصرانی ہو گیا تھا) مگر جب ان لوگوں کو سعید کی آمد کی اطلاع ہوئی اور اس امر کا انکو احساس ہو گیا کہ سعید ملطیہ بھی آیا چاہتا ہے ملطیہ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ سعید نے ملطیہ پہ پہنچکے قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے ایک امیر مقرر کر کے موصل واپس آیا۔

عہد خلافت مقتدر کے عمّال

ابتدائے عبد اللہ بن ابراہیم مسمعی اصفہان کا گورنر تھا۔ شروع زمانہ خلافت خلیفہ مقتدر میں اس نے دس ہزار اکراد کو مجتمع کر کے علم بغاوت بلند کیا خلیفہ مقتدر نے بدر حمامی والی اصفہان کو عبد اللہ کی سرکوبی کا حکم دیا۔ چنانچہ پانچ ہزار فوج سے بدر حمامی نے عبد اللہ پر چڑھائی کی اور قبل حملہ کرنے کے یہ پیام بھیجا کہ بغاوت کا انجام تمھارے حق میں مضر ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اب بھی امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو۔ عبد اللہ نے گردن اطاعت جھکا دی خود کردہ پر پشیماں ہوا معذرت کی۔ بدر حمامی نے اسکو اپنے صوبہ پر مامور کر کے بغداد کا راستہ لیا صوبہ یمن پر مظفر بن حاج مامور تھا اس نے سنہ ۲۹۵ھ میں اُن بلاد کو جن پر حرثی خارجی نے یمن میں قبضہ کر لیا تھا بزور تیغ مفتوح کیا اور اس کے ہمراہیوں میں سے حکیمی نامی ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔ موصل کا گورنر ابو الہیجا بن حمدان تھا اس کے بھائی حسین بن حمدان نے سنہ ۲۹۴ھ میں بادیہ نشینان عرب قبیلہ کلب او طے پر فوج کشی کی اور ان کو راہ راست پر لا کے اُن اکراد پر سنہ ۲۹۵ھ میں حملہ کیا جو اطراف موصل پر قابض و متصرف ہو گئے تھے پس حسین نے کردوں کو خاطر خواہ گوشمالی دی اکراد بھاگ کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے سنہ ۲۹۴ھ میں حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ وصیف بن سوار تکین مناسک حج ادا کرنے کو گیا۔ قبیلہ طے کے بادیہ نشینوں نے حملہ کیا۔ وصیف نے انکو نیچا دکھا کے اپنا راستہ لیا بعد ازاں تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد حسن بن موسیٰ نے قافلہ پر حملہ کیا۔ اہل قافلہ کو اس معرکہ میں سخت مصیبتیں جھیلنی پڑیں بہ ہزار خرابی

دوقت باقی ماندہ مکہ معظمہ پہنچے۔ صوبہ فارس کی حکومت پر ۲۹۶ھ میں سبکری (عمرو بن لیث کا غلام) تھا اس نے بلا اجازت خلافت مآب صوبہ فارس پر قبضہ کرلیا تھا ۲۹۷ھ میں ثغور شامیہ کی زمام حکومت احمد بن کیغلغ کے ہاتھ میں تھی۔ اسی سنہ میں لیث نے فارس کو سبکری کے قبضہ سے نکال لیا بعدہ مونس آیا اور اس نے لیث کو زیر کر کے قید کرلیا۔ سبکری بدستور اپنے صوبہ پر قابض و متصرف ہوا جیسا کہ اُسکے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ۲۹۶ھ میں نارس غلام موسیٰ بن سامان دربار خلافت میں حاضر ہوا خلافت مآب نے دیار ربیعہ کی حکومت عنایت فرمائی جیسا کہ اسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اِسی سنہ میں حسین بن حمدان نے دار الخلافت میں حاضر ہو کے خلافت مآب کی اطاعت قبول کرلی۔ قم اور قاشان کی حکومت مرحمت ہوئی رخصت ہو کے قم اور قاشان پہنچا عباس بن عمر غنوی اِس کے پہنچتے ہی واپس ہوا ۲۹۷ھ میں نوشری والی مصر نے وفات پائی۔ خلیفہ مقتدر نے بجائے اس کے تکین خادم کو مقرر فرمایا۔ ۲۹۸ھ میں فلیح خادم افشین اور محمد بن جعفر فاریابی کا ایک ہی دن انتقال ہوا فلیح فارس کا گورنر تھا خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کو مامور فرمایا اور صوبۂ کرمان کو اسکے صوبہ سے ملحق کردیا اسی سنہ میں مادر موسیٰ ہاشمیہ محلسرا سے خلافت کی قہرمانہ مقرر ہوئی خلیفہ مقتدر اور اُسکی ماں کا نامہ و پیام وزراء کے پاس اور وزراء کی درخواستیں اور رپورٹیں خلیفہ مقتدر اور اس کی ماں کے خدمت میں لیجایا کرتی ۲۹۹ھ میں محمد بن اسحاق ابن کنداج بصرہ کا والی تھا قرامطہ پر فوجکشی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر قرامطہ کو ہزیمت ہوئی ۳۰۰ھ میں عبداللہ مسمعی حکومت فارس و کرمان سے معزول کردیا گیا بدر حمامی والی اصفہان اصفہان سے حکومت فارس و کرمان پر بھیجا گیا اور اصفہان میں بجائے بدر کے علی بن وہشودان مقرر کیا گیا۔ اسی سنہ میں بشر افشینی کو طرسوس کی، ابو العباس بن مقتدر کو مصر و مغرب کی اور معین طولونی

کو موصل کی حکومت مرحمت ہوئی چونکہ ابوالعباس اسوقت چار برس کا تھا اسوجہ سے اسکی طرف سے مونس مظفر مصر و مغرب کا والی مقرر کیا گیا بعین طولونی بعد چندے معزول کیا گیا اور بجائے اسکے نحریر صغیر مقرر ہوا اُسی سنہ میں ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا مونس مظفر اس کی سرکوبی کو بھیجا گیا۔ ابوالہیجاء نے یہ خبر پاکے امن کی درخواست کی یونس نے امن دیدی۔ بعدازاں ۳۰۲ھ میں ابوالہیجا کو موصل کی سند حکومت مرحمت ہوئی۔ اُسوقت یہ بغداد میں تھا اس نے اپنی طرف سے موصل میں اپنے ایک نائب کو بھیجدیا ۳۰۳ھ میں پھر حسین بن حمدان نے علم بغاوت بلند کیا مونس مظفر اس بغاوت کے دور کرنے کو روانہ ہوا اور اُس کو گرفتار کرکے بغداد لے آیا جیل میں ڈالدیا اسی سنہ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء اور اُسکے بھائیوں کو گرفتار کرکے قید کردیا حسین بن محمد بن حینونہ بعد انتقال اپنے باپ کے اسی سنہ میں محکمۂ مال اور املاک سرکاری دیار ربیعہ کا والی مقرر ہوا ۳۰۴ھ میں علی بن وہشودان اصفہان کا کمانڈر انچیف بوجہ منافرت جو مابین اسکے اور احمد بن شاہ افسر اعلےٰ محکمۂ مال پیدا ہو گئی تھی معزول اور بجائے اس کے احمد بن مسرور بلخی مقرر کیا گیا۔ علی بعد معزولی اطراف جبل میں جاکے مقیم ہوا بعدازاں یوسف بن ابی الساج نے اصفہان وغیرہ کو دبالیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ۳۰۷ھ میں مونس نے اصفہان کا رُخ کیا۔ یوسف اور مونس سے لڑائیاں ہوئیں۔ آخرالامر مونس نے یوسف کو ہزیمت دیکے گرفتار کرلیا اسی سنہ میں اصفہان، قم، قاشان اور ساوہ پر احمد بن علی بن صعلوک مقرر کیا گیا۔ رے، دنباوند، قزوین، ابہر اور زنجان کی حکومت علی بن وہشودان کو عنایت ہوئی علی بن وہشودان کو جبل سے طلب کرکے صوبجات مذکورہ سند حکومت کی دیگئی تھی۔ اس کا چچازاد بھائی احمد بن مسافر والی کرخ ایک روز موقع پاکے علی پر حملہ آور ہوا اور ایک ہی وار سے اسکا کام تمام کردیا۔ دربار خلافت سے بجائے اسکے محمد جنگ پر وصیف بکتمری اور

محکمۂ مال پر محمد بن سلیمان مقرر کیا گیا۔ احمد بن صعلوک یہ خبر پا کے رے کیطرف بڑھا۔ محمد اور وصیف مجتمع ہو کے مقابلہ پر آئے محمد تو اثنائے جنگ میں مارا گیا باقی رہا وصیف وہ بھاگ نکلا۔ احمد نے دربار خلافت سے خط وکتابت کر کے ایک مقدار مقررہ خراج پر ان بلاد کی سند حکومت حاصل کر لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا صوبہ سجستان کو بلا حصول سند حکومت کثیر بن احمد دبائے ہوئے تھا۔ بدر حمامی والی فارس نے اس پر فوج کشی کی۔ کثیر نے ڈر کے مصالحت کر لی۔ علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ بدر نے خوش ہو کے کثیر کو صوبہ سجستان کی سند حکومت دربار خلافت سے دلوا دی۔ صوبۂ کرمان پر سنہ ۳۰۶ھ میں ابو زید خالد بن محمد مادرانی تھا مگر نہیں معلوم کس وجہ سے باغی ہو کے شیراز چلا گیا۔ بدر حمامی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی بالآخر ابو زید مارا گیا اسی سنہ میں مونس مظفر نے جس وقت لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کو جا رہا تھا موصل پہنچکے سبک مفلحی کو بازبدی، قردی پر اور عثمان عنزی کو شہر بلد، سنجار اور باکری پر مامور کیا بجائے عثمان کے جو ملک مصر کے محکمۂ جنگ کا افسر اعلےٰ تھا۔ وصیف بکتمری کو متعین کیا مگر یہ مہتم بالشان عہدہ کے ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا۔ معزول کر دیا گیا بجائے اس کے جنا صعفوانی کو یہ عہدہ عنایت ہوا اس سنہ میں بصرہ کی گورنری پر حسن بن خلیل تھا دو برس پیشتر سے اس عہدہ پر یہ مامور تھا۔ اتفاق وقت سے مابین عوام الناس قبائل مضر و ربیعہ فتنہ و فساد برپا ہو گیا جو ایک مدت دراز تک قائم رہا ایک گروہ کثیر اس کے نذر ہو گیا حسن مجبور ہو کے بصرہ سے واسط چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے اسکو معزول کر کے ابو یوسف ہاشم بن محمد بن خزاعی کو مامور کیا مگر ایک ہی سال بعد اس کو بھی معزول کر دیا اور بجائے سبک مفلحی کو شفیع مقتدری کی جانب سے بطور نائب کے مامور فرمایا سنہ ۳۰۶ھ میں نزار افسر پولیس بغداد سے معزول

وصول کرلئے۔ باقی رہے ابن فرات کے اور لڑکے مونس نے اسکے دونوں لڑکوں عبداللہ اور ابونصر کی سفارش کی قید سے رہا کردئے گئے بیس ہزار دینار بطور انعام مرحمت ہوئے۔

اِن واقعات کے بعد ۳۱۳ھ میں ابوالقاسم بوجہ طویل علالت معزول[1] کیا گیا کیونکہ لشکریوں کو تنخواہیں اسکی علالت کی وجہ سے رک گئیں تھیں وظیفہ داروں کو وظائف نہیں دیئے گئے تھے لشکریوں نے مجتمع ہوکے شوروغل مچایا خلافت مآب کو اطلاع ہوئی فوراً معزولی کا حکم دے دیا اور بجائے اسکے ابوالعباس خصیبی کو عہدۂ وزارت عنایت کیا۔

ابوالعباس خلیفہ مقتدر کی ماں کا سکرٹیری تھا خلعت وزارت پانے کے بعد ایوان وزارت میں گیا۔ چارج لیا اور علی بن عیسیٰ کو صوبجات مصر و شام پر بدستور بحال رکھا۔ چنانچہ علی بن عیسیٰ اکثر اوقات ابوالعباس سے ملنے آتا۔ بعد چندے ابوالعباس کے انتظام میں اضطراب پیدا ہوا۔ آمدنی بھی کم ہوگئی شب و روز شراب نوشی میں مشغول رہتا۔ امور سلطنت کی طرف کسی وقت توجہ نہ کرتا۔ صدور حکم کی غرض سے عمال کی جو رپورٹیں یا درخواستیں آتی تھیں مہینوں پڑی رہتی۔ ایک شخص کو اپنی طرف سے بقایم مقامی اپنے مقرر کررکھا تھا سیاہ و سفید جو چاہتا تھا وہ کرگذرتا تھا جس سے مصالح ملکی فوت اور انتظامی امور درہم و برہم ہوگئے مونس نے عواقب امور پر نظر کرکے خلیفہ مقتدر کو اسکی معزولی اور عہدۂ وزارت پر علی بن عیسیٰ کی تقرری کی رائے دی چنانچہ خلیفہ مقتدر نے ابوالعباس کو اسکی وزارت کی ایک برس دو مہینے بعد معزول کردیا علی بن عیسیٰ کو عہدۂ وزارت کا دینے کی غرض سے دمشق سے طلب کیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ جب تک علی بن عیسیٰ دارالخلافت میں حاضر نہ ہو اسوقت تک

---

[1] ماہ رمضان ۳۱۳ھ کا یہ واقعہ ہے تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۸۔

بقایم مقامی اسکے ابوالقاسم عبداللہ بن محمد کلوازی وزارت کا کام انجام دیتا رہے
اوایل ۳۱۵ھ میں علی بن عیسیٰ دارالخلافت میں داخل ہوا مستقل طور سے وزارت
کا کام اپنے ہاتھ میں لیا انتظامی امور میں جو خلل واقع ہوگئے تھے رفتہ رفتہ سب درست
ہو چلے۔ عمّال اور گورنران صوبہ جات کی رپورٹوں اور درخواستوں پر مناسب حکم صادر
ہونے لگا۔ سواد، اہواز، فارس، اور مغرب کے بقایا محاصل یکے بعد دیگرے وصول
ہو ہو کے خزانہ عامرہ میں داخل ہونے لگے لشکریوں کی تنخواہیں اور وظیفہ داروں
کے وظائف دیدئے۔ گویوں، قصہ گویوں، درباری مسخروں۔ اور خوشامدی مصاحبوں
کی موقوفی کا حکم دیدیا اور ان لوگوں کی تنخواہیں بند کردیں۔ فوج نظام سے بڈھوں اور
چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو جو آلات حرب نہیں اٹھا سکتے تھے چھانٹ دیا۔ بذات خاص
ہر کاغذ کو دیکھتا اور اس پر حکم مناسب صادر کرتا تھا۔ کفایت شعاری اور ہوشیاری
سے ہر کام پر نظر ڈالتا۔ غرض تھوڑے دنوں میں انتظامی امور ایسے درست ہوگئے
کہ گویا ان میں اضطراب پیدا نہیں ہوا تھا۔ بعد اسکے علی بن عیسےٰ نے ابوالعباس خصیبی
کو خلافت مآب کے حکم سے دربار خلافت میں طلب کیا فقہاء قضاۃ، اراکین سلطنت
اور کتاب جمع کئے گئے۔ مقدمہ پیش ہوا استفسار کیا گیا۔ "ممالک محروسہ اور صوبجات
مقبوضہ سے کس قدر خراج وصول ہو کر داخل خزانہ عامرہ ہوا؟ جرمانہ سے کس قدر
مال وصول کیا گیا؟ اب کس قدر باقی ہے؟" ابوالعباس نے سرنیچا کر کے جواب
دیا "میں کچھ نہیں جانتا" پھر سوال کیا گیا۔ "تم نے ابن ابی الساج کو بلا ضرورت
اسقدر مال کیوں دیدیا اور کیا سمجھ کے تم نے اس کو صوبجات مشرقیہ کی حکومت دی
کیا تمھارا یہ گمان تھا کہ ابن ابی الساج اور اسکے ہمراہی جو محض جنگلی غیر تربیت یافتہ
ہیں ایسے صوبجات کا انتظام کرلینگے" جواب دیا "ہاں میرا یہی گمان تھا" اسقدر
عرض کرکے خاموش ہوگیا۔ ابن ابی الساج کو بلا ضرورت مال کثیر دیدینے کا

کچھ جواب نہ دیا۔ پھر یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ امر کیونکر جائز رکھا کہ مسلمان کی عورتیں بلا اجازت شرع دوسرے کے قبضہ میں دیدی جائیں" اس اعتراض کا بھی جواب کچھ بن نہ پڑا۔ سکوت کے عالم میں کھڑا رہا۔ پھر اسکے محاصل[1] اور مخارج کا سوال کیا گیا صاف صاف کچھ جواب نہ دے سکا تب کہا گیا "تم نے امیر المومنین کو بھول بھلیاں میں پھنسا رکھا تھا اور آج یہ عذر کرتے ہو کہ میں کچھ نہیں جانتا" ابو العباس نے اسکا بھی کچھ جواب نہ دیا خلیفہ مقتدر نے جیل کی طرف واپس کر دیا اور علی بن عیسیٰ اطمینان و استقلال کے ساتھ وزارت کرنے لگا ایک مدت کے بعد علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت کے نظامی امور میں اضطراب واختلال پیدا ہوا کچھ عمال نے اختلافات پیدا کئے کسی قدر خراج کے وصول ہونے میں کمی آئی۔ کچھ مصارف کی زیادتی ہوئی۔ خلیفہ مقتدر نے خدام اور حرم سرائے خلافت کا خرچ بیحد بڑھا دیا اس اثناء میں انبار سے لشکر آگیا دو لاکھ چالیس ہزار دینار کا خرچ یہ بڑھ گیا۔ اِن سب کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ نظامی امور میں اضطراب اور خلل پیدا ہو۔ علی بن عیسیٰ نے اس امر کا احساس کرکے اور اس سے مایوس ہو کے کہ یہ مصارف نہ تو کم ہونگے اور نہ اس بار کا تحمل خزانہ عامرہ کر سکتا ہے علاوہ بریں مجھ سے اور نصر حاجب سے بوجہ مراسم مونس خادم ناصافی اور شکر رنجی ہے عہدۂ وزارت سے استعفا داخل کیا اور حد سے زیادہ اس کے منظوری کی کوشش کی مگر مونس خادم نے سمجھا بجھا کے علیحدہ نہ ہونے دیا وزیر السلطنت نے کہا "بھائی تم تو رقہ چلے جاؤ گے مجھے یہاں تمھارے بعد جان کے لالے پڑ جائینگے" چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا مونس کے چلے جانے کے بعد خلیفہ مقتدر نے نصر سے وزیر مقرر کرنے کی بابت رائے طلب کی نصر نے ابو علی بن مقلہ کی طرف اشارہ کیا۔ خلیفہ

[1] محاصل بمعنی آمدنی۔ مخارج بمعنی خرچ ۔ مترجم ۔

مقتدر نے اس وقت ۳۱۶ھ میں علی بن عیسیٰ اور اسکے بھائی عبد الرحمٰن کو گرفتار کرا کے قلمدان وزارت ابو علی کے سپرد کیا۔ چونکہ مابین ابو علی اور عبد اللہ بریدی کے دوستانہ تعلقات تھے عبد اللہ نے اس معاملہ میں خوب کوشش کی۔

ابو علی دو برس چار مہینے تک وزارت کرتا رہا کسی قسم کا خطرہ پیش نہ آیا بعد اس کے خلیفہ مقتدر نے جبکہ مونس خادم سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہوگئی تھی۔ اس الزام میں کہ ابو علی وزیر السلطنت کا مونس سے میل جول ہے معزول کر دیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے۔ اتفاق وقت سے مونس کسی ضرورت سے باہر چلا گیا۔ خلیفہ مقتدر نے موقع پا کے ابو علی کو گرفتار کر لیا۔ جب مونس واپس آیا تو ابو علی کو عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کی تحریک کی۔ خلیفہ مقتدر نے منظور نہ فرمایا بلکہ اس کے قتل پر آمادہ ہوگیا مگر مونس کے منع کرنے سے باز رہا۔ البتہ دو لاکھ دینار کا ابو علی سے مطالبہ کیا گیا۔

بعد ابو علی کے قلمدان وزارت سلیمان بن حسن کو سپرد کیا گیا اور علی بن عیسیٰ کو حکم دیا گیا کہ اس کے ساتھ ساتھ انتظامی امور کو دیکھتا بھالتا رہے سلیمان ایک برس دو ماہ تک عہدۂ وزارت پر رہا اور علی بن عیسیٰ اس کے ساتھ ساتھ ہر کام کو دیکھتا اور رائے دیتا رہا بعد اسکے آمدنی کم مصارف زیادہ ہونے کی وجہ سے مطالبات کی کثرت ہوئی۔ ہر کام میں دقت ہونے لگی سلطانی وظائف بھی موقوف ہوگئے طرّہ اس پر یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ نے سواد کے محکمہ مال کو تن تنہا اپنے قبضہ میں کر لیا جس سے وزیر السلطنت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اسکی طرف سے ایسے ایسے آدمی وصول تحصیل پر مامور کئے جاتے تھے جنکو وصول و تحصیل کا مطلق مادہ نہ تھا مجبور ہو کے نصف محاصل پر اس حق کو فروخت کر ڈالتے۔ عمال فقہاء اور حقداروں کے حقوق ادا کرنے اور اُن کے وظائف

دینے میں کوتاہی کرتے۔ انھیں سے کسی ایک کو مفلح خادم سے نیازمندی ہوگئی تھی اس لئے مفلح کے ذریعہ سے خلیفہ کے کان تک ان واقعات کی خبر پہنچادی مفلح نے اشارہ کردیا کہ تم لوگ اپنے حقوق کے حاصل کرنے میں سختی سے کام لو خلافت مآب کا یہ منشاء ہے کہ حق حقدار کو پہنچ جائے کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ عوام الناس کا یہ سنا تھا کہ بھڑ اٹھے انتظامی امور میں سخت بدنظمی واقع ہوئی ہر چہار طرف ایک ہنگامہ سا برپا ہوگیا خواص اور عوام اپنے حقوق کو طلب کرنے لگے۔ امیدواران وزارت اس عہدۂ جلیلہ کے حاصل کرنے میں ریشہ دوانی کرنے لگے کوئی وظائف اور تنخواہ اور کل مصارف کی ذمہ داری کرتا ہے اور کوئی حاشیہ نشینان خلافت کو سنہلی روپہلی صورتیں دکھلا کے وزارت حاصل کیا چاہتا ہے۔ غرض امیدواران وزارت کی بھرمار تھی۔ درخواست پر درخواست چلی آتی تھی۔ مونس نے ابوالقاسم کلواذی کو وزیر مقرر کرنے کی رائے دی اسی رائے کے مطابق خلیفہ مقتدر نے ماہ رجب ۳۱۹ھ میں ابوالقاسم کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا۔ صرف دو مہینے اس کی وزارت رہی۔

دارالخلافت بغداد میں ایک شخص دانیال نام رہتا تھا۔ بڑا چالاک، چلتا پرزہ، جعل ساز، اور حیلہ باز تھا کاغذ کو دواؤں کے ذریعہ سے پرانا کرڈالتا اور اس پر بخط قدیم کچھ اشارات اپنے ہاتھ سے تحریر کرتا جس میں ارباب دولت اور اراکین سلطنت کے نام اشارہ وکنایہ میں لکھے ہوتے انھیں خطوط ونقوش کے اشارہ سے ان لوگوں کی حکومت، رتبہ اور تصرفات کا حال بتلاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ یہ علم غیب کا ایک حصہ ہے، زمانہ قدیم کے اختراعات سے ہے، دانیال پیغمبر کے ماثورات سے ہے اور مجھ کو اپنے آباء واجداد سے بوسیلہ ملاحم متوارثہ ملا ہے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک کاغذ پر م م م لکھ کے یہ حکم

لگا یا کہ ایسا ایسا ہوگا اور اس کاغذ کو مفلح کے حوالہ کیا مفلح نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ جواب دیا اس سے تم مقصود ہو کیونکہ تمہارا نام مفلح ہے خلیفہ مقتدر کے مولیٰ ہو" اِس قدر سمجھا کے اور علامات کو جو اس کاغذ پر لکھی ہوئیں تھیں مناسبت کے ساتھ سمجھایا۔ مفلح ان کو سُنکے خوش اور معتقد ہو گیا حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب کی بھی آمد و رفت دانیالی کے پاس تھی اس کے نام کو بھی کنایتہً ایک ورق کاغذ پر تحریر کیا اور بعض بعض علامات کو جو اسکے حسب حالات تھیں ذکر کرکے یہ حکم لگایا کہ خاندان عباسیہ کا اظہار ہوا ں تاجدار اس کو اپنا وزیر بنائیگا بدنظمیاں اس کے ذریعہ سے دفع ہو نگی انتظام مملکت انجام پذیر ہو گا دشمن خوار و ذلیل ہو نگے اور دُنیا آباد ہو گی۔ علاوہ اس کے اِس ورق میں بعض ایسے امور تحریر کئے جو گزر چکے تھے اور بعض بعض ایسے لکھے جو ہنوز وقوع پذیر نہوے تھے ایک روز دانیالی نے اس کو مفلح کے روبرو پڑھا مفلح کو سخت تعجب ہوا۔ اس ورق کو دانیالی سے لے لیا اور خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کے پیش کیا دیکھنے اور سُننے والوں نے تعجب اور حیرت کی نگاہوں سے دیکھا خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا تم بتلا سکتے ہو کہ اس صفت کا جو اس کاغذ میں مذکور ہے کون شخص ہے؟" عرض کی "حسین بن قاسم کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا" ارشاد ہوا" سچ کہتے ہو۔ میرا میلان اس کی طرف ایک مدت سے تھا۔

خلیفہ مقتدر نے ابن مقلہ اور کلواذی کی وزارت سے پیشتر حسین کی تقرری کا ارادہ کیا تھا لیکن مونس نے مخالفت کی تھی جس سے حسین کو وزارت کا عہدہ ہنوز نہیں دیا گیا تھا۔

پھر خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کے فرمایا" دیکھو اگر تمہارے

پاس کوئی تحریر حسین کی وزارت کے معاملہ میں آئے تو میرے حضور میں پیش کرنا“
اِن واقعات سے مفلح کا اعتقاد راسخ ہوگیا۔ موقع پا کے دانیالی سے استفسار کیا
”آپ کو یہ کتابیں کہاں سے ہاتھ آئیں“ جواب دیا ”مجھے اپنے آبا و اجداد سے وراثت
میں ملی ہیں اور یہ کتابیں دانیال پیغمبر کے ملاحم سے ہیں“ مفلح نے اس کی خبر
خلیفہ مقتدر تک پہنچائی رفتہ رفتہ حسین کو بھی اس کی خبر لگ گئی۔ ایک خط مفلح
کے پاس عہدۂ وزارت کی سفارش کرنے کو لکھ بھیجا مفلح نے خلیفہ مقتدر کے حضور
میں پیش کر دیا خلیفہ مقتدر نے حکم دیا چونکہ مونس اسکی وزارت کا پہلے سے مخالف
تھا لہذا ابتداً اس کی اصلاح کرنی چاہیئے حسن اتفاق سے انھیں دنوں کلواذی
وزیر السلطنت نے ایک بجٹ پیش کی جس میں آمدنی سے خرچ زاید جسکی تعداد سات
لاکھ تھی زیادہ دکھلایا اہل دیوان نے اسکے مخالف رپورٹیں دیں کلواذی نے
بجٹ اور اہل دیوان کی رپورٹوں کو دربار خلافت میں پیش کرکے گذارش کی
”امیر المومنین اسکا انتظام کسی صورت سے نہیں ہو سکتا بجز اسکے کہ خلافت مآب
اپنے مصارف کو کم کریں“ خلیفہ مقتدر کو یہ ناگوار گذرا حکم صادر فرمایا کہ حسین بن
قاسم کل مصارف کی ذمہ داری کرے علاوہ اسکے ایک لاکھ دینار بیت المال
بمد توفیر داخل کرتا رہے حسین نے اس کو منظور کر لیا خلیفہ مقتدر نے اس کی
درخواست کو جس میں اِن شرائط کو اس نے تسلیم کیا تھا کلواذی کو دکھلایا کلواذی
دیکھ کے متحیر ہو گیا کچھ جواب بن نہ آیا۔ خلیفہ مقتدر نے اسی وقت اِس کی معزولی
کا حکم دیا (دو ماہ اس نے وزارت کی) اور حسین بن قاسم کو قلمدان وزارت سپرد
فرمایا اس شرط کے ساتھ کہ صرف حسین بن قاسم عہدۂ وزارت کے کام کو انجام
دے علی بن عیسیٰ کو کسی طرح اپنے کاموں میں دخیل او شریک نہ ہونے دے اور
جہاں تک جلد ممکن ہو دار الخلافت سے اُس کو نکال کے صافیہ کی جانب بھیجدے۔

حسین نے عہدہ وزارت کے چارج لینے کے بعد بنو بریدی اور بنو قرابہ کو اپنے اسٹاف میں داخل کرلیا۔ بعد چندے قلت آمدنی اور کثرت مصارف کا احساس ہوا ہر کام میں دقت اور تنگی ہونے لگی مجبوراً پیشگی خراج وصول کرکے گزشتہ اور سال حال کے مصارف میں صرف کرنے لگا۔ ہارون بن غریب الخال کو اسکی خبر لگ گئی۔ ہارون نے خلیفہ مقتدر تک یہ خبر پہنچا دی خلیفہ مقتدر نے خصیبی کو وزیرالسلطنت کے حساب جانچنے پر متعین کیا خصیبی نے دیکھ بھال کے وزیرالسلطنت کے خلاف رپورٹ دی خلیفہ مقتدر نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۰ھ میں جبکہ حسین کی وزارت کو سات مہینے گزر چکے تھے معزولی اور گرفتاری کا حکم دیا قلمدان وزارت ابوالفتح فضل بن جعفر کو سپرد فرمایا اور حسین کو بھی جدید وزیرالسلطنت کے حوالہ کردیا مگر جدید وزیر نے حسین کے ساتھ کسی قسم کا ظالمانہ برتاؤ نہ برتا اس زمانہ سے برابر یہی عہدہ وزارت پر رہا۔

قرامطہ بصرہ و کوفہ کے حالات

قرامطہ کا ایک گروہ بحرین میں جاکے قیام پذیر ہوگیا تھا ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید جنابی ان کا سردار تھا۔ ابوطاہر کو اسکی سرداری بذریعہ وراثت اسکے باپ سے ملی تھی اور اس صوبہ کو ان لوگوں نے دولت عباسیہ سے بالکل جدا اور علیحدہ کرلیا تھا جیسا کہ آئندہ جہاں پر ہم انکے حالات علیحدہ مستقل طور سے تحریر کرینگے بیان کرینگے۔

ابوطاہر نے ۳۱۱ھ میں بصرہ کا قصد کیا ان دنوں بصرہ میں سبک مفلحی امارت کے عہدہ پر تھا۔ ابوطاہر نے ایک ہزار سات سو فوج سے رات کے وقت بصرہ پر دھاوا کیا شہر پناہ کی دیواروں پر سیڑھیاں لگاکے چڑھ گیا۔ اور محافظین کو تہ تیغ کرکے شہر میں گھس پڑا۔ دروازے کھول دیئے قتل عام

دونوں قیام پذیر رہے اہل واسط نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ یہ روپوشی کب تک تم لوگوں کی جان بچائیگی آخر ایک نہ ایک روز پردہ فاش ہو جائیگا اس وقت تمہاری جان کے لالے پڑ جائینگے۔ بہتر یہ ہے کہ تم لوگ خلیفہ قاہر سے امن حاصل کرکے روپوشی کے پردہ کو اٹھا دو۔ ان میں سے سب کے پہلے ہارون نے اس کی ابتدا کی ایک درخواست اس مضمون کی لکھ کے دارالخلافت بغداد بھیجی " مجھے امن دیجائے اور مال و اسباب جو ضبط کرلیا گیا ہے مجھے دیدیا جائے میں تین لاکھ دینار زرمطالبہ ادا کرنے کو تیار ہوں"۔ خلیفہ قاہر اور مونس نے درخواست منظور کرلی اماں نامہ لکھ بھیجا اور ساتھ ہی اسکے صوبجات کوفہ، ماسبذان اور مہرجانقذق کی حکومت مرحمت فرمائی۔ ہارون نے امان نامہ اور سند حکومت پانے کے بعد بغداد کا راستہ لیا اور عبدالواحد بن مقتدر معہ بقیہ ہمراہیوں کے واسط سے سوس اور بازار اہواز کی طرف آیا شاہی عمال کو نکال باہر کرکے خراج وصول کرلیا اور اہواز میں قیام کردیا دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی مونس نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بلیق کو روانہ کیا۔ اس لشکر کی روانگی کی تحریک ابوعبداللہ بریدی نے کی تھی اور جو اس نے پچاس ہزار دینار سند گورنری اہواز کے حاصل کرنے میں پیشکش کئے تھے وہی اس لشکر کے مصارف میں کام آئے۔ خود بھی اس مہم میں بلیق کے ہمرکاب تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا شاہی لشکر واسط پہنچا اور پھر واسط سے سوس کی جانب روانہ ہوا عبدالواحد اس اس نقل و حرکت سے مطلع ہو کے مع اپنے ہمراہیوں کے اہواز سے تستر چلا آیا تستر پہنچنے پر اس کے کل سپہ سالاروں نے اس سے علٰحدگی اختیار کرلی اور بلیق سے امن کی درخواست کی مگر ابن یاقوت، مفلح اور مسرور خادم نے عبدالواحد کا ساتھ نہ چھوڑا اس علٰحدگی کا باعث محمد بن یاقوت تھا اس نے

تن تنہا کل مال پر قبضہ کر رکھا تھا کوئی شخص بلا اجازت اس کے ایک حبہ لینے کا مختار نہ تھا اس وجہ سے اور سپہ سالاروں کو تنفر پیدا ہوا علیحدہ ہو کے اپنے لئے اور نیز ابن مقتدر کے لئے امان حاصل کر لی اور بلیق کے پاس چلے آئے بعد اسکے محمد بن یاقوت نے بھی امن کی درخواست کی خلیفہ قاہر اور مونس کی ذمہ داری پر امان دی گئی سب کے سب بغداد چلے آئے خلیفہ قاہر عزت و احترام سے پیش آیا اور عبد الواحد کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا تھا واگذاشت کر دیا اور جو اُس کی ماں سے بطور جرمانہ وصول کیا تھا وہ بھی واپس کر دیا اِن واقعات کے بعد ابو عبد اللہ بریدی صوبۂ فارس پر قابض و متصرف ہو گیا اور اس کے اعزہ و اقارب پھر اس صوبہ کی حکومت کرنے لگے

قتل مونس و بلیق و ابن بلیق

جس وقت محمد بن یاقوت اہواز سے واپس آیا خلیفہ قاہر نے اس کو اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت فرمایا چونکہ مابین محمد اور وزیر السلطنت علی بن مقلہ ناصافی تھی یہ امر اس کو ناگوار گزرا مونس کو یہ چٹھی دی کہ محمد بن یاقوت اور خلیفہ قاہر تمہاری مخالفت پر متفق ہو رہے ہیں اور عیسٰے طبیب اس معاملہ کا رازدار ہے۔ مونس نے علی بن بلیق کو حکم دیا کہ عیسٰے طبیب کو بلا لاؤ۔ عیسٰے طبیب اس وقت خلیفہ قاہر کے پاس بیٹھا ہوا تھا علی بن بلیق نے عیسٰی کو گرفتار کر کے مونس کے روبرو لا کے پیش کر دیا مونس نے عیسٰی کو موصل بھیجدیا۔ بعدازاں علی بن بلیق نے خلیفہ قاہر کی نگرانی پر احمد بن زیرک کو مقرر کیا محلسرائے خلافت میں آنے جانے والوں کی تلاشی لیجانے لگی یہاں تک کہ عورتیں برقعہ پوش جو قصر خلافت میں آمد و رفت رکھتی تھیں اس خیال سے کہ کوئی خط و رقعہ خلیفہ قاہر تک نہ پہنچا دیں' اِن کے چہروں اور سروں سے بھی چادریں اُتار لیجاتی تھیں۔ ظروف بھی کھول کے دیکھ لئے جاتے تھے۔ قیدیوں کو دار الخلافت سے

علی بن بلیق نے اپنے مکان میں منتقل کر لیا ازانجملہ مادر مقتدر تھی علی نے اس کی بڑی عزت کی اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا تا آنکہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں وفات پائی۔

تھوڑے دنوں بعد خلیفہ قاہر کو اس امر کا احساس ہوا کہ یہ ساری کارروائیاں مونس اور ابن مقلہ کی ہے خشونت اور تندمزاجی سے کچھ کام نہ چلے گا۔ تدبیر اور حکمت عملیوں سے کام لینا چاہئے۔ طریف سبکری اور بشری مونس کے خادم تھے مگر اس وجہ سے کہ اس نے بلیق اور اس کے بیٹے کو عہدہ ہائے جلیلہ دے رکھے تھے اس سے کشیدہ خاطر ہو رہے تھے۔ اسی زمانہ میں لشکر ساجیہ[۱] موصل سے آیا ہوا تھا۔ مونس نے حسب اقرار انکو انعامات نہ دیئے جس سے ساجیہ کو بھی ناراضگی پیدا ہو گئی۔ خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کو ملا لیا۔ مونس اور بلیق کی طرف سے دم پٹی دے کے خوب برانگیختہ کر دیا اور ابن جعفر محمد بن قاسم بن عبداللہ کو جو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا مشیر خاص اور معتمد علیہ تھا یہ فقرہ دیا کہ میں تم کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کر دونگا۔ تم ابن مقلہ کے حالات اور خیالات سے مجھے مطلع کیا کرو۔ اتفاق یہ کہ ابن مقلہ کو ان امور کی اطلاع ہو گئی۔ مونس اور بلیق سے اس کا تذکرہ کیا۔ ان سبھوں نے مجتمع ہو کے یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ قاہر کو سریر خلافت سے اُتار دینا چاہئے۔ بعدازاں بلیق اور اسکے بیٹے علی اور ابن مقلہ وزیر السلطنت اور حسن بن ہارون نے مشورہ کرکے ابو احمد بن مکتفی کی خلافت کی بیعت کرنے اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری اور خلیفہ قاہر کی مخالفت کی قسمیں کھائیں۔ پھر اس جلسہ سے اٹھ کے مونس کے پاس گئے اور اسکو ان واقعات سے مطلع کیا۔ مونس نے کہا "ذرا صبر کرو خلیفہ قاہر سے مخالفت بالفعل ظاہر نہ کرو۔

[۱] ساجیہ شاہی فوجوں میں سے ایک فوج کا نام تھا جیسا کہ امتیازی غرض سے ہر فوج کا نام رکھ لیا جاتا ہے۔ از خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۳۹۳۔

جب تک کہ یہ نہ معلوم کر لو کہ سپہ سالاران لشکر اور فوج ساجیہ اور حجریہ میں سے کس کس نے خلیفہ قاہر سے سازش کر لی ہے مگر ان لوگوں نے اس رائے پر عمل نہ کیا اور خلیفہ قاہر کی معزولی میں عجلت کی مجبور ہو کے مونس نے اجازت دیدی اور یہ مشورہ دیا کہ تم لوگ یہ مشہور کر دو کہ ابو طاہر قرمطی کوفہ میں آ گیا ہے علی بن بلیق اس کے روک تھام کو کوفہ جانے والا ہے اس حیلہ سے بغرض حصول اجازت اور رخصت ہونے کو علی بن بلیق قصر خلافت میں جائے اور خلیفہ قاہر کو گرفتار کر لے۔ ابن مقلہ نے مشعر حالات متذکرہ بالا ایک عرضداشت خلیفہ قاہر کی خدمت میں بھیجی اتفاق وقت جب اس عرضداشت کا جواب دربار خلافت سے آیا اس وقت ابن مقلہ سو رہا تھا بیدار ہو کے دوسری عرضداشت اسی مضمون کی روانہ کی خلیفہ قاہر کو اس سے شبہ پیدا ہوا اس اثناء میں طریف سبکری (مونس کا غلام) عورتوں کے لباس میں حاضر ہوا دست بوسی کے بعد ابن مقلہ اور حسن بن ہارون وغیرہما کی سازش، احمد بن مکتفی کی بیعت خلافت، اور ابن بلیق کا بحیلہ رخصتی حاضر ہو کے خلافت مآب کو گرفتار کر لینے کے حالات از ابتدا تا آخر گوش گذار کئے خلیفہ قاہر ان واقعات کو سنکے متنبہ اور ہوشیار ہو گیا۔ اسی وقت فوج ساجیہ کو طلب کر کے قصر خلافت کے دہلیز صحنچیوں اور راستوں میں چھپا دیا۔ بعد عصر علی بن بلیق اپنے چند مصاحبین کو لئے ہوئے قصر خلافت کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ حاضری کی اجازت طلب کی خلیفہ قاہر نے اجازت نہ دی۔ شراب پیئے ہوئے تھا بگڑ گیا طیش میں آ کے سخت وسست کہنے لگا خلیفہ قاہر نے فوج ساجیہ کو اشارہ کر دیا شمشیر بکف نکل پڑی۔ گالیاں دیتی ہوئی آگے بڑھی۔ مصاحبین یہ رنگ دیکھ کے بھاگ کھڑے ہوئے علی بن بلیق تن تنہا ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کے دجلہ کو ساحل غربی کیجانب عبور کر گیا وزیر ابن مقلہ اور حسن بن ہارون بھی یہ خبر پا کے روپوش ہو گیا۔ طریف سبکری سوا

ہو کے قصر خلافت کی طرف آیا۔ بلیق کو اس واقعہ کی خبر لگی علی بن بلیق کے قصر خلافت تک جلنے اور ساجیہ کے گالیاں دینے سے مُکر گیا اور یہ کہتا ہوا کہ اگر درحقیقت ساجیہ نے ایسی گستاخی کی ہے تو میں انکو وہ سزا دونگا جس کے وہ مستحق ہیں قصر خلافت کیجانب روانہ ہوا اسکے ہمراہ مونس کے چند سپہ سالار بھی تھے۔ خلیفہ قاہر کو بلیق کی حاضری کی اطلاع کی گئی۔ حاضری کی اجازت نہ دی بلکہ گرفتار کر لینے اور قید کر دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ احمد بن زیرک افسر پولیس بھی اس کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا گیا۔ لشکریوں کو یہ امر ناگوار گزرا شور وغل مچاتے ہوئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ قاہر نے ان سبھوں کو سمجھا بوجھا کے اور یہ وعدہ کر کے کہ ان قیدیوں کو چشم نمائی کی بعد میں رہا کر دونگا۔ راضی کر دیا لشکریوں کا مجمع منتشر ہو گیا۔ بعد ازاں خلیفہ قاہر نے مونس کو مشورہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا مونس نے حاضری سے انکار کر دیا تب اس کو معزول کر کے بجائے اسکے طریف سبکری کو مامور فرمایا اور خاتم خلافت عنایت کر کے ارشاد کیا "میں نے اپنے بیٹے عبدالصمد کو وہ اختیارات مرحمت کئے جو خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے محمد کو دئے تھے اور تم کو میں نے اس کی نیابت، عساکر شاہی کی افسری، امراء وارکین دولت کی سرداری دی اور خزانوں کی نگرانی سپرد کی جیسا کہ یہ اختیارات مونس کو حاصل تھے ویسا ہی میں نے تم کو مرحمت فرمائے تمہارا فرض یہ ہے کہ اس نمک حرام احسان فراموش مونس کو بلا لاؤ ورنہ جب تک وہ اپنے مکان میں موجود رہیگا اُس وقت تک مفسدہ پردازوں اور بداطواروں کا جمگھٹا رہیگا اور طرح طرح کے فسادات اُٹھتے رہینگے"۔ طریف قصر خلافت سے نکل کے مونس کے مکان پر گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ قاہر نے تم کو اور تمہارے ہمراہیوں کو امان دی ہے تم کو مناسب ہے کہ قصر خلافت میں حاضر ہو کے خلافت مآب کی دست بوسی کرو ورنہ اس

خانہ نشینی اور مخالفت کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا مبادا خلیفہ قاہر کو کوئی خیال نہ پیدا ہو جائے
میں ذمہ کرتا ہوں وہ بالفعل تم کو کسی قسم کا صدمہ نہیں پہنچائیگا مونس سوار ہو کے قصر خلافت
میں داخل ہوا خلیفہ قاہر نے قبل اسکے کہ وہ روبرو آئے گرفتار کر کے قید کر دینے
کا حکم دیدیا۔ طریف کو اس سے ایک گونہ ندامت ہوئی۔

مونس کی گرفتاری کے بعد خلیفہ قاہر نے قلمدان وزارت ابو جعفر محمد بن قاسم
بن جلید اللہ کو سپرد کیا اور مونس، بلیق، علی بن بلیق، ابن مقلہ وزیر السلطنت،
ابن زیرک اور ابن ہارون کے مکانات کی نگرانی کا حکم صادر فرمایا جس قدر مال واسباب
اور سامان ان کے مکانوں میں تھا ضبط کر لیا۔ ابن مقلہ کا مکان جلا کے خاک سیاہ
کر دیا گیا۔ محمد بن یاقوت دربار خلافت میں حاضر ہو کے عہدۂ حجابت کو انجام دینے
لگا۔ طریف اور فوج ساجیہ کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی محمد بن یاقوت کو اس کی
خبر ہوگئی روپوش ہو گیا اور موقع پا کے اپنے باپ کے پاس فارس چلا گیا خلیفہ
قاہر نے اس حرکت پر محمد بن یاقوت کو عتاب آمود خط تحریر فرمایا اور صوبہ اہواز
کی گورنری طریف کو عنایت کی۔

طریف سبکری کا مونس اور بلیق سے منحرف اور کشیدہ ہونے کا یہ سبب تھا
کہ مونس نے بلیق اور اُسکے بیٹے علی کا رتبہ و منزلت طریف سبکری سے بڑھا دیا تھا
حالانکہ یہ دونوں طریف کے خادم اور ماتحت تھے۔ یہ دونوں مونس کی قدرافزائی
سے ایسے اترائے کہ طریف کا پاس ادب تک چھوڑ دیا نوبت اس حد تک پہنچ گئی کہ
بلیق نے طریف کو اکثر صوبجات کی حکومت سے معزول کرا دیا لیکن پھر اس ندامت
کے دفع کرنے کے خیال سے بلیق نے وزیر السلطنت ابن مقلہ سے طریف کی سفارش
کی کہ اُسکو مصر کا گورنر مقرر کیجئے۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے سفارش منظور فرمالی۔
علی بن بلیق کو اسکی خبر لگ گئی طریف کو گورنری مصر پر بھیجنے سے روک کے اپنی

درخواست پیش کردی اور سند حکومت حاصل کرکے اپنے نائب کو بھیجدیا طریف کو اس سے سخت رنجیدگی ہوئی اسی روز سے موقع ومحل کا انتظار کرنے لگا۔

فوج ساجیہ کی کشیدگی اور خلیفہ قاہر کی طرف مائل ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ یہ فوج مونس کے ساتھ موصل میں تھی خلیفہ مقتدر کے قتل ہونے کے وقت بھی اسکی معین ومددگار تھی۔ مونس اس سے ہمیشہ ترقی وانعام کے وعدہ کرتا آتا تھا تا آنکہ خلیفہ قاہر سریر خلافت پر متمکن ہوا اور مونس کو امور سلطنت کے سفید وسیاہ کرنے کے اختیارات حاصل ہوگئے مگر اس فوج کے حقوق پر مونس کی نظر نہ پڑی۔

فوج ساجیہ کے سرداروں میں ایک شخص صندل نامی تھا اس کا ایک خادم موتمن نام تھا۔ صندل نے اس کو فروخت کردیا تھا۔ رفتہ رفتہ خلیفہ قاہر تک قبل خلافت کے پہنچ گیا پس جس وقت خلیفہ قاہر سریر خلافت پر متمکن ہوا موتمن کو کل خادمان قصر خلافت کی سرداری عنایت کی بعد چندے خلیفہ قاہر نمک حرامان اراکین دولت مونس اور بلیق کی سازشوں میں گرفتار ہوگیا۔ ڈوبتے ہوئے کی طرح ہر چیز پر ہاتھ مارتا تھا کہ شاید اسی کے ذریعہ سے نجات مل جائے۔ مگر کچھ بن نہ پڑتی تھی۔ ایک روز موتمن کو طلب کرکے کہا "تم صندل کے پاس جاؤ جس نے تمھیں فروخت کیا تھا اور فوج ساجیہ کا ایک سردار ہے اور اُس سے میری شکایت کرو اگر وہ میری شکایت کا جواب دے تو اُس سے بلیق اور علی بن بلیق کی سازشوں اور بدمعاملگی اور میری مجبوری کا حال بیان کردینا اور اگر اس کے خلاف دیکھنا تو خاموش رہنا" موتمن رخصت ہوکے صندل کے پاس آیا اور جس طرح خلیفہ قاہر نے کہا تھا اس پر عمل کیا۔ صندل نے جواب دیا "امیرالمومنین نام کے خلیفہ ہیں وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرسکتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کو ان سازشوں سے جو اندنوں اراکین دولت کررہے ہیں نجات مل جائے تو ہم تم اور ہر شخص اپنے حق

کو پہنچ سکتا ہے" موتمن یہ سنکے خاموش ہو رہا لوٹ کے خلیفہ قاہر کی خدمت میں آیا۔ خلیفہ قاہر نے کل حالات سُنکے تھوڑے سے تحائف موتمن کی معرفت صندل کی بیوی کے پاس روانہ کئے اور یہ سمجھا دیا کہ تم میرے محاسن اخلاق اور سخاوت کو بیان کرکے یہ ظاہر کرنا کہ آج خلیفہ نے اپنے خدام کو بہت سی چیزیں عطا کیں از انجملہ یہ بھی ہیں انکو میں اپنی طرف سے آپ کو بطور تحفہ دیتا ہوں اگر تم خلیفہ کی خدمت میں حضوری کا شرف حاصل کرو تو خدا جانے کیا سے کیا ہو جاؤ۔ صندل کی بیوی مونس کی ترغیب سے قصر خلافت میں حاضر ہوئی خلیفہ قاہر نے بالمشافہ اس سے جو کہنا تھا کہا اور اس کے ذریعہ سے صندل کے پاس آپ نے قلم خاص سے ایک رقعہ لکھ کے روانہ کیا جسمیں صندل اور اُسکے ہمراہیوں کو جاگیرات، انعامات اور صلے دینے کا وعدہ تھا۔ صندل نے وہ رقعہ دیکھ کے سپہ سالاران فوج ساجیہ میں سے سیما کو اپنا ہمراز بنایا پھر دونوں نے باتفاق رائے طریف سبکری کو اس راز سے آگاہ کیا کیونکہ ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ اس کو مونس سے کشیدگی ہے اور یہ موقع و محل کا منتظر ہے۔ طریف نے اِس شرط سے ان لوگوں کی ہم آہنگی منظور کی کہ مونس، بلیق اور ابن بلیق کو کوئی صدمہ جانی نہ پہنچنے پائے اور مونس کے مرتبہ اور منزلت میں کوئی فرق نہ پڑے۔ سبھوں نے قسمیں کھائیں۔ بعدازاں طریف نے یہ استدعا کی کہ خلیفہ قاہر کا خط بقلم خاص مشعر مضمون بالا آئے تو میں بسر وچشم اس مصیبت و بلا کے ٹالنے کو موجود ہوں اِن لوگوں نے خلیفہ قاہر کے پاس یہی پیام بھیجدیا خلیفہ قاہر نے اپنے قلم سے پہلے اُن شرائط کو تحریر کیا جسکا وہ خواہاں تھا بعدہٗ اپنی طرف سے اس قدر اور بڑھا دیا کہ میں ہمیشہ نماز پڑھا یا کرونگا جمعہ اور جماعت میں حاضر ہونگا۔ حج اور جہاد کرنے کو جاؤنگا۔ دادخواہی کے لئے میں خود مجلس عدل میں بیٹھونگا۔

فوج ساجیہ کے ملا لینے کے بعد طریف نے محافظین محلسرائے خلافت کو بھی اپنا ہمصفیر بنا لیا ابن بلیق نے اِن لوگوں کو محلسرائے خلافت کے مکانات سے نکلوا کے اپنے خادموں کو ٹھہرا دیا تھا اس وجہ سے محافظین محلسرائے خلافت کو ابن بلیق سے کشیدگی پیدا ہوگئی تھی۔ طریف نے دم پٹی دیکے انلوگوں کو بھی خلیفہ قاہر کا ہواخواہ بنا دیا۔ اتفاق یہ کہ ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اسکی خبر پہنچ گئی سرداران فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کو گرفتار کر لینے کا قصد کیا مگر بخوف فتنہ وفساد اس فعل سے باز رہے۔ پھر یہ رائے قائم کی کہ کسی حیلہ سے خلیفہ قاہر کے پاس پہنچکے گرفتار کر لینا چاہیئے۔ چونکہ خلیفہ قاہر نے اس خطرہ کو پہلے ہی سے پیش نظر کر رکھا تھا بیماری کے بہانہ سے باہر نہ آتا تھا اور نہ کوئی شخص اسکی خدمت میں جا سکتا تھا۔ اس وجہ سے ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس ارادہ میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ صلاح و مشورہ کر کے قرامطہ کے آنے کی خبر اڑا دی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض مونس کی گرفتاری کے بعد عہدہ حجابت پر سلامت طولونی مامور کیا گیا۔ کوتوالی پر احمد بن خاقان، عہدہ وزارت پر بجائے ابن مقلہ کے ابو جعفر محمد بن قاسم بن عبیداللہ، نظم و نسق سے فارغ ہو کے خلیفہ قاہر نے تمام شہر میں منادی کرا دی کہ جو لوگ روپوش ہیں حاضر ہو جائیں انکو امن دیجاتی ہے انکا مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے واپس دیا جائیگا اور جو شخص حاضر نہ ہوگا اس کا مکان منہدم کرا دیا جائیگا اور مال و اسباب ضبط کر لیا جائیگا۔ بعد اس کے ابو احمد بن مکتفی کی جستجو شروع ہوئی بڑی کوشش اور تلاش سے ہاتھ آیا خلیفہ قاہر نے اشارہ کر دیا دیوار میں چن دیا گیا مر گیا۔ پھر علی بن بلیق گرفتار ہو کے پیش کیا گیا اس کو بھی سزائے قتل دی گئی۔

شعبان ۳۲۱ھ میں لشکریوں میں پھر شورش پیدا ہوئی مونس کے ہمراہی بھی اس فتنہ و فساد میں شریک تھے شور و غوغا مچاتے ہوئے محلسرائے خلافت کے قریب

پہنچے۔ وزیر السلطنت ابو جعفر کے محل میں آگ لگادی "مونس کو رہا کردو" مونس کو رہا کردو" چلاتے ہوئے قصر خلافت کی طرف بڑھے خلیفہ قاہر لشکریوں کے شوروغل سنکے اُس مکان کی جانب گیا۔ جہانکہ بلیق قید تھا خادموں کو اشارہ کردیا بلیق کی گردن اُتاری گئی اس کا سر لئے ہوئے مونس کے پاس آیا مونس دیکھ کے گھبرا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کے بلیق کے قاتل پر لعن کرنے لگا خلیفہ قاہر نے حکم دیدیا اُس کا بھی سر اُتار لیا گیا۔ بعدازاں، دونوں سروں کو نیزوں پر رکھ کے تشہیر کراکے خزانہ میں رکھدیا۔ لشکری اور ہمراہیان مونس اس خوفناک منظر کو دیکھ کے ٹھہرا گئے بغیر کسی تحریک کے سب کے سب منتشر ہو گئے۔

بعضوں کا بیان ہے کہ علی بن بلیق بعد اپنے باپ بلیق اور مونس کے مارا گیا کیونکہ یہ روپوش تھا بلیق اور مونس کے قتل کے بعد اسکی گرفتاری ہوئی تھی۔

ابو یعقوب اسحاق بن اسماعیل نوبختی بھی اس فتنہ وفساد میں مشتبہ ہو گیا تھا خلیفہ قاہر نے اسکو وزیر السلطنت ابو جعفر کے پاس سے گرفتار کراکے جیل میں ڈالدیا ارکین سلطنت اور سرداران لشکر کو خلیفہ قاہر کی اس تندمزاجی سے سخت اندیشہ پیدا ہوا ساجیہ اور حافظ ابن محاسرائے خلافت بھی اس معاملہ میں اپنے دخل در معقولات کرنے سے خائف اور نادم ہوئے۔ ابو یعقوب کے بعد وزیر السلطنت ابو جعفر کی گرفتاری کی باری آئی تین ماہ پندرہ یوم وزارت کرنے کے بعد گرفتار کیا گیا اسکی اولاد، اسکا بھائی عبید اللہ اور اسکے خدام بھی گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیئے گئے ابو جعفر قید ہونے کے اٹھارہویں روز مر گیا۔ بجائے اسکے ابو العباس احمد بن عبید اللہ بن سلیمان خصیبی کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا۔ وزیر السلطنت ابو جعفر کے قید ہونے کے بعد طریف ایک با اثر شخص باقی رہ گیا تھا جسکا اقتدار خلیفہ قاہر کے آنکھوں میں کانٹا سا کھٹکتا تھا فوج اور ملک کو اسکا پاس ولحاظ تھا ایک روز خلیفہ

قاہر نے اس کو اپنے دربار خاص میں بلا بھیجا جوں ہی اس نے حاضر ہو کے دست بوسی کی گرفتاری کا حکم دیدیا۔ خدام نے گرفتار کر کے جیل میں بھیجدیا تا آنکہ خلیفہ قاہر معزول کیا گیا۔

ابتداء دولت بنی بویہ

بنی بویہ کا مورث اعلےٰ ابو شجاع بویہ نامی ایک شخص سرداران دیلم سے تھا اسکے تین لڑکے تھے عماد الدولہ ابو الحسن علی رکن الدولہ ابو علی حسن اور معز الدولہ ابو الحسن احمد۔ ابن ماکولا نے اس کو ساسانیہ میں بہرام گور بن یزدجرد کی طرف نسباً منسوب کیا ہے اور ابن مسکویہ نے یزدجرد شہریار کے جانب۔ مگر یہ نسب بے بنیاد ہے کیونکہ ریاست و سرداری کسی قوم پر سوائے ان کے شہر والوں کے اور کسی کو حاصل نہیں ہوا کرتی جیسا کہ ہم مقدمۃ الکتاب میں بیان کر آئے ہیں۔

بہر کیف جس وقت دیلم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اطروش انکے زور بازو کی وجہ سے طبرستان اور جرجان وغیرہا پر قابض و متصرف ہوا اسکے نامور سپہ سالاروں سے ماکان بن کالی، لیلی بن نعمان، اسفار بن شیرویہ اور مرداویج بن دیار تھا۔ یہ لوگ بڑے بڑے نواب اور والی ملک تھے۔ انلوگوں نے پہلے صوبہ طبرستان کو دبا لیا بعد ازاں زمانہ تنزلی دولت عباسیہ میں ملک گیری کے خیال سے بلاد اسلامیہ کے اطراف و جوانب کی جانب نکل پڑے۔ انھیں خروج کرنیوالوں کے ساتھ بنی بویہ بھی نکل پڑے۔ بنی بویہ ماکان بن کالی کے فوج کے سرداروں سے تھے پھر جب بعد قتل اسفار بن شیرویہ مابین مرداویج اور ماکان بن کالی مخالفت پیدا ہوئی اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور مرداویج نے تنہا طبرستان و جرجان پر قبضہ کر لیا تو بنی بویہ ماکان سے یہ کہہ کے مرداویج کے پاس چلے آئے "چونکہ ہم لوگوں کا خرچ زیادہ ہے اہل و عیال ہمارے کثرت سے ہیں اور آپ اس بار گراں کے متحمل نہیں ہو سکتے اس وجہ سے ہم لوگ مرداویج کے پاس چلے

جاتے ہیں جس وقت آپکا انتظام دُرست اور کاروبار حکومت چست ہو جائیگا آپ کے پاس چلے آئینگے۔ مرداویج نے بنی بویہ کو اعزاز و احترام سے ٹھہرایا خلعتیں دیں۔ اس کے بعد ماکان کے سپہ سالاروں میں سے ایک گروہ نے مرداویج سے امن کی درخواست کی مرداویج نے قبول کرلی اور ہر ایک سپہ سالار کو اطراف جبل میں ایک ایک شہر کی حکومت عنایت کی چنانچہ عماد الدولہ کو کرخ کی زمام حکومت سپرد کی یہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔ غرض کل بنی بویہ۔ مرداویج سے رخصت ہوکے رے کیجانب روانہ ہوئے اِن دنوں رے کی حکومت پر وشمکیر بن وزیار برادر مرداویج تھا اسکے ساتھ اس کا وزیر حسین ابن محمد ملقب بہ عمید بھی تھا۔ عماد الدولہ نے رے میں پہنچ کے عمید سے ملاقات کی کچھ اسباب اور ایک خچر لطور تحفہ کے پیش کیا۔ مرداویج کو اسکی خبر لگ گئی سمجھ گیا کہ ماکان کے سرداروں کو سرداری و حکومت دینے میں میں نے غلطی کی۔ یہ لوگ چلتے پرزے ہیں جو کچھ نہ کرگزریں وہ کم ہے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بھائی وشمکیر کو اِن لوگوں کی گرفتاری کو لکھ بھیجا اِس خط کے پہنچنے سے پیشتر عماد الدولہ کرخ کی طرف روانہ ہوچکا تھا اور لوگ تو گرفتار کرلئے گئے یہ باقی رہ گیا۔ وشمکیر نے اِس کے واپس لانے کی فکر کی۔ آدمیوں کو روانہ کرنے کا قصد کیا مگر بخوف فتنہ و فساد خاموش ہو رہا۔

عماد الدولہ نے کرخ میں پہنچکے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا۔ خرمیہ کے دو چار قطعات بھی مفتوح کئے مال کثیر ہاتھ آیا۔ سب کا سب لشکریوں کو دیدیا جس سے لشکریوں کو اس سے محبت ہوگئی عوام الناس کے قلوب عدل و انصاف اور داد و دہش سے اس کی طرف مائل ہوگئے تھوڑے ہی دنوں میں اس کا جاہ و جلال اور رعب و داب بڑھ گیا۔ اس زمانہ میں مرداویج طبرستان میں مقیم تھا۔ طبرستان سے رے واپس آیا اور سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو

جورسے میں نظر بند تھی رہا کر کے کرخ بھیجدیا۔ عماد الدولہ نے ان سپہ سالاروں کی بہت بڑی عزت کی۔ اخلاق و محبت سے پیش آیا۔ مال و اسباب سے مالا مال کیا اس سے ان لوگوں کو عماد الدولہ کی جانب طبعی میلان ہوگیا۔ مرداویج نے یہ خبر پاکے ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ عماد الدولہ نے انکو بھیجنے سے انکار کردیا۔ مرداویج کو اس خود کردہ فعل پر سخت ندامت ہوئی اسی اثنا میں شیرزاد نامی دیلم کے ایک سپہ سالار نے عماد الدولہ سے مصالحت کرلی۔ عماد الدولہ کی قوت اس کے ملجانے سے بڑھ گئی سامان جنگ درست کر کے اصفہان پر چڑھائی کردی۔ اندنوں اصفہان میں مظفر بن یاقوت حکومت کر رہا تھا دس ہزار فوج اس کے قبضہ میں تھی اور محکمہ خراج کا انچارج ابوعلی بن رستم تھا۔ عماد الدولہ نے بملاطفت و نرمی کہلا بھیجا "تم لوگ دارالخلافت بغداد میں جاکے معذرت کرو اور امیر المومنین کی اطاعت قبول کرلو میں تمہارے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرنے کو تیار ہوں" مظفر اور ابوعلی نے اس امر کو منظور نہ کیا۔ اتفاق یہ کہ انہیں ایام میں ابوعلی مرگیا جو خلیفہ قاہر کی اطاعت کو نہایت مکروہ سمجھتا تھا مظفر نے اصفہان سے تین کوس باہر آکے مورچہ قایم کیا۔ اسکے لشکر میں چھ سو دیلمی اور اہل جبل تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کے حالات اور کریمانہ عادات سنکے عماد الدولہ سے امن حاصل کرلی بعدازاں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی عماد الدولہ کے رکاب میں صرف نوسو سوار تھے اور مظفر تقریباً دس ہزار فوج سے میدان جنگ میں آیا تھا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھاکے بھاگا۔ عماد الدولہ نے اصفہان میں داخل ہوکے اپنی کامیابی کا پھریرہ اڑادیا۔ اس واقعہ سے جسقدر خلیفہ قاہر کو مسرت ہوئی اس سے بدرجہا مرداویج کو صدمہ پہنچا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ہمارے مقبوضات ہمارے ہاتھ سے نہ جاتے رہیں براہ تملق و چاپلوسی عماد الدولہ کو لکھ بھیجا "تم میرے ہی ساختہ و پرداختہ ہو میری اطاعت قبول کرلو میں تم کو فوج و لشکر سے مدد دونگا" اور قبل قاصد روانہ کرنے کے

اپنے بھائی وشمگیر کو ایک عظیم فوج کے ساتھ عماد الدولہ پر بحالت غفلت شبخون مارنے کو روانہ کیا۔ جاسوسوں نے عماد الدولہ کو اس کی خبر کر دی۔ اصفہان چھوڑ کے ارجان کا رُخ کیا۔ ابوبکر بن یاقوت والی ارجان عماد الدولہ کی آمد سے مطلع ہو کے بلا جدال و قتال ارجان چھوڑ کے رامہرمز بھاگ گیا۔ عماد الدولہ نے جرجان میں پہنچتے ہی قبضہ کر لیا (یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۲۱ھ کا ہے) اسکے بعد وشمگیر برادر مرداویج وارد اصفہان ہوا اور بلا مزاحمت مخاصمت قابض ومتصرف ہو گیا۔ مگر خلیفہ قاہر کی تحریر و تحریک پر مرداویج نے اصفہان کو محمد بن یاقوت کے حوالہ کر دیا۔ بعد قبضہ ارجان عماد الدولہ کے پاس ابوطالب زید بن علی والی نوبندجان کے خطوط آنے شروع ہوئے ہر خط میں یہی لکھتا تھا "تم میرے پاس پاس چلے آؤ ابن یاقوت سے غافل رہنا خلاف عقل ہے وہ تمہاری فکر میں ہے"۔ عماد الدولہ یہ خیال کر کے کہ مبادا ابن یاقوت اور اسکے بیٹے کے محاصرہ میں نہ آجائے۔ ابوطالب کے مشورہ پر کاربند ہوا تب ابوطالب نے یہ سمجھانا شروع کیا کہ مرداویج اور ابن یاقوت میں مصالحت کی گفتگو ہو رہی ہے۔ اگر ان دونوں میں مصالحت ہو گئی تو تمہاری خیر نہیں ہے اور نہ تم میں ان دونوں کے مقابلہ کی قوت ہے۔ عماد الدولہ بار بار اس مضمون کے لکھنے سے متاثر ہو گیا۔ ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں ارجان چھوڑ کے نوبندجان کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں ابن یاقوت کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ عماد الدولہ نے پہلے ہی حملہ میں شکست فاش دے دی۔ ابن یاقوت نے بقیہ لشکر کو فراہم اور مرتب کر کے چڑھائی کر دی۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو کازرون وغیرہ مضافات فارس کی طرف خراج وصول کرنے کو روانہ کیا ابن یاقوت نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے ایک لشکر کازرون کی طرف بھیج دیا۔ رکن الدولہ

نے اسکو ہزیمت دیدی اور خراج وصول کرکے اپنے بھائی کے پاس واپس آیا بعد اس کے عماد الدولہ اس خوف سے کہ مابین مرداویج اور ابن یاقوت کے موافقت نہ ہوجائے نوبندجان سے اصطخر کی طرف روانہ ہوا ابن یاقوت نے تعاقب کیا۔ کرمان کے راستہ میں ایک پُل پر مقابلہ ہوگیا۔ فریقین میں لڑائی چھڑ گئی۔ عماد الدولہ کے چند سپہ سالاروں نے ابن یاقوت سے امن حاصل کرلی اور اسکے لشکر میں چلے گئے۔ ابن یاقوت نے ان سبھوں کو قتل کرڈالا اس سے عماد الدولہ کے سرداروں کے کان کھڑے ہوگئے سبھوں نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ ابن یاقوت کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ عماد الدولہ نے تعاقب کیا اور اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا (یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۲ھ کا ہے) اس معرکہ میں معزالدولہ نے بڑے کارنمایاں کئے مردانگی اور جنگ آزمائی کا بہت بڑا حصہ لیا۔

ہزیمت کے بعد ابن یاقوت نے واسط میں جاکے دم لیا۔ اور عماد الدولہ شیراز چلا گیا۔ شیراز اور کل بلاد فارس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ امان کی منادی کرادی۔ ہر چہار طرف امن و امان کا ڈنکا بجگیا۔ لشکریوں نے تنخواہیں طلب کیں آدائیگی سے مجبور ہوا اتفاق وقت سے چند صندوقین ہاتھ آگئیں جن کو ابن یاقوت چھوڑ گیا تھا اور بنی صفار کے ذخایر بھی مل گئے جنمیں پانچ لاکھ دینار سُرخ تھے پھر کیا تھا کل خزانہ معمور ہوگیا استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ابن یاقوت تا زمانہ قتل مرداویج اہواز میں مقیم رہا۔ اسکے ساتھ اس کا کاتب ابو عبداللہ بریدی بھی تھا۔ مرداویج کے مارے جانے کے بعد ابن یاقوت نے ان بلاد پر قبضہ کرلیا۔ عماد الدولہ یہ خبر پاکے چڑھ دوڑا۔ رفتہ رفتہ مقام

عسکر بکرم میں پہنچا۔ اطراف ارجان میں عماد الدولہ اور ابن یاقوت سے صف آرائی کی نوبت آئی اس معرکہ میں بھی ابن یاقوت کو خوبی قسمت سے شکست نصیب ہوئی۔ ابو عبداللہ بریدی کو پیام صلح لے کے عماد الدولہ کی خدمت میں بھیجا۔ عماد الدولہ نے منظور کرلیا اور اہواز کی حکومت پر اس کو مامور کرکے واپس آیا۔ ابن بریدی بھی اسکے ساتھ تھا۔ بعد اس کے اہواز میں ابن یاقوت اور بلاد فارس میں عماد الدولہ حکومت کرنے لگا۔

اِن واقعات کے بعد عماد الدولہ نے خلیفہ راضی کی خدمت میں بغرض حصول سند حکومت ایک درخواست روانہ کی (خلیفہ راضی بعد خلیفہ قاہر کے سریر خلافت پر متمکن ہوا تھا جیسا کہ ہم آیندہ تحریر کرینگے) اور ایک عرضداشت وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ کی خدمت میں بھیجی۔ دس لاکھ دراہم نذر کرنے کا وعدہ کیا وزیر السلطنت ابو علی نے منظور کرلی۔ سند حکومت معہ خلعت اور لواء روانہ کیا اس سے عماد الدولہ کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ مرداویح کو اس خبر کے سننے سے طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے اس کا بھائی وشمکیر بعد معزولی خلیفہ قاہر اصفہان کی طرف واپس آیا تھا اور محمد بن یاقوت کو اصفہان سے بغداد لوٹا دیا تھا اسی زمانہ میں مرداویح بھی اصفہان آپہنچا۔ عماد الدولہ کو نیچا دکھانے کی تدبیر میں مصروف ہوا اور اپنے بھائی وشمکیر کو صوبہ رے کسی غرض سے بھیجدیا۔

معزولی قاہر و خلافت راضی

خلیفہ قاہر نے مونس اور اسکے ہمراہیوں کے قتل کے بعد وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ اور حسن بن ہارون کی جستجو اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ یہ دونوں روپوش تھے اور در پردہ سپہ سالاران فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت سے خط وکتابت کررہے تھے کبھی انکو خلیفہ قاہر کی تلون مزاجی کی دھمکی دیتے تھے کہ ایک نہ ایک روز تمہارا انجام بھی

وہی ہوگا جو ہمارا اور ہمارے ہمراہیوں کا ہوا اور کبھی انعام اور اکرام کے طمع دلاتے اکثر اوقات شب کو ابن مقلہ سپہ سالاران ساجیہ کے پاس بہ تبدیل لباس آتا اور ان پر ظاہر کر جاتا کہ سیما کو ایک منجم یہ بتلا گیا ہے کہ خلیفہ قاہر کا دبار اس کے ہاتھوں ہوگا اور یہی اس کو قتل اور اس کی حکومت درہم کرے گا۔ غرض ابن مقلہ نے انھیں ذرایع سے سپہ سالاران ساجیہ کے خیالات بدل دیئے۔ سیما فوج ساجیہ کا افسر اعلےٰ تھا۔ سیما کے معبر (خواب کے تعبیر بیان کرنے والے) کو بہت سا مال دے کے ملا لیا اور اس کے ذریعہ سے سیما کو خلیفہ قاہر کی سطوت اور تلون مزاجی سے ڈرانا شروع کیا۔ سنتے سنتے سیما کو خلیفہ قاہر سے نفرت اور رنجش پیدا ہوگئی۔ اسی عرصہ میں خلیفہ قاہر نے محلسرائے خلافت میں چند گڑھے اور کنوئیں کھدوائے۔ لگانے اور بچھانے والوں نے سیما اور سپہ سالاران ساجیہ سے یہ خبر دیا یہ گڑھے اور کنوئیں تمھارے ہلاک کرنے کو کھدوائے گئے ہیں۔ سیما اور سپہ سالاران ساجیہ کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی اور کشیدگی و نفرت حد سے بڑھ گئی۔ سیما نے بہ خیال حفظ ماتقدم اپنے ماتحت سپہ سالاروں اور مشیروں کو جمع کر کے آلات جنگ تقسیم کیے اور محافظین محلسرائے خلافت کے سرداروں کو بلا کے مقابلہ قاہر کو معزول کرنے کا مشورہ کیا قسمیں کھائیں عہد و پیمان کیا۔ بعد ازاں سبھوں نے دفعتہً محلسرائے خلافت پر حملہ کر دیا۔ ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی خلیفہ قاہر شور و غوغا سنکے بیدار ہوگیا بھاگنے کے قصد سے دروازہ کی طرف بڑھا۔ خدام بولے "کثرت فوج سے راستہ نہیں ملتا" نیچے اتر کے حمام کی چھت پر چڑھ گیا۔ اتنے میں بلوائی گھس پڑے خلیفہ قاہر کو ڈھونڈھنے لگے۔ کسی خادم نے بتلا دیا سنتے ہی ایک گروہ حمام کی طرف دوڑ پڑا اور خلیفہ قاہر سے اتر آنے کو کہا خلیفہ قاہر نے انکار کیا۔ ان لوگوں نے تیر باری کی دھمکی دی چار و ناچار خلیفہ قاہر حمام کی چھت سے نیچے اتر آیا سبھوں نے گرفتار کر لیا

اور پانزنجسیر اُس مکان میں لائے جہاں کہ طریف سبکری قید تھا اِس کو رہا کر کے بجائے اِس کے خلیفہ قاہر کو قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی خلافت کے ایک برس چھ مہینے بعد کا ہے۔ وزیر السلطنت خصیبی اور سلامت حاجب بھی اس وحشت انگیز خبر کو سنکے بھاگ گیا۔

بعضوں نے خلیفہ قاہر کی معزولی کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ۔ یہ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد خلیفہ قاہر فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت پر تشدد کرنے لگا اس کے سرداروں اور سپہ سالاروں کی توہین کرتا۔ وظائف اور تنخواہ کے دینے میں لیت ولعل سے کام لیتا اِس سے اِن لوگوں کو شکایتیں پیدا ہوئیں ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگا۔ اتفاق یہ کہ اس کے حاجب سلامت کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا کیونکہ وہ اس سے اکثر مال وزر کا طالب ہوتا تھا۔ وزیر السلطنت خصیبی بھی اسی حال میں مبتلا تھا۔ اس اثناء میں خلیفہ قاہر نے اپنے محلسرا میں چند گڑھے اور کنوئیں کھدوائے اس سے اِن لوگوں کو شبہ پیدا ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اتنے میں قرامطہ کا ایک گروہ فارس سے گرفتار ہو کے بغداد آیا خلیفہ قاہر نے بظاہر اِن لوگوں کو اس میں قید کر دیا مگر در پردہ اِن لوگوں کو فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کے مقابلہ میں اُبھار دینے کی کوشش کی اور ان سے مدد کا خواستگار ہوا فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کو یہ ناگوار گذرا وزیر السلطنت اور حاجب سے اس واقعہ کو ظاہر کیا خلیفہ قاہر نے اِن لوگوں کو محلسرائے خلافت سے نکال کے محمد بن یاقوت کو توال شہر کے سپرد کر دیا اور حسن سلوک کرنے کی ہدایت کر دی اس سے فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کا شبہ اور قوی ہوا۔ خلیفہ قاہر بھی علانیہ اِن کی برائیاں اور مذمت بیان کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ فوج ساجیہ کی کشیدگی اس حد تک پہنچی کہ اس کے معزول

کرنے پر متفق ہوگئی جیسا کہ ہم ابھی بیان کر آئے ہیں۔

خلیفہ قاہر کے گرفتاری کے بعد ابو العباس بن مقتدر قید خانہ سے دربار عام میں لایا گیا (یہ معہ اپنے ماں کے جیل میں تھا) ماہ جمادی الاول ۳۲۲ھ یوم چہارشنبہ کو اس کی خلافت کی بیعت کی گئی اور "الراضی باللہ" کا مبارک لقب دیا گیا۔

بعد اس کے خلیفہ راضی نے علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبد الرحمٰن کو امور سلطنت میں رائے لینے اور مشورہ کرنے کی غرض سے طلب کیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ دونوں حاضر ہوئے تو عہدہ وزارت پر علی بن عیسیٰ کو مقرر کرنے کا قصد ظاہر فرمایا۔ علی بن عیسیٰ نے ضعیفی اور کبر سنی کا عذر کرکے ابن مقلہ کو وزیر مقرر کرنے کی رائے ظاہر کی۔ چنانچہ خلیفہ راضی نے ابن مقلہ کو امن دی۔ قلمدان وزارت اس کے سپرد کیا۔ اور قاضی القضاۃ کو حکم دیا کہ محبوس خلیفہ قاہر کے پاس جاکے ہدایت کرو کہ وہ اپنے آپ کو معزول کرلے۔ قاضی القضاۃ معہ چند عادل گواہوں کے محبوس خلیفہ کے پاس گیا اور اپنے آپ کو معزول کرنے کی ہدایت کی۔ محبوس خلیفہ نے اس سے انکار کیا آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں اندھا ہوگیا۔

ابن مقلہ نے عہدۂ وزارت سے مشرف ہوکے خصیبی وزیر خلیفہ سابق کو امن دیکے چند صوبوں کی گورنری عطا کی اور اُسکی طرف سے بطور نائب کے فضل بن جعفر بن فرات کو صوبہ جات موصل، قردی، بازبدی، ماردین، دیار جزیرہ دیار بکر، طریق فرات، او صغیر جند یہ، شامیہ اور افواج شام و مصر پر مامور کیا۔ افسران محکمہ جات خراج، ڈاک اور معاون کی معزولی اور تقرری کے اختیارات دیئے۔ بدر حمامی کو محکمۂ پولیس کی افسری دی گئی۔ محمد بن رائق اہواز سے طلب کیا گیا۔ اس نے اس صوبہ پر قبضہ کرکے ابن یاقوت کو سوس اور جند یساپور کی طرف نکال دیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن یاقوت کو اصفہان

کی سند گورنری مل گئی تھی اور یہ اس طرف روانہ ہونے کے تہیہ میں تھا۔ اتنے میں خلیفہ قاہر کی خلافت کا خاتمہ ہوگیا اور خلیفہ راضی سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ عہدۂ حجابت پہ مقرر کرنے کی غرض سے ابن رایق کو خلیفہ راضی نے بلا بھیجا۔ ابن رائق اہواز سے واسط کی طرف روانہ ہوا۔ ابن یاقوت سنتے یہ خبر پاکے دربار خلافت میں عہدۂ حجابت کی ایک درخواست بھیجدی جو پہنچنے کے ساتھ منظور کرلی گئی۔ ابن یاقوت سامان سفر درست کرکے ابن رایق کے بعد ہی روانہ ہوگیا۔ کسی نے ابن رایق سے اس کی خبر کردی اس خیال سے کہ ابن یاقوت سے میں پہلے بغداد میں پہنچ جاؤں۔ واسط میں نہ ٹھہرا ڈبل کوچ کرتا ہوا بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ مداین میں خلیفہ راضی کا اس مضمون کا فرمان ملا " دربار خلافت سے علاوہ تمھارے صوبہ بصرہ کے صوبۂ واسط کے صیغہ ہائے جنگ و معاون کی تم کو حکومت مرحمت کیجاتی ہے بجائے بغداد آنے کے واسط واپس جاؤ" چنانچہ مداین سے براہ دجلہ واسط کو لوٹا بوقت مراجعت اثناء راہ میں ابن یاقوت بغداد آتا ہوا ملا بعد چندے ابن یاقوت بغداد میں داخل ہوا خلافت مآب نے عہدۂ حجابت سے سرفراز فرماکے سرداری افواج و قاتر کی نگرانی بھی اسی کے سپرد کی اور یہ حکم دیا کہ امراء لشکر اور حکام مال و دیوانی اسی کے حضور میں حاضر ہوا کریں۔ کوئی فرمان تقرری یا معزولی یا رہائی یا قید کا بغیر اس کے دستخط کے جاری نہ ہو۔ درحقیقت وزارت یہی کرتا تھا اور وزیر السلطنت ابن مقلہ اسکی مجلس کا ایک ممتاز و معزز ممبر تھا۔

قتل ہارون ہارون غریب الحال کو خلیفہ قاہر نے کوفہ، دینور اور ماسبدان کی گورنری مرحمت فرمائی تھی۔ جس وقت خلیفہ قاہر معزول کیا گیا اور خلیفہ راضی سریر خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ ہارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تو خلیفہ قاہر کے ماموں کا بیٹا ہوں۔ میرے سوا اور کوئی شخص مستحق حکومت و سرداری کا نہیں ہے۔ اراکین

دولت اور سپہ سالاران لشکر کو انعام اور جایزے دینے کا وعدہ کیا اور دینور سے خانقین کی جانب بقصد بغداد کوچ کر دیا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ، ابن یاقوت فوج ساجیہ اور محافظین محلسرائے خلافت کو ناگوار گذرا دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ راضی سے ہارون کی شکایت جڑ دی۔ خلیفہ راضی نے ان لوگوں کو ہارون سے مزاحمت کرنے کی اجازت دیدی ان لوگوں نے ہارون کو بذریعہ خط وکتابت بغداد میں آنے کی ممانعت کی اور علاوہ ان صوبوں کے جو اس کے قبضہ میں تھے دو ایک صوبہ دینے کا وعدہ کیا مگر ہارون اس جانب ذرا بھی ملتفت نہ ہوا۔ نہروان میں پہنچکے بجبر وتعدی خراج وصول کرنے لگا جس سے اُس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ اراکین دولت نے یہ خبر پا کے محمد بن یاقوت کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ ہارون کے طوفان بے امتیازی کے روم مقام کو روانہ کیا۔ جوں ہی دونوں فوجیں مقابلہ پہ آئیں ابن یاقوت کے بعض ہمراہی بھاگ کے ہارون کے پاس چلے گئے ابن یاقوت نے ہارون کے پاس مصالحت کا پیغام بھیجا اور بغداد کی عزیمت سے روکا۔ ہارون نے منظور نہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں بغداد کی عزیمت فسخ نہ کرونگا۔ ابن یاقوت اس جواب صاف کو سُنکے خاموش ہو رہا۔ یوم سہ شنبہ چوبیسویں جمادالثانی ۳۲۲ھ کو دونوں فوجوں نے ہنگامۂ کارزار گرم کیا پہلے ہی حملہ میں ابن یاقوت کو ہزیمت ہوئی اس کا لشکرگاہ لوٹ لیا گیا ابن یاقوت تبریز کے پل کی طرف بھاگا اور اس سے گذر گیا ہارون نے تنہا اس کا تعاقب کیا۔ رفتہ رفتہ ایک جھیل میں پہنچا۔ اتفاق سے گھوڑا بدکا زمین پر آ رہا ابن یاقوت کے ایک غلام نے پہنچکے سر اُتار لیا۔ ہارون کے ہمراہی اس واقعہ کو دیکھ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ دو ایک سپہ سالار مارے گئے اور دو ایک گرفتار کر لئے گئے ابن یاقوت منظفر و منصور بغداد کی جانب لوٹا۔

ابن یاقوت کا ادبار ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ابن یاقوت کو کل دفاتر کی نگرانی سپرد کیا گیا تھا اور وزارت بھی درحقیقت یہی کر رہا تھا ابن مقلہ برائے نام وزیر تھا ۔ ابن مقلہ وقت بے وقت موقع پا کے خلیفہ راضی سے اس کی شکایت کرنے لگا تاآنکہ خلافت مآب پر ابن یاقوت کی مخالفت ثابت کر دی اور ماہ جمادی الاول ۳۲۲ھ میں اسکی گرفتاری پر آمادہ کر دیا ۔

پانچویں ماہ مذکور کو خلیفہ راضی حسب دستور دربار میں رونق افروز ہوا ارکین سلطنت، امراء لشکر اور وزراء حسب مراتب موجود ہوئے گورنران صوبجات بھی ایک طرف کھڑے تھے ۔ امیدواران گورنری کے ملنے کا انتظار کر رہے تھے ۔ خلیفہ راضی نے ارشاد فرمایا "گورنروں کی تقرری اور تبدیلی کی غرض سے میں نے یہ دربار منعقد کیا ہے ۔ ابن یاقوت کو عہدہ حجابت کی خدمات کے انجام دینے کو حاضر لاؤ" ۔ اس حکم کے صادر ہونے کی دیر تھی کہ ابن یاقوت حاضر لایا گیا ۔ خدام دولت اس کو لئے ہوئے دربار کے ایک کمرہ کی طرف گئے اور وہیں قید کر دیا ۔ بعد اسکے وزیر السلطنت ابن مقلہ نے محمد بن یاقوت کے مکان کی محافظت پر ایک دستہ فوج کو متعین کیا ۔ اسی تاریخ سے ابن مقلہ کو عہدہ وزارت کے اختیارات کاملہ مل گئے ۔

یاقوت ان دنوں واسط میں مقیم تھا اپنے بیٹے محمد کی گرفتاری کی خبر پا کے فارس کی طرف بقصد جنگ ابن بویہ کوچ کر دیا اور دربار خلافت میں خلافت مآب کو خوش کرنے کی غرض سے عرضی روانہ کر دی جس میں یہ بھی درخواست کی تھی کہ میرے بیٹے کو میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ ابن بویہ کے مہم میں میرا ہاتھ بٹائے ۔ وزیر السلطنت نے اس درخواست پر کچھ توجہ نہ کی ۔ محمد بن یاقوت برابر جیل کی مصیبت جھیلتا رہا یہاں تک کہ بحالت قید ۳۲۴ھ میں مر گیا ۔

بریدی کے حالات ابو عبداللہ بریدی زمانہ ابن یاقوت میں اہواز کی گورنری پر تھا

جس وقت مرداویج نے اہواز پر قبضہ کیا اور ابن یاقوت شکست کھا کے بھاگ نکلا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ بریدی اہواز سے بصرہ چلا آیا اور نشیبی اہواز میں متصرف و وقابض ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی یاقوت کے عہدۂ کتابت کو بھی انجام دے رہا تھا بعد چندے یاقوت کے پاس چلا آیا اور اس کے پاس واسط میں ٹھہرا رہا۔ جس وقت ابن یاقوت گرفتار کیا گیا۔ وزیر ابن مقلہ نے بریدی اور یاقوت کے پاس خطوط روانہ کئے جس میں ابن یاقوت کے گرفتار کرنے کی معذرت تھی اور ان دونوں کو مہم فارس پر جانے کی تاکید کی تھی چنانچہ واسط سے یاقوت براہ سوس روانہ ہوا اور بریدی براہ دریا۔ کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ دونوں اہواز پہنچے۔ سوس اور جندیسا پور (مضافات اہواز) اس کے دونوں بھائیوں ابوالحسن اور ابویوسف کی سپردگی میں تھے اس سے پیشتر ابوالحسن اور ابویوسف نے دربار خلافت میں رپورٹ بایں مضمون کی تھی کہ اگر مرداویج کی روک تھام نہ کی جائیگی تو عنقریب ان بلاد پر وہ قابض و متصرف ہو جائیگا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے اس رپورٹ کی تصدیق کی غرض سے ایک نائب بھیجا تھا اس نائب نے بعد تحقیقات ابوالحسن اور ابویوسف کی رپورٹ کی تائید اور تصدیق کی اسی اثنا میں بریدی بھی پہنچ گیا اور اس نے ان دونوں کے جمع کئے ہوئے مال پر جس کی تعداد چار لاکھ دینار سے متجاوز تھی قبضہ کر لیا۔ اس سے بریدی کی قوت بڑھ گئی لشکر بھی مرتب کر لیا۔ بعد ازاں یاقوت کو بغرض فتح فارس ارجان کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود اہواز میں ٹھہرا یا ہوا خراج وصول کرتا رہا جس سے اسی قدر مال اور فراہم ہو گیا۔

یاقوت اور ابن بویہ سے مقام ارجان پر مقابلہ ہوا یاقوت شکست کھا کے عسکر مکرم کی طرف بھاگا ابن بویہ رامہرمز تک تعاقب کرتا گیا۔ جب یاقوت بھاگ آیا تو رامہرمز میں ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔

قتل یاقوت ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ مقام ارجان میں بمقابلہ عماد الدولہ ابن بویہ یاقوت شکست کھا کے عسکر مکرم کی طرف بھاگ آیا ہے ابن بویہ نے فارس پر قبضہ حاصل کر لیا ہے۔ ابو عبداللہ بریدی اہواز میں ٹھہرا ہوا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ یہ یاقوت کا لشکری بھی تھا یاقوت کو اس پر پورا اعتماد تھا۔ چونکہ انتظامی قوت یاقوت میں کم تھی اور دور اندیشی کا مادہ مطلق نہ تھا ابو عبداللہ بریدی نے بذریعہ اپنے بھائی ابو یوسف کے یاقوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ عسکر مکرم میں قیام فرمائیے میں بہت جلد سامان جنگ اور مال فراہم کرکے [illegible] سے آنے والا ہے آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں اس میں آپ کو مغز خراشی بھی نہ کرنی پڑے گی لشکریوں کے شور و شغب سے آپ کو تکلیف بھی نہ ہوگی۔ اس پیام کے ساتھ خزانہ اہواز سے پچاس ہزار دینار بھی خرچ کے لئے روانہ کئے۔ سادہ لوح یاقوت اس فقرہ میں آگیا۔ اور بریدی اس قدر مال روانہ کرکے خاموش ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں یہ مال ختم ہو گیا یاقوت اور اس کے لشکریوں کی عسرت سے بسر ہونے لگی۔ قبل اس واقعہ کے یاقوت کے پاس ابن بویہ کے ہمراہیوں میں سے طاہر جیلی اور اس کا کاتب ابو جعفر سہیری ابن بویہ سے ناراض ہو کے چلا آیا تھا۔ جب یاقوت کے لشکر میں فاقہ کشی کی نوبت آگئی تو طاہر جیلی یاقوت سے رخصت ہو کے غربی تستر کی جانب لوٹا عماد الدولہ کو اسکی علیحدگی کی خبر لگ گئی لشکر آراستہ کرکے یاقوت پر حملہ کر دیا۔ یاقوت کو ہزیمت ہوئی اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا ابو جعفر قید ہو گیا مگر عماد الدولہ کے وزیر کی سفارش سے رہا کر دیا۔ رہائی پاکے کرمان پہنچا معز الدولہ بن بویہ کی خدمت میں حاضر ہو کے عہدۂ کتابت کو حاصل کر لیا۔

طاہر نے بعد علیحدگی بریدی کو ایک خط مشعر ضعف یاقوت و نا اتفاقی ہمراہیان یاقوت تحریر کیا بریدی نے یاقوت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ اپنے لشکریوں کو انکے

سرداروں کے ساتھ ایک ایک دستہ کرکے میرے پاس اہواز میں بھیج دیجئے میں انکو سمجھا بوجھا دوں آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرینگے۔ سادہ لوح یاقوت نے نہایت سادگی سے اس رائے پر عمل کیا۔ بریدی نے ان میں سے اچھے اچھے لوگوں کو منتخب کرکے اپنے لشکر میں رکھ لیا باقی کو واپس کردیا۔ اور جن لوگوں کو اپنے لشکر میں داخل کیا انکے ساتھ کریمانہ برتاؤ کئے یاقوت نے بریدی کے پاس لشکر کی تنخواہ کی طلبی کا خط لکھا۔ بریدی نے ذرا بھی التفات نہ کی مجبوراً یاقوت بریدی کی طرف روانہ ہوا بریدی یہ خبر پاکے پیادہ پا استقبال کو آیا۔ دست بوسی کی۔ عزت و احترام سے خاص اپنے مکان میں لیجاکے ٹھہرایا بے عذری سے خدمت کرتا رہا۔ مگر یہ سب ظاہرداری تھی۔ لشکریوں کو اشارہ کردیا شوروغل مچاتے ہوئے دارالامارت کے دروازہ پر آئے۔ یاقوت نے شوروغوغا کا سبب دریافت کیا بریدی نے سر نیچا کرکے دست بستہ عرض کی "یہ لوگ ہم کو اور آپ کو قتل کرنے کے قصد سے آئے ہیں۔ ان کو ہمارا اور آپ کا ملنا ناگوار گذرا ہے"۔ یاقوت یہ سن کے گھبرا گیا۔ بریدی نے ایک کھڑکی سے نکل جانیکا اشارہ کردیا۔ یاقوت ترساں و خائف اس کھڑکی سے نکل کے عسکر مکرم کو لوٹ آیا۔ بعد اس کے بریدی نے یاقوت کو اپنے لشکریوں کے تعاقب کرنے سے ڈرایا اور یہ لکھ بھیجا کہ چونکہ عسکر مکرم اہواز سے صرف آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ عسکر مکرم سے تستر میں جاکے قلعہ نشین ہوجائے اور والی تستر کو یاقوت کو پچاس ہزار دینار دینے کو تحریر کردیا۔ یاقوت اس رائے کے مطابق عسکر مکرم سے تستر جانے پر تیار ہوا۔ اس کا ایک خادم مونس نامی تھا وہ بریدی کی چالوں کو تاڑ گیا تھا۔ اس نے اس کی چالاکیوں اور اس کے فریب و مکر کو یاقوت پر ثابت کرکے یہ رائے دی کہ آپ بغداد چلے جائے محافظین محلسرائے خلافت کے آپ سردار ہیں اور ان لوگوں نے آپ کو طلبی کا خط

بھی لکھا تھا اِن مزخرفات کو چھوڑیئے اور بغداد میں جاکے آرام کے ساتھ سرداری کیجئے اور جہاں تک ممکن ہو بریدی کا قلع و قمع جلد کیجئے اور اہواز سے اسکو نکال باہر فرمایئے۔ یاقوت نے اس نصیحت کے سُننے سے اپنے کو بہرا بنالیا۔ اور بریدی کے معاملہ میں کسی کی کچھ نہ سُنی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے کُل ہمراہی آہستہ آہستہ بریدی کے پاس چلے گئے اور یہ بریدی کا دم بھرتا رہا تا آنکہ اس کے پاس صرف آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے اس اثنا میں اسکا بیٹا مظفر[1] خلیفہ راضی کے قید سے بعد ایک ہفتہ کے رہائی پاکے اسکے پاس آیا اور بریدی کے کُل حالات سُنکے بغداد جانے کی رائے دی اور یہ کہا کہ اگر بغداد میں آپ کا خاطر خواہ مقصود حاصل نہ ہو تو موصل اور دیار ربیعہ کی طرف چلے جائیگا اور اُس پر قابض و متصرف ہوجائیگا یاقوت نے اس سے انکار کیا مظفر اُس سے علیحدہ ہوکے بریدی کے پاس چلا آیا۔ بریدی نے بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے پیش آیا اور در پردہ اسکی محافظت و نگرانی پر چند لوگوں کو متعین کردیا۔

باوجودیکہ بریدی کی فوجی اور مالی قوت آئے دن بڑھتی جاتی تھی مگر پھر بھی بنظر انجام بینی یاقوت سے خائف ہوا۔ کہلا بھیجا کہ خلیفہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپکو کیا تو بغداد روانہ کردوں اور کیا بلاد جبل کے کسی صوبہ پر مامور کرکے بھیجدوں۔ یاقوت نے مہلت مانگی بریدی نے مہلت دینے سے انکار کرکے ایک لشکر اہواز سے روانہ کردیا۔ یاقوت کو بریدی کے ان حرکات و افعال سے اسکی خبث باطنی اور بدنیتی کا احساس ہوگیا۔ بریدی پر حملہ کرنے کے قصد سے عسکر مکرم پہنچگیا لیکن اس وقت بریدی کا کہیں پتہ و نشان بھی نہ تھا بعد اسکے بریدی کا لشکر بسر افسری ابو جعفر جمال آپہونچا ایک حصہ فوج نے بڑھ کر مقابلہ کیا اور دوسرے حصہ کو یاقوت کے لشکر کے

[1] خلیفہ راضی نے اس کو ماہ جمادی الاول ۳۲۴ھ میں قید کردیا تھا بعد ایک ہفتہ کے رہا کرکے اسکے باپ کے پاس منتشر روانہ کردیا۔

پیچھے کمین گاہ میں چھپا دیا۔ بعد ظہر یاقوت کی شکست ہوئی۔ لشکر تتر بتر ہو گیا۔ یاقوت نے ایک دیوار کے پیچھے بیٹھ کے آستین سے اپنے مُنہ کو چھپا لیا۔ بریدی کے چند سپاہی اس طرف سے ہو کے گزرے اجنبی سمجھ کے مُنہ کو کھولدیا معلوم ہوا کہ یہ یاقوت ہے۔ سب کے سب ٹوٹ پڑے۔ قتل کر ڈالا۔ سر اُتار کے لشکر میں لائے۔ ابوجعفر نے نعش کو اسی میدان میں دفن کرا دیا اور سر کو معہ اُس مال و اسباب کے جو اس لڑائی میں لشکر گاہ یاقوت سے ہاتھ آیا بریدی کے پاس تستر بھیجدیا۔ بریدی نے یاقوت کے بیٹے مظفر کو گرفتار کر کے بغداد روانہ کر دیا اور خود اس صوبہ جات پر قابض و متصرف ہو گیا یہ واقعات ۳۲۴ھ کے ہیں۔

ابن مقلہ اور ناصر الدولہ ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن ابو الہیجا عبداللہ بن حمدان موصل کی گورنری پر تھا اسکے چچا ابو العلاء سعید نے دربار خلافت سے موصل اور دیار ربیعہ کی سند حکومت حاصل کر کے خفیہ طور سے باظہار اس امر کے کہ میں اپنے برادر زادہ کے پاس روپیہ لینے جاتا ہوں موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ اس سے مطلع ہو کے استقبال کی غرض سے موصل سے نکلا۔ ابو العلاء دوسری راہ سے موصل میں داخل ہو کے دار الامارت میں جا کے بیٹھ گیا۔ ناصر الدولہ نے یہ سُنکے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے پہنچکے ابو العلاء کو گرفتار کر لیا۔ دوسری جماعت نے جا کے سر اُتار لیا۔

خلیفہ راضی کو اس خبر کے سُننے سے سخت صدمہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ کو روانگی موصل کا حکم دیا چنانچہ ماہ شعبان ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت ابن مقلہ لشکر آراستہ کر کے موصل کیجانب روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کے موصل سے زوزان چلا آیا وزیر السلطنت کوہ تنین تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ پھر وہاں سے واپس آ کے موصل میں قیام پذیر ہو گیا۔ اور مالگذاری وصول کرنے لگا ناصر الدولہ نے دس ہزار دینار وزیر السلطنت کے بیٹے کے پاس بغداد روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ یہ آپ کی نذر ہے ایسا کچھ کیجئے کہ جسقدر

جلد ممکن ہو آپ کے والد موصل سے بغداد کا راستہ لیں۔ وزیر السلطنت کے بیٹے نے اس تحریک پر عمل کیا۔ وزیر السلطنت نے گھبرا کے علی بن خلف بن طباب کو اور فوج ساجیہ سے ماکرد دیلمی کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور طے مسافت کرکے پندرہویں شوال ۳۲۳ھ کو داخل بغداد ہوا۔

بعد روانگی وزیر السلطنت ناصر الدولہ نے فوجیں مجتمع کیں اور ماکرد دیلمی سے مقام نصیبیں میں برسر مقابلہ آیا ماکرد شکست کھا کے رقہ کی جانب بھاگا اور پھر وہاں سے نکلکے بغداد آگیا۔ ماکرد کی ہزیمت سے علی بن خلف بھی متاثر ہو کے بغداد چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے موصل میں پہنچکے قبضہ کر لیا۔ دربار خلافت میں عذر خواہی کی عرضی بھیجی خلافت مآب نے عفو تقصیر فرما کے سند حکومت مرحمت کر دی۔

تبدیلی وزارت چونکہ محمد رایق نے دار الخلافت بغداد میں خراج کا بھیجنا بند کر دیا تھا۔ اس وجہ سے ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت نے محمد کو واسط میں صوبجات واسط اور بصرہ کے چھوڑ دینے کا خط لکھ بھیجا تھا۔ محمد بن رایق نے وزیر السلطنت کے خط کا جواب مخالفانہ تحریر کیا اور در پردہ خلیفہ راضی کی خدمت میں وزارت کی درخواست کی اس شرط سے کہ محلسرائے خلافت کے خرچ کا کل بار میرے سر اور لشکریوں کی تنخواہ میرے ذمہ۔

جواب خط آنے پر وزیر السلطنت نے یہ رائے قائم کی کہ اپنے بیٹے کو باظہار اس امر کے کہ اہواز جا رہا ہے ابن رایق کے گرفتار کرنے کو واسط روانہ کر دوں اور ایک قاصد بھی ابن رائق کے پاس اسی امر کے ظاہر کرنے کو بھیجدوں تاکہ اسکو کوئی خیال مخالفت نہ پیدا ہو صبح کے وقت اس معاملہ کے عرض کرنے کو قصر خلافت میں حاضر ہوا مظفر بن یاقوت اور محافظین محلسرائے خلافت نے گرفتار کر لیا۔

قبل اس واقعہ کے مظفر بن یاقوت کو قید کی مصیبت سے رہائی حاصل ہو چکی

تھی اور عہدۂ حجابت کے کام کو انجام دے رہا تھا۔

خلیفہ راضی نے اس فعل پر مظفر اور محافظین محلسرا ے خلافت کی تعریف کی۔ انعامات دئے ابو الحسین بن ابو علی بن مقلہ معہ اور ممبران خاندان وزارت کے روپوش ہوگیا۔ بعد ازاں خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ اور محافظین محلسرا ے خلافت کی درخواست پر علی بن عیسیٰ کو طلب فرما کے قلمدان وزارت سپرد کرنے کا قصد کیا۔ علی بن عیسیٰ نے پیرانہ سالی کا عذر کرکے اپنے بھائی عبد الرحمٰن کی طرف اشارہ کیا اسی وقت خلافت مآب نے عبد الرحمن بن عیسےٰ کو طلب کرکے قلمدان وزارت عنایت فرمایا۔ اور معزول وزیر ابن مقلہ کے معاملہ کو بھی اسی کے سپرد کیا۔ ابن مقلہ سے بھی جیسا کہ اور سابق معزول وزراء سے جرمانہ کیا گیا تھا وصول کیا گیا۔

بعد چندے عبد الرحمٰن سے وزات کا کام نہ چل سکا۔ خراج کے وصول ہونے میں دقت ہوئی۔ انتظامات ملکی میں خلل پیدا ہونے لگا۔ مجبور ہوکے استعفاء دیا۔ خلیفہ راضی نے اس کو اور اسکے بھائی کو وزارت کے تیسرے مہینے گرفتار کرلیا اور ابو جعفر محمد بن قاسم کرخی کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ وزارت کی تبدیلی سے علی بن عیسےٰ پر بھی آفت آئی ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا گیا۔

ابو جعفر کے زمانہ وزارت میں خراج کی آمد بند ہوگئی۔ گورنروں نے اپنے صوبجات مقبوضہ کو دبالیا ابن رائق نے واسطہ اور بصرہ کا خراج بند کردیا۔ بریدی نے صوبۂ اہواز کی آمدنی دبالی۔ فارس کا خراج بوجہ غلبہ و تصرف ابن بویہ بند ہوگیا۔ چونکہ سوائے ان صوبجات کے اور کوئی صوبہ دولت عباسیہ کے قبضہ میں نہ تھا اسوجہ سے اسکی مالی حالت بیحد کمزور ہوگئی۔ اراکین سلطنت اور امراء دولت علم خلافت کو ہر چہار طرف سے اپنی خود غرضیوں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ لشکریوں کی تنخواہیں چڑھ گئیں تھیں۔ مطالبات کی کثرت تھی۔ خرچ کی تنگی ہو رہی تھی۔ ابو جعفر کا رعب

و داب لوگوں کے قلوب سے اُٹھ گیا تھا۔ جب اِس سے کچھ بن نہ آئی تو اپنی وزارت کے تین ماہ پندرہ یوم کے بعد روپوش ہوگیا۔ خلیفہ راضی نے بجائے اسکے ابوالقاسم سلیمان بن حسن کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ اسکی حالت بھی مثل وزرار سابق کے تھی نہ اسکے قبضہ میں کچھ مال و زر تھا اور نہ اس کو ملک کی حالت سے کوئی آگاہی تھی۔ خزانہ خالی پڑا ہوا تھا اور نام کی وزارت یہ کر رہا تھا۔

ابن رائق کا عروج

جس وقت خلیفہ راضی کو وزرار کی نالائقی کا وقوف ہو گیا ابوبکر محمد بن رائق کو واسطے سے بلا بھیجا اور یہ تحریر فرمایا کہ خلافت مآب نے تمہاری درخواست درباب وزارت منظور فرمالی ہے مناسب ہے کہ دربار خلافت میں حاضر ہو کے اپنے منصبی کام کو انجام دو۔ ابن رائق اس فرمان کو دیکھ کے خوش ہو گیا روانگی کی تیاری کرنے لگا۔ اس اثنار میں خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ کو ابن رائق کے پاس بھیجدیا۔ اور اسکی سرداری عنایت کی۔ امیرالامرا کا خطاب دیا محکمہ مال و دیوانی، تبدیلی و تقرری حکام، نظم و نسق ممالک، کتابت حجابت غرض کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے اختیارات مرحمت کئے۔ ممبروں پر خطبوں میں اپنے نام کے بعد اسکے نام کے پڑھے جانیکا حکم صادر کیا۔ ماہ ذی الحجہ ۳۲۴ھ میں فوج ساجیہ وارد واسط ہوئی۔ ابن رائق نے پہنچنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا انکی سواریاں اور مال و اسباب ضبط کر لیا۔ ظاہر یہ کیا کہ محافظین محلسرائے خلافت سے انکی تنخواہ بڑھائی جائیگی۔ محافظین محلسرائے خلافت یہ سُنکے بھڑ اُٹھے۔ اپنے مکانات کو چھوڑ کے محلسرائے خلافت میں آکے خیمہ زن ہو گئے ہیں۔ اسکے ابن رائق واسط سے بغداد آیا۔ خلیفہ راضی نے خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور زمام مملکت اس کے ہاتھ میں دیدی۔ اسکے حکم سے محافظین محلسرائے خلافت خیموں کو اُٹھا کے اپنے مکانات میں جاکے مقیم ہوئے۔ اُسی وقت سے کل دفاتر شاہی بند کر دئے گئے۔ نام

کی وزارت باقی رہ گئی۔ کوئی اختیار اس کو نہ تھا۔ ابن رائق اور اسکا سکرٹری جو چاہتا کرگذرتا۔ خزانے بند کے بند رہے خراج اس کے خزانہ میں داخل ہوتا سیاہ و سفید جو چاہتا کرتا۔ خلافت مآب بھی اسی کے دست نگر تھے۔ ایک حبہ ان کے قبضہ میں نہ تھا۔ وہ اپنے مقصود اور خواہش کی مطابق ان سے کام لیتا۔ غرض یہ کاٹ کی پتلی یا موم کی ناک تھے جس طرف چاہتا پھیر دیتا۔ گورنران ممالک محروسہ نے یہ رنگ دیکھ کے غاشیہ اطاعت کو اپنے دوش سے اُتار کے رکھ دیا جسقدر جسکے قبضہ میں تھا اُس کو اُس نے دبالیا خلافت مآب کے قبضہ میں اسوقت سوائے بغداد اور اسکے مضافات کے اور کوئی ملک باقی نہ رہ گیا تھا۔ بایں ہمہ ابن رائق خلافت مآب پر حاوی اور ہر کام میں پیش پیش ہو رہا تھا اور اسکا حکم جاری و ساری تھا۔

باقی صوبجات ممالک محروسہ کی یہ کیفیت تھی۔ بصرہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا خوزستان اور اہواز بریدی کے، فارس عماد الدولہ بن بویہ کے، کرمان ابو علی محمد بن الیاس کے، رے، اصفہان اور جبل رکن الدولہ ابن بویہ اور وشمگیر کے (وشمگیر مرداویج کا بھائی تھا جو رکن الدولہ کا اس صوبہ میں مزاحم اور مخاصم بنا ہوا تھا) موصل، دیار بکر، دیار مضر اور دیار ربیعہ بنی حمدان کے، مصر و شام محمد بن طغج کے، مغرب اور افریقہ عبیدیین کے، اندلس عبد الرحمن بن محمد ملقب بہ الناصر اموی کے، ماوراء النہر بنی سامان کے، طبرستان دیلم کے، بحرین اور یمامہ ابو طاہر قرمطی کے ہاتھ میں تھا۔

ایسی حالت میں خلافت عباسیہ کے وہی حالات اور اخبار ہم کو بیان کرنے باقی رہ گئے جو اس کے متعلق اور اس سے وابستہ تھے اور وہ فقط ابن رائق اور بریدی کے حالات تھے۔ علاوہ انکے اور گورنران صوبجات ممالک محروسہ جنہوں نے علم خلافت سے قطع تعلق کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ انکے حالات و اخبار کو علیحدہ کیے بعد دیگرے ہم بیان کرینگے۔ کما شرطنا ہ فی اول الکتاب۔

بعد چندے ابن رائق نے یہ خیال کر کے کہ ابو الفضل بن جعفر بن فرات کی وزارت سے صوبۂ مصر و شام کا خراج ہمارے قبضہ میں آجائیگا۔ ایک فرمان طلبی کا خلیفہ راضی کیجانب سے اس کے نام روانہ کیا۔ صوبۂ مصر و شام کے محکمہ مال کا یہ افسر اعلےٰ تھا۔ جب یہ بغداد میں آگیا تو خلیفہ راضی اور ابن رائق کی وزارت پر متعین کیا گیا۔

بجکم اور ابن رائق کا ملنا

پہلے بجکم، ماکان بن کالی کے سپہ سالاروں اور اسکے خادموں میں تھا اسکے وزیر ابو علی فارض نے اس کو دیا تھا جب ماکان کی حالت ابتر ہوئی تو یہ بھی الوگوں کے ساتھ جو لوگ ماکان سے علیحدگی اختیار کر کے مرداویج کے پاس چلے آئے تھے مرداویج کے پاس چلا آیا مرداویج نے اسکو بلاد جبل میں دیلم کی سرداری دی۔

مرداویج نے بعد قبضہ رے، اصفہان اور اہواز اپنے خیالات وسیع کر لئے بادشاہی کی بو دماغ میں سما گئی سونے کا تخت بنوایا۔ سپہ سالاروں اور سرداروں کے بیٹھنے کو چاندی کی کرسیاں بنوائیں۔ کسریٰ کی طرح سر پر تاج مرصع رکھا اور شاہنشاہ کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کیا۔ پھر عراق پر قبضہ کرنے اور مداین میں کسرائے فارس کے قصور (محلوں) کو از سر نو بنوانے کا شوق چرایا اسکے پاس سپہ سالاران ترک کا ایک گروہ تھا۔ از انجملہ بجکم بھی تھا۔ چونکہ اس کا تحکم اسکے سپہ سالاران ترک اور نیز عام لشکریوں کو ناگوار گذر رہا تھا۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے اسکو ۳۲۳ھ میں اصفہان کے باہر قتل کر ڈالا جیسا کہ انکے حالات میں ہم بیان کرینگے۔ مرداویج کے مارے جانے کے بعد دیلم نے اسکے بھائی وشمگیر بن وزیار (پدر قابوس) کو اپنا سردار بنالیا۔

بعد قتل مرداویج ترکوں کے دو فرقے ہوگئے۔ ایک فرقہ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا۔ دوسرا جو پہلے فرقہ سے تعداداً زیادہ تھا بجکم کے پاس

جبل کی جانب روانہ ہوگیا اور دینور وغیرہ کا خراج وصول کرنے لگا۔ بعد ازاں نہروان کی طرف قدم بڑھایا۔ خلیفہ راضی سے بغداد میں آنے کی بابت خط وکتابت کی۔ خلافت مآب نے اجازت دیدی محافظین محلسرائے خلافت کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو بلاد جبل کی طرف واپس جانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں کو اس حکم سے ناراضی ہوئی۔ تعمیل کرنے میں تاخیر کرنے لگے اس اثناء میں ابن رائق والی واسط و بصرہ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا سب کے سب اسکے پاس چلے گئے۔ اُس نے بجکم کو ان لوگوں کا سردار بنایا۔ ترکوں اور دیلم سے جو مرداویج کے ہمراہیوں سے تھے خط وکتابت کرنے کو کہا چنانچہ ایک گروہ بجکم کے نامہ و پیام سے آملا۔ ابن رائق نے اِس کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے انعامات اور صلے دیئے بعد اسکے بجکم کو رائق کی طرف منسوب کرکے رائقی کے نام سے موسوم کیا اور یہ اجازت دی کہ اپنے مخاطبات میں اپنے کو اسی نام سے موسوم کیا کرے۔

روانگی راضی و ابن رائق بجنگ ابن بریدی۔

سنہ ۳۲۵ھ میں ابن رائق نے خلیفہ راضی کو یہ مشورہ دیا کہ آپ بغداد سے واسط چلے آئیے اور ابن بریدی سے خراج طلب فرمائیے اگر بیچون وچرا پیش کردے تو فبہا ورنہ فوج کشی میں بوجہ قرب امداد آسانی ہوگی۔ چنانچہ خلیفہ راضی اس رائے کے مطابق اول محرم سنہ ۳۲۵ھ میں بغداد سے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ محافظین محلسرائے خلافت یہ خیال قائم کرکے کہ مبادا ہمارے ساتھ بھی فوج ساجیہ کا جیسا برتاؤ نہ کیا جائے خلافت مآب کا ساتھ چھوڑ کے بیٹھ رہے اور کچھ سوچ سمجھ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے ابن رائق نے ممانعت کی ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ تب ابن رائق نے ان میں سے اکثر کے ناموں کو دفتر سے خارج کردیا اس پر ان لوگوں نے بغاوت کرکے مقابلہ کیا ابن رائق نے بھی اپنے رکاب کی فوج کو اشارہ کردیا لڑائی شروع

ہو گئی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ کثیر کام آگیا۔ بقیۃ السیف نے بغداد میں جاکے دم لیا۔ لولو افسر پولیس کو اسکی خبر لگ گئی اس نے ان لوگوں کے مکانات لٹوا لئے۔ تنخواہیں بند کر دیں۔ اور مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔

اس واقعہ کے بعد ابن رائق ان لوگوں کو جو فوج ساجیہ کے اسکے پاس قید تھے قتل کر کے معہ خلیفہ راضی کے اہواز کی جانب کوچ کر دیا۔ قریب پہنچکے ایک فرمان مشعر طلبی خراج سالہائے گذشتہ روانہ کیا اور بشرط ادائے خراج مذکور بحال رکھنے کا وعدہ کیا۔ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کے اہواز کا ایک ہزار دینار ماہواری خراج دینے کا اقرار کیا اور یہ وعدہ کیا کہ اسکی قسط روزانہ روانہ کیجائیگی اور اس شرط کو بھی منظور کیا کہ میں اس لشکر کو بھی خلافت مآب کے سپرد کر دونگا جو بغداد نہ جانے کی وجہ سے جنگ ابن بویہ پر جانا پسند کریگا۔ خلیفہ راضی کے حضور میں ابن بریدی کے جوابات پیش کئے گئے حسین بن علی نوبختی (یہ ابن رائق کا وزیر تھا) نے رائے دی کہ ابن بریدی کی کوئی بات منظور نہ کیجائے یہ سب ظاہرداری اور مکروفریب پر مبنی ہے ایک اقرار کو بھی وہ پورا نہ کریگا۔ ابوبکر بن مقاتل بولا "مصلحت وقت یہی ہے کہ ابن بریدی کی درخواست منظور کر لیجائے" خلیفہ راضی نے اس پچھلی رائے کی مطابق ابن بریدی سے عہدنامہ کی تجدید کرائی اور معہ ابن رائق کے کوچ کر دیا۔ اوائل صفر ۳۲۵ھ کو دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔

ابن بریدی نے ایک ہزار دینار ماہواری خراج اہواز دینے کے عوض ایک پیسہ بھی نہ دیا لشکر کا یہ حال ہوا کہ ابن رائق نے بوقت روانگی جعفر بن ورقار کو ابن بریدی کے پاس لشکر لینے کو روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ابن بریدی سے لشکر لے کے فارس پر فوج کشی کر دینا۔ ابن رائق کی واپسی کے بعد ابن بریدی نے لشکریوں کو

اُبھار دیا جعفر سے تنخواہ کے طلبگار ہوئے۔ جعفر نے ناداری کی معذرت کی ان لوگوں نے گالیاں دینی شروع کر دیں اور قتل کی دھمکی دی۔ جعفر گھبرا کے ابن بریدی کے پاس دوڑا آیا۔ ابن بریدی نے چھپکے بھاگ جانے کی رائے دی۔ چنانچہ جعفر رات کے وقت بہ تبدیل لباس بغداد کی طرف نکل کھڑا ہوا۔

بعد اسکے ابو بکر نے ابن رائق سے یہ سرگوشی شروع کی کہ آپ کا وزیر حسین بن علی نوبختی ناکارہ آدمی ہے اس کو معزول کر کے ابن بریدی کو مقرر کیجئے تیس ہزار دینار نذرانہ دیا جائیگا۔ ابن رائق نے معذرت کی کہ اسکے حقوق سوابق مجھ پر بہت ہیں میں اس کے احسانات فراموش نہیں کرسکتا مگر ابو بکر وقت بے وقت جب موقع پاتا اس باب میں کچھ نہ کچھ کہہ گذرتا۔ اتفاق وقت سے تھوڑے دنوں بعد حسین بیمار پڑا۔ ابو بکر نے ابن رائق سے جاکے کہا "حسین کا خیال اب آپ چھوڑ دیں کیونکہ وہ اس علالت سے جانبر نہ ہوگا عنقریب راہی عدم ہوگا" ابن رائق نے جواب دیا "یہ غلط ہے مجھ سے اسکے معالج طبیب نے بتلایا ہے کہ صرف کمزوری باقی ہے" ابو بکر بولا "چونکہ آپ کو حسین سے دلی تعلق ہے اس وجہ سے معالج طبیب نے امید کے کلمات کہے ہیں آپ اُس کے برادر زادہ علی بن حمدان سے دریافت فرمائیے" حسین نے علی بن حمدان کو اپنے زمانۂ علالت میں ابن رائق کی خدمت میں اپنی طرف سے بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا۔ ابو بکر نے اس کو یہ فقرہ دیا کہ تم کو اگر ابن رائق کی وزارت کی تمنا ہے تو جس وقت تم سے حسین کی علالت کو امیر دریافت کریں کہدینا کہ وہ جانبر نہ ہوگا" ایک روز ابن رائق نے علی سے حسین کی علالت کا حال دریافت کیا علی نے وہی جواب دیا جو ابو بکر نے سکھا دیا تھا۔ ابن رائق کو اس کے کہنے سے حسین کے جانبر نہ ہونے کا یقین ہوگیا۔ ابو بکر کو طلب کر کے کہا "ابن بریدی کو لکھ دو کہ کسی شخص کو اپنا نائب

مقرر کرکے ہمارے حضور میں بھیج دے" چنانچہ ابن بریدی نے احمد بن علی کوفی کو ابن رائق کی خدمت میں بھیج دیا۔

کوفی کے آنے کے بعد ابوبکر کو موقع مل گیا دونوں نے رفتہ رفتہ ابن رائق کے مزاج میں کافی طور سے درخور پیدا کرلیا۔ حسین تو بیمار ہی پڑا ہوا تھا۔ یہ دونوں جو چاہتے لکھ پڑھ کے ابن رائق سے دستخط کرا لیتے تھے۔ دائیں بائیں ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ ابن رائق کی طرف سے بصرہ کی حکومت پر محمد بن یزداد نامی ایک شخص مامور تھا۔ کج خلقی اور ظلم کا خوگیر تھا۔ کوفی اور ابوبکر نے متفق ہو کے ابن رائق سے اس کی شکایت جڑ دی اور ابو یوسف بن بریدی کے مقرر کئے جانے کی سفارش کی۔ ابن رائق نے منظور کرلیا۔ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کے اپنے غلام اقبال نامی کو دو ہزار فوج کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ تا صدور حکم ثانی قلعہ مہدی میں پہنچکے قیام کرنا۔ اس سے محمد کے کان کھڑے ہو گئے سمجھ لیا کہ اب میری حکومت کی خیر نہیں ہے ابن بریدی بصرہ کو مجھ سے ضرور چھین لیگا۔ ایک مدت تک اسی ادھیڑ بن میں پڑا رہا۔ بالآخر ابن بریدی نے لکھ بھیجا کہ بعض محاصل اور ٹکس جسکو تمہارے جابرانہ طریقہ سے اہل بصرہ پر لگا رکھا ہے معاف کر دیا جائے۔

ابن رائق کو اس واقعہ کی اور نیز اس امر کی خبر لگی کہ ابن بریدی کا لشکر قلعہ مہدی میں قیام پذیر ہے اور اس نے اُن محافظین محلسرائے خلافت کو اپنے یہاں فوج میں رکھ لیا ہے جو دار الخلافت سے نکال باہر کئے گئے تھے۔ ان لوگوں کے ملجانے سے اس کے لشکریوں نے خراج نہ بھیجنے پر اتفاق کرلیا ہے۔ ابن رائق نے ابن بریدی کو ان لوگوں کے نکال دینے کو لکھا ابن بریدی نے اس پر توجہ نہ کی تب اس نے کوفی کو حکم دیا کہ تم اس بارے میں ابن بریدی کو لکھو اور یہ بھی تحریر کرو کہ وہ اپنے لشکر کو قلعہ مہدی سے واپس کرلے۔ ابن بریدی نے اس کے جواب میں

تحریر کیا" چونکہ قرامطہ قریب بصرہ آگئے ہیں اور محمد والی بصرہ میں انکی مقاومت کی قوت نہیں ہے اس وجہ سے میر الشکر اہل بصرہ کی حمایت کو قلعہ مہدی میں پڑا ہوا ہے"۔ اسی اثنا میں قرامطہ ماہ ربیع الثانی ۳۲۵ھ میں کوفہ کے قریب پہنچگئے تھے ابن رائق ان کے مقابلہ پر اپنا لشکر لئے ہوئے قلعہ ابن ہبیرہ تک آگیا تھا مگر نوبت جنگ نہ آئی۔ قرامطہ اپنے شہر لوٹ آئے اور ابن رائق واسط چلا گیا۔ ابن بریدی نے یہ خبر پاکے اپنے امیر لشکر کو لکھ بھیجا کہ بصرہ میں داخل ہوکے محمد والی بصرہ کو نکال دو اور قبضہ کر لو۔ اور اسی فوج محافظین سے جسکو اس نے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا تھا ایک گروہ کو اسکی کمک پر بھیجدیا۔ ابن بریدی کی فوج دریا کیطرح بصرہ پر قبضہ کرنے کو بڑھی۔ محمد والی بصرہ مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر محمد کو ہزیمت ہوئی۔ اقبال نے بصرہ میں داخل ہوکے قبضہ کر لیا۔ ابن رائق نے اس خبر سے مطلع ہوکے ایک خط عتاب آمود ابن بریدی کو تحریر کیا جس میں بصرہ کے چھوڑدینے کی تاکید کی اور بصورت خلاف ورزی اپنے جاہ و جلال کی دھمکی دی۔ ابن بریدی نے اس خط کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔

بجکم کا اہواز پر قبضہ

جس وقت ابن بریدی نے ابن رائق کے حکم کے مطابق اپنے لشکر کو بصرہ سے نہ ہٹایا اور اسکا خط جو سراسر مغالطہ تھا ابن رائق کے پاس پہنچا۔ ابن رائق نے ایک لشکر بدر حرشی اور بجکم کے ساتھ ابن بریدی کی سرکوبی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہلے جامدہ میں پہنچکے قیام کرنا بعدازاں لشکر آراستہ کر کے مجموعی قوت سے مقابلہ کرنا۔ اتفاق یہ کہ بجکم پہلے پہنچگیا بلا انتظار بدر لشکر مرتب کر کے سوس کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی کا بھی لشکر جسکی تعداد تین ہزار تھی اسکے غلام محمد بن جال کی ماتحتی میں مقابلہ پر آگیا بجکم کے رکاب میں صرف دو سو ستر ترک تھے۔ سوس کے باہر صف آرائی کی نوبت آئی۔ بجکم نے باوجود

قلت جماعت پہلے ہی حملہ میں محمد بن جمال کو شکست فاش دیدی۔ محمد بن جمال بھاگ کے ابن بریدی کے پاس پہنچا۔ ابن بریدی نے اسکو شکست کھا جانے پر سخت ملامت کی اور چھ ہزار لشکر مجتمع کرکے دوبارہ روانہ کیا۔ نہر تستر پر بجکم سے مقابلہ ہوا۔ محمد بن جمال پر بجکم کا خوف ایسا غالب ہوگیا تھا کہ بغیر جنگ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن بریدی یہ حال دیکھ کے تین لاکھ دینار لیکے کشتی پر سوار ہوا۔ اس کے ہمراہی منتشر ہوگئے مال و اسباب ادھر اُدھر ہوگیا۔ بصرہ کے قریب پہنچکے مقام ابلہ میں قیام پذیر ہوا۔ اور اپنے غلام اقبال کو ایک دستہ فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جوں ہی اقبال آگے بڑھا ابن رائق کے لشکر سے مقابلہ ہوگیا۔ لڑائی ہوئی آخرالامر اقبال کو فتح نصیب ہوئی۔ ابن رائق کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہوآیا۔ ابن بریدی نے انکو رہا کردیا اور ابن رائق کی خدمت میں ایک خط عذر خواہی کا چند رؤسا بصرہ کی معرفت روانہ کیا۔ ابن رائق نے معذرت پر توجہ نہ کی رؤسا بصرہ سے ہمدردی کا خواستگار ہوا ان لوگوں نے کچھ شرطیں پیش کیں۔ ابن رائق نے جھلا کے قسم کھائی کہ اگر بصرہ پر میرا قبضہ ہوجائیگا تو آگ لگا دونگا۔ رؤسا بصرہ اپنی تمناؤں کا خون کرکے واپس ہوئے اور اس کے مقابلہ پر جان توڑ کے لڑنے پر مستعد و آمادہ ہوگئے۔ انھیں واقعات کے بعد سے ابن بریدی نے بصرہ پر اور بجکم نے اہواز پر قبضہ کرلیا۔

بعد اسکے ابن رائق نے ایک لشکر براہ دریا دوسرا براہ خشکی ابن بریدی سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ خشکی کا لشکر تو شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا باقی رہا وہ لشکر جو براہ دریا روانہ کیا گیا تھا اس نے کلاء پر قبضہ کرلیا۔ ابن بریدی اپنے بھائی ابوالحسین کو لشکر کے ساتھ بصرہ میں چھوڑ کے کشتی پر سوار ہوکے جزیرہ اوال چلا گیا۔ ابوالحسین نے ابن رائق کے لشکر کو کلاء سے نکال دیا ابن رائق یہ خبر پاکے واسط سے بصرہ کی جانب روانہ ہوا۔ اور بصرہ پر پہنچکے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل بصرہ بھی ابوالحسین کے ساتھ اسکے مقابلہ پر جان توڑ کر

لڑتے رہے۔ مدتوں لڑائی ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ مجبور ہوکے ابن رائق اپنے لشکرگاہ کو لوٹ آیا اور ابن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا عراق پر قبضہ کرلینے کی طمع دلائی۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کے ہمراہ اہواز کی جانب روانہ کیا ابن رائق نے اس سے مطلع ہوکے بجکم کو روانگی کا حکم دیا بجکم نے یہ شرط پیش کی کہ بعد کامیابی صیغہ جنگ و محکمہ مال کا میں افسر مقرر کیا جاؤں۔ ابن رائق نے اس کو منظور کرلیا۔ چنانچہ بجکم ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ ہوا۔ ابن بریدی بصرہ میں مقیم تھا ایک روز اس کے فوج کے ایک دستہ نے شب کے وقت ابن رائق کے لشکر پر شبخون مارا ابن رائق کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوا ابن رائق نے یہ خیال کرکے کہ مبادا ابن بریدی کے ہاتھ نہ لگ جائیں خیموں میں آگ لگوادی سب جل کے خاک و سیاہ ہوگئے اور جریدہ اہواز کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنوں بجکم کے پاس مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں بعض ہمراہیوں نے بجکم کو گرفتار کرلینے کی رائے دی ابن رائق نے اس پر عمل نہ کیا بعد ازاں اہواز سے روانہ ہوکے واسط پہنچا اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا لشکر واسط میں داخل ہوگیا تھا۔

معز الدولہ کا اہواز پر قبضہ

عبد اللہ بن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس گیا اور ابن رائق و بجکم کی شکایت کرکے عراق پر قبضہ کرلینے کی طمع دی۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ احمد بن بویہ کو ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا اور ابن بریدی نے دونوں لڑکوں ابو الحسین محمد اور ابو جعفر فیاض کو عماد الدولہ کے پاس بطور ضمانت کے رہنے دیا۔ بجکم نے ان کے مقابلہ پر آیا مقام ارجان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار شکست کھا کے اہواز چلا آیا اور چند دستہ فوج کو کیمپ مکرم

میں معزالدولہ کے مقابلہ پر چھوڑ آیا۔ تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بعد ازاں بجکم کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی۔ فراریوں نے تستر میں جا کے دم لیا۔ اور معزالدولہ نے کامیابی کے ساتھ عسکر مکرم پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۲۶ھ کا ہے بجکم نے یہ خبر پا کے اہواز سے تستر کی طرف کوچ کیا اور ابن رائق واسط سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ بجکم نے تستر میں پہنچ کے چندے قیام کیا بعد ازاں یہ سُنکے کہ ابن رائق بغداد چلا گیا ہے تستر سے واسط میں آ ٹھہرا۔

لشکرگاہ مکرم پر معزالدولہ اور ابن بریدی کے قابض ہونے کے بعد اہل اہواز مبارکباد دینے کو آئے اور ان کے پاس تقریباً ایک ماہ تک مقیم رہے۔ انھیں دنوں رکن الدولہ (برادر معزالدولہ) اور وشمگیر سے اصفہان میں لڑائی ہو رہی تھی معزالدولہ نے مہم مکرم سے فارغ ہو کے رکن الدولہ کی کمک کو ابن بریدی سے اُس لشکر کی طلبی کی تحریک کی جو بصرہ میں مقیم تھا۔ چنانچہ انہیں سے چار ہزار فوج آگئی بعد اسکے براہ دریا واسط جانے کو اس لشکر کی طلبی پر زور دیا جو قلعہ حصدی میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ابن بریدی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ موقع پا کے بصرہ بھاگ گیا اور اپنی اُس فوج کو جو اصفہان جا رہی تھی اور بالفعل سوس میں مقیم تھی واپسی کا حکم بھیجدیا۔ اس حکم کا پہنچنا تھا کہ فوج نے بصرہ کی طرف کوچ کر دیا۔

چونکہ ابن بریدی نے عمادالدولہ (برادر معزالدولہ) سے اٹھارہ لاکھ سالانہ پر اہواز اور بصرہ کا ٹھیکہ لیا تھا اور جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو معزالدولہ سے ناصافی اور بدظنی بھی پیدا ہو گئی تھی۔ معزالدولہ کو اہواز اور بصرہ کے چھوڑ دینے کو لکھ بھیجا معزالدولہ نے خط پاتے ہی اہواز کو خیرآباد کہہ کے عسکر مکرم کا راستہ لیا ابن بریدی نے اپنے ایک سردار کو اہواز بھیجدیا۔ اور پھر معزالدولہ کو مکرم بھی چھوڑ کے سوس چلے جانے کو لکھا۔ معزالدولہ نے انکار کر دیا رفتہ رفتہ بجکم تک ان واقعات کی خبر پہنچ گئی ایک لشکر

مرتب کرکے سوس اور جندیسا بور پر قبضہ کرنے کو بھیجدیا۔ ان مقامات کے نکلجانے سے اہواز تو ابن بریدی کے قبضہ میں رہ گیا اور صرف مکرم پر معزالدولہ قابض رہا آمدنی کم ہوگئی مصارف کی وہی حالت رہی۔ تنگی وعسرت سے بسر ہونے لگی۔ اس اثناء میں اسکے بھائی عمادالدولہ نے ایک تازہ دم فوج معہ جملہ سامان جنگ کے اسکی کمک پر بھیجدی پھر کیا تھا گئی ہوئی قوت عود کرآئی۔ اہواز پر دھاوا کردیا اور اس پر نہایت مستعدی اور تیزی سے قبضہ حاصل کرلیا۔ ابن بریدی بصرہ بھاگ آیا۔ اور بحکم واسط میں ٹھہرا ہوا ابن رائق کے عہدہ ومرتبہ کے حاصل کرنے کی کوشش اور تدبیریں کررہا تھا۔ ہنوز کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آئی تھی کہ ابن رائق نے علی بن خلف بن طیاب کو معہ ایک لشکر کے بحکم کے پاس روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کی کہ تم معہ اسکے لشکر کے اہواز پر یلغار کرکے ابن بویہ کو نکال باہر کردو تم کو صیغہ جنگ کی افسری اور محکمہ مال کی علی کو مرحمت کیجاتی ہے بحکم نے ابن رائق کے اس حکم کی تعمیل کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ علی کو اپنی وزارت میں رکھ لیا اور واسط ہی میں ٹھہرا رہا۔

وزیر ابوالفتح نے دربار بغداد کا یہ رنگ دیکھ کے ابن رائق کو بلایا۔ مصر وشام کے خراج کی طمع دلائی اور یہ وعدہ واقرار کیا کہ ان دونوں ملکوں کا خراج براہ راست میں تمھارے پاس بھیجا کرونگا۔ مزید اطمینان کے لئے ابن طغج سے مصاہرت کا رشتہ بھی کرلیا۔ ابن رائق نے ابوالفتح کی یہ درخواست منظور کرلی۔ چنانچہ بحکم ماہ ربیع الثانی ۳۲۹ھ میں ملک شام کو روانہ ہوگیا

چونکہ بحکم نے ابن رائق کے حکم کی صریحاً تعمیل نہ کی۔ اطمینان کے ساتھ واسط میں ٹھہرا رہا اس سے ابن رائق کو بحکم کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا ابن بریدی سے خط وکتابت شروع کی اور بمقابلہ بحکم متحد الکلمہ ہوکے لڑنے کا پیام بھیجا اس شرط

ہے کہ اگر بحکم کو ہزیمت ہو گی تو چھ لاکھ دینار سالانہ پر واسط تمہارے حوالہ کردوں گا۔
اتفاق یہ کہ بحکم کو اس واقعہ کی خبر لگ گئی ابن رایق کے آنے سے پیشتر ابن بریدی
پر حملہ کرنے کی غرض سے بصرہ کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی نے ابو جعفر جمال کو دس
ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر روانہ کیا ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد بحکم نے
ابو جعفر کو ہزیمت دی۔ ابن بریدی اس واقعہ کو سنکے خوف سے کانپ اٹھا
طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے۔ مگر جب بحکم نے اس ہزیمت کے بعد ابن
بریدی کے لشکر کا تعاقب نہ کیا تو ابن بریدی کے قلب مضطرب کو اطمینان ہوا
ہزیمت کے دوسرے دن بحکم نے ابن بریدی کے پاس مصالحت اور مسالمت
کا خط روانہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ اگر دربار خلافت میں میرا رسوخ ہو گیا تو واسط کی
حکومت پر میں تم کو مقرر کردونگا۔ ابن بریدی نے اس کو مغتنمات سے شمار کر کے
مصالحت کر لی۔ اور بحکم پھر اپنے اسی خیال میں ڈوب گیا اور اپنی ساری توجہ
وکوشش دربار خلافت میں بجائے ابن رایق کے رسوخ پیدا کرنے میں صرف
کرنے لگا۔

ابن مقلہ کی وزارت اور ادبار	جس وقت وزیر ابو الفتح بن فرات شام کو روانہ ہو گیا خلیفہ راضی نے ابو علی بن مقلہ کو جیسا کہ یہ پہلے بھی عہدۂ وزارت

سے ممتاز تھا خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا مگر یہ وزارت نام ہی کی تھی۔ درحقیقت
ابن رایق سیاہ وسفید کرنے کا مختار تھا۔

اس سے پیشتر ابن رایق نے ابن مقلہ کا مال واسباب ضبط کر لیا تھا۔ عہدۂ
وزارت حاصل ہونے کے بعد ابن مقلہ نے اپنے مال واسباب کے واپسی کی تحریک
کی ابن رایق نے اس پر کچھ توجہ نہ کی ابن مقلہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ ابن رایق کو زیر
کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ ادھر بحکم کو واسط میں اور وشمگیر کو رے میں خطوط

روانہ کئے اور ان دونوں سے یہ وعدہ کیا کہ میں تم کو بجائے ابن رائق کے مقرر کرا دونگا۔ اِدھر وقت بیوقت خلیفہ راضی سے ابن رائق اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کی تحریک کرنے لگا۔ جب کسی قدر خلیفہ راضی رضامند ہو چلا تو یہ طمع دی کہ اگر خلافت مآب بحکم کو بجائے ابن رائق کے مقرر فرمائینگے تو وہ تیس لاکھ دینار ابن رائق اور اُسکے ہمراہیوں سے وصول کر کے داخل خزانہ عامرہ کریگا خلیفہ راضی نے باکراہ اُس کو منظور فرمایا۔ وزیرالسلطنت نے اشارہ منظوری کا پاتے ہی بحکم کے نام کا بھی فرمان روانہ کیا اور بخوف ابن رائق خلافت مآب سے اُس زمانہ تک دارالخلافت میں رہنے کی اجازت حاصل کی جب تک کہ یہ کام پورا نہ ہوئے۔ چنانچہ بعد حصول اجازت آخری ماہ رمضان ۳۲۶ھ میں ایوان وزارت سے محلسرائے خلافت میں چلا آیا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ راضی نے ابن رائق کو ان حالات سے مطلع کیا ابن رائق نے پہلے خلافت مآب کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں پندرھویں شوال ۳۲۶ھ میں ابن مقلہ کا ہاتھ کٹوایا تھوڑے دنوں کے علاج سے اچھا ہوگیا۔ پھر عہدہ وزارت کی کوشش کرنے لگا اور ابن رائق کی زیادتیوں کا شاکی ہوا۔ ابن رائق نے اس سے مطلع ہو کے اس کی زبان گُدّی سے نکلوالی اور ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا تا آنکہ مر گیا۔

بحکم بغداد میں اس سے پیشتر بحکم برابر اپنے کو ابن رائق کی طرف منسوب کرتا اور اپنے پھریروں اور ڈھالوں پر "بحکم رائقی" کندہ کراتا یہانتک کہ وزیرالسلطنت ابن مقلہ کا فرمان بایں مضمون ملا "خلافت مآب نے تم کو امیرالامراء کا خطاب عنایت فرمایا ہے" طمع دامنگیر ہوئی۔ ابن رائق کا نام اپنے نشانوں سے محو کرا دیا اور سامان سفر درست کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں واسط سے

بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ خلیفہ راضی نے اس کی آمد سے مطلع ہو کے واسط واپس جانے کو تحریر کیا۔ بحکم نے کچھ خیال نہ کیا۔ رفتہ رفتہ نہر دیالی کے شرقی ساحل پر پہنچا۔ اور ابن رایق کا لشکر اس کے غربی ساحل پر تھا۔ بحکم کے فوج نے ایک پایاب مقام سے نہر دیالی عبور کر کے ابن رائق کے لشکر پر حملہ کیا۔ ابن رایق کا لشکر شکست کھا کے بھاگا۔ ابن رائق نے عکبرا میں جا کے دم لیا اور بحکم پندرھویں ذیقعدہ سنہ مذکور کو کامیابی کا پھریرا اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے بغداد میں داخل ہوا۔ اِس کے دوسرے دن دربار خلافت میں حاضر ہو کے شرف حضوری حاصل کی خلافت مآب نے اس کو امیر الامرا کا خطاب مرحمت فرمایا۔ بعد اس کے بحکم نے خلیفہ راضی کی جانب سے اُن سپہ سالاروں کے نام واپس آنے کے فرامین روانہ کئے جو ابن رائق کے ہمراہ تھے۔ چنانچہ وہ سب واپس آئے۔ ابن رایق بھی خفیہ طور سے بغداد چلا آیا اور ایک برس گیارہ مہینے امارت کر کے زاویہ گمنامی میں روپوش ہو گیا۔ بحکم نے مونس کے مکان میں قیام کیا۔ بغداد میں اِس کے غلبہ و تصرف کا ڈنکہ پٹ گیا خلافت مآب کو بھی حکمت عملی سے اپنی مٹھی میں لے لیا۔

آذربیجان میں وشمگیر کی حکومت

وشمگیر کے عمال سے سکری بن مروی نامی ایک عامل بلاد جبل پر مامور تھا۔ بلاد جبل، صوبہ آذربیجان سے ملا ہوا تھا۔ اِن دنوں اس صوبہ پر دیسم بن ابراہیم کردی (یہ ابن ابی الساج کا ایک سپہ سالار تھا) حکومت کر رہا تھا۔ سکری کے دماغ میں آذربیجان کی تسخیر کی ہوا سمائی۔ لشکر مرتب کر کے فوج کشی کر دی۔ دلیسم یہ خبر پا کے مقابلہ پر آیا۔ باہم دو لڑائیاں ہوئیں اور دونوں لڑائیوں میں کامیابی کا سہرہ سکری کے سر رہا۔ دیسم شکست کھا کے بھاگا۔ سکری نے کل بلاد آذربیجان پر باستثناء اردبیل کے جو دار الحکومت آذربیجان کا تھا قبضہ حاصل کر لیا اور ایک مدت تک اس کا

محاصرہ کئے رہا۔ اہل اردبیل نے وسیم کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اس سے یہ درخواست کی "آپ اس پر جس وقت یہ لوگوں سے مصروف جنگ و جدال ہو پیچھے سے حملہ کیجئے۔ خدا کی ذات سے یقین کامل ہے کہ اس موذی غنیم کو شکست ہوگی" وسیم نے یہ درخواست منظور کر لی۔ حملہ کرنے کی تاریخ مقرر کی گئی وقت اور دن بھی معین کیا گیا۔ سبکری اس خیال میں ڈوبا ہوا کہ اردبیل کا کوئی والی و وارث نہیں ہے حصار میں سختی سے کام لے رہا تھا اہل اردبیل نے تاریخ و وقت مقررہ پر شہر سے نکل کے حملہ کیا۔ سبکری نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا۔ اہل اردبیل لڑتے ہوئے پیچھے ہٹے۔ سبکری کی فوج جوش کامیابی میں آگے بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ شہر پناہ کی دیوار کے قریب پہنچ گئی۔ اہل اردبیل نے شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے۔ وسیم نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سبکری کی فوج اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑی ہوئی سبکری نے موقان میں جا کے دم لیا۔ والی موقان اصبہند ابن دولت نے ایک تازہ دم فوج سے سبکری کی مدد کی اور اسکے ساتھ ساتھ وسیم سے لڑنے کو آیا۔ اس معرکہ میں وسیم کو ہزیمت ہوئی۔ وسیم کو کچھ سوجھ نہ پڑا بسیدھا وشمگیر کے پاس لے چلا گیا اور اس سے یہ درخواست کی کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں سالانہ خراج ادا کرتا رہونگا۔ آپ مجھے سبکری کے پنجۂ غضب سے بچائیے۔ چونکہ وشمگیر کو سبکری کی ان پے در پے کامیابیوں سے مخالفت کا خطرہ پیدا ہو چکا تھا ایک لشکر اس کے ساتھ کر دیا۔ اسی اثناء میں سبکری کے لشکریوں نے بھی ایک درخواست مشعر اطاعت و فرمانبرداری وشمگیر کی خدمت میں روانہ کی تھی کسی ذریعہ سے سبکری کو اسکی خبر لگ گئی۔ اپنے چند مخصوص مصاحبوں کو لے کے ارمینیہ چلا گیا اور اس کے اطراف و مضافات کو تاخت و تاراج کر کے زوزن (متعلقہ بلاد ارمن) کی طرف قدم بڑھایا۔ ارمینیوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کو معہ اسکے چند ہمراہیوں

کے قتل کر ڈالا۔ باقیماندہ نے میدان کارزار سے واپس ہو کے سان بن سبکری کو امارت کی کرسی پر بٹھایا اور طرم ارمنی کے دار الحکومت پر اپنے سردار سبکری کے بدلہ لینے کو حملہ آور ہوئے۔ طرم یہ خبر پاکے مقابلہ پر آیا اور نہایت سفاکی اور بیرحمی سے ان کو پائمال کیا۔ بقیۃ السیف سے بعض تو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلے گئے اور بعضوں نے بغداد میں جاکے دم لیا۔ جن لوگوں نے ناصر الدولہ کے پاس موصل جاکے پناہ لی تھی انکو ناصر الدولہ نے اپنے چچازاد بھائی ابو عبداللہ حسین بن سعد بن حمدان کے پاس وشمگیر سے جنگ کرنے کو آذربیجان بھیجدیا کیونکہ وشمگیر موصل پر قبضہ کرنے کی تیاری نہایت تیزی سے کر رہا تھا اور ابو عبداللہ حسین اپنے چچازاد بھائی ناصر الدولہ کی طرف سے معاون آذربیجان پر مامور تھا۔ وشمگیر نے یہ خبر پاکے ابو عبداللہ حسین کا قصد کیا۔ اس میں اُسکے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ موصل کی جانب لوٹ پڑا اور وشمگیر نے زیر حمایت وشمگیر آذربیجان پر قبضہ کر لیا۔

ابن رایق کا ظہور اور شام کی روانگی ۳۲۷ھ میں خلیفہ راضی اور بجکم نے موصل اور دیار ربیعہ کی جانب کوچ کیا اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے خراج کا بھیجنا بند کر دیا تھا۔ تکریت میں پہنچکے خلافت مآب نے قیام کر دیا اور بجکم آگے بڑھتا گیا۔ جب موصل کو چھ کوس باقی رہ گئے تو ناصر الدولہ مقابلہ پر آیا۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر ناصر الدولہ شکست کھاکے بھاگا۔ بجکم نصیبین تک اور نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اور بعد کامیابی بشارت فتح کی عرضی خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کی۔ چنانچہ خلافت مآب تکریت سے براہ دریا موصل کو روانہ ہوئے۔ موکب ہمایوں میں قرامطہ کا بھی ایک گروہ تھا جو بجکم کی عرضی آنے کے بعد علیحدہ ہو گیا تھا۔ ابن رایق اس

گروہ سے در پردہ خط و کتابت رکھتا تھا۔ جب یہ خلافت مآب سے علیحدہ ہو کے بغداد واپس آیا تو ابن رائق گوشۂ گمنامی سے نکل کے اس گروہ کے پاس آیا اور بغداد پر قابض و متصرف ہو گیا۔ رفتہ رفتہ خلافت مآب تک اسکی خبر پہنچی۔ دریا کا راستہ چھوڑ کے براہ خشکی موصل کا قصد فرمایا اور بحکم کو یہ واقعہ لکھ بھیجا۔ بحکم نے بعد غلبہ و تصرف نصیبین سے مراجعت کردی ناصر الدولہ یہ خبر پا کے آمد سے نصیبین چلا آیا اور اس پر اور دیار ربیعہ پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اس اثناء میں کہ ہمراہیان بحکم روانگی بغداد کی تیاری کر رہے تھے ناصر الدولہ کی واپسی اور نصیبین پر قبضہ کرنے کی خبر گوش زد ہوئی بحکم کو سخت افسوس اور صدمہ ہوا۔ ہنوز روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ ناصر الدولہ کا ایک خط مشعر مصالحت اور پانچ لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا آیا۔ بحکم نے بنظر مصلحت وقت مصالحت منظور کر لی صلحنامہ مرتب کیا گیا۔ فریقین کے وکلاء نے دستخط کئے۔ بعد مصالحت خلیفہ راضی اور بحکم نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ راستہ میں ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد ملا اسکو ابن رائق نے صلح کا پیغام لے کے بھیجا تھا بحکم نے ابن رائق کا پیام سُنکے خلافت مآب کی خدمت میں پیش کیا خلافت مآب نے ابن رائق کی درخواست کے مطابق راہ فرات، دیار مضر، حران، الرہا، قنسرین اور سرحد کی حکومت عنایت فرمائی۔ چنانچہ ابن رائق نے ماہ ربیع الثانی سنہ ۳۲۷ھ میں بغداد سے صوبجات مذکورہ بالا کا راستہ لیا اور خلیفہ راضی معہ بحکم کے بغداد میں داخل ہوا۔

بحکم نے سپہ سالاران ترک سے بالبان نامی ایک سپہ سالار کو بطور اپنے نائب کے اینار پر مقرر کیا تھا اس نے اسی زمانہ میں فرات کی گورنری کی درخواست دی بحکم نے منظور کر لی۔ بالبان نے سند حکومت حاصل کرنے کے بعد رحبہ کی جانب کوچ کیا اور ابن رائق سے خط و کتابت کر کے علم خلافت اور بحکم کا مخالفت

بن بیٹھا۔ بجکم اس واقعہ سے مطلع ہو کے بالبان کی سرکوبی کو اُٹھ کھڑا ہوا پانچ دن میں طے مسافت کرکے رحبہ پہنچا اور بحالت غفلت بالبان پر حملہ کر دیا۔ بالبان کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوا بالبان گرفتار کر لیا گیا۔ اونٹ پر سوار کرا کے بغداد لایا گیا اور جیل میں ڈالدیا گیا۔ یہ اس کا آخری زمانہ تھا۔

وزارت ابن بریدی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابوالفتح فضل بن جعفر بن فرات شام کی طرف روانہ ہوگیا تھا اور بوقت روانگی بجائے اپنے دربار خلافت میں عبداللہ بن علی بصری کو بطور نائب مقرر کر گیا تھا۔ بجکم نے اسکے وزیر خلف بن طیاب کو گرفتار کرکے ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد کو عہدۂ وزارت پر مامور کیا اس نے کہہ سُنکے بجکم اور ابن بریدی سے مصالحت کرادی۔ بعدازاں ابن بریدی نے چھ لاکھ دینار سالانہ خراج پر صوبہ واسط کی سند حکومت حاصل کی۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابوالفتح نے مقام رملہ میں وفات پائی اُسوقت ابوجعفر نے بارگاہ خلافت میں ابوعبداللہ بن بریدی کی وزارت کی سفارش کی خلیفہ راضی نے منظور فرمالیا۔ عبداللہ بن بریدی نے دربار خلافت میں بجائے اپنے عبداللہ بن بصری کو بطور نائب کے مقرر کیا جیساکہ یہ اس سے پیشتر وزیر السلطنت ابوالفتح کی طرف سے متعین تھا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ جس وقت ابن بریدی کی حکومت کو واسط میں استقلال و استحکام ہوگیا اُس وقت اُس نے ایک لشکر سوس کی جانب روانہ کیا ان دنوں سوس میں ابوجعفر ظہیری معزالدولہ احمد بن بویہ کا وزیر حکومت کر رہا تھا اور خود معزالدولہ اہواز میں مقیم تھا۔ ابوجعفر نے قلعہ بندی کرلی اور قلعہ کی فصیلوں سے ابن بریدی کے لشکر کا مقابلہ کرنے لگا ابن بریدی کے لشکر نے سوس کے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کر دیا۔ معزالدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا یہ اس وقت اصفہان سے واپس آکے اصطخر میں خیمہ زن تھا۔ اپنے بھائی کا خط دیکھ

کے سوس کی طرف کوچ کر دیا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ اس کے پہنچنے کے پہلے ابن بریدی کا لشکر واپس جا چکا تھا مگر اسکے جوش انتقام نے واسط کے قبضہ پر مجبور کر دیا ایک دو روز سوس میں قیام کر کے واسط کا راستہ لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا اور شہر کے شرقی جانب خیمہ زن ہوا۔ ابن بریدی کا لشکر شہر کے غربی جانب پڑا ہوا تھا۔ جدال و قتال کی نوبت نہیں آئی تھی کہ رکن الدولہ کے لشکر میں تشویش سی پیدا ہو گئی ایک گروہ امن حاصل کر کے ابن بریدی کے پاس چلا آیا۔ بعد اسکے خلیفہ راضی اور بحکم نے بغداد سے واسط کی طرف ابن بریدی کی کمک کو کوچ کیا۔ رکن الدولہ یہ خبر پاکے اہواز کی جانب اور پھر اہواز سے رامہرمز کو لوٹا۔ رامہرمز پہنچکے یہ خبر لگی کہ وشمگیر نے اپنا لشکر ماکان بن کالی کی مدد پر بھیجدیا ہے اور اصفہان اپنی حمایتوں سے خالی ہے۔ فوراً سامان جنگ درست کر کے رامہرمز سے اصفہان آپہنچا اور اُس پر قبضہ کر کے وشمگیر کے ہمراہیوں کو جس قدر اس وقت موجود اور باقی تھے نکال دیا۔

بحکم کا واسط پر قبضہ

بحکم اور ابن بریدی میں مصالحت ہونے کے بعد ابن بریدی نے اپنی بیٹی کا بحکم سے عقد کر دیا اور پھر دونوں نے متفق ہو کے یہ رائے قائم کی کہ بحکم بلاد جبل کے فتح کرنے کو وشمگیر پر فوج کشی کرے اور ابو عبداللہ بن بریدی اہواز پر قبضہ کرنے کی غرض سے معز الدولہ پر حملہ آور ہو۔ اس رائے کے مطابق بحکم نے حلوان کا راستہ لیا۔ ابن بریدی نے پانچ سو آدمیوں کو بحکم کی کمک پر روانہ کیا بحکم نے بھی اپنے چند ہمراہیوں کو ابن بریدی کے پاس روانگی سوس اور اہواز کی تحریک کرنے کو بھیجدیا۔ ابن بریدی بہ لطائف الحیل ٹالتا جاتا تھا۔ تاآنکہ ان لوگوں پر یہ امر ظاہر ہو گیا کہ ابن بریدی بحکم کی مخالفت پر آمادہ ہے۔ ان لوگوں نے بحکم کو اس سے مطلع کر دیا۔ بحکم فسخ عزیمت کر کے بغداد واپس آیا اور ابن بریدی کو وزارت سے معزول کر کے بجائے اس کے ابو القاسم بن سلیمان بن حسین بن مخلد کو مامور کیا اور ابو جعفر

بن شیراز کو جو اس کی وزارت کا ساعی اور سفارشی تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا۔ بعد اسکے سامان سفر درست کر کے براہ دریا آخری ذی الحجہ ۳۲۹ھ کو واسط کی طرف کوچ کیا اور ایک لشکر براہ خشکی بھیجدیا۔ ابن بریدی یہ خبر پاکے واسط سے بصرہ بھاگ گیا اور بجکم نے واسط میں پہنچکے اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔

ابن رایق کا شام پر قبضہ

قبل اسکے دیار مضر اور سرحد قنسرین کی طرف ابن رایق کے روانہ ہونے کے حالات ہم بیان کر آئے ہیں پس جس وقت اس نے ان بلاد میں اپنی حکومت کے سکہ کو استقلال و استحکام کے ساتھ چلتا ہوا دیکھ لیا اسوقت اسکے دماغ میں ملک شام کی ہوس سمائی لشکر مرتب کر کے حمص کی طرف کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دمشق کی جانب بڑھا۔ ان دنوں دمشق میں بدر بن عبد اللہ اخشیدی معروف بہ بدیر حکمرانی کر رہا تھا۔ ابن رایق نے اس کو دمشق سے نکال کے قبضہ کر لیا بعد ازاں رملہ پر قبضہ کرتا ہوا بالقصد دیار مصر یہ عریش کی جانب روانہ ہوا۔ اخشید محمد بن طغج مقابلہ پر آیا پہلے حملے میں اخشید کو شکست ہوئی۔ ابن رایق کے لشکریوں نے اس کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ بعد اسکے اخشید کے لشکر نے کمین گاہ سے نکلکے ابن رایق کے لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں ابن رایق ہزیمت کھاکے دمشق کی جانب بھاگا۔ اخشید نے اپنے بھائی ابو نصر بن طغج کو تعاقب پر روانہ کیا۔ ابن رایق نے دمشق سے پلٹ کے حملہ کر دیا گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر ابو نصر بھاگ کھڑا ہوا۔ اثناء گیرودار میں مارا گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد ابن رایق نے ابو نصر کی تجہیز و تکفین کرائی اور جنازہ کو معہ تعزیت نامہ کے اپنے بیٹے مزاحم کے ہمراہ اخشید کے پاس مصر بھیجدیا۔ اخشید نے مزاحم کو بڑی عزت و توقیر سے ٹھیرایا اور اسکے باپ ابن رائق سے اس طور پر مصالحت کر لی کہ مصر اور رملہ کو اس نے لیلیا۔ علاوہ اسکے شام کے کل بلاد پر ابن رایق کو قبضہ دیدیا اور رملہ کے معاوضہ میں ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار

سالانہ دینے کا اقرار کیا۔

صوائف عہد خلافت راضی

۳۲۲ھ میں دمستق والی روم نے پچاس ہزار فوج سے ملطیہ کی جانب قدم بڑھایا اور ملطیہ پہنچکے لڑائی کا نیزہ گاڑا ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا آخر الامر امان کے ساتھ مفتوح کرلیا اکثر اہل ملطیہ[1] اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کی محبت سے نصرانی ہوگئے اور قلیل تعداد ہمراہ بطریق بلاد اسلامیہ بھیجدیئے گئے۔ بعد اس کے دمستق نے سمیساط کو مفتوح کیا اور اسکے مضافات کو تاخت و تاراج کرکے اکثر بلاد ساحلیہ پر قبضہ کرلیا۔

۳۲۳ھ میں قائم علوی نے افریقہ سے ایک بیڑہ جنگی جہازات کا بلاد کفار کی طرف روانہ کیا جو شہر جنوہ فتح کرکے سردانیہ کی جانب بڑھا اہل سردانیہ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل سردانیہ کی اکثر کشتیوں کو جلاکے قرقیسیا (ساحل شام) کا راستہ لیا۔ یہاں بھی یہی واقعہ پیش آیا صحیح و سلامت واپس آیا۔ ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں مابین رومیوں اور مسلمانوں کے مصالحت ہوئی فریقین نے قیدیوں کا باہم مبادلہ کیا۔ چھ ہزار تین سو قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ ابن ورقاء شیبانی اس مہم کا سرگروہ تھا۔

عمال عہد خلافت راضی و قاہر

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ اس وقت علم خلافت کے قبضہ میں سوائے صوبہجات اہواز، بصرہ، واسط، اور جزیرہ کے اور کوئی ملک

[1] دمستق نے بعد فتح یابی دو خیمہ نصب کرائے تھے ایک خیمہ پر صلیبی پھریرہ لہرا رہا تھا اور دوسرا خیمہ اسکے کچھ فاصلہ پر تھا۔ صلیبی خیمہ کے دروازہ پر یہ لکھا ہوا تھا "جو شخص عیسائی مذہب قبول کرنا چاہے وہ اس خیمہ میں آئے اس کو اسکے اہل و عیال اور مال و اسباب دیدیا جائیگا" دوسرے خیمہ کے دروازہ پر کتبہ تھا۔ "جو شخص اسلام کو دوست رکھتا ہو وہ اس خیمہ میں جائے اس کو ذاتی امان دیجائیگی۔ اور جہاں جانا چاہے پہنچا دیا جائیگا" اس حکمت سے اکثر اہل ملطیہ عیسائی ہوگئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۳۔

باقی نہ رہ گیا تھا بنی بویہ فارس واصفہان پر، وشمگیر بلادجبل پر، ابن بریدی بصرہ پر، اور ابن رائق واسط پر قابض و متصرف ہو رہا تھا۔ تم یہ بھی اوپر پڑھ آئے ہو کہ عماد الدولہ بن بویہ فارس میں حکمرانی کر رہا تھا اور رکن الدولہ (عماد الدولہ کا بھائی) اصفہان، ہمدان، قم، قاشان، کرخ، رے اور قزوین میں وشمگیر سے اُلجھا ہوا تھا اور معز الدولہ (عماد الدولہ اور رکن الدولہ کا بھائی) اہواز اور کرمان پر غالب و متصرف ہو گیا تھا۔ ابن بریدی نے واسط کو دبا لیا تھا۔ ابن رائق شام چلا گیا تھا اور اس پر اُس نے قبضہ کر رکھا تھا۔

سنہ ۳۲۱ھ میں تکین خاصگی والی مصر نے وفات پائی خلیفہ قاہر نے بجائے اسکے اسکے بیٹے محمد کو مامور کیا لشکر نے بغاوت کی۔ محمد نے بزور تیغ اُس کو زیر کیا۔ اسی سنہ میں بنی ثعلب اور بنی اسد میں جھگڑا شروع ہوا۔ بنی اسد کے ساتھ قبیلہ طے بھی تھا۔ ناصر الدولہ حسن بن عبد اللہ بن حمدان معہ ابو الاعز بن سعید بن حمدان کے مصالحت کرانے کو گیا۔ باتوں باتوں بلوہ مچ گیا جس میں ابو الاعز کو ایک ثعلبی نے مار ڈالا۔ ناصر الدولہ نے ان پر حملہ کر دیا اور حدیثہ تک اُنکا تعاقب کرتا گیا حدیثہ میں یانس غلام مونس والی موصل مل گیا بنی ثعلب اور بنی اسد اسکے ساتھ ہو گئے اور دیار ربیعہ کی طرف مراجعت کر دی۔

سنہ ۳۲۳ھ میں خلیفہ راضی نے اپنے دونوں بیٹوں ابو جعفر اور ابو الفضل کو بلاد مشرق اور مغرب کی حکومت عنایت کی اور سنہ ۳۲۴ھ میں محمد بن طغج کو علاوہ ملک شام کے جو اسکے قبضہ میں تھا صوبہ مصر کی بھی گورنری مرحمت فرمائی۔ صوبہ مصر پر احمد بن کیغلغ مامور تھا۔ اسی سنہ میں یہ معزول کیا گیا۔

وفات راضی وخلافت متقی	خلیفہ راضی باللہ ابو العباس احمد بن مقتدر نے ماہ ربیع الاول سنہ ۳۲۹ھ میں وفات پائی۔ اس نے چند مہینے کم سات برس

خلافت کی۔ اِسکے مرنے پر بحکم نے اسکے مصاحبوں اور ہمنشینوں کو مجتمع کیا لیکن عجمی الاصل ہونے کی وجہ سے اس کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ یہ آخری خلیفہ تھا جس نے ممبر پر اکثر خطبہ دیا اگرچہ اسکے بعد بعض خلفاء نے ممبر پر خطبہ دیا ہے لیکن وہ اِس قدر تعداد میں کم ہیں کہ جنکا کوئی لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ آخری خلیفہ ہے جس نے داستان و قصہ گویوں کو مقرر کیا اور ہمنشینوں و مصاحبوں کو امور سلطنت میں دخیل بنایا اسکی دولت و حکومت آخری دولت و حکومت ہے جسکے ذاتی مصارف، جایزے، انعامات، جاگیرات، باورچیخانہ، خادم و حشم اور حجاب خلفاء متقدمین کی طرح تھے۔

بحکم بوقت وفات خلیفہ راضی۔ واسط میں مقیم تھا اس زمانہ سے یہاں ٹھہرا ہوا تھا جب سے کہ اس نے ابن بریدی سے اس کو چھین لیا تھا۔ بعد وفات خلیفہ راضی ارکین دولت تقرر خلیفہ میں بحکم کے خط کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی اثنا میں اسکا خط ابو عبداللہ کوفی کی معرفت وارد ہوا لکھا تھا کہ وزراء، امراء لشکر، قضاۃ، علوئین، عباسین، اور روساء شہر وزیر السلطنت ابو القاسم سلیمان بن حسن کے پاس مجتمع ہو کے بمشورہ کوئی جسکے طریقہ و مذہب کو خاندان خلافت سے پسند کریں۔ اسکو سریر خلافت پر متمکن کر لیں۔ اس تحریر کے مطابق ارکین دولت، امراء لشکر اور روساء شہر نے مجتمع ہو کے ابراہیم بن مقتدر کو خلافت کے لئے منتخب کیا اگلے دن کہ ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ کا آخری دن تھا محتشم الیہ کو مجلس عام میں طلب کر کے سریر خلافت پر جلوہ افروز کیا۔ جب یہ خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد المتقی للہ کا مبارک لقب پسند فرمایا۔ ابو القاسم سلیمان کو بدستور عہدۂ وزارت پر جیسا کہ اس سے پیشتر تھا۔ برائے نام قایم و بحال رکھا لیکن درحقیقت زمام امور سیاست و

نوٹ صفحہ ۲۰ سطر ۱۵ وقت وفات خلیفہ راضی ۳۲ برس اور چند مہینے کا تھا بعارضہ استسقاء وفات پائی۔ ادیب، شاعر، خوش مزاج اور سخی تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۴۱-

و انتظام کوفی (بجکم کے سکریٹری) کے ہاتھ میں رہی اور سلامت طولونی کو عہدۂ حجابت مرحمت ہوا۔

بجکم کا مارا جانا

ابو عبداللہ بریدی نے واسط سے بصرہ بھاگ آنے کے بعد ایک لشکر مذار کی جانب روانہ کیا۔ بجکم نے بھی اس کے مقابلہ پر بسرافسری توزون فوجیں بھیجدیں۔ دونوں فریق گتھ گئے۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ پہلے تو توزون شکست کھا گیا۔ بجکم کو واسط سے اپنی کمک کو بلا بھیجا چنانچہ بجکم نے نصف رجب کو واسط سے مذار کی طرف کوچ کیا بعد ازاں توزون کو فتح نصیب ہوئی۔ اثناء راہ میں توزون کا خط مشعر بشارت فتح بجکم کو ملا پڑھ کے خوش ہوگیا۔ سیر و شکار کرتا ہوا نہر جور تک چلا گیا کسی نے یہ خبر کردی کہ یہاں پر کردوں کا ایک گروہ ہے جنکے پاس بیحد مال و اسباب ہے بجکم نے باوجودیکہ اس کے رکاب میں معدودے چند سوار تھے حملہ کر دیا۔ کردوں کو ہزیمت ہوئی بجکم نے تیر کا مینھ برسانا شروع کر دیا۔ اتنے میں کردوں کے ایک نوعمر جوان نے پیچھے سے بجکم کو نیزہ مارا۔ گھوڑے سے تڑپ کر زمین پر آرہا اور فوراً دم توڑ دیا (یہ واقعہ[1] ماہ رجب کی چھبیسویں تاریخ کا ہے)

بجکم کے مارے جانے کے بعد سارا لشکر تتر بتر ہوگیا۔ دیلمی فوج جسکی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی ابن بریدی کے پاس چلی گئی۔ ابن بریدی نے بصرہ سے بھی بھاگ جانے کا قصد مصمم کر لیا تھا لیکن اس فوج کے پہونچ جانے سے جان میں جان آگئی۔ توانائی و قوت کا خون تمام رگوں میں دوڑنے لگا۔ سبھوں کی تنخواہیں دو چند کر دی انعامات دئے۔ باقی رہا ترکوں کا لشکر، وہ چلا گیا اور تکینک کو جیل سے نکال کے اپنا سردار بنا لیا۔ تکینک نے معہ ان لوگوں کے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کو بغداد کی جانب کوچ کر دیا اور بجکم کے مکان کے مال و اسباب کی فہرست مرتب کر کے خلافت مآب

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۴۳ -

آپ کے حضور میں پیش کر دی۔ خلافت مآب نے ضبط کر کے خزانہ عامرہ میں داخل کر لیا۔ مال منضبط کی قیمت گیارہ لاکھ دینار تھی۔ دو برس آٹھ مہینے امارت کی۔

امارت بریدی

بعد قتل بجکم۔ دیلمی فوج نے بلشوار ابن مالک بن مسافر کو اپنی سرداری دی۔ مسافر ابن سلار والی طارم وہ شخص ہے کہ جسکے بعد اسکے بیٹے آذربیجان پر قابض و متصرف ہوئے اور اتراک اس سے برسرپیکار آئے۔ جب اثنا رجنگ میں ترکوں کے ہاتھ مارا گیا تو دیلم نے بجائے اسکے کورتکین کو مقرر کیا اور ترکوں نے بکتینک (یہ بجکم کا غلام تھا) کو اپنا امیر بنایا جیسا کہ ابھی تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ دیلمی فوج ابو عبداللہ بریدی کے پاس چلی گئی تھی جس کی وجہ سے اسکی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ مرتب و آراستہ کر کے بصرہ سے واسط کیجانب روانہ ہوا۔ خلیفہ متقی نے یہ خبر پا کے ڈیڑھ لاکھ دینار بھیجے تاکہ ابن بریدی واپس جائے۔ بعدہٗ ترکوں کو بریدیوں سے جنگ کرنے کو بجکم کے مال سے چار لاکھ دینار مرحمت فرمائے۔ سلامۃ طولونی کو اس کا سردار مقرر کیا اور خود بدولت اسکے ہمراہ آخری ماہ شعبان ۳۲۹ھ بغداد سے نہر دیالی کیجانب کوچ کیا۔ بریدی لشکر واسط سے بغداد کو روانہ ہوا۔ جوں ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں ترکوں پر ابن بریدی کا ایسا خوف غالب آیا کہ ان میں سے کچھ تو امن حاصل کر کے ابن بریدی سے جا ملے اور باقیماندہ موصل چلے گئے۔ ازانجملہ تورون اور جحجح تھا۔ سلامۃ طولونی اور ابو عبداللہ طولونی روپوش ہو گیا۔ مقابلہ پر ایک متنفس بھی نہ رہ گیا۔ ابو عبداللہ بریدی بلا کسی مزاحمت و مخالفت کے اوائل ماہ رمضان المبارک سنہ مذکور میں داخل بغداد ہو گیا۔ شفیعی کے مکان پر اترا۔ وزیر السلطنت ابو الحسین بن میمون، قضاۃ، اراکین دولت اور رؤسائے شہر و ملت ملنے کو آئے۔ خلافت مآب نے تہنیت کا خط لکھا۔ کھانا بھیجا۔ اور وزیر کے لقب سے مخاطب کیا۔ بعد چندے ابن بریدی نے وزیر السلطنت ابو الحسین کو

وزارت کے بعد گرفتار کرکے بصرہ کے جیل میں ڈالدیا اور خلیفہ متقی سے مصارف فوج کے لئے پانچ لاکھ دینار طلب کئے اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر یہ رقم نہ دیجائیگی تو خلافت مآب کا انجام کار وہی ہوگا جو خلفاء معتز مستعین اور مہتدی کا ہوا ہے خلیفہ متقی نے چار ناچار پانچ لاکھ دینار بھیجدیئے اور پھر جب تک ابن بریدی بغداد میں ٹھہرا رہا۔ ملاقات نہ کی۔

جسوقت ابن بریدی کے پاس رقم مذکورہ مرسلہ خلیفہ متقی پہنچی لشکریوں نے طلبی تنخواہ کا شور وغل مچایا۔ دیلمی فوج ہلڑ مچاتی ہوئی ابوالحسین برادر ابن بریدی کے مکان پر پہنچی۔ ترکوں کی فوج بھی اس ہنگامہ میں آکے شریک ہوگئی۔ طوفان بے امتیازی کی طرح ابن بریدی کے مکان کی طرف بڑھی۔ ابن بریدی نے اس واقعہ سے مطلع ہوکے پل کو تڑوا دیا۔ عوام الناس اس کے مصاحبوں پر ٹوٹ پڑے گھبرا کے معہ اپنے بیٹے ابوالقاسم اور چند ہمراہیوں کے واسط کی طرف بھاگ نکلا یہ واقعہ آخری ماہ رمضان المبارک ۳۳۰ھ کا ہے جبکہ بغداد میں اس کے آنے کو چوبیس ۲۴ یوم گذر چکے تھے۔

امارت کورتکین ابن بریدی کے بھاگ جانے کے بعد کورتکین بغداد میں امور سیاست و انتظام پر مستولی ہوگیا۔ خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوکے دست بوسی کی خلافت مآب نے امیرالامراء کا خطاب مرحمت فرمایا علی بن عیسیٰ اور اسکے بھائی عبدالرحمٰن کو طلب کرکے نظم و نسق امور سلطنت کے اختیارات دیئے مگر وزارت کے لقب سے ملقب نہ کیا۔ قلمدان وزارت ابواسحاق محمد بن احمد الکافی قراطیسی کو سپرد فرمایا۔ بدر خرشنی کو عہدۂ حجابت دیا۔ بعد اسکے پانچویں شوال سنہ مذکور کو کورتکین نے بلتکین کے ترکی سپہ سالار اتراک کو گرفتار کرکے دریائے دجلہ میں ڈبو دیا ترکی اور دیلمیوں میں چھڑ گئی فریقین کا گروہ کثیر کام آگیا۔ کورتکین تنہا امور سیاسی کی

نگرانی کرنے لگا۔ تبدیلی وزارت کو ڈیڑھ ماہ گذر چکے تھے کہ جدید وزیر ابو اسحاق بھی کورتکین کے پنجۂ غضب کا شکار ہو گیا بجائے اس کے ابو جعفر محمد بن قاسم کرخی ثانیاً وزارت سے سرفراز ہوا

ابن رایق بغداد میں

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ اتراک تحکیم سے ایک گروہ موصل چلا گیا اور پھر موصل سے ابن رایق کے پاس شام جا پہنچا۔ سپہ سالاران اتراک سے توزون، حجیج، کورتکین اور صیقوان اس گروہ میں موجود تھا ان لوگوں نے ابن رایق کو واپسی عراق کی طمع دلائی اس اثناء میں خلیفہ متقی کے خطوط مشعر طلبی ابن رایق کے نام آئے چنانچہ آخری ماہ رمضان ۳۲۹ھ کو صوبہ شام میں ابوالحسن احمد بن علی بن مقاتل کو اپنا نائب بنا کے بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ موصل پہنچا ناصر الدولہ بن حمدان آنکھیں بچا کے دائیں بائیں ہٹ گیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کے ایک لاکھ دینار بھیجکے ابن رایق سے مصالحت کر لی۔ ابن رایق نے بغداد کا راستہ لیا۔ اتفاق سے ابو عبداللہ بن بریدی کو اسکی خبر لگ گئی اسی وقت اپنے بھائیوں کو واسط بھیجدیا انلوگوں نے واسط سے دیلم کو نکال دیا اور ابن بریدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

جس وقت ابن رایق قریب بغداد پہنچا کورتکین لشکر آراستہ کر کے بقصد جنگ عکبرا تک آیا مدتوں ابن رایق سے جنگ چھڑی رہی۔ آخر کار شب عرفہ کو ابن رایق نے مع اپنے لشکر کے کوچ کیا صبح ہوتے ہوتے شہر کے غربی جانب سے بغداد میں داخل ہو گیا۔ بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کے خلافت مآب کی دست بوسی کی۔ خلافت مآب ابن رایق کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کے دریاے دجلہ کے سیر و تماشا کو تشریف لے گئے۔ دوسرے وقت قریب مغرب کورتکین بھی بغداد آ پہنچا ابن رایق مسلح ہو کے لڑنے کو نکلا مگر کورتکین سے بغداد آجانے سے کچھ ہمت سی ہار گیا۔ شام کی طرف واپس جانے کا قصد کر لیا پھر یہ خیال کر کے کہ بلا جدال و قتال شام واپس جانا خلاف مصلحت ہے۔ اپنے لشکر کے ایک حصہ کو

دجلہ عبور کرکے کورتکین کے لشکر پر پس پشت سے حملہ کرنے کو روانہ کیا اور دوسرے حصّہ کو اپنی کمان میں لئے ہوئے مقابلہ پر آیا۔ بازاریوں اور عوام الناس کا بھی ایک گروہ اسکے ساتھ تھا وہ بھی گاہ گاہ تیر کا مینھ کورتکین کے لشکر پر برسا دیتے تھے شور وغل سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے۔ اس اثنا رمیں ابن رایق کے اس لشکر نے جو دجلہ عبور کرکے حملہ کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا کورتکین کے لشکر پر پس پشت سے حملہ کیا۔ کورتکین کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوا۔ تقریبًا چارسو آدمیوں نے امن کی درخواست کی ابن رایق نے ان سبھوں کو معہ ان کے سپہ سالاروں کے مار ڈالا۔ کورتکین خوف جان سے روپوش ہوگیا خلیفہ متقی نے ابن رایق کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرماکے "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت کیا۔ وزیر ابوجعفر کرخی اپنی وزارت کے ایک مہینے بعد معزول کیا گیا بجاے اسکے احمد کوفی مامور ہوا بعد ازاں ابن رایق کو کورتکین کا سراغ لگ گیا گرفتار کرا کے دار الخلافت میں قید کردیا۔

وزارت ابن بریدی وفرار متقی بجانب موصل

ابن رایق امراء کی امارت کیوجہ سے بغداد میں مستقل طور سے رہنے لگا ابن بریدی نے واسط کا خراج سالانہ بھیجنا بند کردیا ابن رایق نے لشکر مرتب کرکے دسویں محرم ۳۳۰ھ کو بغداد سے واسط کیجانب کوچ کیا بنو بریدی یہ خبر پاکے بصرہ بھاگ آئے۔ ابوعبداللہ کوفی نے درمیان میں پڑ کے مصالحت کرادی چنانچہ بنو بریدی واسط واپس آئے دو لاکھ دینار بقایا خراج کی ضمانت دی اور چھ لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ بعد مصالحت ابن رایق نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور میں لشکر نے بغاوت کی جسمیں توزون وغیرہ بھی شریک تھے اور اس سے علٰحدہ ہوکے عشرہ اخیرہ ماہ مذکور میں ابن بریدی کے پاس واسط چلا گیا۔ اس سے ابن بریدی کی قوت بڑھ گئی۔ ابن رایق نے بخیال تالیف قلب ابن بریدی سے خط وکتابت شروع کی۔ خلعت وزارت بھیجی

اور اُس کی طرف سے عہدہ وزارت پر ابو عبداللہ شیرزاد کو بطور نائب مقرر کیا بعد اِس کے یہ خبر مشہور ہوئی کہ ابن بریدی اتراک اور دیلم کا ایک عظیم لشکر لیئے ہوئے بغداد پر چڑھا آرہا ہے۔ اسی بناء پر ابن رایق نے ابن بریدی کے نام کو وزارت سے خارج کرا کے دارالخلافت کی قلعہ بندی شروع کردی۔ موقع موقع سے منجنیقیں نصب کرائیں۔ فصیلوں پر حصار شکن آلات جابجا جمع کرائے۔ لشکر کو حفاظت کی غرض سے ہر چہار طرف پھیلا دیا۔ عوام الناس اور بازاریوں نے لوٹ مار شروع کردی اس سے امن عامہ خلایق کو سخت صدمہ پہنچا۔ پندرہویں جمادی الثانی کو خلیفہ متقی اور ابن رایق سوار ہو کے نہر دیالی کی طرف روانہ ہوا۔ ابو الحسین (برادر ابن بریدی) سے دریا اور خشکی میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک دوسرے سے بھڑ گیا۔ بالآخر ابو الحسین نے اِن لوگوں کو ہزیمت دیدی اور فتحیابی کا جھنڈا لیئے ہوئے دارالخلافت میں داخل ہوگیا۔ خلیفہ متقی مع اپنے بیٹے ابو منصور اور ابن رایق کے موصل کی طرف بھاگ گیا جبکہ اسکی امارت کو چھ ماہ ہو گئے تھے۔ اور وزیر قراریطی روپوش ہوگیا۔

ابو الحسین کے فتحیاب ہونے کے بعد محلسرائے خلافت لوٹ لیا گیا۔ امن و امان کے آسامی باقی رہ گئے۔ مسمیٰ معدوم ہوگیا۔ کورتکین کو قید سے نکال کے واسط بھیجدیا اور بیچارہ قاہر باللہ سے کوئی معترض بھی نہ ہوا۔ دارالخلافت میں ابو الحسین نے قیام کیا۔ توزون کو شہر کی غربی جانب کی کوتوالی دی اور اُن سپہسالاروں کی ضمانت میں جو توزون کے ساتھ تھے اِن کی عورتوں اور لڑکوں کو اپنے بھائی ابن بریدی کے پاس واسط بھیجدیا۔ اس کے ہمراہیوں نے بعد قبضہ و دخل ہونے کے بھی لوٹ مار سے ہاتھ نہ اُٹھایا۔ دن دھاڑے دکانیں لوٹ لیں۔ روساء و امراء شہر مکانات چھوڑ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ بازاروں میں ٹکس کی وہ زیادتی ہوئی کہ الامان الحفیظ۔ ایک کر گیہوں، جو اور ہر قسم کے اناج پر پانچ دینار محصول لگایا گیا اس

سے گرانی کی گرم بازاری اس حد تک پہنچی کہ ایک کُرگیہوں تین سو دینار کو فروخت ہونے لگا۔ انھیں دنوں کوفہ سے غلہ آگیا۔ عامل بغداد نے اسکو دبالیا اور یہ ظاہر کیا "عامل کوفہ نے میرے لئے بھیجا ہے" اس رسار کے ساتھ قرامطہ کا ایک گروہ تھا وہ ترکوں سے بھڑ گیا عوام الناس میں بھی جنگ چھڑ گئی خلق اللہ کا ایک گروہ کام آگیا۔ لشکریوں کے شور وشغب سے عمال روپوش ہوگئے۔ انتظام کا شیرازہ درہم وبرہم ہوگیا قتل و غارت کی گرم بازاری سے کھیتیاں برباد ہوگئیں کھیتوں کے کاٹنے اور مالش کرنے کی نوبت نہ آئی لوٹنے والے مواشیوں کے لوٹ لے گئے۔ غرض ابن بریدی کے لشکر کا آنا تھا کہ اہل بغداد پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آگیا۔ کوئی دقیقہ ظلم وستم کا باقی نہ رہا جو ان پر نہ کیا گیا ہو۔

قتل ابن رایق و امارت ابن حمدان جس وقت ابن بریدی کے لشکر نے بغداد کا قصد کیا تھا۔ انھیں دنوں خلیفہ متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان سے امداد طلب کی تھی چنانچہ اس نے ایک عظیم لشکر اپنے بھائی سیف الدولہ کے ہمراہ خلافت مآب کی امداد کو روانہ کیا اتفاق یہ کہ سیف الدولہ مقام تکریت میں خلافت مآب سے اس وقت دوچار ہوا جبکہ معتصم الیہ بغداد سے ناکامی کے ساتھ آرہے تھے مجبوری سیف الدولہ بھی خلافت مآب کے ہمراہ موصل واپس آیا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پاکے شہر چھوڑ دیا۔ فریقین میں خط وکتابت ہونے لگی۔ آخر کار ابن رایق نے تجدید عہد کی قسم کھائی مراسم اتحاد قایم رکھنے کا اقرار کیا تب ناصر الدولہ نے مراجعت کی اور دجلہ کے شرقی ساحل پر پہنچکے پڑاؤ کیا۔ ابو منصور بن خلیفہ متقی اور ابن رایق دریائے دجلہ عبور کرکے ملنے گئے۔ ناصر الدولہ بڑی آؤبھگت سے ملا۔ حد سے زیادہ تعظیم وتکریم کی جس وقت ابو منصور سوار ہوکے واپس

نوٹ صفحہ ۲۲۷ - ؎ کُر ایک پیمانہ عراقی ہے جو سات قفیز کا ہوتا ہے اور ایک قفیز آٹھ مکا کیک کا ہوتا ہے اور ایک مکوک ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع بوزن رائج دو سیر کا۔ اس حساب سے ایک کُر ۹۶ من کا ہوا - مترجم

ہوا ناصر الدولہ نے ابن رایق سے مخاطب ہوکے کہا "آج آپ یہیں قیام فرمائیں تاکہ آیندہ تدابیر کے لئے مشورہ کیا جاے" ابن رایق نے معذرت کی ناصر الدولہ مُصر ہوا۔ ابن رایق کو اصرار سے بدظنی پیدا ہوئی سوار ہونے کا قصد کیا ناصر الدولہ نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا۔ ابن رایق ہاتھ چھوڑا کے جوں ہی سوار ہونے لگا ناصر الدولہ نے پاؤں پکڑ کے گھسیٹ لیا ابن رایق گر پڑا ناصر الدولہ نے اشارہ کردیا۔ ایک سرہنگ نے لپک کے سر اُتار لیا اور نعش کو دجلہ میں پھینکدیا۔

ابن رایق کے مارے جانے کے بعد ناصر الدولہ نے خلافت مآب کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور بعد اسکے خود بھی سوار ہوکے بارگاہ خلافت میں دست بوسی کو حاضر ہوا خلافت مآب نے "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرماکے "ناصر الدولہ" کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ واقعہ غرہ شعبان ۳۳۰ھ کا ہے۔ اِس کے بھائی ابو الحسین کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز کرکے "سیف الدولہ" کا لقب عنایت کیا۔

اخشید نے اس واقعہ سے مطلع ہوکے مصر سے دمشق کی جانب کوچ کیا ان دنوں دمشق میں ابن رایق کی طرف سے محمد بن یزداد حکومت کررہا تھا اس نے اخشید کے پہنچتے ہی امن کی درخواست کی اخشید نے امن دے کے دمشق پر قبضہ کرلیا اور پھر اپنی طرف سے دمشق پر مامور کیا بعد چندے ولایت دمشق سے کو توالی مصر پر تبدیل کرلیا۔

مراجعت خلیفہ متقی و فرار بریدی

ابو الحسین بریدی نے بغداد پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ظلم و جفاکاری کو اپنا وطیرہ بنالیا جیساکہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اس سے اہل بغداد کو سخت نفرت پیدا ہوئی اور اس سے انتقام لینے کو موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگے اِس اثناء میں ابن رایق کے قتل کی خبر مشہور ہوئی لشکر میں بھگدڑ مچ گئی جس کی جہاں سینگ سمائی بھاگ نکلا جحجح خلیفہ متقی کے پاس

بھاگ گیا۔ توزون، انوش تکین اور ترکوں نے ابوالحسین بریدی پر حملہ کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا اسی بنا پر توزون نے دیلم کو مجتمع کر کے حملہ کر دیا انوش تکین نے خلاف معاہدہ ترکوں کو اکیجا کر کے توزون کی مخالفت کی توزون اس سے مطلع ہو کے موصل چلا گیا۔ ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی کو توزون کے آجانے سے بہت بڑی تقویت ہوئی بغداد کی جانب مراجعت کرنے کی تیاری کر دی۔ ابوالحسن علی بن طیاب کو دیار مضر یعنی الرہا و حران کا انچارج مقرر کر کے موصل سے روانہ کیا ابوالحسین احمد بن علی بن مقاتل جو ابن رائق کی طرف سے ان بلاد کا والی تھا مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی بالآخر ابوالحسین احمد مارا گیا۔ ابوالحسن علی نے کامیابی کے ساتھ دیار مضر پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ قریب بغداد پہنچا ابوالحسین ابن بریدی یہ خبر پا کے بغداد سے اپنے آنے کے تین مہینے بیس[2] یوم کے بعد واسط کی طرف بھاگ گیا۔ عوام الناس میں بدامنی پھیل گئی۔ لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ معہ اپنے لشکر ظفر پیکر کے ماہ شوال سنہ مذکور میں داخل بغداد ہوا۔ ابو اسحاق قراریطی عہدۂ وزارت پر بدستور سابق بحال کیا گیا اور توزون کو کوتوالی مرحمت ہوئی۔ بعد اسکے پھر ابوالحسین ابن بریدی نے لشکر مرتب کر کے بغداد کا قصد کیا۔ بنی حمدان بھی مقابلہ کو نکلے رفتہ رفتہ مداین پہنچے۔ ناصر الدولہ نے مداین میں قیام کر کے اپنے بھائی سیف الدولہ اور ابن عم ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آگے بڑھایا۔ مدتوں سیف الدولہ اور ابوالحسین ابن بریدی سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ تاآنکہ سیف الدولہ کو ہزیمت ہوئی ناصر الدولہ ترکی لشکر اور ان سپہ سالاروں کو لے کے کمک پر پہنچ گیا جو اس کے ہمراہ تھے۔ سیف الدولہ نے دوبارہ صف آرائی کی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد ابوالحسین ابن بریدی شکست کھا کے واسط کی جانب بھاگا۔ چونکہ اس معرکہ میں سیف الدولہ کی فوج میں زخمیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے تعاقب

نہ کیا۔ بعد کامیابی ناصر الدولہ نے مراجعت کی نصف ذیحجہ سنہ مذکور کو بغداد پہنچا۔ بعد ازاں سیف الدولہ نے واسط پر فوج کشی کی بنو بریدی یہ خبر پاکے بصرہ بھاگ گئے سیف الدولہ نے قبضہ کرکے قیام کر دیا

دیلم کا آذربیجان پر قبضہ

آذربیجان دیسم بن ابراہیم کردی کے قبضہ و تصرف میں تھا جو یوسف بن ابی الساج کے ہمراہیوں سے تھا اور دیسم کا باپ ابراہیم ہارون شاری خارجی کے مصاحبین سے تھا۔ ہارون کے مارے جانے کے بعد آذربیجان چلا گیا اور اکراد کے کسی رئیس کی لڑکی سے شادی کر لی جسکے بطن سے دیسم پیدا ہوا۔ جب دیسم سن شعور کو پہنچا تو یوسف بن ابی الساج کی خدمت میں رہنے لگا اس سے اسکی عزت و توقیر میں نمایاں ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ بعد یوسف کے یہ آذربیجان کا مالک مستقل ہو گیا۔ بعد اسکے سبکری نے جو بلاد جبل میں وشمکیر کا نائب تھا سنہ ۳۲۶ھ میں بلا اجازت وشمکیر آذربیجان پر چڑھائی کی اور بزور تیغ قبضہ کر لیا دیسم نے وشمکیر کے پاس جاکے پناہ لی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار و عہد کیا اور امداد کی درخواست کی وشمکیر نے دیلمی فوج سے اُس کو مدد دی۔ چنانچہ دیسم دیلمی فوج لئے ہوئے آذربیجان آیا اور سبکری کو زیر کرکے نکالدیا۔ صوبہ آذربیجان جیساکہ اس سے پیشتر اسکے قبضہ میں تھا پھر دوبارہ قبضہ میں آگیا۔ سبکری کی فوج میں اکثر اکراد تھے ان لوگوں نے زمانہ غلبہ سبکری میں بعض قلعات آذربیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ دیسم نے سرداران دیلم کو بلاکے کردوں کو دبانا شروع کیا اور انھیں کے زور بازو سے انکی بڑھتی ہوئی قوت کو نیست و نابود کر دیا۔ ازانجملہ صعلوک بن محمد بن مسافر و علی بن فضل وغیرہما تھے تھوڑے ہی دنوں میں صوبہ آذربیجان میں کردوں کی حکومت کا نام و نشان تک نہ رہگیا ایک گروہ اِن کے سرداروں کا گرفتار کر لیا گیا۔ ابو القاسم علی بن جعفر۔ دیسم کا وزیر تھا اس کو اپنے ولی نعمت سے کچھ خطرہ پیدا ہوا طرم بھاگ گیا۔ اِن دنوں طرم

میں محمد بن مسافر موجود تھا یہاں پر یہ ایک واقعہ غیر متوقعہ پیش آگیا تھا کہ محمد بن مسافر کے دونوں لڑکے وہشودان اور مرزبان باغی ہوگئے تھے اور دو چار قلعات پر قبضہ کرلیا تھا طُرّہ اس پر یہ ہوگیا تھا کہ وہشودان اور مرزبان نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کرکے اس کے مال و اسباب اور خزانہ کو لے لیا تھا اور اس کو تن تنہا ایک قلعہ میں چھوڑ دیا تھا۔ علی بن جعفر نے یہ رنگ دیکھ کے مرزبان سے ملاقات کی اور اس کو آذربیجان پر قبضہ کرلینے کی طمع دلائی مرزبان نے خوش ہو کے علی بن جعفر کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔

علی بن جعفر اور مرزبان ایک ہی مذہب کے مسافر اور بلحاظ عقائد مذہبی ایک ہی نخل کے پیوند تھے کیونکہ علی بن جعفر فرقہ باطنیہ سے تھا اور مرزبان دیلم سے۔ اور باطنیہ و دیلم دونوں شیعہ ہیں۔

علی بن جعفر نے آذربیجان پر قبل حملہ کرنے کے دسیم کے ہمراہیوں اور مصاحبوں سے خط و کتابت شروع کی اور ان لوگوں کو بہت سا روپیہ دے کے یا دینے کا وعدہ کرکے دسیم سے برانگیختہ کرکے اپنی جانب پھیر لیا علی الخصوص دیلم کو اپنا پورا پورا حامی بنالیا۔ گو اس وقت بظاہر دسیم سے ملے رہے۔ جب یہ سازشیں پوری ہوچکیں تو علی بن جعفر نے مرزبان کو آذربیجان پر حملہ کرنے کی رائے دی فوجیں مرتب کرکے آذربیجان کی جانب بڑھا۔ صف آرائی کی نوبت آئی۔ جوں ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں۔ دیلم جیسا کہ اقرار و وعدہ ہوا تھا بھاگ کے مرزبان کے پاس چلے آئے اور امن حاصل کرکے اس کے لشکر میں قیام پذیر ہوگئے۔ ان لوگوں کے ہمراہ کردوں کا بھی ایک گروہ کثیر چلا آیا۔ دسیم نے معدودے چند مصاحبوں کے ساتھ ارمینیہ میں جاکے دم لیا جاجیق بن دیرانی والی ارمینیہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ اِن دونوں میں مراسم سابقہ تھے۔

اس واقعہ سے دسیم کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ کردوں کی علیحدگی اور دوری پر

سخت ندامت ہوئی حالانکہ یہ اس کے ہم مذہب یعنی خارجی تھے۔ آہستہ آہستہ پھر تالیف قلوب کرنے لگا۔

آذربیجان پر مرزبان کے قابض ہونے کے تھوڑے دنوں بعد علی بن جعفر (دیسم کے سابق وزیر) کو مرزبان سے کشیدگی پیدا ہوئی رفتہ رفتہ یہ کشیدگی اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ ادھر اس نے مرزبان کے ہمراہیوں کو ملا کے در پردہ اپنا ہم آہنگ بنالیا اور ادھر مرزبان کو دم پٹی دے کے ان کے مال واسباب کو ضبط کرالیا۔ اسی اثنا میں دیلم کو بھی اس نے ابھار دیا انھوں نے مرزبان کی فوج کے حصہ کثیر کو جو اس کے پاس تھی قتل کر ڈالا اس سے ہمراہیان مرزبان۔ مرزبان سے مخالفت وبغاوت اور دیسم کی اطاعت کرنے پر تُل گئے۔ جب یہ تدابیر پوری ہوگئیں تو دیسم کو یہ واقعات لکھ بھیجے دیسم نے تبریز پہنچکے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ مرزبان کے ہمراہیوں میں سے اکثر لوگ بوقت مقابلہ دیسم کے پاس بھاگ آئے مگر پھر بھی مرزبان کی دلاوری مردانگی اور واقفیت جنگ نے دیسم کو نیچا دکھا دیا۔ میدان جنگ سے بھاگ کے تبریز میں آرہا۔ مرزبان نے محاصرہ کرلیا اور شدت کے ساتھ محاصرہ کو جاری رکھا اور وزیر علی بن جعفر کی تالیف واصلاح میں کوشش کرنے لگا بالآخر علی بن جعفر اور مرزبان میں مصالحت ہوگئی۔ دیسم نے تبریز چھوڑ کے اردبیل کا راستہ لیا۔ مرزبان نے تعاقب کیا اور اردبیل پر پہنچکے اسکو اپنے محاصرہ میں لے لیا تا آنکہ دیسم نے طول محاصرہ سے گھبرا کے مصالحت کی درخواست کی۔ مرزبان نے منظور کرکے بصلح وامان اردبیل پر قبضہ حاصل کیا اور دیسم کو جو کچھ مال وزر دینے کا وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا بعد اس کے دیسم نے یہ التجا کی کہ مجھکو معہ میرے اہل وعیال کے قلعہ طرم میں بھیجدیجئے۔ چنانچہ مرزبان نے بموجب اس درخواست کے دیسم کو معہ اس کے اہل وعیال کے طرم روانہ کردیا۔

سیف الدولہ کا حال | جس وقت بنو بریدی واسطہ سے بصرہ کی جانب بھاگ آئے

ادھر سیف الدولہ واسط میں خیمہ زن ہوا اسی وقت سے بصرہ پر اسکے دانت لگے ہوئے تھے۔ اسکی یہ دلی تمنا تھی کہ جس طرح ممکن ہو بنو بریدی سے بصرہ کو چھین لینا چاہیئے مگر قلت مال اور کمی فوج کی وجہ سے ہمت نہ پڑتی تھی۔ کچھ سوچ سمجھ کے اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مدد طلب کی اس نے ابو عبداللہ کوفی کی معرفت درستی فوج و سامان جنگ کے لئے روپیہ روانہ کئے توزون اور حجج اس رائے کے مخالف تھے سیف الدولہ کو اسکی خبر لگ گئی۔ ناصر الدولہ کے بھیجے ہوئے روپیوں کو مصلحتاً کوفی کی معرفت اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا اور توزون کو مالگذاری وصول کرنے کے لئے جامدہ کی جانب روانہ کر دیا اور حجج کو مدار کی طرف۔

اس واقعہ کے پیشتر سیف الدولہ شام و مصر پر حملہ کرنے کی بابت ترکوں سے خط و کتابت کر رہا تھا۔ ہر طرح کی امیدیں دلاتا تھا مگر وہ اس امر پر آمادہ نہوتے تھے بعد چندے برخلاف امید ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں خود سیف الدولہ ہی پر حملہ کر دیا لشکرگاہ لوٹ لیا۔ ایک گروہ کو مار ڈالا۔ بیچارہ سیف الدولہ اپنی جان بچا کے بغداد کی جانب بھاگ نکلا۔ باقی رہا ناصر الدولہ جب ابو عبداللہ کوفی واسط سے واپس ہوکے اس کے پاس پہنچا اور اسکے بھائی کے حالات بتلائے تو اس نے روانگی موصل کی تیاری شروع کی۔ خلیفہ متقی سوار ہوکے اس کے پاس آیا اور موصل کی جانب روانہ ہونے کی ممانعت کی پاس ادب سے اس وقت تو اس نے منظور کر لیا مگر بعد واپسی خلافت مآب سامان سفر درست کرکے اپنی امارت کے تیرھویں مہینے موصل کی طرف کوچ کر دیا۔ دیلم اور ترکوں نے اس کے مکان کو لوٹ لیا۔ ابو اسحاق قراریطی نے زمام انتظام و حکومت سنبھالی حالانکہ اس کو وزارت کا لقب نہیں دیا گیا تھا۔ ابو العباس اصفہانی اپنی وزارت کے اکیاون روز بعد معزول کیا گیا۔

واسط سے سیف الدولہ کے بھاگ آنے کے بعد مابین توزون اور بجکم دربارہ امارت مناقشہ پیدا ہوا۔ آخر الامر یہ قرار پایا کہ توزون کو امارت دیجائے اور بجکم کما نڈر انچیف افواج مقرر ہو۔ بعد اس کے ابن بریدی پر واسط کے لینے کی طمع غالب ہوئی لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا توزون سے خط وکتابت شروع کی توزون نے نہایت خوش اسلوبی سے جواب دئے قبل اسکے بجکم امیر جیوش۔ بریدی کی مدافعت کو روانہ ہو چکا تھا اثنار راہ میں ابن بریدی کے ایلچی ملے جو توزون کے پاس اسکا خط لے کے گئے تھے۔ دیر تک بجکم ان سے باتیں کرتا رہا۔ اس سے جاسوسوں نے توزون سے یہ جڑ دیا کہ بجکم تو ابن بریدی سے ملا چاہتا ہے۔ توزون یہ سن کے آگ بگولا ہو گیا شباشب سفر کر کے بجکم کے سر پر پہنچگیا اور اس کو گرفتار کر لیا یہ واقعہ پندرہویں رمضان ۳۳۱ھ کا ہے۔ پابزنجیر و بحراست تمام واسط لایا اور آنکھوں میں تیل کی سلائیاں پھروادیں۔ رفتہ رفتہ سیف الدولہ تک اس واقعہ کی خبر پہونچی یہ اس وقت اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس پہنچ چکا تھا فوراً بغداد کی جانب مراجعت کر دی۔ نصف رمضان کے بعد باب حرب پر پہنچکے قیام کیا اور خلیفہ متقی سے توزون کی مدافعت کی غرض سے مالی مدد طلب کی۔ خلافت مآب نے چار لاکھ درہم مرحمت فرمائے۔ سیف الدولہ نے اپنے لشکریوں پر ان کو تقسیم کر دیا سیف الدولہ کی آمد کی خبر پا کے وہ لوگ بھی ظاہر ہو گئے جو ایک مدت سے روپوش تھے۔ اس اثنار میں ان واقعات کی توزون کو بھی خبر لگ گئی۔ واسط میں بجائے اپنے کیغلغ کو بطور نائب کے مقرر کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ سیف الدولہ یہ خبر پا کے مع اس لشکر بغداد کے جو اس سے آملا تھا موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ از انجملہ حسن بن ہارون بھی تھا۔ بعد اس کے بنو حمدان کے قدم پھر بغداد میں نہیں آئے۔

توزون کی امارت اور ناصحانی

بغداد سے سیف الدولہ کے چلے جانے کے بعد آخری ماہ رمضان ۳۳۱ھ میں توزون داخل ہوا خلیفہ متقی نے اس کو عزت و احترام سے امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ اور ابو جعفر کرخی کو ناظر دیوان وزارت مقرر کیا۔ جیسا کہ اس سے پہلے یہ خدمت کوفی کے سپرد تھی۔

واسط سے توزون کے چلے آنے کے بعد ہی ابن بریدی نے چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ توزون اس واقعہ سے مطلع ہو کے پہلی ذیقعدہ سنہ مذکور کو بقصد جنگ ابن بریدی بغداد سے کوچ کیا۔ اس سے پیشتر یوسف بن وجیہ والی عمان سے چند جنگی کشتیاں مہیا کر کے بصرہ پر فوج کشی کر دی تھی اور ابن بریدی سے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ ابن بریدی اور اس کا لشکر قریب ہلاکت پہنچ چکا تھا مگر کسی طرح کی عملی کارروائی سے یوسف کی جنگی کشتیوں میں آگ لگ گئی محرم ۳۳۲ھ کو یوسف ہزیمت اٹھا کے مضطربانہ بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن بریدی کے لشکر نے اس کا بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اسی واقعہ میں ابو جعفر بن شیرزاد بھاگ کر توزون کے پاس چلا آیا توزون نے اس کو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔

محمد بن ینال ترجمان۔ توزون کے نامی سپہ سالاروں سے تھا اور یہی بغداد میں زمانہ عدم موجودگی توزون میں اس کی قائم مقامی کر رہا تھا۔ مگر بعد چندے جبکہ ابو جعفر بن شیرزاد توزون سے آ کے مل گیا اس وقت محمد اور نیز وزیر السلطنت حسن بن مقلہ توزون سے مشکوک و مشتبہ ہو گئے۔ دونوں صلاح و مشورہ کر کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلافت مآب کو یہ فقرہ دیا کہ ابن بریدی نے توزون کو پانچ لاکھ دینار جو اس کو متروکہ بجکم سے ملا ہے دیکے ملا لیا ہے اور ابو جعفر بن شیرزاد

توزون کے پاس اس غرض سے آیا ہوا ہے کہ دوراز حال دشمنان خلافت کو معزول اور گرفتار کرکے ابن بریدی کے حوالہ کردے خلیفہ متقی اس خبر کو سنکے ہراس باختہ ہو گیا۔ ابن حمدان کے پاس جانے کا قصد کیا۔ حاشیہ نشینان دربار خلافت نے ابن حمدان کو لکھ بھیجا کہ تھوڑی سی فوج خلافت مآب کی محافظت کے لئے بھیج دو۔

روانگی متقی جانب موصل جس وقت حسن ابن مقلہ وزیر السلطنت اور محمد بن ینال کو اپنی سازشوں اور خلیفہ متقی کو توزون کی جانب سے برانگیختہ کرنے میں کامیابی ہو گئی۔ اتفاق یہ کہ انھیں دنوں ابو جعفر ابن شیرزاد بھی پانچویں محرم ۳۳۲ھ کو تین سو سواروں کی جمعیت سے بغداد میں داخل ہوا اور بلا استصواب و اجازت خلافت مآب احکام اوامر و نواہی صادر کرنے لگا۔

خلیفہ متقی نے ابو جعفر بن شیرزاد کے آنے سے پیشتر ناصر الدولہ بن حمدان سے موصل تک ساتھ آنے کی غرض سے لشکر طلب کیا تھا۔ چنانچہ اس کے چچا ابو عبداللہ حسین بن سعید بن حمدان نے ایک مختصر سی فوج بھیجدی جس وقت یہ فوج قریب بغداد پہنچی ابو جعفر بن شیرزاد روپوش ہو گیا اور خلافت مآب نے معہ اپنے حرم اور لڑکوں کے تکریت کیجانب کوچ کر دیا۔ علاوہ ان کے وزراء' امراء' اور اعیان حکومت سلامت طولونی' ابو زکریا یحیی بن سعید سوسی' ابو محمد ماردانی' ابو اسحاق قراریطی' ابو عبداللہ موسوی' ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ طبیب اور ابو نصر محمد بن ینال ترجمان وغیرہم بھی ہمرکاب تھے خلیفہ متقی کے روانہ ہوتے ہی ابو جعفر بن شیرزاد گوشہ اختفا سے نکل آیا اور بغداد میں ظلم و سفاکی کا بازار گرم کردیا لوگوں سے جرمانے اور تاوان وصول کرنے لگا۔ اور واسط میں توزون کو خلیفہ متقی کے چلے جانیکا حال لکھ بھیجا۔ توزون نے واسط کی زمام حکومت ابن بریدی کے سپرد کی اور اپنی لڑکی سے اسکا عقد کرکے بغداد کا راستہ لیا۔ اس وقت خلیفہ متقی تکریت میں داخل ہو گیا تھا اور سیف الدولہ نے حاضر ہو کے شرف حضوری حاصل

کر لی تھی اور خلافت مآب نے ناصر الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کر دیا تھا چنانچہ اکیسویں ماہ ربیع الثانی ۳۳۲ھ کو ناصر الدولہ نے حاضر ہو کے دست بوسی کی۔ خلافت مآب نے تکریت سے موصل کی جانب کوچ کیا اور ناصر الدولہ تکریت میں قیام پذیر رہا توزون کو اسکی خبر لگی لشکر آراستہ کر کے تکریت پر چڑھائی کر دی۔ سیف الدولہ (ناصر الدولہ کا بھائی) مقابلہ پر آیا دنوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار کھیت توزون کے ہاتھ رہا سیف الدولہ شکست کھا کے موصل کی جانب بھاگا توزون نے اسکا اور اسکے بھائی کا لشکر گاہ لوٹ لیا اور بقصد تعاقب موصل کا رُخ کیا۔ سیف الدولہ اور ناصر الدولہ نے معہ خلیفہ متقی موصل چھوڑ کے نصیبین کی طرف کوچ کیا توزون نے اس سے مطلع ہو کے موصل پر پہنچکے قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اس روزانہ تگ و دو سے گھبرا گیا تھا نصیبین میں آرام کی صورت نہ دیکھ کے رقہ چلا آیا۔ توزون کو خط لکھ بھیجا کہ میری کشیدگی اور نفرت کا یہ سبب ہے کہ ابن بریدی سے تم نے میل جول پیدا کر لیا تھا۔ خیر اب رضامندی اس میں ہے کہ بنی حمدان سے مصالحت کر لو۔ توزون نے اس تحریک کی مطابق ناصر الدولہ سے جسقدر بلاد اسکے قبضہ و تصرف میں تھے اُن کی بابت تین برس کے لئے چھ لاکھ تین ہزار درہم سالانہ پر مصالحت کر لی اور بعد مصالحت توزون تو بغداد واپس آیا خلیفہ متقی اور بنی حمدان رقہ میں قیام پذیر رہے۔

ابن بویہ کا واسط پر قبضہ معز الدولہ بن بویہ اہواز میں حکومت کر رہا تھا مگر ابن بریدی آئے دن اس کو ملک عراق پر قبضہ کر لینے کی طمع دلاتا تھا۔ ساتھ ہی اسکے بوقت جنگ مدد دینے کا بھی وعدہ کرتا تھا۔ پس جس وقت توزون نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ معز الدولہ نے لشکر مرتب کر کے واسط کی جانب قدم بڑھایا۔ ابن بریدی نے باوجود وعدہ و اقرار کے وعدہ خلافی کی اس اثناء میں توزون موصل سے بغداد چلا آیا اور بغداد سے معز الدولہ کی واسط کی طرف بڑھنے کی خبر پا کے لفف

ذیقعدہ ۳۳۲ھ میں بقصد جنگ واسط کی جانب روانہ ہوا۔ سترہویں ذیقعدہ کو مقام قباب حمید میں مابین معزالدولہ اور توزون لڑائی شروع ہوئی۔ تقریباً دس یوم تک ہنگامۂ کارزار گرم رہا۔ فریقین نہر دیالی عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے آخرکار توزون نہر دیالی کو عبور کر گیا اور کنارہ نہر پہ مورچہ قائم کر کے دیلمی فوج کو عبور سے مانع و مزاحم ہونے لگا۔ معزالدولہ بالائی نہر دیالی کی طرف بقصد قبضہ نہر دیالی بڑھا توزون کو اس امر کا احساس ہوگیا۔ چند دستہ فوج کو ایک سپہ سالار کے ساتھ معزالدولہ کے روک تھام کرنے کو بھیج دیا۔ اس فوج نے نہر دیالی کو ایک پایاب مقام سے عبور کیا اور کمین گاہ میں چھپ کے بیٹھ رہی جس وقت معزالدولہ مقابلہ پر آیا دفعتہً حملہ کر دیا معزالدولہ اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا بے سروسامانی کے ساتھ مع اپنے وزیر صیمری کے بھاگ کھڑا ہوا چودہ افسر گرفتار کر لئے گئے اور دیلمی فوج کے حصہ کثیر نے توزون سے امن حاصل کر لی معزالدولہ اور صیمری نے شوس میں جا کے دم لیا۔ بعد چندے پھر فوجیں مرتب کر کے دوبارہ واسط پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ ہواخواہان ابن بریدی بصرہ چلے آئے۔

ابن بریدی کی موت

ابوعبداللہ بن بریدی کا سارا مال و خزانہ انھیں لڑائیوں میں جن کو تم اوپر پڑھ آئے ہو صرف ہو چکا تھا۔ اپنے بھائی ابو یوسف سے قرض لے کے کام چلاتا تھا۔ لشکریوں پر اسکا بہت برا اثر پڑا ثروت و مالداری کی وجہ سے اس کے بھائی ابو یوسف کی طرف مائل ہوگئے۔ ابو یوسف اکثر اوقات مال و زر دینے کے وقت ابوعبداللہ کو سخت و ناملائم الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ ابوعبداللہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ لگانے بجھانے والوں نے ابو یوسف سے یہ جڑ دیا کہ ابوعبداللہ تمہاری گرفتاری کی فکر میں ہے ایک کو دوسرے سے نفرت ہوگئی دل ہی دل میں اس درجہ رنج و ملال بڑھا کہ ابوعبداللہ نے اپنے غلاموں

کو اشارہ کردیا جنھوں نے ایک روز اثناء راہ میں ابو یوسف پر حملہ کرکے مار ڈالا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا نعش دکھادی گئی، خاموش ہوگئے متفرق و منتشر ہوگئے بعد اس کے ابو عبداللہ ابن بریدی اپنے بھائی ابو یوسف کے مکان میں داخل ہوا جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات نفیسہ پائے سب کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ان جواہرات کو جو ابن بریدی نے زمانہ تہید ستی میں پچاس لاکھ دراہم پر ابو یوسف کے ہاتھ فروخت کیا تھا یہ جواہرات اصل میں مکتفی کے تھے اس نے اپنی بیٹی کو جبکہ ابن بریدی سے اس کا عقد کیا تھا جہیز میں دئے تھے اور مکتفی دارالخلافت کے توشہ خانہ سے ان کو اُڑا لایا تھا۔ جس وقت یہ جواہرات ابو یوسف کے روبرو فروخت کی غرض سے پیش ہوئے تھے اس وقت اس نے ابو عبداللہ بن بریدی کو بہت سخت و سُست الفاظ سے یاد کیا تھا اور یہی امر دونوں بھائیوں میں عداوت و دشمنی کا باعث ہوا۔ بعد اس کے ابو عبداللہ بن بریدی بھی اپنے بھائی کے مارے جانے کے آٹھ مہینے بعد مر گیا۔ بجائے اس کے بصرہ میں ابوالحسن حکومت کی کرسی پر جانشین ہوا۔ اس نے کج خلقی اور ظلم کا برتاؤ کیا۔ لشکریوں نے بغاوت کردی قتل کی غرض سے شور و غل مچاتے دوڑ پڑے ابوالحسن بھاگ کر ہجر پہنچا اور قرامطہ کے پاس جاکے پناہ گزین ہوا ابن بریدی کے لشکریوں نے ابوالقاسم برادر زادہ ابو عبداللہ بن بریدی کو اپنا امیر بنالیا۔ بعد چندے ابوالحسن نے ابو طاہر قرمطی سے امداد کی درخواست کی ابو طاہر نے اپنے بھائیوں کو معہ فوج کے ابوالحسن کے ساتھ بصرہ کے حصار اور فتح کرنے کو روانہ کیا۔ چونکہ ابوالقاسم نے بصرہ کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کرلیا تھا ابوالحسن اور قرامطہ کی کچھ پیش نہ گئی مدتوں محاصرہ کئے رہے بالآخر مابین ابوالقاسم اور اس کے چچا ابوالحسن کی مصالحت ہوگئی۔ قرامطہ نے ہجر کی طرف مراجعت کی اور ابوالحسن بصرہ میں داخل ہوا اور پھر توزون سے ملنے کی غرض سے بغداد چلا گیا۔

اِن واقعات کے بعد یانس (ابو عبداللہ بن بریدی کا غلام تھا) کو ریاست و حکومت

کی طمع دامنگیر ہوئی۔ دیلمی سپہ سالار سے ابوالقاسم پر حملہ کرنے اور حکومت وریاست پر خود متمکن ہو جانے کی بابت سازش کی چنانچہ ایکروز اسی غرض سے دیلمی فوج اپنے سپہ سالار کے پاس مجتمع ہوئی۔ اتفاق یہ کہ ابوالقاسم نے کسی کام سے یانس کو اس دیلمی سپہ سالار کے پاس بھیجا۔ دیلمی سپہ سالار کے دماغ میں تنہا حکومت کرنے کی ہوس سمائی۔ یانس اسکو تاڑگیا۔ بہزار خرابی اپنی جان بچا کے بھاگا اور روپوش ہوگیا۔ دیلمی فوج اس کے مضطربانہ بھاگنے سے منتشر ومتفرق ہوگئی سپہ سالار بھی چھپ رہا۔ ابوالقاسم کو اس کی خبر لگ گئی سپہ سالار کو گرفتار کرا کے شہر بدر کر دیا اور بعد چندے یانس کو بھی گرفتار کرا کے ایک لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے اور مار ڈالا۔

ابوالحسن بن بریدی نے بغداد میں پہنچکے توزون سے امن حاصل کی اور بمقابلہ اپنے برادر زادہ ابوالقاسم کے امداد کا خواستگار ہوا۔ اس اثنار میں بصرہ سے ابوالقاسم کا بھیجا ہوا مال واسباب وخراج توزون کے پاس آپہنچا۔ توزون نے اُسکو اُس کے صوبہ پر بحال رکھا۔ ابوالحسن کو اسکی اطلاع ہوگئی۔ بصرہ کے خیال کو دور کر کے ابن شیرزاد کی گرفتاری کی بابت توزون سے سرگوشی کرنے لگا اتفاق وقت سے معاملہ برعکس ہوگیا۔ توزون نے اُسلئے اسی کو گرفتار کر کے پٹوایا۔ ابوعبداللہ بن ابوموسیٰ ہاشمی نے یہ مسئلے اُن فتاویٰ کو پیش کر دیا جو اس نے زمانہ ناصر الدولہ میں ابوالحسن کے جواز قتل کے قضاۃ اور فقہار سے لکھوائے تھے۔ چنانچہ توزون نے محلسرائے خلافت میں فقہاء اور قضاۃ کو مجتمع کر کے اُن فتوؤں کی تصدیق کرائی اور بعد تصدیق ابوالحسن کو قتل کر کے نعش کو صلیب پر چڑھایا۔ بعد ازاں جلا کے راکھ کو دجلہ میں بہا دیا اور اس کے مکان کے لوٹ لینے کا حکم دیدیا۔ یہ واقعہ نصف ماہ ذالحجہ ۳۳۲ھ کا ہے۔ بریدیوں کا یہ آخری زمانہ تھا۔

عہد متقی کے صوائف	۳۳۰ھ میں رومی عیسائیوں نے بلاد اسلامیہ کی طرف

خروج کیا حلب تک بڑھ آئے اکثر بلادِ اسلامیہ کو لوٹ لیا۔ پانچ ہزار مسلمان گرفتار کر لئے گئے۔ اسی سنہ میں ثملی طرسوس کی جانب سے بلادِ روم میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ اس کے لشکری مال غنیمت سے مالامال ہوگئے کئی بطریق گرفتار کر لایا۔

سنہ ۳۳۲ھ میں بادشاہ روم نے خلیفہ متقی کے پاس اس عمامہ کے لینے کو اپنا قاصد بھیجا جسمیں بوقت بیعت الرہا بزعم نصاریٰ مسیح نے اپنا منہ پوچھا تھا اور اس میں انکی صورت مرتسم ہوگئی تھی اسکے معاوضہ میں مسلمان قیدیوں کے ایک گروہ کثیر کے رہا کرنے کا اقرار کیا تھا۔ فقہار اور قضاۃ نے عمامہ کے دینے کی بابت اختلاف کیا۔ بعضوں نے رائے دی کہ عمامہ کے دینے میں اسلام کی کمزوری ثابت ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ عمامہ بدستور دار الخلافت میں رہے اور بالفعل مسلمانوں کو بھی عیسائیوں کے قید میں رہنے دیجئے۔ بعضوں نے اس سے مخالفت کی از انجملہ علی بن عیسیٰ تھا اس نے بیان کیا کہ اس عمامہ کے دیدینے میں کسی قسم کی توہین اسلام نہیں ہے بلکہ اس عمامہ کے قبضہ میں رکھنے سے بہتر یہ ہے کہ عیسائیوں کے پنجۂ غضب سے مسلمان رہا کرائے جائیں۔ خلیفہ متقی نے اس رائے کے مطابق عمامہ کو بادشاہ روم کے قاصد کے حوالہ کر دیا۔ اور مسلمان قیدیوں کے رہائی دلانے کے لئے اپنا قاصد بادشاہ روم کے پاس روانہ فرمایا۔

سنہ ۳۳۲ھ میں روسیوں کا ایک گروہ براہ دریا اطراف آذربیجان میں آیا اور نہر کر کی راہ سے بردعہ میں داخل ہوا مرزبان بن محمد بن مسافر کا نائب دیلمی فوج اور مطوعہ (والنٹیرز) کو آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ روسیوں نے عساکر اسلامیہ کو ہزیمت دیکے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس سے مسلمانوں میں ایک عام خشم کا جوش پیدا ہوا۔ ہر چہار طرف سے اسلامی فوجیں مرتب آراستہ ہو کے آپہنچیں۔ روسیوں نے سینہ سپر ہو کے مقابلہ کیا۔ شہر کے عوام الناس معرکہ کارزار گرم

دیکھ کے تیر برسانے لگے۔ روسیوں نے سبھوں کو شہر چھوڑ کے نکل جانیکا حکم دیا اکثر نکل گئے جو باقی رہ گئے انکو روسیوں نے قتل وغارت سے پائمال کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر لیا۔ روسیوں کی اس بزدلانہ حرکت سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آگئی۔ قرب وجوار کے مسلمانوں کو مجتمع کر کے تیس ہزار کی جمعیت سے حملہ آور ہوا روسی مقابلہ پر آئے مدتوں لڑائی ہوتی رہی ایک روز مرزبان نے چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا کے روسیوں پر حملہ کیا اور آہستہ آہستہ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹتا آیا۔ روسی جوش کامیابی میں بڑھتے آئے جس وقت کمین گاہ سے روسیوں نے قدم آگے بڑھائے مرزبان کی فوج نے کمین گاہ سے نکلکے حملہ کر دیا اس ناگہانی حملہ سے روسی گھبرا گئے۔ انکا سردار معہ ایک گروہ کے مارا گیا بقیۃ السیف نے قلعہ میں جا کے پناہ لی۔ مرزبان نے پہنچکے محاصرہ کر لیا۔ روسی نہایت استقلال سے محاصرہ کی تکالیف برداشت کرنے لگے۔

اثنار محاصرہ میں یہ خبر لگی کہ ناصر الدولہ نے اپنے برادر عم زاد ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آذربیجان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا ہے چنانچہ وہ سفر و قیام کرتے ہوئے سلماس پہنچگیا ہے۔ مرزبان نے اپنی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو بردعہ کے محاصرہ پر چھوڑا اور دوسرے حصہ کو لیکے ابوعبداللہ سے لڑنے کو آذربیجان کی طرف روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کے ابوعبداللہ کو واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے حسب استدعار ناصر الدولہ بغداد لوٹ گیا۔

مرزبان کی وہ فوج جو روسیوں کا بردعہ میں محاصرہ کئے تھی بعد وفات توزون بھی محاصر رہی بالآخر روسی طول حصار سے گھبرا کے رات کے وقت شہر چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے اور جسقدر مال واسباب اٹھا سکے اٹھا لیگئے۔ اور اسی سنہ میں بادشاہ روم نے راس عین پر قبضہ کر لیا تین روز تک قتل عام کا بازار گرم کر رکھا

قرب وجوار کے دیہاتی یہ خبر پاکے لڑنے کو آئے باہم لڑائیاں ہوئیں رومی لشکر شہر چھوڑ کے بھاگ گیا۔

عمال عہد خلافت متقی

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلافت مآب کے دایرہ حکومت میں سوائے صوبہ اہواز، بصرہ، واسط، جزیرہ اور موصل کے کوئی دوسرا صوبہ نہ تھا موصل پر بنی حمدان اور اہواز پر معزالدولہ حکومت کر رہا تھا۔ بعد چندے واسط کو بھی دبالیا۔ اور بصرہ ابوعبداللہ بن بریدی کے قبضہ میں باقی رہ گیا۔ پہلے بغداد پر خلیفہ متقی کی طرف سے تحکم تھا بعد اسکے ابن بریدی پھر کورتکین دیلمی بعدہ دوبارہ ابن رائق پھر دوبارہ ابن بریدی پھر حمدان پھر توزون یکے بعد دیگرے متغلب و مستولی ہوتے چلے آئے۔ نظم ونسق۔ حل وعقد غرض کل زمام حکومت انھیں کے قبضہ میں تھی۔ وزیرالسلطنت نام کا وزیر تھا درحقیقت انھیں لوگوں کا ایک محرر یا ان کے ہاتھ میں کاٹھ کی پتلی تھا جس طرف چاہتے پھیر دیتے۔ بلا اجازت ان لوگوں کے کوئی کام نہ کر سکتا تھا۔ کل احکام انھیں لوگوں کے جاری ونافذ تھے سب سے آخر میں جس نے امور سلطنت کو سنبھالا وہ ابوعبداللہ کوفی (توزون کا سکرٹری) ہے اور اس سے پیشتر وہ ابن رائق کا سکرٹری تھا۔ بدر بن جرسی عہدہ حجابت کو انجام دے رہا تھا مگر ۳۳۱ھ میں معزول کیا گیا۔ بجائے اسکے سلامتہ طولونی مامور ہوا اور بدر کو فرات کی گورنری دی گئی۔ اخشید سے اس نے جاکے شکایت کی، پناہ گزیں ہونے کی درخواست دی اس پر اخشید نے اس کو دمشق کی حکومت عنایت کی۔ اطراف وجوانب کے قابضین ومتصرفین سے یوسف بن وجیہ بھی ہے۔ اس زمانہ میں کوتوال بغداد ابوالعباس دیلمی تھا۔

متقی کی معزولی مستکفی کی خلافت

خلیفہ متقی ماہ ربیع الآخر ۳۳۲ھ سے آخر سنہ مذکور تک علی الاتصال بنی حمدان کے پاس رہا بعد اس کے بوجہ طول قیام دلوں سے صفائی جاتی رہی حسن بن ہارون اور ابوعبداللہ ابن ابوموسی ہاشمی نے توزون کے

پاس مصالحت کا پیام بھیجا اور خلیفہ متقی نے اخشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا خط تحریر کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اخشید آپہنچا جس وقت حلب میں وارد ہوا ابوعبداللہ بن سعید بن حمدان جو منجانب ناصر الدولہ (ابوعبداللہ اور ناصر الدولہ دونوں چچا زاد بھائی تھے) حلب کا والی تھا۔ ابن مقاتل کو اپنا نائب مقرر کرکے کوچ کر گیا۔ چونکہ ناصر الدولہ نے اس سے پچاس ہزار دینار جرمانہ وصول کیا تھا اس وجہ سے اس نے حلب کو اخشید کے حوالہ کر دیا اخشید نے اس کو مصر کے محکمہ مال کی افسری دی اور دو ایک روز قیام کر کے حلب سے رقہ کی جانب روانہ ہوا نصف محرم ۳۳۳ھ کو رقہ میں داخل ہو کے خلافت مآب کی حضوری کا شرف حاصل کیا۔ تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ وزیر السلطنت ابوالحسین بن مقلہ اور کل حاشیہ نشینان دربار خلافت کو بھی تحفے دیئے اور اس امر کی کوشش کی کہ خلافت مآب مصر چل کے قیام فرمائیں اور اسی کو اپنا دار الخلافت بنائیں مگر خلیفہ متقی نے اس کو منظور نہ کیا۔ تب اخشید نے توزون کی بے وفائیوں سے ڈرایا۔ خلیفہ متقی نے اس پر بھی کچھ توجہ نہ فرمائی۔ وزیر السلطنت نے بھی اس رائے کی تائید کی مصر جانے کے منافع اور کل بلاد اسلامیہ پر حکومت کرنے کی طمع دلائی۔ پھر بھی کچھ سماعت نہ ہوئی۔ اسی اثناء میں توزون کے پاس سے قاصد واپس آیا جو پیام مصالحت لیکے بغداد گیا ہوا تھا توزون اور اس کے وزیر ابن شیرزاد خلیفہ متقی اور اسکے ہوا خواہوں کے لئے اماں نامہ لکھ کے بھیجا تھا جس پر فقہاء، قضاۃ، امراء، شہر اور نامی نامی عباسیوں اور علویوں کی شہادتیں تھیں۔ علاوہ اس کے ان لوگوں کے خطوط بھی علیحدہ علیحدہ تھے۔ خلیفہ متقی اس کو دیکھ کے مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا۔ اسی وقت اخشید کو چھوڑ کے براہ فرات آخری محرم ۳۳۳ھ کو بغداد کی طرف چل کھڑا ہوا۔ توزون نے مقام سندیا میں شرف حضوری حاصل کی اور زمیں بوسی کرکے بولا "الحمد للہ" خلافت مآب نے میرے قول و قرار کو سچا باور کیا میں آپ کی خدمت گذاری کو اسی طرح حاضر

ہوں جیساکہ اس سے پہلے تھا" خلیفہ متقی یہ سُنکے خوش ہوگیا۔ توزون نے خفیہ طور سے خلیفہ متقی اس کے کل ہمراہیوں کو حراست میں لے لیا۔ ظاہرداری کے خیال سے اپنے خیمہ میں لیجاکے ٹھہرایا۔ لیکن اگلے ہی دن جبکہ اس کی خلافت کو ساڑھے تین برس گذر چکے تھے اسکی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادیں آنکھیں جاتی رہیں۔

بعد اسکے ابوالقاسم عبداللہ بن خلیفہ متقی باللہ دربار خلافت میں لایا گیا حسب مدارج اراکین دولت نے بیعت کی "المستکفی باللہ" کا لقب دیا گیا سب کے آخر میں معزول خلیفہ (متقی) دربار خلافت میں پیش ہوا۔ اس نے بھی خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔ اس سے چادر اور عصائے خلافت لیکے خلیفہ مستکفی کے سپرد ہوا۔

خلیفہ مستکفی نے سریر خلافت پر متمکن ہوتے ہی وزارت تبدیل کردی قلمدان وزارت ابوالفرج محمد بن علی سامری کے سپرد کیا۔ نام کی وزارت اس کی تھی۔ جیساکہ وزراء سابق کا حال تم اوپر پڑھ آئے ہو اور درحقیقت کل امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار ابن شیرزاد (توزون کے سکریٹری) کو تھا بعد اس کے خلیفہ مستکفی نے توزون کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور معزول ومجبور خلیفہ متقی کو جیل میں ڈالدیا۔ ابوالقاسم فضل بن خلیفہ مقتدر باللہ (جو دعویدار خلافت تھا اور جس نے بعد کو المطیع کا لقب اختیار کیا) کی جستجو اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ ابوالقاسم یہ خبر پاکے روپوش ہوگیا۔ چنانچہ تا زمانہ خلافت خلیفہ مستکفی روپوش ہی رہا خلیفہ مستکفی جب اسکی جستجو میں کامیاب نہ ہوا تو اس کے مکان کو منہدم کرادیا۔

وفات توزون وامارات ابن شیرزاد

ماہ محرم ۳۳۴ھ مقام بغداد میں توزون نے اپنی امارت کے چھ برس پانچ مہینے بعد وفات پائی۔ اسکے تمام زمانہ امارت میں ابن شیرزاد اس کا سکریٹری رہا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے ابن شیرزاد کو مال حاصل کرنے کے لئے ہیت بھیجا تھا جب اسکے مرنے کی خبر ابن شیرزاد تک پہنچی تو ابن

شیرزاد نے ناصر الدولہ بن حمدان کو امارت کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا۔ بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور بزور و جبر ابن شیرزاد کو اپنا امیر بنایا چنانچہ ابن شیرزاد ہیت سے کوچ کر کے غرہ صفر سنہ مذکور کو باب حرب پر پہنچا۔ دار الخلافت کی کل فوجوں نے مجتمع ہو کے ابن شیرزاد کی امارت کی قسمیں کھائیں۔ ابن شیرزاد نے خلیفہ مستکفی کی خدمت میں حلف لینے کی غرض سے قاصد روانہ کیا۔ خلافت مآب نے بطیب خاطر فقہاء، قضاۃ اور ارکین دولت کے روبرو حلف لیا۔ تب ابن شیرزاد نے حاضر ہو کے خلافت مآب کی دست بوسی کی۔ خلافت مآب نے "امیر الامراء" کا خطاب مرحمت فرمایا۔ ابن شیرزاد کو اس خطاب کا ملنا تھا کہ ذاتی اور فوجی مصارف اس قدر بڑھا دیئے کہ تھوڑے ہی دنوں میں تہیدستی کی نوبت پہنچ گئی۔ ابو عبداللہ ابن ابو موسیٰ ہاشمی کو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس روپیہ لینے کو موصل بھیجا اور "امیر الامراء" کے خطاب دلانے کا وعدہ کیا۔ ناصر الدولہ نے پانچ لاکھ دراہم اور کثیر المقدار غلہ بھیج دیا ابن شیرزاد نے اس کو لشکریوں پر تقسیم کر دیا مگر کافی نہ ہوا۔ مجبور ہو کے ملازمین، رؤساء اور تجارت پیشہ اصحاب پر لشکریوں کی تنخواہ کا ٹکس لگایا۔ شیرازۂ انتظام درہم و برہم ہو گیا۔ ظلم و جور کی گرم بازاری ہو گئی۔ دن دھاڑے چوریاں ہونے لگیں سوداگروں کی دوکانیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیں۔ بدرجہ مجبوری لوگوں نے بغداد سے جلاوطنی اختیار کی۔ ابن شیرزاد سے کچھ بن نہ پڑتا تھا۔ ینال کوشہ کو واسط پر اور تکریت پر فتح سبکری کو مامور کیا۔ پس فتح سبکری بغداد سے روانہ ہو کے سیدھا ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل گیا۔ بغداد کے حالات بتلائے۔ ناصر الدولہ نے اپنی جانب سے تکریت کی حکومت پر متعین کیا۔

معز الدولہ کا بغداد پر قبضہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عہد خلافت خلیفہ متوکل سے گورنران ممالک محروسہ ہر چہار جانب سے ملکوں کو دابے بیٹھے تھے اور دولت عباسیہ

کے قوائے حکومت یوماً فیوماً بلکہ لحظہ بلحظہ مضمحل و کمزور ہوتے جاتے تھے۔ اراکین دولت یکے بعد دیگرے بلاد اسلامیہ پر مستولی ہو کر مختلف قوتوں میں تقسیم کر رہے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں نے دار الخلافت بغداد پر بھی قبضہ کر رکھا تھا اور بجائے خود علیحدہ علیحدہ حکمراں بن بیٹھے تھے جو ہر ایک بالانفراد تا انقضائے حکومت ذکر کئے جانے کا استحقاق رکھتا ہے۔

ان لوگوں میں سے جو مقر خلافت سے زیادہ قریب تھا وہ بنو بویہ ہے جو اصفہان و فارس پر مستولی و متغلب تھے اور معز الدولہ جو اسی خاندان کا ایک معزز ممبر ہے وہ اہواز کو دبائے ہوئے تھا اور واسط پر بھی قبضہ کر لیا تھا مگر پھر اس سے یہ صوبہ چھین لیا گیا۔ بنو حمدان موصل اور جزیرہ پر حکمرانی کر رہے تھے اور پھر ہیت کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں لے لیا تھا خلفاء عباسیہ کے قبضہ اقتدار میں صرف بغداد اور وہ بلاد جو مابین دجلہ و فرات کے تھے باقی رہ گئے تھے۔ بایں ہمہ امراء دولت ان پر مستولی ہوئے جاتے تھے اور جو شخص انکی حکومت و سلطنت کی زمام اپنے ہاتھ میں لیتا تھا وہ "امیر الامراء" کے لقب سے موسوم ہوتا تھا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تا آنکہ خلیفہ متقی کا دور آگیا۔ اس دور کی حکومت کا سنبھالنے والا ابن شیرزاد ہے۔ اس نے ینال کوشہ کو واسط پر مامور کیا۔ جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں ینال ابن شیرزاد سے منحرف و باغی ہو کے معز الدولہ سے جا ملا اور اس کی ماتحتی میں واسط پر حکومت کرنے لگا۔ بعد چندے اس نے معز الدولہ سے بغداد پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے دیلمیوں کی ایک فوج مرتب کر کے بغداد پر حملہ کر دیا۔ ابن شیرزاد ترکوں کو مسلح اور مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے ناصر الدولہ ابن حمدان کے پاس موصل بھاگ گیا۔ خلیفہ مستکفی روپوش ہو گیا۔ معز الدولہ کامیابی کا پھریرہ لئے ہوئے بغداد میں

داخل ہوا بعدہٗ اِس کا سکریٹری ابو محمد حسن بن محمد مہلبی بھی آپہونچا خلیفہ مستکفی کو ڈھونڈھ کے دار الخلافت میں لایا معز الدولہ احمد بن بویہ اور اس کے بھائیوں عماد الدولہ علی اور رکن الدولہ حسن کیجانب سے تجدید بیعت کی۔ خلیفہ مستکفی نے اِن لوگوں کو ان کے سوبجات پر مامور فرما کے انھیں القاب سے ملقب کیا اور انھیں کے القاب کا سکہ مسکوک کردیا۔ بعد اسکے معز الدولہ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کے شرف حضوری حاصل کی۔ خلافت مآب نے بغداد کو بھی معز الدولہ کے حوالہ کردیا۔ اسی تاریخ سے معز الدولہ "سلطان" کے لقب سے مخصوص اور ملقب ہوا۔

بہ نظر حالات متذکرہ بالا دولت عباسیہ کے حالات جسکا ذکر کرنا اہم سمجھنا چاہیے اب باقی نہیں رہے اگرچہ مخصوص مخصوص واقعات خلافت مآب کی ذات سے بھی متعلق ہوئے ہیں مگر وہ نہایت قلیل اور نادر ہیں۔ پس اِسی وجہ سے اِن خلفا کے حالات عہد خلافت مستکفی سے زمانۂ حکومت مقتفی تک بنی بویہ اور ان کے بعد سلجوقیہ کے اخبار میں درج کئے جائینگے کیونکہ یہ خلفائے تصرف و حکمرانی سے معطل و بیکار ہوگئے تھے باستثنا معدودے چند خلفا کے کہ جنکا ذکر ہم آئندہ کرنے والے ہیں اور ان کے بقیہ حالات کو ہم دیلم اور سلجوقیہ کے حالات کے ضمن میں جو دولت عباسیہ پر غالب و مستولی ہوا ہے بیان کرینگے جہاں پر کہ دیلم اور سلجوقیہ کی حکومت و دولت کو ہم بالانفراد احاطہ تحریر میں لائینگے کما شرطنا۔

اخبار خلفاء عباسیہ از زمان خلافت مستکفی تا عہد حکومت خلیفہ مقتفی جنپر کہ بنی بویہ اور انکے بعد ملوک سلجوقیہ مستولی و متغلب رہے ہیں

معز الدولہ بغداد میں قدم رکھتے ہی خلیفہ مستکفی پر مستولی اور متغلب ہوگیا اور

خلیفہ مستکفی جو نام کا خلیفہ تھا معزالدولہ کی کفالت میں اوقات بسری کرنے لگا۔
قبل اسکے ۳۳۳ھ میں خلیفہ مستکفی نے اپنے سکریٹری ابوعبداللہ بن ابوسلیمان اور
اسکے بھائی کو گرفتار کر لیا تھا اور ابواحمد فضل بن عبدالرحمٰن شیرازی کو بطور رنج کے
عہدہ کتابت پر مامور فرمایا تھا۔ ابواحمد قبل خلافت خلیفہ مستکفی ناصرالدولہ کا سکریٹری تھا
جب خلیفہ مستکفی سریر خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو احمد یہ خبر پاکے موصل سے بغداد
چلا آیا اور خلیفہ مستکفی نے اس کو اپنا سکریٹری بنا لیا۔ اسی سنہ میں وزیرالسلطنت
ابوالفرج اپنی وزارت کے بیالیسویں دن گرفتار کر لیا گیا۔ تین لاکھ دراہم جرمانہ ادا
کر کے اپنی جان بچائی۔ اسی سنہ میں معزالدولہ نے ابوالقاسم والی بصرہ کو صوبہ
واسط کی حکومت عطا کی اور اپنی جانب سے متعین کر کے واسط روانہ کیا۔

خلیفہ مطیع کی خلافت

بعد غلبہ معزالدولہ دارالخلافت بغداد کا یہی رنگ ڈھنگ رہا۔
اور خلیفہ مستکفی معدودے چند ماہ اسی حالت سے بسر کرتا رہا بعد
اس کے کسی نے معزالدولہ سے یہ جڑ دیا کہ خلیفہ مستکفی تمھاری معزدلی اور بجائے
تمھارے کسی دوسرے کی تقرری کی فکر میں ہے۔ معزالدولہ کو اس خبر کے سننے سے
کشیدگی پیدا ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اسی اثناء میں والی خراسان کا سفیر آ گیا۔ اس
تقریب میں دربار عام منعقد کیا گیا۔ معزالدولہ بھی دربار میں حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ
اس کی قوم اور اس کے ہوا خواہ بھی آئے ہوئے تھے۔ معزالدولہ نے دو دیلمی
نقیبوں کو اشارہ کر دیا۔ بظاہر دست بوسی کو خلیفہ مستکفی کی طرف بڑھے۔
خلیفہ مستکفی نے یہ خیال کر کے کہ یہ دونوں دست بوسی کیا چاہتے ہیں۔ ہاتھ بڑھایا
دیلمیوں نے ہاتھ پکڑ کے سریر خلافت سے کھینچ لیا معزالدولہ سوار ہو کے اپنے مکان
کی جانب روانہ ہوا۔ دونوں دیلمی بھی خلیفہ مستکفی کو کشاں کشاں معزالدولہ کے
مکان پر لا کے چھوڑ دیا۔ اس واقعہ سے شور وغل کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگوں

کے حواس جاتے رہے۔ دارالخلافت لوٹ لیا گیا۔ بازاریں لوٹ مار کی گرم بازاری ہوگئی۔ ابو احمد شیرازی (خلیفہ مستکفی کا سکریٹری) بھی گرفتار کرلیا گیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الآخر ۳۳۴ھ کا ہے جبکہ خلیفہ مستکفی کی خلافت کو ایک برس چار مہینے گذر چکے تھے۔

بعد اسکے ابوالقاسم فضل بن مقتدر کی خلافت کی بیعت کی گئی چونکہ قبل خلافت مستکفی۔ یہ بھی مستکفی کی طرح دعویدار خلافت تھا اس وجہ سے بعد تخت نشینی کے خلیفہ مستکفی نے اس کو ڈھونڈھوایا۔ اُس وقت یہ خوف جان سے روپوش ہوگیا تھا۔ پس جب معزالدولہ وارد بغداد ہوا تو یہ معزالدولہ کے مکان پر آکے چھپ رہا تاآنکہ خلیفہ مستکفی اِس حالت کو پہنچا۔ تب معزالدولہ نے اسکی خلافت کی بیعت کی اور "المطیع للّٰہ" کا لقب دیا۔ بعد ازاں معزول خلیفہ مستکفی دربار عام میں پیش ہوا اس نے اپنی معزولی کا اقرار اور شاہی طریقہ سے خلیفہ مطیع کو سلام کیا۔

اگرچہ اس تاریخ سے پیشتر خلافت عباسیہ میں ایک عظیم تغیر پیدا ہوگیا تھا اور خلیفہ کے قبضہ واختیار میں کسی قسم کا اقتدار باقی نہیں رہ گیا تھا مگر پھر بھی خلافت کی کسی قدر حرمت وتوقیر باقی تھی جس کا پاس ولحاظ ارکین دولت برابر کرتے آتے تھے۔ معزالدولہ کی حکومت کا دور کیا آیا خلافت عباسیہ کے سرپر ادبار کی گھٹ چھا گئی۔ رہی سہی حالت بھی جاتی رہی۔ وزیر السلطنت جو خلافت کا ایک بازو تھا اس کی بھی قوت ٹوٹ گئی۔ صرف جاگیرات اور حرم سرائے خلافت کا انتظام اسکے ہاتھ میں رہا۔ وزارت کا اہم رُتبہ معزالدولہ کے قبضہ میں تھا جسکو پسند کرتا تھا اُس کو اپنی وزارت کا عہدہ عطا کرتا۔

اِس تغلب وتصرف کا بہت بڑا سبب یہ ہے کہ معزالدولہ دیلم کی قوم سے تھا جو اطروش کے ہاتھ پر اسلام لانے کے زمانہ سے علویہ کے جانب دار اور مذہبًا

تشیع تھے۔ عباسیوں کی ہواخواہی کا خیال انکو مطلق نہ تھا۔ بروایت معتبرہ بیان کیا جاتا ہے کہ معزالدولہ نے خاندان عباسیہ سے علویہ کی طرف منصب خلافت کے منتقل کرنے کا قصد کیا تھا کسی مشیر نے راے دی "یہ امر خلاف مصلحت ہے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بناؤ کہ جس کی نسبت تمھاری قوم کا یہ خیال ہو کہ یہ مستحق خلافت ہے ورنہ ایسا وقت بھی آجائیگا کہ وہ تمہاری خلاف تمھاری قوم سے کام لے گا اور تم کچھ نہ کرسکوگے۔ تمھاری قبضہ سے امرونہی کا اختیار بھی سلب کرلیگا۔ بہتر یہ ہے کہ غیر مستحقین خلافت کو منصب خلافت پر متمکن رہنے دو سیاہ وسفید کرنے کے مختار تم رہو" معزالدولہ نے اِس راے کے مطابق منصب خلافت کو خاندان عباسیہ ہی میں رہنے دیا مگر کل اختیارات سلب کرلئے اپنی طرف سے عمال مقرر کئے۔ دیلمیوں کا دور دورہ ہوگیا۔ سارا عراق اِسی کے قبضہ میں آگیا خلیفہ کے قبضہ میں اُسی قدر آمدنی رہی جو معزالدولہ کی طرف سے بطور جاگیر رفع ضرورت کے لئے ملی تھی۔ ہاں اسقدر ضرور تھا کہ تخت "ممبر، سکہ" فرامین پر مہر کرنا۔ ڈیپوٹیشن کے آنے پر دربار عام منعقد کرنا اور خطابات کا دینا خلافت مآب کی ذات خاص سے مخصوص تھا مگر یہ بھی اسکی ذریعہ سے جو مدبر امور سلطنت اور مستولی ومتغلب خلافت مآب پر ہوتا۔

بنی بویہ اور سلجوقیہ کا ہروہ شخص جو امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا اختیار رکھتا سلطان کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس لقب میں کوئی اور شخص خواہ کیسا ہی اختیار رکھتا شریک نہیں ہوسکتا تھا۔ قدرت، حکومت، جاہ و جلال اور عزت اِسی کی سمجھی جاتی تھی خلیفہ کو کوئی جانتا پہچانتا تک نہ تھا۔ خلافت مغصوب لفظاً اور مسلوب معنیً خاندان عباسیہ میں تھی وَاللّٰہ العالم بالامور الا اللہ وغیرہ ۔

انقلابات معزالدولہ کے مستولی ہونے کے تھوڑے دنوں بعد لشکریوں نے حسب عادت تنخواہ اور روزینے طلب کئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ معزالدولہ نے

پر وقت استیلا بہت سی باتیں اپنی طرف سے ایجاد کی تھیں جسکی ضرورت بھی نہ تھی۔ خزانہ خالی تھا۔ خراج خرچ کے لئے کافی نہ ہوتا مجبورانہ نئے نئے ٹکس لگائے۔ لوگوں کا مال بلا وجہ ضبط کر لینے لگا۔ اپنے سپہ سالاروں اور ہمراہیوں کو جو اس کے ہم نوالہ ہم پیالہ تھے بلا استحقاق دیہات اور قصبات میں جاگیریں دیں۔ شیرازہ انتظام درہم و برہم ہو گیا منتظمین کی کچھ پیش نہ جاتی۔ دفاتر بیکار، شہر، دیہات اور قصبات ویران ہو چلے سپہ سالاروں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا کہ جو گانوں ویران ہو جاتا اسکو چھوڑ کے دوسرے آباد گانوں پر قبضہ کر لیتے۔ جب یہ بھی پہلے گانوں کی طرح ہو جاتا تو اور گانوں کے طالب ہوتے۔ گرانی، لوٹ مار کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ظلم و جور کی حد ہو گئی تھی۔ رعایا پر ٹکس کی وہ بھرمار تھی کہ توبہ ہی بھلی۔ پلوں پر ٹکس۔ پانی کے چشموں پر ٹکس، ہر قسم کی زمینوں پر ٹکس، باغات پر ٹکس، بازاروں پر ٹکس، باوجود اس کے بات بات پر جرمانہ ہوتا۔ بجبر و تعدی دو دو بار مالگذاری وصول کیجاتی۔ غرض ایک مدت تک ملک اور انتظام ملک کی یہی حالت رہی بعد چندے معز الدولہ کو ہوش آیا انتظام ملک کی طرف توجہ کی اپنے سپہ سالاروں اور اکابرین دولت کو ملک کی حفاظت اور انتظام پر علٰحدہ علٰحدہ مقرر کیا یہی لوگ وصول و تحصیل کرتے۔ مالیہ کی وصولی میں انھیں کی رپورٹوں کے مطابق احکام صادر ہوتے اس وجہ سے نہ تو معز الدولہ کے وزیر کو اور نہ کسی اور انتظامی افسر کو کسی امر کی تحقیق ہوتی۔ رفتہ رفتہ دولت بنو بویہ کی مالی حالت کمزور ہو گئی۔ باوجود کثرت ٹکس اور جرمانوں کے معز الدولہ پر فراہمی مال اور خزانہ کا پُر رکھنا متعذر ہو گیا جو وقت ضرورت کام آسکتا۔ طرّہ اس پر یہ ہوا کہ وقتاً فوقتاً معز الدولہ اپنے تُرکی غلاموں کو انعامات کثیرہ دینے لگا۔ جاگیریں مرحمت کیں۔ وظائف بڑھا دیئے۔ اس سے اسکی قوم میں غیرت کا مادہ پیدا ہو گیا اور یہی امر منافرت اور کشیدگی کی جانب منجر ہوا جیسا کہ طبیعت انسانی اس پر مجبول ہوتی ہے۔

جنگ ناصر الدولہ و معز الدولہ

خلافت کی تبدیلیوں اور معز الدولہ کی استیلاء کی خبریں اڑتی اڑتی ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچیں۔ بے حد شاق گذرا۔ لشکر آراستہ کرکے موصل سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ ماہ شعبان ۳۳۴ھ کو سامرا پہنچا۔ معز الدولہ نے یہ خبر پاکے ایک عظیم لشکر ینال کوشہ اور ایک سپہ سالار کے ساتھ ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ مقام عکبرا میں پہنچکے دونوں سپہ سالاروں میں کچھ ان بن سی ہوگئی۔ سپہ سالار نے ینال کو قتل کر ڈالا اور معہ اُن لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے ناصر الدولہ کے پاس چلا گیا۔ ناصر الدولہ نے بغداد میں پہنچکے قیام کر دیا اور معز الدولہ میدان خالی دیکھ کے تکریت کی جانب بڑھ گیا اور اس وجہ سے کہ تکریت ناصر الدولہ کے مقبوضات تھا لوٹ لیا۔ پھر وہاں سے معہ خلیفہ مطیع کے کوچ کرکے غربی جانب بغداد میں آ اُترا۔ ناصر الدولہ شرقی جانب میں تھا ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا۔ ناصر الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو دیہاتوں میں معز الدولہ کے رسد وغلہ کے بند کرنے کو پھیلا دیا جس سے معز الدولہ کے لشکر گاہ میں گرانی ہوگئی۔ سب کے سب بھوکوں مرنے لگے۔ ساتھ ہی اس کے خلیفہ کا نام بھی خطبہ سے نکلوا دیا۔ لین دین میں اسکے سکہ کے لینے کی ممانعت کردی خلیفہ متقی کے نام کو خطبہ میں داخل کیا اور اسی کے نام کا سکہ بھی مسکوک کرایا کئی بار معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر شبخون مارا کسی میں کامیابی نہ ہوئی تنگ آکے بغداد چھوڑ کے اہواز چلے جانیکا قصد کیا۔ چلتے چلاتے یہ چال چلا اور اسی میں اسکو کامیابی بھی حاصل ہوگئی کہ ایک روز شب کو باظہار کوچ اپنے وزیر ابو جعفر صیمری کو فوج کے حصہ کثیر کے ساتھ عبور کرنے کا حکم دیا۔ اور خود بجائے اس کے بقیہ لشکر کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا۔ ینال کوشہ روک تھام کو مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے بھاگا اس ہزیمت سے ناصر الدولہ کا لشکر گھبرا گیا۔ اس اثناء میں معز الدولہ نے بھی دھاوا کر دیا۔ ناصر الدولہ کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ دیلمی فوج نے اسکے

لشکرگاہ کو لوٹ لیا گیر و دار اور قتل و غارت کا بازار گرم ہوگیا۔ بغداد میں بھی غارتگری شروع ہوگئی ہزارہا آدمی مارے گئے بعدہ معزالدولہ کے امن و امان کی منادی کرادی چنانچہ ماہ محرم ۳۳۵ھ کو خلیفہ مطیع محلسرائے خلافت میں واپس آیا۔

اس واقعہ کے بعد ناصر الدولہ نے عکبرا میں قیام کیا اور بلا مشورہ وراے امراء توزونیہ معزالدولہ کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ رفتہ رفتہ امراء توزونیہ کو اس کی خبر لگ گئی بگڑ گئے ناصر الدولہ کے قتل پر تل بیٹھے۔ ناصر الدولہ یہ خبر پاکے معہ ابن شیرزاد کے شب کے وقت دجلہ کے ساحل غربی کی طرف بھاگ گیا۔ قرامطہ کے پاس جاکے پناہ گزین ہوا۔ قرامطہ نے اس کو موصل روانہ کردیا بعد اس کے باہم اسکے اور معزالدولہ کے مصالحت ہوگئی۔ جیسا کہ اس نے استدعا کی تھی۔

ترکوں نے ناصر الدولہ کے فرار ہونے پر متفق ہوکے تکین شیرازی کو اپنا امیر بنالیا اور ناصر الدولہ کے سکریٹری، مصاحبین اور امراء کو گرفتار کرکے نصیبین تک اسکے تعاقب میں بڑھ گئے اور نصیبین سے سنجار، سنجار سے حدیثہ، حدیثہ سے سن آئے۔ حدیثہ میں ناصر الدولہ سے مڈبھیڑ ہوگئی اتفاق یہ کہ قبل مقابلہ معزالدولہ کا لشکر اس کے وزیر ابوجعفر صہیری کے ساتھ ناصر الدولہ کی کمک پر آگیا تھا۔ گھمسان لڑائی ہوئی میدان جنگ ناصر الدولہ کے ہاتھ۔ ناصر الدولہ نے معہ ابوجعفر صہیری موصل میں آکے قیام کردیا۔ اور ابوجعفر صہیری نے ابن شیرزاد کو ناصر الدولہ سے لے کے معزالدولہ کے پاس بھیج دیا یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

معزالدولہ کا بصرہ پر قبضہ

اسی سنہ میں ابوالقاسم بن بریدی نے بصرہ میں معزالدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا معزالدولہ نے ایک عظیم لشکر جسمیں اسکے نامی نامی سردار تھے واسط کی جانب بھیجا۔ ابوالقاسم نے یہ خبر پاکے بصرہ سے براہ دریا فوجیں روانہ کیں۔ دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوا بصرہ کی فوج میدان جنگ سے شکست کھاگئی نامی نامی

افسر گرفتار کر لئے گئے۔ بعد اس کے ۳۳۶ھ میں خود معزالدولہ معہ خلیفہ مطیع بصرہ کیجانب ابوالقاسم کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ راستہ خشکی کا اختیار کیا تھا۔ قرامطہ نے معزالدولہ سے بلا حصول اجازت اس راہ سے گزرنے پر جواب طلب کیا معزالدولہ نے تہدید کا جواب لکھا۔ جس وقت قریب بصرہ پہنچا۔ ابوالقاسم کی فوج امن حاصل کر کے معزالدولہ سے آملی۔ ابوالقاسم بھاگ کر قرامطہ کے پاس چلا گیا۔ اور معزالدولہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ چند روز قیام کر کے خلیفہ مطیع اور ابوجعفر صیمری کو بصرہ میں چھوڑ کے اپنے بھائی عمادالدولہ سے ملنے کو اہواز روانہ ہوا۔ مقام ارجان میں عمادالدولہ سے ملاقات کر کے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ خلیفہ مطیع بھی بغداد واپس آیا۔

بغداد میں پہنچکے معزالدولہ نے موصل کا قصد کیا۔ ناصرالدولہ نے یہ خبر پاکے خراج بھیجدیا۔ معزالدولہ کا مزاج نرم پڑ گیا۔ روانگی موصل کو ملتوی کر دی پھر ۳۳۷ھ میں ناصرالدولہ نے بدعہدی کی۔ معزالدولہ لشکر آراستہ کر کے موصل کی طرف بڑھا۔ ناصرالدولہ یہ خبر پاکے نصیبین چلا گیا۔ معزالدولہ نے موصل پر پہنچکے قبضہ کر لیا۔ باشندگان موصل پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگا۔ اس اثناء میں رکن الدولہ (یہ معزالدولہ کا بھائی ہے) نے یہ خبر بھیجی کہ لشکر خراسان جرجان اور رے پر چڑھا آتا ہے جسقدر جلد ممکن ہو ان کی حمایت کو فوجیں روانہ کیجئے۔ معزالدولہ نے مجبورانہ ناصرالدولہ سے دربارہ مصالحت خط و کتابت شروع کی۔ آخرکار یہ قرار پایا کہ موصل، جزیرہ اور جس قدر بلاد دمشق و حلب وغیرہا بلاد شامیہ پر سیف الدولہ نے قبضہ کر لیا ہے انپر بشرط ادائے خراج آٹھ لاکھ درہم سالانہ ناصرالدولہ کا قبضہ رہے اور جامع مسجد کے منبروں پر عمادالدولہ رکن الدولہ اور معزالدولہ بنی بویہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے صلحنامہ لکھا گیا فریقین کے وکلاء نے دستخط سے اس کو مرتب کر کے مصالحت کا اعلان کر دیا۔ معزالدولہ بغداد اور ناصرالدولہ موصل واپس آیا۔

بنی شاہین کی ابتداء

عمران بن شاہین جامدہ کا رہنے والا تھا ادھر اُدھر کے محاصل جمع کر کے حکام کے خوف سے بطیحہ بھاگ گیا۔ ایک جنگل میں جہاں پر متعدد چشمے تھے قیام پذیر ہوا۔ مچھلی اور پرندوں کے شکار پر اوقات بسری کرتا۔ بعد چندے رہزنی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں بعد شکاریوں اور چوروں کی ایک جماعت اس کے پاس مجتمع ہو گئی جس سے اسکی قوت بڑھ گئی۔ مگر شاہی سطوت سے خائف ہو کے ابوالقاسم بن بریدی والی بصرہ سے امن کا خواستگار ہوا۔ ابوالقاسم نے اس کو امن دے کے جامدہ اور اطراف بطائح کا نگران و محافظ مقرر کیا۔ اسی وقت سے عمران نے آلات حرب اور آراستگی فوج کی طرف زیادہ توجہ کی بطیحہ کی ایک اونچی پہاڑی پر چھوٹا سا قلعہ بنا لیا۔ اور رفتہ رفتہ اس کے گرد و نواح پر قابض و متصرف ہو گیا۔ معزالدولہ نے یہ خبر پا کے ۳۳۸ھ میں اپنے وزیر ابو جعفر کی ماتحتی میں ایک فوج روانہ کی عمران اور ابو جعفر میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر عمران کے اہل وعیال گرفتار کر لئے اور عمران بھاگ گیا۔ اتفاق وقت سے اسی عرصہ میں عمادالدولہ کا فارس میں انتقال ہو گیا۔ سارا انتظام درہم و برہم ہو گیا۔ لشکری تتر بتر ہو گئے۔ معزالدولہ نے اس سے مطلع ہو کے ابو جعفر کو لکھ بھیجا کہ بغرض اصلاح امور تم فوراً شیراز پہنچ آؤ۔ ابو جعفر اس حکم کے مطابق بطیحہ کو اسی حالت میں چھوڑ کے شیراز کی طرف روانہ ہوا اور عمران میدان خالی دیکھ کے بطیحہ واپس آیا پھر اس کے ہوا خواہوں اور دوستوں کا جمگھٹا ہو گیا۔ گئی ہوئی قوت عود کر آئی۔ معزالدولہ کو اس کی خبر لگی۔ اپنے نامی سپہ سالاروں میں سے روزبہان نامی سپہ سالار کو نبرد آزما فوج کے ساتھ عمران کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ مدتوں بطیحہ کے تنگ راہوں اور گھاٹیوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ ایک روز عمران اور روزبہان میں کھلے میدان لڑائی ٹھنی عمران نے روزبہان کو اس معرکہ میں نیچا دکھا دیا روزبہان اور اس کا لشکر ہزیمت اُٹھا کے بھاگ کھڑا ہوا۔ عمران کے ہمراہیوں نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

اثناء راہ میں شاہی لشکر کے جس شخص کو پایا گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ سے عمران کی جرأت بڑھ گئی۔ دن دھاڑے رہزنی کرنے لگا۔ بصرہ کا راستہ بند ہو گیا۔ انھیں لڑائیوں کے اثناء میں ابو جعفر نے وفات پائی بجائے اس کے مہلبی مامور ہوا معزالدولہ نے مہلبی کو جبکہ یہ بصرہ میں مقیم تھا عمران کی سرکوبی کو لکھ بھیجا۔ آلات حرب، مال و اسباب جنگ اور جنگ آزمودہ فوج سے مدد دی اور مصارف لشکرکشی میں اختیار کامل دیا چنانچہ مہلبی نے بطیحہ پر فوجکشی کی اور روزانہ حملہ سے عمران کو تنگ کرنے لگا۔ تاآنکہ لڑتے لڑتے عمران ایک تنگ راہ کے قریب پہنچا۔ روزبہان نے اس خیال سے کہ مہلبی کے سر کامیابی کا سہرہ نہ چڑھنے پائے یہ رائے دی کہ جسقدر جلد ممکن ہو کل فوج کو اکٹھا کر کے اس تنگ راہ پر قبضہ کر لو۔ مہلبی نے اس پر عمل نہ کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معرکہ میں فریقین کی قسمت کا فیصلہ ناتمام رہا۔ روزبہان نے جھلا کے معزالدولہ کو مہلبی کی شکایت لکھ بھیجی کہ یہ قصداً لڑائی کو طول دے رہا ہے محض اس غرض سے کہ کل روپیہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر ڈالے معزالدولہ نے بے سمجھے بوجھے مہلبی کے نام عتاب آمود خط لکھ بھیجا اور جنگ میں عجلت کرنے کی تاکید کی مہلبی نے بموجب اس حکم کے عمران پر مجموعی قوت سے حملہ کیا اور بلا خیال یمین و یسار قتل و غارت کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ عمران کے لشکر کے ایک حصہ نے علحدہ ہو کے ایک کوس کا چکر کاٹ کے مہلبی پر پس پشت سے حملہ کیا اور سامنے سے اس فوج نے بھی رک کر یلغار کیا جو لڑتی ہوئی پیچھے ہٹی جاتی تھی۔ مہلبی کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گیا۔ بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے ہمراہیوں کی تعداد کثیر گرفتار اور قتل کی گئی۔ نامی نامی افسر قید کر لئے گئے مہلبی نے یہ رنگ دیکھ کے اپنے کو دریا میں ڈال دیا اور تیر کر نکل گیا۔ مجبور ہو کے معزالدولہ نے عمران کے اہل و عیال کو عمران کے پاس بھیج دیا اور بطائح کی سند حکومت دیکے مصالحت کر لی۔ عمران نے بھی معزالدولہ کے سپہ سالاروں کو رہا کر دیا اس سے عمران کی شان و شوکت بڑھ گئی۔

حکومت و دولت میں استحکام کی صورت پیدا ہوگئی۔

صیمری کا انتقال مہلبی کی وزارت

ابو جعفر محمد بن احمد صیمری۔ معزالدولہ کا وزیر عمران سے جنگ کرنے کو گیا ہوا تھا اس کے زمانہ عدم موجودگی میں ابو محمد حسن بن محمد مہلبی اسکی قایم مقامی کررہا تھا۔ اس اثناء میں ابو جعفر نے وفات پائی چونکہ معزالدولہ پر مہلبی کی کفایت شعاری، دیانت داری، اور انتظام و سیاست روزروشن کی طرح ہویدا ہوگئی تھی اس وجہ سے معزالدولہ نے بعد وفات ابو جعفر اس کو عہدہ وزارت پر (۳۳۹ھ) میں مستقل کردیا۔ اسکی وزارت خلق اللہ کے حق میں رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ تھی جور و ستم کا استیصال کردیا۔ علی الخصوص اہل بصرہ کے مظالم کو جس میں وہ بریدیوں کے زمانہ سے مبتلا تھے رفع کردیا۔ اہل علم و فضل کی قدر افزائی ہونے لگی دور دور سے مستحقین اپنے حقوق حاصل کرنے کو آنے لگے۔ بعد چندے ۳۴۱ھ میں معزالدولہ نے کسی امر پر ناراض ہوکے اس کو اپنے مکان میں قید کرلیا۔ مگر عہدہ وزارت سے معزول نہ کیا۔

بصرہ کا محاصرہ

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرامطہ کو معزالدولہ کا بصرہ کی طرف براہ خشکی انکے ملک سے ہوکر جانا ناگوار گذرا تھا اور اس بارہ میں جو کچھ ان دونوں میں معاملات پیش آئے تھے اس کو بھی ہم تحریر کرچکے ہیں پس جسوقت یوسف بن وجیہہ کو یہ خبر لگی کہ قرامطہ بمقابلہ معزالدولہ لشکر آرائی میں مصروف ہیں مالی اور فوجی مدد دینے کو لکھ بھیجا بلکہ فقط تحریر پر نہ اکتفا کرکے ایک فوج بھی بھیجدی اور خود براہ دریا ۳۴۱ھ میں بصرہ پر یلغار کردیا۔ وزیر مہلبی اس وقت اہواز کے مہم سے فارغ ہوچکا تھا یہ خبر پاکے بصرہ کے بچالنے کو دوڑا اور یوسف کے پہنچنے سے پہلے بصرہ میں داخل ہوگیا ہر چہار طرف سے قلعہ بندی کرلی اور جب یوسف کا لشکر بصرہ کے قریب آیا تو گھمسان لڑائی ہوئی۔ کھیت مہلبی کے ہاتھ رہا یوسف شکست کھاکے

بھاگا مہلبی نے اسکی کشتیاں گرفتار کرلیں۔

معزالدولہ کا موصل پر قبضہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ معزالدولہ اور ناصرالدولہ سے بیس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہوگئی تھی لیکن جس وقت ۳۴۷ھ کا دور آیا ناصرالدولہ نے خراج بھیجنے میں تاخیر کی۔ چنانچہ معزالدولہ نے لشکر آراستہ کرکے ماہ جمادی الاولی سنہ مذکور میں موصل پر پہنچکے قبضہ کرلیا اس مہم میں اس کے ساتھ اسکا وزیر مہلبی بھی تھا۔ ناصرالدولہ یہ خبر پاکے معہ اپنے سکریٹریز اہل و عیال اور کل اراکین دولت کے جنکو امور سیاست میں دخل تھا موصل سے نصیبین چلا آیا اور ان لوگوں کو قلعہ کواشی وغیرہ میں ٹھہرایا۔ دیہاتیوں کو رسد و غلہ موصل پہنچانے سے منع کردیا اس سے معزالدولہ کے لشکر کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبوراً معزالدولہ نے سبکتگین حاجب کبیر کو موصل میں اپنا نائب مقرر کرکے نصیبین کا قصد کیا اثناء راہ میں یہ خبر لگی کہ ناصرالدولہ کی اولاد معہ ایک فوج کے سنجار میں مقیم ہے اسی وقت ایک فوج سنجار کی جانب روانہ کردی۔ ناصرالدولہ کی اولاد کو اسکی خبر نہ تھی حالت غفلت میں معزالدولہ کی فوج نے شبخون مارا۔ ناصرالدولہ کی فوج بے سروسامانی سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ معزالدولہ کی فوج اطمینان کے ساتھ لوٹنے اور مال و اسباب کے فراہم کرنے میں مصروف ہوگئی۔ ناصرالدولہ کی اولاد اس امر کا احساس کرکے معہ اپنی فوج کے لوٹ پڑی اور معزالدولہ کی فوج کو خوب پائمال کیا۔ اکثر حصہ فوج کا کام آگیا باقیماندہ گرفتار کرلیگئی۔ معزالدولہ جھلا کے نصیبین کی طرف بڑھا۔ ناصرالدولہ نے نصیبین کو خیرآباد کہہ کے میافارقین میں جاکے قیام کیا۔ مگر اسکے اکثر ہمراہیوں نے روزانہ تگ و دو اور خطرہ جنگ سے گھبرا کے معزالدولہ کی خدمت میں امن کی درخواست پیش کی اور اجازت حاصل کرکے ناصرالدولہ کا ساتھ چھوڑ کے معزالدولہ کے پاس چلے آئے ناصرالدولہ اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ و ڈھنگ دیکھ کے اپنے بھائی سیف الدولہ کے

پاس حلب چلا آیا۔ سیف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ حالات دریافت کئے اور معزالدولہ سے مصالحت کی خط و کتابت کرنے لگا۔ آخر کار ۲۹ انتیس لاکھ دراہم اور اُن قیدیوں کی رہائی پر جو بخارا میں تھے مصالحت ہوگئی۔ سیف الدولہ نے ضمانت کی۔ صلحنامہ کی تکمیل کے بعد ماہ محرم ۳۳۸ھ میں معزالدولہ نے عراق کی جانب معاودت کی۔

تعمیر مکان معزالدولہ ۳۴۵ھ میں معزالدولہ علیل ہوا۔ علالت اس درجہ طول کھینچی کہ وصیت کردی مگر اسکے بعد ہی صحت ہوگئی۔ تبدیل آب و ہوا کی غرض سے بقصد اہواز کاواذا چلا گیا۔ اس کے ہواخواہوں اور احباب نے اسکی ترک اقامت بغداد پر افسوس ظاہر کیا اور بالاے بغداد میں سکونت کے لئے مکان بنوانے کی رائے دی۔ چنانچہ معزالدولہ نے ایک لاکھ دینار کے صرف سے بالائے بغداد میں مکان بنوایا۔ صرف کثیر ہونے کی وجہ سے لوگوں سے بہ جبر روپیہ وصول کئے

جامع بغداد پر کتبہ عید غدیر اور تعزیہ داری تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ دیلم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور اسی وجہ سے ان میں مذہب تشیع کا شیوع تھا اور جس امر نے بنی بویہ کو خاندان عباسیہ سے منصب خلافت و امارت کے منتقل کرنے کو روکا ہے اُس سے بھی تم بخوبی واقف ہو چکے ہو۔ ۳۵۱ھ کے دور میں جامع مسجد بغداد کے دروازہ پر ایک روز صبح یہ عبارت لکھی ہوئی دکھائی دی۔

"لعن الله[1] معاویة بن سفیان و علی من غصب فاطمة فدکا و من منع عن دفن الحسن عند جدہ و من نفی اباذر و من اخرج العباس عن الشوریٰ"

---

[1] معاویہ بن سفیان پر اللہ کی لعنت ہو اور اُس پر ہو جس نے فاطمہ سے فدک چھین لیا ہے اور اُس پر ہو جس نے حسن کو اُن کے نانا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا ہو اور اُس پر ہو جس نے ابوذر کو شہر بدر کیا ہو اور اُس پر ہو جس نے عباس کو مجلس شوریٰ سے خارج کیا ہو۔

معزالدولہ کی طرف اس عبارت کی کتابت کی نسبت کیجاتی ہے۔ شب آیندہ میں اس عبارت کو کسی نے محو کر دیا۔ معزالدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا قصد کیا۔ وزیر مہلبی نے اس رائے سے مخالفت کی اور یہ رائے دی کہ بجائے عبارت محو کردہ کے فقط معاویہ اور ظالمین آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعن لکھا جائے۔

اسی سنہ کی اٹھارہویں ذی الحجہ کو معزالدولہ نے عید غدیر[1] کی بنا ڈالی لوگوں کو اظہار زینت شہر کو چراغان کرنے اور خوشیاں منانے کا حکم دیا۔ اور سنہ آیندہ میں یوم عاشورا (یعنی دسویں محرم) کو بغرض اظہار غم شہادت حسین یہ حکم عام صادر کیا کہ کل دکانیں بند کر دیجائیں، کسی چیز کی بیع و شرا نہ کیجائے۔ باشندگان شہر و دیہات ماتمی لباس پہنیں، علانیہ نوحہ اور بین کریں۔ عورتیں کھلے بالوں اور چہرے سیاہ کئے ہوئے نکلیں اس طرح کہ ماتم حسین میں کپڑوں کو پھاڑ ڈالا ہو اور رخساروں کو طمانچوں سے لال کر لیا ہو۔ شیعوں نے اس حکم کی بخوشی خاطر تعمیل کی اہل سنت دم تک نہ مار سکے کیونکہ نظام حکومت شیعہ کے قبضہ میں تھی اور خلیفہ انکا محکوم تھا ماہ محرم ۳۵۳ھ میں پھر اس رسم کا اعادہ کیا گیا۔ اہل سنت برداشت نہ کر سکے مابین انکے اور شیعہ کے فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

معزالدولہ کا عمان پر قبضہ

۳۵۵ھ میں معزالدولہ نے بطائح میں عمران بن شاہین سے جنگ کرنے کی غرض سے واسط کی طرف کوچ کیا اور واسط میں پہنچکے ابوالفضل عباس بن حسن کو امیر لشکر مقرر کر کے بطائح کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود واسط سے ابلہ کو روانہ ہوا ابلہ میں چند سے قیام کر کے ایک عظیم لشکر عمان کی جانب بھیجا۔ عمان پر قرامطہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ نافع والی عمان بھاگ گیا تھا۔ نافع کے بھاگ جانے کے بعد قاضی عمان اور

---

[1] اس عید کو عید خم غدیر بھی کہتے ہیں۔ اہل شیعہ اس عید کو عید الفطر اور عید الاضحیہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ تحفہ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ صفحہ ۲۹۵۔

اہل شہر نے متفق ہو کے ایک شخص کو جو انھیں میں سے تھا منصب امارت پر مامور کیا کسی شخص نے اس کو مار ڈالا تب دوسرے شخص عبدالرحمٰن بن احمد بن مروان نامی کو جو قاضی عمّان کے قرابت داروں سے امارت کی کرسی پر بیٹھایا۔ اس نے علی بن احمد کو جو اس سے پہلے قرامطہ کا کاتب تھا۔ عہدۂ کتابت عطا کیا۔ ایک روز عبدالرحمٰن نے اپنے کاتب (علی) کو لشکریوں کے انعامات تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ سوڈانی اور سفید پھریرہ والی فوجیں آپس میں بوقت تقسیم انعام عساوات اور عدم مساوات میں جھگڑ پڑیں۔ سوڈانیوں نے سفید پھریرہ والی فوج کو دبا لیا۔ مزید براں عبدالرحمٰن امیر عمّان کو بھی نکال باہر کیا۔ علی بن احمد عہدۂ کتابت سے ترقی کر کے امارت کی کرسی پر پہنچا پس جب معزالدولہ سنہ مذکور میں وارد واسط ہوا تو نافع اسود سابق والی عمّان نے حاضر ہو کے اپنی سرگذشت عرض کی اور امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ معزالدولہ نافع کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے واسط سے ابلہ آیا۔ اور ایک سو جنگی کشتیاں فراہم کر کے بسر افسری ابوالفرج محمد بن عباس بن فساغس عمّان پر براہ دریا فوجکشی کر دی۔ نویں ذی الحجہ ۳۵۵ھ کو اس فوج نے عمّان پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔ ہزارہا اہل عمّان معرکہ کارزار میں کام آگئے۔ نواسی کشتیاں اہل عمّان کی جلا کے غرق کر دی گئیں۔ اس کامیابی کے بعد معزالدولہ نے واسط کی طرف مراجعت کی اور اپنی ...کے اُس حصہ سے جا ملا جو عمران کی محاصر تھی۔ اس مقام پر پہنچ کے معزالدولہ [عل]یل ہوگیا اور اسی اثناء میں عمران سے مصالحت بھی ہوگئی۔ لہذا بغداد واپس آگیا۔

وزیر مہلبی کی وفات

ماہ جمادی الاخرہ ۳۵۲ھ میں وزیر مہلبی ایک عظیم لشکر کے ساتھ عمّان کے سر کرنے کو روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں علیل ہوگیا بمجبوری بغداد کی جانب مراجعت کی۔ مگر بغداد پہنچنے سے پہلے راستہ ہی میں پیام اجل آگیا اس دنیا سے سفر کر گیا۔ نعش کو تابوت میں رکھ کے بغداد لائے اور دفن کر دیا۔

تیرہ برس تین مہینے وزارت کی۔ معزالدولہ نے اس کے مال و اسباب اور مکانات کو ضبط کر لیا۔ مصاحبین، خدام اور جس نے ایک دن بھی اسکی خدمت کی تھی غرض سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بعد اسکے ابوالفضل عباس بن حسین شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن فساغس امور سیاست و سلطنت کے نگران اور ناظم مقرر ہوئے مگر ان میں سے کسی کو وزارت کا لقب نہیں دیا گیا۔

معزالدولہ کی وفات
عزالدولہ کی حکومت

جس وقت معزالدولہ عمران بن شاہین سے مصالحت کر کے بغداد واپس آیا علیل تھا بغداد میں پہنچکے علالت نے ترقی کی نشست و برخاست سے مجبور ہو گیا۔ ارا کین دولت اور ہواخواہان سلطنت کو جمع کر کے اپنے بیٹے عزالدولہ بختیار کو ولیعہد بنایا۔ صدقہ و خیرات تقسیم کیا۔ غلام آزاد کئے اور ماہ ربیع الآخر ۳۵۶ھ میں مرگیا۔ بائیس برس حکومت کی۔

معزالدولہ کے مرنے کے بعد عزالدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ معزالدولہ نے بوقت وفات عزالدولہ کو رکن الدولہ (یہ عزالدولہ کا چچا اور معزالدولہ کا بھائی تھا) اور عضدالدولہ (یہ رکن الدولہ کا بڑا بیٹا تھا) کی اطاعت اور انھیں کے مشورہ سے کل امور سلطنت کے انجام دینے کی وصیت کی تھی سبکتگین حاجب اور دونوں کاتبوں ابوالفضل عباس اور ابوالفرج محمد کو انکے عہدوں پر بحال رکھنے کی بھی وصیت تھی مگر عزالدولہ نے کرسی امارت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد ان وصایا کی پرواہ نہ کی لہو و لعب میں مصروف ہو گیا گویوں، عورتوں اور مسخروں کی صحبت میں رہنے لگا اس وجہ سے ان لوگوں کو عزالدولہ سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ عزالدولہ نے نامی نامی سرداران دیلم کو بغداد سے ان کی جاگیرات کی طرف نکال باہر کیا اور ایسے دولت اور اکابرین ملت کے نکل جانے سے ادنیٰ درجہ والوں کی گرم بازاری ہوئی متفق ہو کے عزالدولہ سے اپنے وظائف اور روزینے بڑھوائے۔ ترکوں نے بھی

انھیں لوگوں کی پیروی کی۔ اور کامیاب ہو گئے۔ اس اثناء میں ابو الفرج محمد بن عباس وارد بغداد ہوا۔

ابو الفرج بوقت وفات معز الدولہ عمان میں تھا جس وقت عز الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ ابو الفرج نے اس خیال سے کہ ابو الفضل عباس عہدۂ وزارت پر متمکن نہ ہو جائے اور عز الدولہ مجھ ہی کو عمان میں قیام کا حکم نہ دیدے عمان کو عضد الدولہ کے نواب کو جو اس کی کمک پر آئے ہوئے تھے سپرد کر کے بغداد چلا آیا۔ اتفاق یہ کہ ابو الفرج کا یہ خیال صحیح نکل گیا اور جس خطرہ کو اس نے پیش نظر کیا تھا وہی وقوع میں آگیا۔ بعد اس کے ۳۵۶ھ میں حبشی بن معز الدولہ نے اپنے بھائی عز الدولہ کے مقابلہ پر علم مخالفت و بغاوت بلند کیا عز الدولہ نے اپنے وزیر ابو الفضل عباس کو حبشی کی سرکوبی اور گرفتاری پر مامور کر کے روانہ کیا۔ ابو العباس باظہار اس امر کے کہ اہواز جا رہا ہے واسط میں پہنچکے قیام پذیر ہوا اور حبشی کو یہ فقرہ دیا کہ میں یہاں اس غرض سے آیا ہوں کہ تم کو بصرہ مصالحت کے ساتھ دیدیا جائے اور جیسا کہ تم اس پر حکمرانی کرتے ہو حکمراں رہو۔ مگر اس کام میں تمہاری مالی مدد کی ضرورت ہے۔ ادھر حبشی اس دم پٹی میں آگیا۔ دو لاکھ دراہم خزانہ سے برامد کر کے ابو الفضل کے پاس بھیجدئے اور یہ یقین کر کے غافل ہو کے بیٹھ رہا کہ اب بصرہ کی حکومت مستقل طور سے مجھے ملا چاہتی ہے ادھر ابو الفضل نے لشکر اہواز کو ایک وقت و تاریخ مقررہ پر ابلہ کی طرف سے بصرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا جب وہ مقررہ تاریخ آگئی تو خود بھی واسط سے بصرہ پر حملہ کر دیا۔ حبشی سے کچھ بن نہ پڑا۔ دونوں فوجوں میں سے کسی کے حملہ کا جواب نہ دیسکا۔ اس کا سارا لشکر پائمال ہو گیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مقید ہو کے رامہرمز بھیجدیا گیا۔ منجملہ اس مال و اسباب کے جو اس واقعہ میں اسکا لوٹ لیا گیا۔ دس ہزار مجلد کتابیں تھیں۔ بعد اس واقعہ کے رکن الدولہ نے اپنے بھتیجے حبشی کی رہائی کی سفارش کی اور

کو اسکی رہائی دلا کے عضد الدولہ کے پاس بھیجدیا۔ عضد الدولہ نے اس کے گزارہ کے لئے جاگیر دی۔ تاآنکہ ۳۶۵ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابوالفضل کی معزولی ابن بقیہ کی وزارت

ابوالفضل نے عزالدولہ کی وزارت حاصل کرنے کے بعد جور وستم کا دروازہ کھولدیا۔ محمد بن بقیہ ایک ادنیٰ درجہ کا آدمی تھا عزالدولہ کے باورچیخانہ کا انتظام اس کے سپرد تھا جسوقت رعایا نے ابوالفضل کے ظلم وستم سے واویلا مچانا شروع کیا عزالدولہ نے ۳۶۲ھ میں ابوالفضل کو معزول کرکے محمد بن بقیہ کو خلعت وزارت سے سرفراز کیا جب تک اسکے پاس ابوالفضل اور اس کے مصاحبین کا مال و زر رہا اُس وقت تک انتظام وسیاست میں کسی قسم کا فتور پیدا نہ ہوا بعد چندے جب یہ مال و زر ختم ہو گیا تو پھر رعایا پر ظلم و ستم ہونے لگا۔ گاؤں کے گاؤں اُجڑ گئے۔ قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔ جرائم پیشہ کی گرم بازاری ہو گئی۔ ترکوں اور عزالدولہ میں چلگئی۔ ابن بقیہ نے سمجھا بوجھا کے مصالحت کرادی۔ بعد اس کے سبکتگین سوار ہوکے عزالدولہ کے پاس گیا ترکوں کی فوج بھی اسکے ہمراہ تھی۔ باتوں باتوں ترکوں کی فوج پھر بگڑ گئی سبکتگین اور اسکے ہمراہیوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ مگر عزالدولہ نے مال و زر دیکے انکو راضی کر دیا۔[1] . . .

. . . . ۳۶۵ھ میں ابوتغلب نے اپنے باپ ناصر الدولہ بن حمدان کو گرفتار کرکے قید کر دیا اور باقتضاء ضرورت وقت دارالخلافت بغداد کا قصد کیا۔ اس اثناء میں اسکے بھائی حمدان و ابراہیم عزالدولہ کے پاس پہنچ گئے اور امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے۔ چونکہ عزالدولہ مہم عمان اور بطیحہ میں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو مصروف تھا انکی استدعا کی طرف متوجہ نہوا تاآنکہ عزالدولہ نے اپنا مقصود خاطر خواہ حاصل کر لیا۔ اور ابراہیم وحمدان کی کمک کو

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر عبارت متروک ہے۔ مترجم

لشکر آراستہ کرکے موصل کی جانب کوچ کیا ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل پہنچا ابو تغلب معہ اپنے ہمراہیوں اور کاتبوں اور دفاتر کے سنجار چلا گیا اور سنجار سے بغداد کا رخ کیا عزالدولہ نے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو اس کے تعاقب کا حکم دیا۔ وزیر ابن بقیہ نہایت تیزی سے طے منازل کرکے بغداد پہنچگیا اور اسکی حفاظت میں مصروف ہوا۔ باقی رہا سبکتگین اس نے بغداد کے باہر ابو تغلب سے لڑائی چھیڑ دی۔ اسی اثناء میں مابین اہل سنت و شیعہ غربی بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ سبکتگین اور ابو تغلب نے متفق ہو کے یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مطیع، وزیر السلطنت، اور عزالدولہ کے کل ہمراہیوں کو گرفتار کر لینا چاہئے یہی لوگ فساد کے بانی مبانی ہیں اور جب یہ امر وقوع پذیر ہو جائے تو سبکتگین کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے بغداد واپس جانا مناسب ہے اور ابو تغلب کو موصل لیکن سبکتگین نے کیا جانے کیا سوچ سمجھ کے اس رائے پر عملدرآمد نہ کیا۔ اتنے میں وزیر ابن بقیہ آگیا۔ دونوں نے مشورہ کرکے ابو تغلب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ شرائط صلح طے ہونے لگے آخرکار ان شرائط سے صلح ہوئی (۱) ابو تغلب جیسا کہ اس سے پیشتر خراج سالانہ دیا کرتا تھا دیا کرے۔ (۲) اپنے بھائی حمدان کی جاگیر کو باستثناء ماردین کے اور کل مال و اسباب واپس دے۔ صلحنامہ لکھے جانے کے بعد ابو تغلب نے موصل کی جانب معاودت کی اور عزالدولہ کو موصل سے بغداد کی طرف کوچ کرنے کو لکھا۔ سبکتگین بغداد واپس آیا۔ ہنوز عزالدولہ موصل سے کوچ نہ کرنے پایا تھا کہ ابو تغلب پہنچگیا۔ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا اثناء کلام میں ابو تغلب نے یہ درخواست پیش کی کہ خراج کا لفظ صلحنامہ سے نکال دیا جاوے اور آئندہ سے مجھے کوئی سلطانی لقب مرحمت کیا جائے عزالدولہ نے بخوف ابو تغلب اس درخواست کو منظور کیا اور اپنی بیٹی زوجۂ ابو تغلب کو رخصت کرا کے بغداد کا راستہ لیا۔ اہل موصل کو عزالدولہ کے کوچ کر جانے سے بیحد خوشی ہوئی اس وجہ سے کہ زمانہ قیام عزالدولہ میں اہل موصل کو بہت تکالیف اٹھانی پڑی تھیں۔ راستہ ہی میں تھا کہ یہ خبر گوش گذار

ہوئی کہ ابو تغلب نے ایک گروہ کو اپنے ہمراہیوں میں سے جنھوں نے عزالدولہ سے ابن حاجب کی سختی قتل کر ڈالا ہے اِن کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا ہے۔ عزالدولہ کو اس خبر کے سُننے سے سخت صدمہ ہوا۔ وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین حاجب کو معہ لشکر کے بُلا بھیجا۔ جب یہ دونوں آگئے تو بقصد موصل لوٹ پڑا اور یہ قصد کر لیا کہ ابو تغلب جہاں ملے گرفتار کر لیا جائے۔ ابو تغلب نے اس سے مطلع ہو کے صلح کا پیام بھیجا۔ عزالدولہ کی طرف سے شریف ابو احمد موسوی والد شریف رضی تکمیل صلح کو ابو تغلب کے پاس آیا۔ ابو تغلب نے بحلف بیان کیا کہ میرے علم و اطلاع میں وہ لوگ جنہوں نے عزالدولہ سے ابن حاجب کی سختی نہیں مارے گئے۔ شریف ابو احمد نے اس بیان کو سچا باور کر کے صلح کا پھر اعلان کر دیا۔ عزالدولہ نے اپنی بیٹی کو اسکے شوہر ابو تغلب کے پاس بھیجدیا اور بغداد واپس آیا۔

عزالدولہ اور سبکتگین

عزالدولہ کے پاس جہاں مال و زر کی کمی تھی وہاں فوجی مصارف کی بیحد زیادتی تھی۔ آئے دن تنخواہ اور وظائف کے نہ ملنے پر شور و غل مچا رہتا تھا۔ اس وجہ سے عزالدولہ ہمیشہ فراہمی مال و زر میں مصروف رہتا چنانچہ اسی غرض سے موصل گیا۔ جب کچھ کار براری نہ ہوئی تو اہواز کا قصد کیا۔ سبکتگین اور اس کے ترکی لشکر نے عزالدولہ کا ساتھ نہ دیا۔ اہواز پہنچنے پر یہ گل کھلا کہ ما بین ترکوں اور دیلمیوں کے اَن بَن ہوگئی ایک دوسرے سے گتھ گئے بڑی خونریزی ہوئی۔ اُدھر ترکوں میں جوش انتقام کی آگ بھڑک اُٹھی۔ اِدھر دیلم کے سرداروں نے رؤساء و سپہ سالاران ترک کو گرفتار کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ والی اہواز اور اس کا کاتب بھی گرفتار کر لیا گیا۔ دارالامارت اور ترکوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ تمام شہر میں ان لوگوں کی خونریزی کی منادی کرادی گئی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر سبکتگین تک پہنچی اسوقت یہ بغداد میں تھا۔ سُنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ عزالدولہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔

ترکوں کو مسلح کرکے عزالدولہ کے مکان کو جاکے گھیر لیا۔ دو روز تک محاصرہ کئے رہا آگ لگا دی۔ لوٹ لیا۔ اور اس کے بھائیوں اور ماں کو گرفتار کرکے ماہ ذیقعدہ ۳۶۳ھ میں واسط روانہ کر دیا۔ خلیفہ مطیع نے اِن لوگوں کا ساتھ دینے کا قصد کیا۔ اِن لوگوں نے منظور نہ کیا محلسرائے خلافت میں واپس کر دیا۔ ترکوں نے دیلم کے مکانات لوٹ لئے اور اس پر قابض ہو گئے۔ اہل بغداد بھی اس ہنگامہ میں سبکتگین کا ساتھ دے رہے تھے کیونکہ دیلم شیعہ تھے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ کرخ جلا دیا گیا اور اہل سنت کا پھر دور دورہ ہو گیا۔

الطائع للہ کی خلافت خلیفہ مطیع عارضہ فالج میں ایک مدت سے مبتلا تھا نقل و حرکت سے معذور تھا مگر کسی پر اس امر کو ظاہر نہ ہونے دیتا تھا۔ اتفاق سے اس واقعہ میں جسکو تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو سبکتگین کو یہ حال معلوم ہو گیا سبکتگین نے خلیفہ مطیع کو اس امر پر مجبور کیا کہ آپ اپنے کو معزول کیجئے اور منصب خلافت اپنے بیٹے عبدالکریم کو مرحمت فرمائیے۔ چنانچہ اس تحریک کے مطابق ماہ ذیقعدہ ۳۶۳ھ میں جبکہ اس کی خلافت کو ساڑھے چھبیس برس گزر چکے تھے اِس نے اپنے کو معزول کیا اور اپنے بیٹے ابوالفضل عبدالکریم کی خلافت کی بیعت کی "الطائع للہ" کا لقب دیا گیا۔

صوائف جس زمانہ سے ناصرالدولہ بن حمدان نے صوبہ موصل کو دبا لیا تھا اُسی وقت سے صوائف کا تعلق ناصرالدولہ سے ہو گیا تھا مگر جب ۳۳۳ھ میں اس کے بھائی سیف الدولہ نے شہر حلب و حمص پر قبضہ کیا تو صوائف کا انتظام و انصرام اسکی طرف منتقل ہو آیا۔ پس صوائف کے حالات کو ہم دولت بنی حمدان کے تذکرہ میں تحریر کرینگے۔ سیف الدولہ نے اس معاملہ میں نیکنامی کا بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ رومیوں نے اس کے عہد حکومت میں بلاد اسلامیہ پر خوب خوب حملے کئے تھے جس کی مدافعت اس نے نہایت خوبصورتی اور ہوشیاری سے کی تھی۔

عزل و نصب عمال کی کیفیت یہ ہوئی کہ جس زمانہ سے معزالدولہ نے عراق پر قبضہ

حائل کیا تھا اسی زمانہ سے تقرری و تبدیلی عمال کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ حکومت اسلامیہ مختلف حکومتوں پر تقسیم ہو گئی تھی اس لحاظ سے ہم ہر حکومت کے عمال کے حالات وہیں احاطۂ تحریر میں لائیں گے جہاں پر کہ اس حکومت کے تذکرہ کو ہم جداگانہ لکھیں گے جیسا کہ ہم نے التزام کر رکھا ہے۔

افتگین کی امارت

جس وقت اہواز میں بزمانۂ قیام عزالدولہ ترکوں اور دیلمیوں میں چپقلش پیدا ہو گئی۔ اور فریقین میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور سبکتگین نے بغداد میں عزالدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا بمجبوراً عزالدولہ نے جن ترکوں کو قید کر لیا تھا رہا کر دیا۔ آزادرویہ کو جو اس سے پیشتر والی اہواز تھا انکی سرداری دی اور اپنے والدہ اور بھائیوں سے ملاقات کرنے کو واسط کی جانب روانہ ہوا جس جس کو اپنا ہوا خواہ سمجھا اس سے سبکتگین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی چنانچہ اپنے چچا رکن الدولہ اور چچازاد بھائی عضدالدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواستگار رہا۔ ابو تغلب بن حمدان سے بھی اعانت طلب کی اور یہ تحریر کیا کہ تم بذاتہ میری مدد کو آؤ اسکے معاوضہ میں جو تم سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے معاف کر دونگا۔ بطیحہ میں عمران بن شاہین کے پاس بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا۔ رکن الدولہ نے اس درخواست کے مطابق ایک فوج بہمراہی و بسرگروہی اپنے وزیر ابوالفتح بن عمید روانہ کی اور اپنے بیٹے عضدالدولہ کو بھی ابوالفتح کے ساتھ عزالدولہ کی کمک پر جانے کو لکھ بھیجا مگر اس نے اس امید پر کہ عزالدولہ کسی بلائے ناگہانی میں گرفتار ہو جائے تو میں عراق پر قابض ہو جاؤں حیلہ و حوالہ کر دیا عمران بن شاہین نے یہ عذر کر کے ٹال دیا کہ چونکہ میرے لشکر کو دیلمیوں سے جنگ و جدل کا بہت بڑا سابقہ پڑ چکا ہے اس وجہ سے وہ دیلمیوں کے ساتھ ہو کر میدان جنگ میں جانا پسند نہ کرے گا۔ باقی رہا ابو تغلب۔ اس نے اپنے بھائی ابو عبداللہ حسین کو معہ ایک فوج کے تکریت کی جانب روانہ کر دیا۔ پس جس وقت ترک بغداد سے بقصد جنگ عزالدولہ واسط آئے

ابوتغلب نے بغداد کا راستہ لیا بغداد میں اُس وقت عجیب ہل چل مچی ہوئی تھی۔ دن دہاڑے بازاریں لُٹ رہی تھیں۔ خلق اللہ بلائے عظیم میں مبتلا تھی۔ ابوتغلب نے زمام انتظام شہر اپنے ہاتھ میں لی۔ چوروں، بدمعاشوں، اور غارتگروں کے پنجۂ غضب سے اہل شہر کو بچایا۔ ترکوں نے جس وقت بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا تھا اپنے خلیفہ طائع للہ اور اُسکے باپ خلیفہ معزول مطیع کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا تھا۔ رفتہ رفتہ جب دیر عاقول میں پہنچے تو خلیفہ مطیع اور سبکتگین کا انتقال ہوگیا۔ ترکوں نے اپنے نامی سپہ سالار افتگین کو اپنا سردار بنایا جو معزالدولہ کا آزاد غلام تھا اس نے ترکوں کو منتشر ہونے سے محفوظ رکھ کے واسط پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا۔ پچاس یوم تک نہایت سختی سے حصار کئے رہا۔ عزالدولہ کمال استقلال سے حصار کی سختیاں جھیل رہا تھا اور عضدالدولہ کو بار بار اپنی کمک پر بُلا رہا تھا۔

عزالدولہ کا ادبار واقبال

عضدالدولہ نے عزالدولہ کے متعدد خطوط مشعر طلبی امداد آنے پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اور سامان جنگ وسفر درست کرکے باظہار امداد عزالدولہ فارس کی جانب کوچ کیا۔ مقام اہواز میں ابوالفتح بن عمید (عضدالدولہ کے باپ کا وزیر) لشکر رے لئے ہوئے آملا۔ دونوں واسط کی جانب روانہ ہوئے افتگین اس سے مطلع ہوکے واسط چھوڑ کے بغداد کو روانہ ہوگیا۔ اور ابوتغلب بغداد سے موصل واپس آیا۔ عضدالدولہ نے واسط میں پہنچکے ذرا دم لیا اور پھر سامان سفر وجنگ درست کرکے شرقی بغداد کی طرف کوچ کیا اور عزالدولہ نے غربی بغداد کا راستہ لیا۔ دونوں بھائیوں نے بغداد پہنچکے ہر چہار طرف سے ترکوں کا محاصرہ کرلیا۔ اور محصوروں کو تنگ و پریشان کرنے کی غرض سے عزالدولہ نے ضبہ بن محمد اسدی، (یہ عین التمر کا ایک رئیس تھا) بنی شیبان اور ابوتغلب بن حمدان کو رسد وغلہ کے روکنے کو لکھ بھیجا اور یہ بھی ہدایت کردی کہ وقتاً فوقتاً اطراف وجوانب بغداد کو تاخت وتاراج کرتے رہو۔ اس سے بغداد میں

گرانی ہوگئی۔ شہر میں غارتگری شروع ہوگئی ایک دوسرے کو لوٹنے لگا۔ عوام الناس نے افتکین کا مکان لوٹ لیا۔ افتکین گھبراگیا۔ محاصرہ توڑنے کی غرض سے لڑنے کو نکلا۔ عضدالدولہ نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا اور لڑکر اس کو ہزیمت دی۔ ترکوں کا ایک جم غفیر مارا گیا۔ جو زندہ گرفتار کئے گئے اُن کا خون مباح کر دیا گیا۔ باقیماندہ نے تکریت میں جاکے دم لیا اور خلیفہ طائع کو اپنے ساتھ لیتے گئے۔ ماہ جمادی الاول ۳۶۴ھ میں عضدالدولہ داخل بغداد ہوا اور ترکوں سے خلیفہ طائع کے واپس کرنے کی خط وکتابت کرنے لگا چنانچہ آٹھویں رجب سنہ مذکور کو خلیفہ طائع براہ دریا بغداد واپس آیا۔ عضدالدولہ نے محلسرائے خلافت میں خلیفہ طائع کو فروکش کیا اور ایک روز کشتی پر سوار ہوکے خلافت مآب کی دست بوسی کو دارالخلافت میں حاضر ہوا۔

بعد اس کے عضدالدولہ نے ادھر عزالدولہ کے لشکریوں کو اشارہ کر دیا وظائف اور تنخواہ کی طلبی کا شور وغل مچانے لگے۔ اُدھر عزالدولہ کو یہ سکھایا کہ تم ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرو۔ بے اتفاقی سے انکی درخواستوں کو لو اور بلکہ یہ ظاہر کرو کہ مجھے امارت وحکومت کی خواہش نہیں ہے اور جب تم اس پر عامل ہوگے تو میں درمیان میں پڑکے تمہاری خواہش کے مطابق لشکریوں سے صلح کرادونگا۔ عزالدولہ نے ایسا ہی کیا کاتبوں، حاجبوں اور کل ارکین دولت سے بات تک نہ کی یوں ہی واپس کر دیا لشکریوں کے شور وغل کی طرف مطلق توجہ نہ کی تین روز تک یہی بحث وتکرار رہی۔ کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے چوتھے روز عضدالدولہ نے عزالدولہ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کرکے نظربند کر لیا لشکریوں پر اس کی لاچاری اور عاجزی کو ظاہر کرکے انعام وصلے دینے کا وعدہ کیا اور اپنے فرایض منصبی کے پورا کرنے میں مصروف ہوا۔

مرزبان ابن عزالدولہ والی بصرہ تھا اس نے عزالدولہ کی اطاعت قبول نہ کی رکن الدولہ کو عضدالدولہ کی شکایت لکھ بھیجی اور جو جو زیادتیاں اس نے اور ابوالفتح

وزیر نے عزالدولہ پر کی تھیں سب کا خاکہ کھینچ کے بھیج دیا۔ رکن الدولہ یہ سنتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا اور اس کے صدمہ سے ایسے مرض میں مبتلا ہوا کہ جس سے تا بقائے حیات صحتیاب نہ ہوا قبل اس کے محمد بن بقیہ (عزالدولہ کا وزیر) عضدالدولہ کے پاس چلا گیا تھا اور اُس کی طرف سے صوبہ واسط کی حکومت پر مامور تھا۔ اس واقعہ سے اس نے بھی عضدالدولہ کا غاشیۂ اطاعت اپنے دوش سے اُتار کے رکھ دیا۔ عمران بن شاہین سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی سہل بن بشر (وزیر افتگین) کو بھی اہواز میں یہ واقعات لکھ بھیجے۔ باوجودیکہ عضدالدولہ نے اسکو عزالدولہ کے قید سے رہائی دی تھی اور اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا مگر محمد بن بقیہ کی تحریک سے یہ بھی عضدالدولہ سے منحرف و سرکش ہو گیا۔ غرض عزالدولہ کا گرفتار کرنا عضدالدولہ کے حق میں سم قاتل ہو گیا ہر چہار طرف بغاوت و مخالفت کی آگ مشتعل ہو گئی۔ عضدالدولہ نے اس جوش کے فرو کرنے کو فوجیں روانہ کیں۔ محمد بن بقیہ نے لڑ کر انکو پسپا کر دیا۔ اور اسکے باپ رکن الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے رکن الدولہ نے اسکو اور نیز مرزبان والی بصرہ اور ان لوگوں کو جو عزالدولہ کے ہوا خواہ تھے لکھا کہ میں عنقریب عراق کی طرف روانہ ہوا چاہتا ہوں تم لوگ صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا عضدالدولہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ اب فارس سے سلسلہ امداد منقطع ہو گیا ہے۔ اور عزالدولہ کو گرفتار کر لینے سے ہر طرف سے مخالفت و بغاوت کی آگ مشتعل ہو رہی ہے ابوالفتح بن عمید کو اپنے باپ کے پاس معذرت کرنے کو روانہ کرنے کا قصد کیا مگر ابوالفتح کی ہمت نہ پڑی تب عضدالدولہ نے دوسرے شخص کو اپنے باپ کے پاس پیام معذرت لے کے روانہ کیا۔ پیام معذرت یہ تھا "عزالدولہ میں سیاست اور ملکداری کی قدرت نہ تھی اگر میں دست اندازی نہ کرتا تو یقیناً حکومت و خلافت بنی بویہ کے قبضۂ اقتدار سے نکل جاتی میں اب

بھی صوبہ عراق کا خراج سالانہ تیس لاکھ درہم ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اور عزالدولہ کو مع اس کے بھائیوں کے آپ کی خدمت میں روانہ کردوں گا جس صوبہ پر مناسب سمجھئے مقرر و مامور فرما دیجئے اور اگر آپ بنفس نفیس امور سیاست کی نگرانی کرنا چاہتے ہوں تو میں اس امر پر بھی راضی ہوں بسم اللہ آپ عراق تشریف لائیں۔ میں فارس واپس چلا جاؤں گا۔ غرض میں اپنے ہر کام کو آپ کے سپرد کرتا ہوں سفید و سیاہ جو چاہئے کیجئے اور اگر ان میں سے آپ کسی کو قبول نہ فرمائیں گے تو میں بخیال خطرہ آئندہ عزالدولہ کو معہ اس کے بھائیوں اور ہمراہیوں کے قتل کرڈالوں گا" رکن الدولہ اس پیام کو سنکے شدت طیش سے جامہ سے باہر ہو گیا ایلچی کی طرف قتل کرنے کی غرض سے لپکا۔ ایلچی بھاگ گیا غصہ فرو ہونے کے بعد پھر ایلچی کو بلوایا اور ہر پیام کا سب و شتم سے ساتھ جواب دیکے عضدالدولہ کی طرف واپس کردیا۔ اس کے بعد ہی ابوالفتح آپہنچا۔ رکن الدولہ نے ملاقات کرنے سے انکار کردیا اور اپنی حشمت و شوکت کی دھمکی بھی دی لیکن ابوالفتح برابر حضوری کی کوشش کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دی۔ ابوالفتح نے حاضر ہوکے عضدالدولہ کی طرف سے عذر و معذرت کی اور اس امر کا وعدہ کیا کہ میں کہ سنکے عضدالدولہ کو فارس واپس کردونگا اور عزالدولہ کو بدستور عراق کی حکومت دلادوں گا۔ رکن الدولہ کا مزاج اس قول و قرار سے ذرا ٹھنڈا پڑا اور ابوالفتح کو عضدالدولہ کے واپس جانے کا اشارہ کیا عضدالدولہ نے بنظر مصلحت وقت ابوالفتح کی رائے کے مطابق فارس کی روانگی کا قصد کرلیا اور عزالدولہ کو جیل سے نکال کے پھر حکومت و سلطنت کی کرسی پر اس شرط سے جلوہ افروز کیا کہ یہ اسکی طرف سے عراق میں نیابت کی حیثیت سے کام کرے خطبہ اس کے نام کا پڑھا جائے اور اسکا

بھائی اسحاق امیر الجیوش مقرر کیا جائے۔ جو کچھ مال و اسباب عزالدولہ کا ضبط کر لیا گیا تھا واپس کر دیا اور ابوالفتح کو یہ حکم دے کے کہ بعد تین یوم کے میرے پاس چلے آنا فارس کا راستہ لیا۔

ابوالفتح بعد روانگی عضدالدولہ۔ عزالدولہ کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ عضدالدولہ نے جو حکم دیا تھا اسکی تعمیل کا خیال تک نہ رہا۔ عزالدولہ نے ابوالفتح کو یہ امید دلائی کہ بعد رکن الدولہ کے قلمدان وزارت تمہارے سپرد کیا جائیگا اور ابن بقیہ کو طلب کر کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار مرحمت کیا۔ ابن بقیہ نے مال و زر سے اپنا خزانہ پُر کر لیا۔ جب کبھی عزالدولہ اس سے مال و زر کا طالب ہوتا لشکریوں کو اشارہ کر دیتا تنخواہ اور وظائف کی طلبی کا شور و غل مچاتے عزالدولہ پر اس کا فرو کرنا دشوار ہو جاتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ عزالدولہ اور ابن بقیہ میں شکر رنجی پیدا ہو گئی۔

افتکین کے حالات

ہرگاہ افتکین مداین میں عضدالدولہ سے شکست کھا کے شام کی جانب بھاگا اور قریب حمص پہنچ کے قیام پذیر ہوا۔ ظالم بن موہوب عقیلی (جو معزلدین اللہ علوی کا ایک سپہ سالار تھا)۔ افتکین کی خبر پا کے گرفتار کرنے کے قصد سے بڑھا لیکن اس ارادہ میں ظالم کو کامیابی نہ ہوئی واپس آیا اور افتکین دمشق کی طرف چلا گیا۔ ان دنوں ایان نامی ایک شخص خلیفہ معزلدین اللہ علوی کا خادم حاکم دمشق تھا عوام الناس نے اس کو دبا لیا تھا رعب سلطنت و حکومت دلوں سے اُٹھ گیا تھا رؤسا شہر افتکین سے ملنے آئے اور یہ درخواست کی کہ آپ دمشق پر قبضہ کر لیجئے، عوام الناس اور بازاریوں کے شور و شر ظلم و فساد سے نجات دلائیے اور نیز روافض کے اعتقادات سے ہماری گلو خلاصی کرائیے افتکین نے ان لوگوں سے قول و قرار لے کے ان کو قسمیں کھلائیں اور اپنا پورا پورا اطمینان کر کے داخل

کی بنیاد پڑی ہوئی تھی اور برابر جھگڑا چلا آرہا تھا عضدالدولہ نے دونوں گروہوں میں مصالحت کرادی۔ انھیں واقعات پر ۳۶۶ھ تمام ہو کر ۳۶۷ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور عضدالدولہ اپنے باپ کے وزیر ابوالفتح بن عمید کو گرفتار کرلیتا ہے اور ناک کٹوا کے آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیتا ہے اس جرم کے الزام میں کہ اس نے عزالدولہ سے سازش کرلی تھی اور کنارہ فرات پر عزالدولہ کے ساتھ مدتوں قیام پذیر رہا تھا۔ جاسوسوں نے عضدالدولہ سے اسکی خبر کردی۔ عضدالدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کو رے میں اسکی گرفتاری کو لکھ بھیجا معزالدولہ نے عضدالدولہ کی تحریر کے مطابق اس کو اور اس کے اہل وعیال کو گرفتار کر کے مکان اور جو کچھ مکان میں تھا سب کو ضبط کرلیا۔ اسی سنہ میں عضدالدولہ نے بغداد کا قصد کیا اور عزالدولہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کرلو تو میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ جس صوبہ کی طرف چاہو چلے جاؤ میں تمہاری مدد کو تیار ہوں۔ عزالدولہ نے اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار کیا بعد اس کے عضدالدولہ نے ابن بقیہ کو طلب کیا عزالدولہ نے اس کی آنکھیں نکلوا کے عضدالدولہ کے پاس بھیج دیا اور بغداد کو خیر آباد کہہ کے شام کا رستہ لیا عضدالدولہ بغداد میں داخل ہوا جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا دروازہ پر تین بار نوبت بجائی گئی یہ ایک جدید رسم تھی جو بغداد میں ادا کی گئی ورنہ اس سے پیشتر کوئی اس سے واقف بھی نہ تھا۔ ابن بقیہ کے بارے میں یہ حکم صادر کیا کہ ہاتھی کے آگے مشکیں باندھ کے ڈالدیا جائے۔ چنانچہ ہاتھی کی ذراسی حرکت سے سارا جسم پاش پاش ہوگیا۔

عزالدولہ کے ہمراہ بوقت روانگی شام حمدان بن ناصرالدولہ بن حمدان (برادر ابوتغلب بن حمدان اول) بھی تھا۔ عکبرا میں پہنچ کے حمدان نے عزالدولہ کی بہت

بڑی خاطر داری کی اور سمجھا بوجھا کے موصل کی طرف لیچلا حالانکہ عضدالدولہ نے عزالدولہ سے ابوتغلب کے ممالک مفوضہ کی طرف جانے کی قسم لے لی تھی جس وقت تکریت میں وارد ہوا ابوتغلب کا یہ پیام آیا کہ اگر تم حمدان کو گرفتار کرکے میرے حوالہ کردو تو میں بذاتہٖ تمہاری مدد کو آؤں اور تمہارے ساتھ ہو کے عضدالدولہ سے جنگ کروں اور پھر تم کو حکومت کی کرسی پر متمکن کردوں۔ عزالدولہ کو حکومت کی طمع دامنگیر ہوئی حمدان کو گرفتار کرکے اپنے ایک نائب کے ہمراہ ابوتغلب کے پاس بھیج دیا ابوتغلب نے اس کو جیل میں ڈال دیا۔ بعد اس کے ابوتغلب نے بیس ہزار کی جمعیت سے بہمراہی عزالدولہ بغداد کی جانب حرکت کی عضدالدولہ یہ خبر پاکے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ کامیابی عضدالدولہ کے ہاتھ رہی۔ ابوتغلب اور عزالدولہ کو ہزیمت ہوئی اثناء دارو گیر میں عزالدولہ گرفتار کر لیا گیا۔ عضدالدولہ نے اس کے اور اس کے چند ہمراہیوں کے قتل کا حکم صادر کیا چنانچہ عزالدولہ گیارہ برس حکومت کرکے راہی عدم ہوا۔

عضدالدولہ کا بنی حمدان کے ممالک پر قبضہ ابوتغلب کی ہزیمت اور عزالدولہ کے قتل کے بعد عضدالدولہ نے موصل کا قصد کیا اور ۱۸ ذیقعدہ ۳۶۷ھ کو موصل پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ عضدالدولہ رسد و غلہ کا کافی ذخیرہ اپنے ہمراہ لایا تھا باطمینان تمام موصل میں قیام پذیر ہو کے ابوتغلب کی سرکوبی اور گرفتاری کو متعدد فوجیں روانہ کیں ابوتغلب نے گھبرا کے مصالحت کی درخواست کی خراج دینے کا اقرار کیا مگر عضدالدولہ نے کچھ بھی سماعت نہ کی تب ابوتغلب مجبور ہو کے معہ مرزبان بن عزالدولہ ابواسحاق و طاہر برادران عزالدولہ اور ان کی ماں کے نصیبین کی جانب روانہ ہوا عضدالدولہ نے یہ خبر پاکے ایک فوج تو جزیرہ ابن عمر کی جانب حلفان سے جنگ کرنے کو روانہ کی اس فوج کا سردار

عضد الدولہ کا حاجب ابو عمر تھا۔ دوسری فوج بسر افسری ابوالوفار طاہر بن محمد ابو تغلب کے تعاقب پر نصیبین کی طرف بھیجی۔ ابو تغلب نے اس سے مطلع ہوکے نصیبین سے اپنا ڈیرہ خیمہ اُٹھا کے میا فارقین کا راستہ لیا۔ ابوالوفار نے تعاقب کیا اہل میافارقین نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے ابوالوفار میافارقین میں داخل نہ ہوسکا۔ ابو تغلب موقع پا کے دوسرے دروازہ سے ارزن روم چلا گیا اور وہاں سے حسنیہ مضافات جزیرہ میں آرہا حسنیہ کے قریب قلعہ کواشی تھا ایک روز ابو تغلب نے اس پر دھاوا کر کے جو کچھ مال و اسباب اس میں موجود تھا سب کچھ لوٹ لیا ابوالوفار روزانہ سفر و کوچ سے اب تھک گیا تھا مجبورانہ ابو تغلب کی تعاقب سے دست کش ہو کے میافارقین لوٹ آیا اور محاصرہ ڈال دیا۔ عضد الدولہ نے یہ خبر پاکے کہ ابو تغلب حسنیہ میں پڑا ہوا ہے بذات خاص دھاوا کر دیا۔ ابو تغلب تو ہاتھ نہ آیا مگر اس کے اکثر ہمراہیوں نے امن کی درخواست کی اور اس سے علیحدہ ہو گئے عضد الدولہ پھر موصل واپس آیا اور ابو تغلب کے تعاقب پر ایک فوج کو مامور و روانہ کیا ابو تغلب کو اس کی خبر لگ گئی ورد رومی کے پاس روم بھاگ گیا۔ چونکہ ورد رومی خاندان سلطنت و شاہی کا کوئی ممبر نہ تھا جبراً و قہراً سلطنت دبالی تھی اس وجہ سے رومی اس سے بگڑے رہتے اس نے اپنی بیٹی کا ابو تغلب سے عقد کر دیا تاکہ یہ رومیوں کے مقابلہ میں ہاتھ بٹائے۔ اس اثنار میں عضد الدولہ کا لشکر بھی پہنچ گیا مگر ورد رومی کی مصاہرت (رشتہ دامادی) کی وجہ سے ابو تغلب کے جنگ سے کچھ فائدہ نہ اُٹھا سکا ہزیمت اُٹھا کے واپس آیا۔ بعد اس واقعہ کے رومیوں نے مجتمع ہو کے ورد کے مقابلہ پر علم مخالفت بلند کیا۔ فریقین میں لڑائی ٹھن گئی اتفاق یہ کہ ورد کو ہزیمت ہوئی ابو تغلب اس کی امداد و اعانت سے مایوس ہو کے اسلامی ممالک کی جانب

واپس ہوا۔ آمد میں پہنچکے دوبارہ ٹھہرا رہا۔ تا آنکہ عضد الدولہ نے اسکے کل مقبوضہ شہروں کو مفتوح کر لیا جیسا کہ ہم اسکی حکومت و سلطنت کے حالات میں بیان کرینگے۔ بعد کامیابی عضد الدولہ نے ابو الوفاء کو موصل پر مامور کیا اور سامان سفر درست کر کے بغداد کیجانب مراجعت کی۔ اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت موصل سے تھوڑی مدت کیلئے منقطع ہو گئی

صمصام الدولہ کا دور حکومت

ماہ شوال ۳۷۲ھ میں عضد الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچ برس چھ مہینے بعد وفات پائی۔ سپہ سالاران لشکر اور امراء دولت نے مجتمع ہو کے اسکے بیٹے کالیجار مرزبان کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور حکومت و ریاست کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے "صمصام الدولہ" کے لقب سے ملقب کیا خلیفہ طائع بھی حکومت و ریاست کی مبارکباد دینے اور رسم تعزیت کے ادا کرنے صمصام الدولہ کے پاس گیا۔

صمصام الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد اپنے دو بھائیوں ابو الحسین احمد اور ابو طاہر فیروز شاہ کو سند حکومت عنایت کر کے فارس کی جانب روانہ کیا۔ شرف الدولہ (انھیں لوگوں کا بھائی تھا) کو یہ خبر لگ گئی۔ کرمان سے فارس تک آتش بغاوت مشتعل کر دی مگر اتفاق وقت سے ابو الحسین اور ابو طاہر اس آتش بغاوت کے مشتعل کرنے سے پہلے کرمان پہنچ گئے تھے اور اس پر قبضہ بھی حاصل کر چکے تھے۔ چندے یہ دونوں اہواز میں قیام پذیر رہے۔ بعد ازاں اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور تاج الدولہ کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا صمصام الدولہ کو اس سے سخت ناراضی پیدا ہوئی جھٹ پٹ ایک لشکر بسر گروہی علی بن دنقش (یہ عضد الدولہ کا حاجب تھا) تاج الدولہ کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پا کے شرف الدولہ سے سازش کر لی۔ شرف الدولہ نے اسکی کمک پر ایک فوج بھیجدی جس کا سردار

ابو الاغر دقلیس بن عفیف اسدی تھا۔ قرقوب کے قریب دونوں فوجوں کا ماہ ربیع الثانی ۳۷۵ھ میں مقابلہ ہوا۔ شام ہوتے ہوتے ابن ولقش شکست کھا کے بھاگا اور گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالحسین نے اہواز اور رامہرمز پر قبضہ کر لیا حکومت وسلطنت کی طمع دامنگیر ہوئی۔

بعد اس کے اسفار بن کردویہ جو سپہ سالاران دیلم سے ایک نامور سردار تھا ۳۷۵ھ میں شرف الدولہ کی حکومت کی بغداد میں دعوت دینے لگا لشکر بغداد کا کثیر حصہ مائل ہو گیا جنہوں نے متفق ہو کے یہ رائے قائم کی کہ ابو نصر عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کیجانب سے بطور نائب کے امارت کی کرسی پر متمکن کرنا چاہیے۔ رفتہ رفتہ صمصام الدولہ تک یہ خبر پہنچی۔ امراء لشکر سے خط وکتابت شروع کی اور اس تشدد وعزیمت سے ان لوگوں کو پھیرنا چاہا مگر بجائے اسکے ان لوگوں کی سرکشی اور سرتابی اور بڑھ گئی۔ فولاد بن مابدرار جو اسفار کے متبعین سے تھا۔ لڑائی پر اٹھ کھڑا ہوا بمجبوری صمصام الدولہ نے بھی اپنے ہمراہیوں کو جنگ کا حکم دیا۔ فریقین میں گھسان لڑائی ہوئی جیت صمصام الدولہ کے ہمراہیوں کے ہاتھ رہا۔ ابوالفضل گرفتار ہو کے اپنے بھائی صمصام الدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ اس اثناء میں اسکا وزیر ابن سعدان بھی آگیا اور وہ اس جرم میں کہ یہ بھی اس کا شریک تھا مار ڈالا گیا۔ اسفار نے ابوالحسین بن عضد الدولہ کے پاس جا کے دم لیا اور باقی دیلم شرف الدولہ کے پاس چلے گئے۔ شرف الدولہ کی قوت دیلمیوں کے ملجانے سے بڑھ گئی فوراً اہواز کا قصد کر دیا اور اس کو اپنے بھائی ابوالحسین کے قبضہ سے نکال لیا۔ بعد ازاں بصرہ کو بھی اپنے دوسرے بھائی ابو طاہر کے ہاتھ سے چھین لیا۔ صمصام الدولہ نے مصالحت کا نامہ وپیام شروع کیا بالآخر اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ عراق میں شرف الدولہ کا خطبہ پڑھا جائے۔ خلیفہ طائع کیجانب

سے رسمًا خلعت اور القاب بھیجا گیا۔

صمصام الدولہ کا ادبار اور شرف الدولہ کا اقبال۔

شرف الدولہ نے اپنے بھائی ابو طاہر سے بصرہ چھین لینے کے بعد واسط کا رُخ کیا اور اس پر بھی آسانی تمام قابض و متصرف ہو گیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو جو اسکے پاس قید تھا رہا کر کے عذر خواہی کی غرض سے شرف الدولہ کے پاس واسط روانہ کیا شرف الدولہ نے کچھ التفات نہ کی صمصام الدولہ کو اس سے سخت اضطراب اور پریشانی پیدا ہوئی مصاحبین سے دربارہ اطاعت شرف الدولہ مشورہ کیا ان لوگوں نے عواقب امور سے ڈرایا۔ بلکہ بعضوں نے یہ رائے دی کہ آپ عکبرا چلے جایئے اور عکبرا سے موصل اور بلاد جبل میں جا کے قیام کیجیے تا آنکہ ترکوں اور دیلمیوں کے باہمی فساد سے منجانب اللہ کوئی امر پیدا ہو یا کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جس سے آپ بآسانی بغداد واپس آئیے اور کسی نے یہ رائے دی کہ آپ اپنے چچا فخر الدولہ سے اس بابت خط و کتابت کیجیے یا بہ راہ اصفہان ان کے پاس چلے جایئے اس سے شرف الدولہ پر بہت بڑا اثر پڑیگا اور غالبًا باہم مصالحت ہو جائیگی۔ صمصام الدولہ نے ان رایوں میں سے کسی رائے کو بھی پسند نہ کیا کشتی پر سوار ہو کے اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی مگر بعد چندے اس کی امارت کے چوتھے برس اس کو گرفتار کر لیا اور ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد کی جانب کوچ کیا اس کا بھائی صمصام الدولہ بھی مقید اسکے ہمراہ تھا۔ بغداد میں مابین ترکوں اور دیلمیوں کے جھگڑا ہو رہا تھا چونکہ دیلمیوں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور ترک صرف تین ہزار تھے اس وجہ سے دیلمیوں نے ترکوں کو دبالیا تھا جوں ہی شرف الدولہ بغداد میں داخل ہوا۔ دیلمیوں نے صمصام الدولہ کو حکومت و ریاست پر دوبارہ

مقرر کرنے کی کوشش کی۔ دوسرا فریق مخالف ہو گیا۔ دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ آخرکار دیلمیوں نے ترکوں کو مار بھگایا۔ اکثر اور بیشتر مارے گئے مال و اسباب لوٹ لیا گیا باقیماندہ ترک شرف الدولہ سے جا ملے۔ خلیفہ طائع ملنے کو آیا فتحیابی پر مبارکباد دی بعد اسکے شرف الدولہ نے مابین فریقین مصالحت کرادی قلمدان وزارت ابومنصور بن صالحان کے سپرد ہوا اور صمصام الدولہ کو فارس بھیجدیا۔ فارس پہنچکے صمصام الدولہ رہا کر دیا گیا۔

ابتدائے دولت بنی مروان۔ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ نے بنی حمدان کے قبضہ سے موصل کو جو ان کا دارالحکومت تھا نکال لیا بعد اس کے ۳۶۸ھ میں میافارقین، آمد، دیار بکر اور دیار مضر بھی قابض و متصرف ہو گیا۔ ابوالوفا نامی ایک شخص اس کی طرف سے ان بلاد میں حکومت کر رہا تھا اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت ان بلاد سے جاتی رہی دیار بکر کے سرحدی مقامات میں اکراد حمیدیہ کا ایک گروہ رہتا تھا جس کا سردار ابوعبداللہ حسین بن دوشتک ملقب باد تھا۔ چونکہ ابوعبداللہ ہمیشہ جہاد کیا کرتا تھا اسوجہ سے اس اطراف میں غیر قوموں کے دلوں پر اس کی صولت و جبروت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔

ابن اثیر کہتا ہے کہ مجھ سے بعض میرے دوستوں نے جو اکراد حمیدیہ سے تھے بیان کیا ہے کہ اس کا نام باد اور کنیت ابوشجاع تھی، اور حسین اس کا بھائی تھا۔ اور ابتدا ًاسنے بلاد ارمینیہ میں ارجیش پر حکمرانی کی رفتہ رفتہ اسکی قوت ترقی کر گئی۔ انتہی۔

جس وقت عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ حاصل کیا باد حاضر ہوا عضد الدولہ نے گرفتار کرنیکا قصد کیا باد تاڑ گیا۔ آنکھیں بچا کے بھاگ کھڑا ہوا عضد الدولہ نے تلاش کرایا ہاتھ نہ آیا خاموش ہو رہا۔ تاآنکہ عضد الدولہ نے وفات پائی۔ اسوقت

بادنے استقلال کے ساتھ اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی۔ میافارقین اور دیار بکر کے اکثر بلاد پر قابض و متصرف ہوگیا۔ بعدازاں نصیبین پر بھی قبضہ حاصل کرلیا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ "ارمینیہ سے دیار بکر پر آ کے قابض ہوا تھا۔ بعدازاں میافارقین کو لیا" صمصام الدولہ نے اس کی سرکوبی کو بسرافسری ابوسعید بہرام بن اردشیر ایک فوج روانہ کی جسکو بادنے ہزیمت دے کے ایک جماعت کو اس میں سے گرفتار کرلیا۔ پھر دوسری فوج بسرگروہی ابوالقاسم سعید بن حاجب مقابلہ پر آئی۔ سرزمین کواشی میں صف آرائی کی ٹھہری۔ اتفاق یہ کہ اس فوج کو بھی باد سے ہزیمت اٹھانا پڑی۔ بعض قتل اور بعض قید کرلئے گئے بعد چندے قیدیوں کو بھی بادنے قید حیات سے سبکدوش کردیا۔ سعید بحال پریشان موصل کی جانب بھاگا۔ بادنے تعاقب کیا۔ اہل موصل میں دیلم کی کج ادائی بدا طواری کی وجہ سے شورش و بغاوت پھوٹ نکلی۔ سعید کو جان کے لالے پڑ گئے بمجبوری موصل سے بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ بادنے موصل میں داخل ہو کے قبضہ کرلیا۔ بعد اس کے باد کے دماغ میں یہ ہوا سمائی کہ صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کو بغداد چلا جائے اور لڑ بھڑ کے بغداد کو دیلم کے پنجۂ غضب سے نکال لینا چاہئے چنانچہ اس آرزوئے خام کے حاصل کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کیں۔ ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دیلمیوں سے مقابلہ ہوا۔ دیلمیوں نے ہزیمت دے کے موصل پر قبضہ کرلیا۔ باد موصل کو خیرآباد کہہ کے دیار بکر چلا آیا۔ اور فراہمی لشکر میں مصروف ہوا۔ اس وقت حلب میں بنو سیف الدولہ بن حمدان کا طوطی بول رہا تھا اور اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سعد الدولہ حکمرانی کی کرسی پر متمکن تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ پیام بھیجا کہ اگر تم باد کی خاطرخواہ گوشمالی کردو تو میں تم کو دیار بکر دیدوں گا۔ سعد الدولہ نے اس کو منظور کرلیا۔ ایک فوج

تیار و مرتب کرکے بھیجدی لیکن باد سے مقابلہ نہ کرسکی۔ باد کے حوصلے بڑھ گئے۔ حلب پر چڑھائی کردی۔ سعد الدولہ سے کچھ بن نہ آئی حکمت عملی اور حیلہ و مکر کی تلاش ہوئی۔ ایک شخص کو باد کے خوابگاہ میں بھیجدیا اس نے کوئی ایسی دوا سونگھادی جس سے باد علیل ہوگیا۔ مرتے مرتے بچا مجبورًا باد نے سعد وزیا د امرار موصل کو مصالحت کا پیام دیا۔ بالآخر ان دونوں نے بہ نظر مصلحت وقت اس امر پر مصالحت کرلی کہ دیار بکر اور نصف طور عبدین باد کو دیدیا جائے بعد مصالحت زیاد بغداد واپس آیا۔ یہ وہی شخص ہے جو بعد کو دیلمی فوجیں لیکے باد کے مقابلہ پر آیا اور اُس کو ہزیمت دی۔ ان واقعات کے بعد ۳۷۰ھ میں سعد حاجب کا موصل میں انتقال ہوگیا۔ باد کو اس پر قبضہ کرلینے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ اس اثنا میں شرف الدولہ نے حکومت موصل پر ابونصر خواشاذہ کو متعین کیا۔ ابونصر نے موصل میں پہنچکے فراہمی لشکر اور خزانہ کو معمور کرنے کی کوشش کی۔ نو وارد شخص تھا۔ دیر ہوئی تب اُس نے ولاوران عرب کو بنی عقیل اور بنی نمیر سے طلب کرکے جاگیریں دیں اور باد کی مدافعت پر ان کو مامور کیا۔ باد نے بقیہ حصہ طور عبدین پر قبضہ کرکے جبل طور میں قیام کیا اور اپنے بھائی کو فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کو بھیجا مگر یہ شکست کھاکے بھاگا اور مارڈالا گیا۔ ابونصر اور فوجیں بھیجنے کا تہیہ کر ہی رہا تھا کہ شرف الدولہ کی موت کی خبر آئی۔ بعد اس کے ابو ابراہیم اور ابوعبداللہ حسین پسران ناصر الدولہ بن حمدان بہاء الدولہ کی طرف سے امیر موصل ہوکے آئے ۳۸۱ھ تک یہی دونوں موصل پر حکمرانی کرتے رہے۔ بعد چندے بہاء الدولہ کو ان سے کشیدگی پیدا ہوئی ایک فوج بسرافسری ابوجعفر حجاج بن ہرمز موصل پر بھیجدی ابوالرداد محمد بن مسیب (بنی عقیل کا سردار) مقابلہ پر آیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ فریقین جی توڑ توڑ لڑتے رہے۔ ابوجعفر نے اس مہم کے

سر کرنے کو بہاءالدولہ سے مزید فوج کی درخواست کی چنانچہ بہاءالدولہ نے وزیر ابوالقاسم علی بن احمد کو اوائل ۳۸۲ھ میں ابوجعفر کی کمک کو روانہ کیا مگر پھر ابن معلم کے لگانے بجھانے سے ابوجعفر کو وزیر کے گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے وزیر کو معلوم ہو گیا۔ جھٹ ابوالرداو سے مصالحت کر لی اور لوٹ کھڑا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاءالدولہ نے بحکم چاہ کندہ را چاہ درپیش ابن معلم کو گرفتار کر لیا تھا اور قتل کر ڈالا تھا۔

بہاءالدولہ کا زمانۂ حکومت

۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابوالفوارس شرزیک بن عضدالدولہ اپنی امارت کے دو برس آٹھ مہینے بعد مدت درازی علالت اٹھا کے بعارضہ استسقاء مرگیا۔ دوران علالت میں اس نے اپنے بھائی صمصام الدولہ کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دینے کا حکم فارس روانہ کیا اور بعد اس کے اپنے بیٹے ابوعلی کو بلاد فارس کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ خزانے، فوجیں اور ترکوں کا ایک جم غفیر تھا۔ زمانۂ بیماری میں اس سے ارکین دولت نے دریافت کیا "آپ کے بعد ریاست و امارت کا کون مالک ہوگا اور آپ نے کس کو اپنا ولیعہد بنایا ہے؟" جواب دیا "جو لائق ہوگا وہی میرے بعد امارت و ریاست کا مالک ہو جائیگا۔ میں کسی کو اپنا ولیعہد نہ بناؤں گا" مگر حالت حیات ہی میں امور ریاست و امارت کی نگرانی پر اپنے بھائی بہاءالدولہ کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر دیا تھا پس جب شرف الدولہ مرگیا تو بہاءالدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی خلیفہ طائع تعزیت کو آیا کرسی امارت پر متمکن ہونے کی وجہ سے خلعت سے سرفراز فرمایا۔ بہاءالدولہ نے ابومنصور بن صالحان کو عہدۂ وزارت پر بحال قائم رکھا۔ ابوطاہر ابراہیم اور ابو عبداللہ حسین پسران ناصرالدولہ بن حمدان کو امارت موصل پر روانہ کیا۔ یہ دونوں بھائی شرف الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے بعد انتقال شرف الدولہ ان

لوگوں نے بہاء الدولہ سے امارت موصل کی درخواست کی بہاء الدولہ نے سند حکومت و امارت مرحمت کرکے موصل جانے کی اجازت دیدی مگر بعد کو خود کردہ پر نادم و پشیمان ہوا۔ ابونصر کو ان دونوں کی مدافعت کرنے کو لکھ بھیجا چنانچہ ابوطاہر اور ابوعبداللہ موصل میں داخل نہ ہوسکے باہر پڑے رہے۔ اہل موصل کو اس کی خبر لگ گئی دیلم اور ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ لڑتے بھڑتے ابوطاہر اور ابوعبداللہ کے پاس آئے اور ان کے ساتھ ہو کے پھر دیلم پر حملہ آور ہوئے ان میں سے ایک گروہ کثیر کو تہ تیغ کیا۔ باقیماندگاں نے دارالامارت میں جاکے پناہ لی۔ اہل موصل نے ان کو دارالامارت سے بھی امان دیکے نکال دیا۔ یہ تو بغداد چلے آئے اور ابوطاہر و ابوعبداللہ (بنی حمدان) نے موصل پر قبضہ کرلیا۔

ابوعلی بن شرف الدولہ کو بوقت مراجعت فارس مقام بصرہ میں اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی مال و اسباب اور اہل و عیال کو براہ دریا ارجان روانہ کردیا اور بذاتہ فارس گیا۔ فارس سے شیراز آیا۔ اسی مقام پر صمصام الدولہ اور اسکے بھائی ابوطاہر سے مڈبھیڑ ہوئی جس کو محافظین جیل نے رہا کردیا تھا۔ ان دونوں کے ہمراہ فولاد بھی تھا۔ تھوڑے دنوں میں ان کے پاس دیلمیوں کا ایک جم غفیر مجتمع ہوگیا ابوعلی یہ خبر پاکے ترکوں کے پاس چلا آیا۔ ان لوگوں کا بھی ایک جتھا اکٹھا ہوگیا۔ صمصام الدولہ اور دیلم سے مدتوں معرکہ آرا رہا بعد ازاں فسا رچلا گیا۔ اور اس پر قبضہ حاصل کرکے دیلمیوں کو قتل کرڈالا پھر فساء سے ارجان چلا آیا ترکوں کو صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ اسی اثناء میں بہاء الدولہ نے اپنے بھائی کو بلا بھیجا در پردہ ترکوں کی فوج اس کی جانب مائل ہوگئی۔ ابوعلی کو کہہ سنکے بہاء الدولہ کے پاس جانے پر راضی کرلیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی سنہ ۳۸۰ھ میں ابوعلی نے سامان سفر درست کرکے بہاء الدولہ کی طرف کوچ کیا۔ بہاء الدولہ

عزت و احترام سے پیش آیا لیکن بعد چندے گرفتار کرکے قتل کر ڈالا۔ اس سے ترکوں اور دیلم میں لڑائی ہوگئی۔ پانچ روز تک خونریزی کا بازار گرم رہا۔ بہاء الدولہ نے باہم مصالحت کر لینے کا پیام بھیجا۔ فریقین نے منظور نہ کیا بلکہ ایلچی کو قتل کر ڈالا انجام کار ترکوں کو دیلم پر فتحیابی ہوئی۔ اس فتحیابی سے ترکوں کی شان و شوکت اور رعب و داب بڑھ گیا۔ دیلم میں ضعف کے آثار پیدا ہوگئے۔ بعض سرداران دیلم گرفتار ہوگئے۔ باقیماندہ بھاگ گئے۔

قادر بطیحہ میں اسحاق بن مقتدر بوقت وفات ایک بیٹا ابو العباس احمد (جو آئندہ "القادر باللہ" کے لقب سے یاد کیا جائیگا) چھوڑ گیا تھا اس سے اور اسکی بہن سے ایک معاملہ مالی میں ان بن ہوگئی۔ اتفاق یہ کہ انھیں دنوں خلیفہ طائع سخت خطرناک علالت میں مبتلا ہوگیا۔ بعد شفایابی کے قادر کی بہن نے خلافت مآب سے اپنے بھائی کی شکایت کی کہ آپ کے زمانۂ علالت میں یہ طالب خلافت تھا۔ خلیفہ طائع نے ابو الحسین بن حاجب کو مع چند سپاہیوں کے قادر کے گرفتار کرنے کو بھیجا قادر اسوقت حریم ظاہری میں تھا۔ ابو الحسین کے پہنچنے پر عورتوں نے شور و غل مچانا شروع کیا قادر کو موقع مل گیا ایک کھڑکی سے نکل کے بطیحہ کا راستہ لیا مہذب الدولہ کے پاس پہنچا مہذب الدولہ نے عزت و اکرام سے ٹھہرایا اور نیازمندانہ خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ قادر کو سریر خلافت پر متمکن ہونے کی خوشخبری ملی۔

فتنہ صمصام الدولہ جس وقت صمصام الدولہ نے بلاد فارس پر قبضہ حاصل کر لیا اور ابو علی بن شرف الدولہ۔ بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا اور بہاء الدولہ نے ابو علی کو قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو بہاء الدولہ نے ۳۸۰ھ میں بقصد بلاد فارس، ابو نصر کو اپنا نائب مقرر کرکے بغداد سے خوزستان کی جانب

کوچ کیا خوزستان پہنچکے اِس کے بھائی ابو طاہر کے مرنے کی خبر پہنچی عزاداری کو بیٹھا بعدہٗ ارجان کی طرف بڑھا۔ قبضہ حاصل کرکے جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے ضبط کرلئے۔ علاوہ برایں دس لاکھ آٹھ ہزار دراہم نقد ہاتھ آئے۔ بہاءالدولہ کے اس فعل سے لشکر ارجان نے شور و غل مچایا بغاوت کرنے پر آمادہ ہوا۔ مجبوراً بہاءالدولہ نے یہ کل نقد و جنس ان لوگوں کے حوالہ کردیا۔ دو ایک روز آرام کرکے اپنے مقدمۃ الجیش کو نوبندجان کی طرف بڑھایا۔ ابوالعلاء بن فضل اس مقدمہ کا سردار تھا اور نوبندجان میں صمصام الدولہ کا لشکر پڑا ہوا تھا جس کو پہلے ہی معرکہ میں ہزیمت ہوئی ابوالعلاء اطراف فارس میں استقلال کے ساتھ قیام پذیر ہوگیا۔ صمصام الدولہ نے ایک دوسرا لشکر ابوالعلاء کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جس کا کمان افسر فولاد بن ماہذان تھا۔ اِس نے ابوالعلاء کو شکست فاش دی۔ ابوالعلاء ارجان بھاگ آیا اور صمصام الدولہ بشارت فتح سُن کے شیراز سے فولاد کے پاس چلا آیا۔ فریقین میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ بالآخر یہ طے پایا کہ (۱) بلاد فارس و ارجان صمصام الدولہ کے قبضہ میں رہے (۲) خوزستان اور علاوہ اِس کے ملک عراق پر بہاءالدولہ متصرف و قابض ہو۔ اور ہر ایک کی جاگیریں دوسرے کے مقبوضہ ممالک میں رہیں۔ صلحنامہ لکھا گیا وکلاء فریقین نے مرتب کرکے ایک ایک نقل بہاءالدولہ اور صمصام الدولہ کے حوالہ کیا۔

مصالحت ہونے پر بہاءالدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔

اس وقت بغداد میں مابین اہل سُنت اور شیعہ جھگڑا ہو رہا تھا لوٹ مار اور قتل و غارت کی گرم بازاری تھی۔ بہاءالدولہ نے دونوں میں مصالحت کرادی۔ ہاں قبل روانگی خوزستان وزارت بھی تبدیل ہوچکی تھی۔ بہاءالدولہ نے اپنے وزیر

ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا تھا اور ابو نصر سابور بن اردشیر کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا تھا لیکن زمام حکومت و انتظام ابوالحسین ابن معلم کے ہاتھ میں تھی۔

خلیفہ قادر کی خلافت تھوڑے دنوں میں بہار الدولہ کا خزانہ خالی ہوگیا۔ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے پر شور و غل مچایا۔ بہار الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا اپنے وزیر ابو نصر کو گرفتار کرلیا۔ اس پر بھی لشکریوں کی شورش کم نہ ہوئی۔ تب خلیفہ طائع کے مال و زر پر دانت لگایا گرفتار و معزول کرنے کی فکر کرنے لگا ابوالحسین بن معلم نے جو اس کے خواہشات اور جذبات نفسانی پر حکمرانی کررہا تھا اس رائے کی تائید کی۔ بہار الدولہ لشکر آراستہ کرکے قصر خلافت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے دربار عام منعقد کیا۔ بہار الدولہ سریر خلافت کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا تھا سپالاران لشکر اور امراء دولت جوق جوق آرہے تھے اور خلافت مآب کی دست بوسی کرتے جاتے تھے اس اثناء میں ایک دیلمی سردار حاضر ہوکے دست بوسی کو بڑھا جوں ہی خلیفہ طائع نے ہاتھ بڑھایا دیلمی سردار نے پکڑ کے کھینچ لیا پھر کیا تھا قصر خلافت کٹنے لگا۔ عوام الناس نے بھی یہ خبر پاکے لوٹ مار شروع کردی۔ خلیفہ طائع کشاں کشاں بہار الدولہ کے مکان پر پہنچایا گیا اور ۱۹ شعبان ۳۸۱ھ میں خلیفہ طائع نے جبکہ اس کی خلافت کو سات برس آٹھ مہینے گزر چکے تھے اپنی معزولی کا اعلان کیا۔ بہار الدولہ نے اپنے ایک مصاحب خاص کے ذریعہ سے قادر باللہ ابوالعباس احمد بن اسحاق بن مقتدر کو بلا بھیجا۔ مہذب الدولہ والی بطیحہ نے یہ خبر پاکے بطیحہ ہی میں اسکے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی اور جب یہ دارالخلافت بغداد کے قریب پہنچا تو بہار الدولہ معہ اراکین دولت اور رؤساء شہر کے استقبال کو گیا۔ ایک منزل کے فاصلہ پر ملاقات کی۔ عزت و احترام سے بارہویں تاریخ ماہ رمضان ۳۸۱ھ کو

محل سرائے خلافت میں لاکے ٹھہرایا اسکی جمعہ کو جامع بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مگر اہل خراسان نے اس کے نام کا خطبہ نہ پڑھا بدستور خلیفہ طائع کی بیعت پر قائم رہے چند ماہ کم تین برس بطیحہ میں اس کا قیام رہا۔

بعد معزولی خلیفہ طائع قصر خلافت کے ایک کمرہ میں قید کردیا گیا چند لوگ اس کی خدمت اور نگہبانی پر مامور ہوئے اور جیساکہ یہ اپنے زمانۂ خلافت میں رہتا تھا اس صورت سے اس کے کل کاروبار کو جاری رکھا تاآنکہ ۳۹۳ھ میں انتقال کرگیا۔ نماز جنازہ پڑھ کے دفن کردیا گیا۔

صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ مابین صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے اس امر پر مصالحت ہوگئی تھی کہ فارس پر صمصام الدولہ قابض رہے خوزستان اور علاوہ اسکے اور ممالک عراق بہاء الدولہ کے مقبوضات میں شمار کیا جائے۔ یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے ۳۸۳ھ بہاء الدولہ نے بجملہ و مکر ابو العلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کردی کہ میں بتدریج تمھارے پاس فوجیں بھیجتا جاؤنگا۔ جب خاطر خواہ جمع ہوجائیں تو بحالت غفلت دفعتہً فارس پر حملہ کردینا اتفاق یہ کہ بہاء الدولہ کی فوجوں کے مجتمع ہونے کے پیشتر کسی ذریعہ سے صمصام الدولہ کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ ایک لشکر مرتب کرکے خوزستان کیجانب روانہ کردیا۔ بعد اس کے بہاء الدولہ کی فوج آئی ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد ابو العلاء کو ہزیمت ہوئی گرفتار کرکے صمصام الدولہ کے پاس بھیجا گیا صمصام الدولہ نے اپنی بے نظیر فیاضی سے رہا کردیا۔ بہاء الدولہ کو اس پر بھی صبر نہ آیا اپنے وزیر ابو نصر بن سابور کو فراہمی مال کی غرض سے واسط روانہ کیا ابو نصر کو موقع مل گیا مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس بھاگ گیا۔ دیلم نے شوروغل مچایا۔ بات بات پر مخالفت کرنے لگے۔ دار الوزارت کو لوٹ لیا۔ بہاء الدولہ نے گھبرا کے قلمدان

وزارت ابوالقاسم بن احمد کے سپرد کیا۔ ابوالقاسم عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں کا متحمل نہ ہوا۔ کام چھوڑ کے بھاگ گیا۔ تب بہاء الدولہ نے ابونصر کو بُلا کے دوبارہ عہدۂ وزارت پر مامور کیا۔ اس نے اپنی حکمت عملی اور حُسن تدبیر سے دیلم کے جوش کو فرو کر دیا باہم مصالحت ہو گئی۔ بعد اس کے ۳۸۲ھ میں بہاء الدولہ نے ایک لشکر عظیم بسر گروہی طغان ترکی اہواز کی جانب روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ سوس پہنچا۔ صمصام الدولہ کے عمّال یہ خبر پا کے سوس چھوڑ کے بھاگ گئے طغان نے پہنچ کے قبضہ کر لیا اس کے ہمراہی اکثر ترک تھے اور صمصام الدولہ کے ہمراہی زیادہ تر دیلم۔ اور کچھ تمیم اور اسد کے قبیلہ کے بھی تھے۔ صمصام الدولہ کو اس ہزیمت سے بیحد ندامت ہوئی لشکر مرتب کر کے طغان پر حملہ کرنے کی غرض سے اہواز کی جانب قدم بڑھایا اور ترکوں پر جو طغان کے ہمراہ تھے شبخون مارنے کو رات ہی میں تستر سے کوچ کر دیا اثناء راہ میں مڈبھیڑ ہو گئی فریقین جی توڑ کر لڑے تمام رات قتل و خونریزی ہوتی رہی۔ دیلم کی فوج کا حصہ کثیر کام آ گیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی۔ واسط سے اہواز آیا۔ طغان کو مالی اور فوجی مدد دیکے پھر واپس ہوا۔ اور صمصام الدولہ فارس جا پہنچا۔ جسقدر ترک ہاتھ آئے سبھوں کو قتل کر ڈالا۔ باقیماندہ چھپ چھپا کے کرمان پہنچے۔ بادشاہ سندھ کی خدمت میں آباد ہونے کی اجازت کی درخواست دی۔ بادشاہ سندھ نے پہلے تو اجازت دی لیکن بعد کو سوار ہو کے ترکوں سے ملنے گیا اور چن چن کر سبھوں کو مار ڈالا۔

ان واقعات کے بعد صمصام الدولہ نے پھر لشکر مرتب کر کے بسر گروہی علاء بن حسین اہواز پر یلغار بھیجی۔ افتکین رامہرمز میں بجائے ابوکالیجار مرزبان بن سفہیعون حکومت کر رہا تھا۔ بہاء الدولہ نے یہ خبر پا کے کہ صمصام الدولہ کا لشکر اہواز پر آ رہا ہے روک تھام کو خوزستان کی جانب بڑھا۔ افتکین اور

ابن مکرم کو مع انکی فوجوں کے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں بہاء الدولہ سے سے آملے تو بہاء الدولہ نے حملہ کرکے اہواز کو صمصام الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور جسقدر دیلمی کے ہمراہی ہاتھ آئے سبھوں کو مار ڈالا۔ بعد ازاں بہاء الدولہ نے بصرہ کا رُخ کیا اور ابن مکرم کیمپ مکرم کیجانب لوٹا علاء اور دیلم اس کے تعاقب میں تھے تاآنکہ ابن مکرم تستر سے آگے نکل آیا۔ علاء اور دیلم نے قریب ترین راہ سے طے مسافت کرکے ابن مکرم کو آگے بڑھنے سے روکا۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر بہاء الدولہ کا لشکر رامہرمز چلا آیا۔ اور صمصام الدولہ کی فوج تستر سے ارجان چلی آئی۔ چھ ماہ تک فریقین لڑتے رہے آخری فیصلہ جنگ کا نہ ہوا۔ آخر کار تھک کے دیلم نے اہواز کی جانب مراجعت کی اور ترکوں نے واسط کی طرف۔ تھوڑی دور تک علاء نے تعاقب کرکے مراجعت کردی۔ اور ابن مکرم نے کیمپ مکرم میں جاکے قیام کیا۔

صمصام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ بصرہ کی جانب بہاء الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد اکثر دیلم جو اس کے ہمراہ تھے امن حاصل کرکے علاء کے پاس چلے آئے جو تعداد میں تقریباً چار سو تھے۔ علاء نے ان لوگوں کو اپنے ایک سپہ سالار شکرستان کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ بہاء الدولہ کی فوج مقیم بصرہ سے مقابلہ ہوا۔ اہل شہر نے شکرستان سے سازش کرلی (ان لوگوں کا پیشوا ابوالحسن بن ابی جعفر علوی تھا جس سے شکرستان کو غیر متوقع کامیابی حاصل ہوگئی) اہل شہر کشتیوں پر سوار ہوکے آئے اس کو کشتی پر سوار کرکے اپنے ہمراہ شہر میں لے گئے۔ بہاء الدولہ مع اپنے رکاب کی فوج کے بصرہ کو خیر آباد کہہ کے نکل آیا مہذب الدولہ والی بطیحہ کو بصرہ پر قبضہ کرلینے کی طمع دلائی چنانچہ مہذب الدولہ نے ایک لشکر بسرافسری اپنے سپہ سالار عبداللہ بن مرزوق بصرہ کی طرف

روانہ کیا۔ شکرستان کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی اور مہذب الدولہ کا بصرہ پر قبضہ ہوگیا بعد اس کے پھر شکرستان نے لشکر مرتب کرکے بصرہ پر فوج کشی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا اور یہ بات قرار پایا کہ شکرستان ہمیشہ مہذب الدولہ کا مطیع رہے اور بصرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے اور مزید اطمینان کے لئے اپنے لڑکے کو بطور ضامن کے مہذب الدولہ کے پاس بھیجدے۔ فریقین نے بموجب شرائط مذکورہ مصالحت کرلی اور شکرستان بصرہ پر قابض ہوکر صمصام الدولہ بہاء الدولہ اور مہذب الدولہ کی اطاعت کا اظہار کرنے لگا

ان واقعات کے بعد علاء بن حسین (صمصام الدولہ کا گورنر خوزستان) مقام کہمپ مکرم میں مرگیا بجائے اس کے ابو علی اسماعیل بن استاذ ہرمز مامور کیا گیا رخصت ہوکے جندیسابور پہنچا ادھر بہاء الدولہ کے ہمراہیوں نے ابو علی کو جندیسابور میں داخل نہ ہونے دیا ادھر ترکوں نے حدود خراسان میں بغاوت کردی مجبوراً ابو علی واسط واپس آیا۔ بعد ازاں ابو محمد مکرم اور ترکوں میں لڑائی چھڑ گئی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اسی اثناء میں ابو علی نے صمصام الدولہ سے منحرف ہوکے بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کرلی۔ یہ واقعہ ۳۸۵ھ کا ہے۔ بہاء الدولہ نے ابو علی کی بہت بڑی عزت افزائی کی۔ قلمدان وزارت سپرد کردیا۔ ابو علی بھی جان و دل سے تدبیر مملکت اور انتظام ریاست میں مصروف ہوا بعد چندے بہاء الدولہ نے ابو علی کو ابن مکرم کے زیر کرنے کو کیمپ مکرم پر روانہ کیا۔ مگر ابو علی نے کیمپ مکرم پہنچکے بہاء الدولہ سے سرتابی کی اور ایک حیلہ نکال کے باغی ہوگیا۔ بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ سے امداد کی درخواست کی۔ بدر نے امداد دی پھر بھی بہاء الدولہ کو اپنی کامیابی کی توقع نہ تھی قریب تھا کہ انھیں لڑائیوں کے صدمات سے اس کی روح تحلیل ہوجاتی اس اثناء میں صمصام الدولہ کی موت کی خبر آئی گویا بہاء الدولہ کے تن مردہ میں جان پڑ گئی

صمصام الدولہ کی موت

صمصام الدولہ بن عضد الدولہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کرآئے ہیں فارس پر مستولی تھا اور ابوالقاسم و ابونصر پسران عزالدولہ فارس کے کسی قلعہ میں قید تھے جنکو محافظین جیل نے رہا کردیا رفتہ رفتہ کردون کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی۔ انھیں دنوں دیلم کا ایک گروہ صمصام الدولہ سے اس امر پرکہ اس نے ان کا نام دیوان سے خارج کردیا ہے ناراض ہوکے ان لوگوں سے آملا۔ ان دونوں بھائیوں نے اپنے کل ہمراہیوں کو مرتب و مسلح کرکے ارجان کا رُخ کیا صمصام الدولہ نے بھی تیاری کرکے ان دونوں بھائیوں کی سرکوبی کو کوچ کردیا۔ اسوقت ابوعلی فساء میں مقیم تھا لشکریوں نے اس سے مخالفت کی ابوالقاسم اور ابونصر کو موقع مل گیا ابوعلی کو گرفتار کرکے جیل میں ڈالدیا لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد رہائی مل گئی۔ صمصام الدولہ نے بوجہ کمی فوج شیراز کی ایک قلعہ میں بانتظار آمد امداد پناہ گزیں ہونے کا قصد کیا۔ مگر اس پر قادر نہ ہوا کیونکہ ابوالقاسم و ابونصر کی فوجوں نے ناکہ بندی کرلی تھی۔ بعض مصاحبوں نے ابوعلی یا کردوں کے پاس چلے جانے کی رائے دی اس عرصہ میں کردون کا ایک گروہ آگیا مع اپنے مال و اسباب کے ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ایک سنسان میدان میں پہنچکے کردوں نے صمصام الدولہ کو لوٹ لیا بیچارہ صمصام الدولہ بحال پریشان رودمان کی طرف روانہ ہوا جو شیراز سے دو منزل کے فاصلہ پر تھا ابونصر یہ خبر پاکے شیراز کی جانب آیا۔ والی رودمان نے اس کے اشارہ سے صمصام الدولہ کو گرفتار کرلیا اور ابونصر نے صمصام الدولہ کو اس سے لیکے ماہ ذی حجہ ۳۸۸ھ میں جبکہ فارس میں اسکی حکومت کو نو برس گذر چکے تھے مار ڈالا

بہاءالدولہ کا فارس پر قبضہ

صمصام الدولہ کے قتل ہونے پر ابوالقاسم و ابونصر پسران عزالدولہ نے بلاد فارس پر بآسانی قبضہ کرلیا۔ ابوعلی کو اہواز میں دیلم سے بیعت اطاعت لینے اور بہاءالدولہ سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا چونکہ اس سے پیشتر

ابو علی نے ابوالقاسم و ابونصر پسران عزالدولہ کے دو بھائیوں کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے ابو علی کو ابوالقاسم و ابونصر سے خوف پیدا ہوا۔ بجائے اس کے کہ دیلم کو انکی اطاعت کی ترغیب دیتا۔ بہارالدولہ کی طرف مائل کر دیا اور بہارالدولہ سے خط و کتابت کر کے اقرار نامہ و حلف نامہ لکھے جانے کی درخواست کی اور اُن ترکوں کے جو اسکے ہمراہ تھے آیندہ فسادات سے بچنے کی بابت ضمانت چاہی اور نیز بہارالدولہ کو پسران عزالدولہ سے صمصام الدولہ کے خون کے بدلہ لینے پر اُبھار دیا۔ دیلم نے بہارالدولہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ایک گروہ ان کے سرداروں کا بطور وُفد (ڈیپوٹیشن) بہادالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا ایک سے دوسرے کو تبادلہ خیالات اور طمانیت حاصل کرنیکا موقع ملا۔ دیلم نے ان لوگوں کو جو ان کی قوم کے سوس میں تھے اس واقعہ سے مطلع کیا۔ ان لوگوں نے سوس پر قبضہ کر لینے کو بلا بھیجا چنانچہ بہارالدولہ نے لشکر مرتب کر کے سوس کی جانب کوچ کیا پہلے تو اہل سوس مقابلہ پر آئے لڑے لیکن دیلمیوں کے کہنے سننے سے جو وہاں مقیم تھے بہارالدولہ سے عفو تقصیر کرا کے اس سے آملے اور اس کے ساتھ ساتھ اہواز گئے پھر اہواز سے رامہرمز دارجان کی جانب بڑھے۔ غرض رفتہ رفتہ کل بلاد خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکوں کے اثناء میں ابو علی شیراز آیا ہوا تھا اور اہل شیراز سے جدال و قتال میں مصروف تھا تا آنکہ ابوالقاسم و ابونصر پسران عزالدولہ کے ہمراہیوں نے اس سے سازش کر لی حالت غفلت میں براہ سُرنگ شیراز میں گھس پڑا پھر کیا تھا ابوالقاسم و ابونصر کا لشکر منتشر وغیرہ مرتب ہو گیا۔ ابو علی نے کامیابی کے ساتھ شیراز پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔ ابونصر بلاد دیلم بھاگ گیا اور ابوالقاسم نے بدر بن حسنویہ کے پاس جا کے پناہ لی۔ بعد چندے بطیحہ چلا گیا۔ ابو علی نے نامۂ بشارت فتح

بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ بہاء الدولہ اس خوشخبری کو سُنکے پھولے نہ سمایا
اُسی وقت روانہ ہو کے ابو علی کے پاس آگیا۔ شیراز سے کچھ مسافت پر ایک قریہ رود مان کو جہاں کہ اس کا بھائی صمصام الدولہ مارا گیا تھا جلاکے خاک وسیاہ
کر دیا اور اہل رود مان کو ایسا تہِ تیغ کیا کہ جن کا اثر تک نہ رہ گیا۔ بعد ازاں ایک لشکر بسرافسری
ابو الفتح جعفر بن اُستاد ہرمز کرمان روانہ کیا جس نے پہنچتے ہی کرمان پر بزور تیغ
قبضہ کر لیا۔

ابو نصر بلاد دیلم میں پہنچکے اُن دیلمیوں سے فارس حوالہ کرنے کی بابت خط
وکتابت شروع کی جو فارس اور کرمان میں مقیم تھے ماہ رجب ۳۹۰ھ اس امر پر راضی ہو گئے
تو ابو نصر نے بلاد فارس کی جانب کوچ کیا۔ زط دیلم اور ترکوں کا ایک گروہ ابو نصر
کے پاس آ کے مجتمع ہو گیا۔ کرمان کا قصد کیا۔ اس وقت کرمان میں ابو الفتح حکمرانی
کر رہا تھا۔ ابو نصر نے ہزیمت اُٹھاکے سرجان بھاگ گیا۔ ابو نصر نے جیرفت کی
طرف قدم بڑھایا اور اس پر اور نیز کرمان کے اکثر مضافات پر قابض ومتصرف
ہو گیا۔ بعدہٗ بہاء الدولہ نے موفق بن علی بن اسماعیل کو ایک عظیم لشکر کے
ساتھ جیرفت روانہ کیا۔ موفق کے پہنچتے ہی ابو نصر کے کل ہمراہیوں نے امن حاصل
کر کے بلاجدال وقتال جیرفت کو موفق کے حوالہ کر دیا موفق نے جیرفت پر قبضہ کرنے
کے بعد چند نامی نامی دلاوروں کو لے کے ابو نصر کے تعاقب میں کوچ کیا مقام
دارین میں مڈبھیڑ ہوئی۔ ابو نصر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا اثناء جنگ میں
اسکے کسی ہمراہی نے موقع پاکے اس کو قتل کر ڈالا اور سر اُتار کے موفق کے پاس
لیگیا موفق نے ابو نصر کے قتل کے بعد کل بلاد کرمان پر قبضہ کر کے بہاء الدولہ کیجانب
مراجعت کی۔ بہاء الدولہ نے نہایت عزت واحترام سے ملاقات کی۔ موفق نے
آیندہ خدمات کی بجا آوری سے استعفاء داخل کیا۔ بہاء الدولہ نے منظور

نہ کیا۔ موفق اس پر مصر ہوا۔ بہاء الدولہ نے جھلا کے اس کو گرفتار کر لیا اور ایک فرمان مشعر گرفتاری ابل دبال موفق اپنے وزیر سابور کے نام بھیج دیا اور ۳۹۴ھ میں اسکو قتل کر ڈالا۔ اسی زمانہ میں بہاء الدولہ نے ابو محمد مکرم کو عمان کی حکومت عنایت کی۔

وزرائے بہاء الدولہ کے حالات

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ بہاء الدولہ نے قبل روانگی خوزستان اپنے وزیر ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابو نصر بن سابور بن اردشیر کے حوالہ کیا تھا اور ۳۸۰ھ سے ابوالحسن ابن معلم اس کی حکومت دولت کا انتظام کر رہا تھا رفتہ رفتہ ابوالحسن کل امور سیاست پر متصرف و مستولی ہو گیا۔ رؤساء شہر و امراے مملکت بھی اسکی جانب مائل ہو گئے پھر کیا تھا آنکھیں بلند ہو گئیں ظلم و ستم کی بنا ڈالدی طرح طرح کے ظلم کرنے لگا۔ ابو نصر خواشادہ ابو عبد اللہ بن طاہر کی شکایت کر دی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے بعد واپسی خوزستان ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اس پر فوج نے بغاوت کر دی اور اسی بناء پر ابوالحسن کو طلب کیا۔ بہاء الدولہ نے سمجھایا بجھایا لیکن وہ اپنے ارادہ سے نہ پھرے تب بہاء الدولہ نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے فوج کے حوالہ کر دیا فوج نے اسکو مار ڈالا یہ واقعہ ۳۸۲ھ کا ہے قبل اسکے بہاء الدولہ نے ۳۸۱ھ میں اپنے وزیر ابو نصر کو مقام اہواز میں کر کے قلمدان وزارت ابوالقاسم عبد العزیز بن یوسف کے سپرد کیا پھر ۳۸۲ھ میں اس جرم کے الزام میں کہ اس نے ابوالحسن کے معاملہ میں فوج سے سازش کر لی تھی گرفتار کر لیا اور ابوالقاسم علی بن احمد کو عہدہ وزارت مرحمت کیا بعد چندے اسکو بھی گرفتار کر لیا گیا اور ابو نصر بن سابور و ابو منصور بن صالحان دونوں قلمدان وزارت کے مالک ہوئے ۳۸۳ھ میں فوج نے ابو نصر کی مخالفت کی اس کا گھر بار لوٹ لیا۔ اسکے ساتھی ابو منصور نے گھبرا کے استعفا داخل کیا تب دوبارہ ابوالقاسم علی بن احمد عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا مگر عہدہ

وزارت کے اہم فرائض کو انجام نہ دے سکا۔ کاروبار چھوڑ کر بھاگ نکلا بجائے اس کے ابو نصر دوبارہ قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم کی شورش کم ہوگئی تھی۔ تھوڑے ہی دنوں بعد پھر یہ گرفتار کر لیا گیا اور بجائے اس کے فاضل عہدۂ وزارت پر مامور ہوا۔ ۳۸۶ھ میں اس کو بھی جیل کی سیر کرنا پڑی۔ ابو نصر بن سابور بن آردشیر سہ بارہ عہدۂ وزارت پر مامور ہوا۔ دو ماہ تک اس عہدہ پر رہا۔ بہاء الدولہ کے مال و خزانہ کو سپہ سالاروں پر تقسیم کر دیا اسی بنار پر بہاء الدولہ نے اس کو معزول کر کے عیسیٰ ابن سرخس کو متعین کیا۔

گورنران عراق جس زمانہ سے بہاء الدولہ نے فارس پر قبضہ حاصل کیا تھا وہیں قیام پذیر رہا۔ خوزستان اور عراق پر ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو مامور کیا ابو جعفر بغداد میں آکے مقیم ہوا۔ خلافت مآب نے عمید الدولہ کا لقب دیا اس نے بڑی بداخلاقی کی ہر کس و ناکس سے بہ جبر و تعدی پیش آنے لگا مابین اہل کرخ و اہل سُنّت وجماعت جھگڑا ہو گیا۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ کی گرم بازاری ہوگئی تب بہاء الدولہ نے اس کو ۳۹۰ھ میں معزول کر دیا بجائے اس کے ابو علی حسن بن اُستاد ہرمز کو مامور کیا عمید الجیوش کا لقب دیا۔ اس نے خوش انتظامی سے کام لیا۔ ہر شخص سے بحُسن اخلاق پیش آنے لگا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ بہت سا مال و اسباب فراہم کر کے بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا بعدہٗ بجائے اسکے ۳۹۱ھ میں ابو نصر بن سابور مامور ہوا تُرکوں نے اس کے خلاف شورش و بغاوت کی۔ ابو نصر بھاگ گیا اہل سُنّت وجماعت اور اہل کرخ و ترکوں میں پھر نزاع پیدا ہوگئی۔ اہل سُنّت وجماعت تُرکوں کا ساتھ دئے ہوئے تھے۔ نزاع ایک حد تک پہنچ کے رک گئی۔ مصالحت کے نامہ وپیام آنے جانے لگے۔ بالآخر فریقین میں مصالحت ہوگئی۔

ایک دولت کی ابتدا اور دوسری کا انقراض

سنہ ۳۸۰ھ میں دولت بنی مروان کی بعد قتل ان کے ماموں باد کے دیار بکر میں بنا پڑی۔ جیساکہ اوپر بیان کیا گیا۔ ۳۸۲ھ میں دولت بنی حمدان کا موصل میں انقراض ہوا اور اس کے بعد ہی دولت بنی مسیب کی ابتدا ہوئی جیساکہ ہم آئندہ تحریر کرینگے۔ ۳۸۴ھ میں دولت بنی سامان کا خراسان سے نام ونشان جاتا رہا اور دولت بنی سبکتگین کا وہیں آغاز ہوا۔ ۳۸۸ھ میں دولت حسنویہ اکراد کی خراسان میں بنا پڑی۔ ۳۸۹ھ میں ماوراء النہر سے بنی سامان کی حکومت جاتی رہی اور بنو سبکتگیں اور بادشاہ قان نے ممالک ترک کو باہم تقسیم کرلیا۔ ۳۹۹ھ میں بنی کلاب سے بنی صالح بن مرداس کی حلب میں حکومت کا سکہ چلا۔ جیساکہ ان دولتوں اور حکومتوں کے حالات کو جداگانہ حسب قرارداد شرط کتاب ہذا ہم بیان کرینگے۔

بنی مزید کا ظہور

۳۸۷ھ میں ابوالحسن علی بن مزید نے اپنی قوم بنو اسد کو مرتب کرکے بہاء الدولہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا۔ بہاء الدولہ نے اسکی سرکوبی کو فوجیں روانہ کیں۔ ابوالحسن ہزیمت اٹھاکے بھاگ کھڑا ہوا اور اس قدر دور چلا گیا کہ بہاء الدولہ کی فوجیں تعاقب نہ کرسکیں۔ بعد چندے مصالحت کا پیام بھیجا اور گردن اطاعت جھکا دی مگر ۳۹۲ھ میں پھر باغی ہوگیا۔ قرواش بن مقلد والی موصل اور اس کی قوم بنی عقیب کے ساتھ ہوکر مداین پر حملہ کردیا۔ ابوجعفر حجاج سپہ سالار افواج بغداد نے انکی مدافعت پر فوجیں مامور کیں چنانچہ قرواش مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ گیا۔ ابوجعفر حجاج نے خفاجہ کو اپنی کمک پر شام سے بلا بھیجا اور جب یہ آگئے تو بنی عقیب اور بنی اسد سے جنگ کرنے کو نکلا اور انکو مار بھگایا پھر دوبارہ اطراف کوفہ میں ان پر چڑھائی کی اور ایک سخت خونریزی کے بعد ان کو ہزیمت دیدی اور ان کے مقبوضات پر قبضہ کرلیا

بزمانۂ عدم موجودگی ابو جعفر بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی قتل و غارت کی ایسی گرم بازاری شروع ہوئی کہ جس کی کوئی حد نہ تھی اسی وجہ سے بہاء الدولہ نے ابو علی بن جعفر استاد ہرمز کو بغداد روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور "عمید الجیوش" کا لقب دیا اس سے فساد فرو ہو گیا۔ امن و امان کا پھر دور آیا اور جب ابو جعفر معزول ہو کے اطراف کوفہ میں قیام پذیر ہوا ابو علی کو اس سے خطرہ پیدا ہوا دیلم، ترک اور خفاجہ کو جمع کر کے ابو جعفر پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ مقام نعمانیہ میں دونوں فریق نے صف آرائی کی اس معرکہ میں ابو جعفر کو ہزیمت ہوئی۔ ابو علی مظفر و منصور خوزستان کی طرف بڑھا اور خوزستان سے سوس آیا۔ ابو جعفر نے میدان خالی دیکھ کے کوفہ کی جانب مراجعت کی۔ ابو علی یہ خبر پا کے بغرض تعاقب پھر لوٹ پڑا۔ اسی زمانہ سے ان دونوں میں فتنہ و فساد کی بنا پڑتی ہے۔ فریقین میں سے ہر ایک فریق بنی عقیب، بنی اسد اور خفاجہ سے امداد و کمک کا خواہاں و طالب ہوتا ہے تا آنکہ بہاء الدولہ نے ابو علی کو طلب کر کے بنی واصل کے فتنہ و فساد فرو کرنے کو بطیحہ بھیج دیا جیسا کہ ان واقعات کو انکی دولت و حکومت کے حالات میں بیان کرینگے

۳۹۷ھ میں ابو جعفر ایک عظیم لشکر جمع و مرتب کر کے بغداد کے محاصرہ کو بڑھا۔ بدر بن حسنویہ (یہ کردوں کا امیر تھا) نے بھی اس مہم میں شرکت کی۔ سبب یہ تھا کہ عمید الجیوش نے طریق خراسان پر ابو الفضل بن عنان کو مامور کیا تھا اور بدر بن حسنویہ کا جانی دشمن تھا۔ اس کو خطرہ یہ پیدا ہوا کہ مبادا ابو الفضل کوئی شعبدہ نہ اٹھاوے۔ اس خیال کا گذرنا تھا کہ ابو جعفر کو بغداد کے محاصرہ پر ابھار دیا اور امراء اکراد کے ایک جم غفیر کو اس کی کمک پر مامور کیا ازانجملہ ہندی بن سعد، ابو عیسیٰ شاذی بن محمد اور ابراہیم بن سعد تھے۔ ابو الحسن علی بن

مزید اسدی بھی بہاء الدولہ سے ناراض ہو کے انھیں لوگوں میں آملا تھا۔ ان لوگوں کی تعداد دس ہزار تھی پہنچتے ہی بغداد پر محاصرہ ڈال دیا۔ ان دنوں بغداد میں ابوالفتح بن عنان حکومت کر رہا تھا۔ ایک ماہ کامل محاصرہ پڑا رہا۔ زمانہ محاصرہ میں عمید الجیوش سے ابن واصل کی بطیحہ میں شکست کھا جانے کی خبر مشہور ہوئی محاصرین کا گروہ منتشر ہو گیا۔ ابن مزید نے اپنے شہر کی طرف مراجعت کی اور ابوجعفر نے حلوان کی جانب۔ مگر بعد چندے بہاء الدولہ کی سختیاں پاکر تحریر کے مطابق ابوجعفر نے آشتی پر مائل ہو کے گردن اطاعت جھکا دی۔ بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کی وجہ سے کچھ تعرض نہ کیا۔

فتنہ بنی مزید وبنی دبیس ابوالغنائم محمد بن مزید اپنے سسرال بنی دبیس مقام جزیرہ (خوزستان) میں مقیم تھا۔ اتفاق سے ابوالغنائم نے بنی دبیس کے ایک شخص کو قتل کر ڈالا اس پر بنی دبیس بگڑ گئے ابوالغنائم اپنے بھائی ابوالحسن علی بن مزید کے پاس بھاگ آیا۔ ابوالحسن نے دو ہزار سواروں کی جمعیت سے چڑھائی کردی۔ عمید الجیوش نے اس کی کمک پر دیلمی فوج بھیجدی۔ بنی دبیس بھی مرتب وسلح ہو کے مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ابوالحسن کو ہزیمت ہوئی اور ابوالغنائم مارا گیا۔

کوفہ و موصل میں خطبۂ علویہ اوائل پانچویں صدی میں قرواش بن مقلد امیر بنی عقیل نے اپنے کل صوبہ جات موصل، انبار، مداین اور کوفہ میں حاکم باللہ علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھوا دیا۔ خلیفہ قادر نے بہاء الدولہ کو قاضی ابوبکر باقلانی کی زبانی اس واقعہ کی اطلاع دی۔ بہاء الدولہ نے قاضی ابوبکر کو عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ عمید الجیوش کو قرواش کی گوشمالی کا حکم دیا اور اس مہم میں صرف کرنے کو دس ہزار دینار بھیجدیے عمید الجیوش نے لشکر آراستہ کرکے موصل کا

راستہ لیا۔ قرواش نے یہ خبر پاکے گردن اطاعت جھکا دی اپنی تقصیر کا اعتراف کیا، معافی چاہی اور علویوں کا خطبہ موقوف کر دیا۔ یہی امر علویہ مصر کے نسب کی بابت محضر لکھے جانے اور اُس پر طعن کرنے کا سبب ہوا جس پر امراء دولت میں سے رضی، مرتضیٰ، ابن بطحاوی، ابن ارزق، زکی، ابوالعلی، عمر بن محمد اور علماء و قضاۃ میں سے ابن الکفانی، ابن جزری، ابوالعباس۔ ابی داؤد، ابو حامد اسفرائینی، کستلی، قدوری، صہیری، ابو عبداللہ بیضاوی، ابوالفضل نسوی اور ابو عبداللہ نعمان فقیہ شیعہ کی شہادتیں ثبت تھیں۔ بعدازاں دوسرا محضر ۴۴۴ھ مقام بغداد میں تحریر کیا گیا۔ اس میں اس قدر اور اضافہ کر دیا گیا کہ یہ لوگ (علویہ مصر) نسباً مجوسی ہیں۔ عمائدین علویہ، عباسیہ فقہا اور قضاۃ نے اپنی اپنی شہادتیں لکھیں اور اس محضر کی ایک ایک نقل تمام بلاد و امصار اسلامیہ میں بھیجدی گئی۔

فخر الملک کی وزارت عمید الجیوش ابو علی، ابو جعفر استاد ہرمز کا بیٹا تھا اور ابو جعفر عضد الدولہ کے حاجبوں میں تھا اس نے اپنے بیٹے ابو علی کو صمصام الدولہ کی خدمت میں سپرد کر دیا تھا بعد قتل صمصام الدولہ بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا جس وقت بغداد میں اوباشوں، جرائم پیشہ اور بدمعاشوں کی گرم بازاری ہوئی اُس وقت بہاء الدولہ نے ابو علی کو آتش فتنہ و فساد فرو کرنے کی غرض سے بغداد بھیجا پس اس نے مفسدوں کا قلع و قمع کیا اور اپنی حکومت کے آٹھ برس چھ ماہ بعد اوائل پانچویں صدی میں مر گیا۔ بہاء الدولہ نے بجائے اس کے عراق میں فخر الملک ابو غالب کو مامور کیا۔ چنانچہ اِس نے بغداد میں پہنچکے نہایت خوبصورتی سے ملک کا انتظام کیا بدنظمیاں دفع کر دیں اتفاق یہ کہ اس کے آتے ہی ابوالفتح محمد بن عنان

والی طراق خراسان نے اپنی حکومت کے بیسویں برس مقام حلوان میں وفات پائی۔ یہ دولت و حکومت کا ایک خیرخواہ شخص تھا۔ بکثرت مال و زر بغداد بھیجا کرتا تھا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا ابوالشوک کرسی حکومت پر متمکن ہوا اور بیٹھتے ہی دولت حکومت سے باغی ہو گیا۔ فخرالملک نے اس سے جنگ کرنے کو ایک فوج بھیجدی۔ ابوالشوک شکست کھا کے حلوان کی طرف بھاگا فوج نے تعاقب کیا۔ ابوالشوک نے مجبوراً صلح کا پیام دیا اور اطاعت قبول کر لی۔

ابن سہلان کی وزارت

فخرالملک ابوغالب بنی لجہ سے کر تا عہد اور سر برآورده وزراء سے تھا۔ پانچ برس چار ماہ تک سلطان الدولہ کا نائب بغداد رہا۔ بعد ازاں کسی وجہ سے ماہ ربیع الثانی ؁ میں گرفتار ہو کے قتل کر ڈالا گیا۔ بجائے اس کے ابومحمد حسن بن سہلان مامور ہوا "عمید الجیوش" کا لقب دیا گیا۔ ؁۴۰۹ھ میں اس نے بغداد کا قصد کیا اور تن تنہا طرادین وشیر اسدی کے ہمراہ مہارش و مضر پسران دشیر کی جستجو میں روانہ ہوا۔ مہارش و مضر زمانہ وزارت فخرالملک سے جزیرہ بنی اسد پر حکومت کر رہے تھے ابن سہلان کا یہ قصد ہوا کہ جزیرہ بنی اسد ان سے چھین کے طراد کو دے دیا جائے۔ اور اسی غرض کے حاصل کرنے کو براہ مدار روانہ ہوا حسن بن دبیس بھی یہ خبر پا کے ابن سہلان کے لشکر میں آ کے شامل ہو گیا۔ مہارش و مضر کو اس کی اطلاع نہ تھی حالت غفلت میں ان پر حملہ کیا گیا خاطرخواہ خونریزی ہوئی بالآخر مہارش و مضر نے امن کی درخواست کی۔ امن دی گئی مگر حکومت و ریاست میں طراد اس کا شریک بنایا گیا بعد اس کے ابن سہلان نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ سلطان الدولہ کو ابن سہلان کا یہ فعل ناگوار گزرا ناراضی اور تہدید کا خط لکھا۔ اس اثناء میں ابن سہلان واسط پہنچا۔ اس وقت اہل واسط میں باہم نزاع ہو رہی

ابن سہلان نے اپنی حکمت عملی سے ان میں مصالحت کرا دی پھر یہ خبر لگی کہ بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو رہی ہے فوراً کوچ کر دیا۔ بغداد پہنچا اور باہم مصالحت کرا دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو چکے تھے ضعف پیدا ہو گیا تھا۔ بدرجۂ مجبوری بغداد سے نکل کے واسط چلے آئے۔

سلطان الدولہ اور ابوالفوارس سلطان الدولہ بعد اپنے باپ بہاء الدولہ کے کرسی حکومت و ریاست پر متمکن ہوا اور اپنے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کی گورنری پر مامور کیا۔ جس وقت ابوالفوارس وارد کرمان ہوا دیلم نے مجتمع ہو کے ابوالفوارس یہ رائے دی کہ آپ حکومت و ریاست کو اپنے بھائی کے قبضہ سے نکال لیجیے ہم آپ کا ساتھ دینگے۔ ابوالفوارس نے ان کی پشت گرمی سے ۴۰۸ھ میں شیراز کی طرف کوچ کیا اور شیراز سے بقصد جنگ سلطان الدولہ لشکر آراستہ کر کے میدان جنگ میں آیا سلطان الدولہ نے بھی مرتب و مصلح ہو کے مقابلہ کیا۔ ایک دوسرے سے گتھ گیا۔ کھیت سلطان الدولہ کے ہاتھ رہا ابوالفوارس شکست کھا کے کرمان کی جانب واپس ہوا۔ سلطان الدولہ نے تعاقب کیا۔ ابوالفوارس کرمان کو بھی خیرآباد کہہ کے بھاگ کھڑا ہوا۔ فریادی صورت بنائے ہوئے بطلب کمک و امداد محمود بن سبکتگین کے پاس پہنچا۔ محمود نے اسکی بےحد خاطر و مدارات کی اور ایک لشکر کو اس کی کمک پر متعین کیا جسکا سردار ابوسعید طائی تھا۔ ابوالفوارس نے کرمان میں پہنچکے قبضہ کر لیا۔ شیراز کی طرف بڑھا اور بلاجدال و قتال اس پر بھی قابض ہو گیا سلطان الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کے بقصد جنگ ابوالفوارس لوٹ پڑا۔ دونوں بھائی گتھ گئے آخر کار ابوالفوارس کو ہزیمت ہوئی۔ بلاد فارس سے بھاگ کے کرمان پہنچا سلطان الدولہ کے لشکر نے جو ابوالفوارس کے تعاقب میں تھا کرمان کو بھی ابوالفوارس کے

قبضہ سے نکال لیا۔ ابوالفوارس بے سروسامانی کے ساتھ شمس الدولہ بن معزالدولہ بن بویہ والی ہمدان کے پاس بھاگ گیا۔ اس مرتبہ محمود سبکتگیں کے پاس اس وجہ سے نہیں گیا کہ اس کے سپہ سالار ابوسعید طائی کے ساتھ بدمعاملگی اور کج ادائی کی تھی بعد چندے شمس الدولہ سے جدا ہو کے مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس جا پہنچا مہذب الدولہ خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ بعدہٗ اس کے بھائی جلال الدولہ نے اس کے پاس بصرہ سے مال و زر اور قیمتی کپڑے بھیجے اور بصرہ واپس آنے کی استدعا کی ابوالفوارس نے منظور نہ کیا اور سلطان الدولہ سے دوبارہ مصالحت خط و کتابت شروع ہو گئی۔ بالآخر سلطان الدولہ نے ابوالفوارس کی خطا معاف کر دی اور یہ گورنری کرمان پہ واپس کیا گیا۔

بعد اس کے ۴۰۹ھ میں سلطان الدولہ نے وزیر بن فانجس اور اسکے بھائیوں کو گرفتار کر کے بجائے اسکے ابوغالب حسین بن منصور کو مامور کیا۔

ترکوں کا خروج

۴۰۸ھ میں ترکوں نے اس درہ کوہ سے جو مابین چین و ماوراءالنہر کے ہے خروج کیا جن کے ہمراہ تین سو خیموں سے زائد تھے۔ یہ خیمے جانوروں کے کھالوں سے بنائے گئے تھے زیادہ تر ان میں خطا کے رہنے والے تھے ان کے خروج کا باعث یہ ہوا تھا کہ طغان خاں والی ترکستان ایک سخت علالت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ ترکوں نے اسکی علالت سے فائدہ اُٹھانا چاہا۔ آراستہ ہو کے بقصد قبضہ ترکستان نکل پڑے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں طغان خاں کو صحت ہو گئی۔ اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے فوجیں اور مطوعہ (والنٹیرز) کو جمع کر کے ایک لاکھ بیس ہزار کی جمعیت سے ترکوں کے طوفان بے تمیزی کے روک تھام کو نکل پڑا۔ ترکوں کو اسکی خبر لگ گئی بھاگ کھڑے ہوئے طغان خاں تین ماہ کی مسافت تک تعاقب کرتا گیا۔ اب ترکوں کو بوجہ بعد

مسافت ایک گونہ اطمینان حاصل ہوگیا تھا مگر طغان خاں نے ترکوں کے قریب پہنچکے حالت غفلت میں حملہ کر دیا۔ دو لاکھ ترک مارے گئے ایک لاکھ قید ہوئے سویشیان، بار برداری کے جانور، گھوڑے اور سونے اور چاندی کے ظروف بساخت چینی ایسے کہ جسکی تعبیر نہیں ہوسکتی ہاتھ آئے۔

مشرف الدولہ کا دور حکومت	۴۱۱ھ تک عراق میں سلطان الدولہ کی حکومت کا سکہ چلتا رہا بعد اس کے لشکریوں نے بغاوت کردی اور اسکے

بھائی مشرف الدولہ کو بجائے اس کے مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ مشیروں نے سلطان الدولہ کو مشرف الدولہ کے گرفتار کر لینے کی رائے دی مگر سلطان الدولہ اس رائے پر عمل نہ کرسکا۔ واسط چلے جانے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کئے جائیے۔ پس سلطان الدولہ نے مشرف الدولہ کو عراق میں بطور اپنے نائب کے مقرر کرکے اہواز کا راستہ لیا۔ تستر پہنچکے ابن سہلان کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا حالانکہ مشرف الدولہ سے یہ اقرار کرچکا تھا کہ ابن سہلان کو عہدۂ وزارت نہ دونگا۔ اس سے مشرف الدولہ کو کشیدگی پیدا ہوگئی۔ مزید براں سلطان الدولہ نے ابن سہلان ہی کو عراق سے مشرف الدولہ کے نکالنے پر مامور کیا۔ مشرف الدولہ نے یہ خبر پا کے ایک عظیم لشکر مرتب و مجتمع کر لیا جس میں اکثر و بیشتر واسط کے ترک تھے اور ابو الاعز دبیس بن علی بن مزید بھی اس مہم میں مشرف الدولہ کا ہم آہنگ تھا مقام واسط میں ابن سہلان سے مقابلہ ہوا ابن سہلان شکست کھا کے واسط میں جا چھپا۔ قلعہ بندی کرلی۔ مشرف الدولہ نے محاصرہ کر لیا تاآنکہ ابن سہلان نے شدت حصار سے تنگ آکے مصالحت کا پیام دیا اور واسط کو اس کے سپرد کرکے نکل کھڑا ہوا۔ چنانچہ مشرف الدولہ نے ماہ ذی حجہ ۴۱۱ھ میں واسط پر قبضہ

کرلیا واسط میں جس قدر دیلم تھے اُنھوں نے بھی حاضر ہوکے گردن اطاعت جھکا دی ابوطاہر جلال الدولہ (مشرف الدولہ کا بھائی) والیٔ بصرہ یہ خبر پاکے مشرف الدولہ سے ملنے آیا۔ دونوں بھائی صلاح و شوریٰ کرکے اس امر پر متفق الرائے ہوئے کہ عراق اور بغداد سے سلطان الدولہ کا خطبہ موقوف ہوکے مشرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اس کے بعد ہی ابن سہلان گرفتار کرلیا گیا۔ آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دی گئیں۔ سلطان الدولہ گھبرا کے ارجان چلا گیا۔ پھر ارجان سے اہواز کی طرف واپس ہوا ترکوں نے جو اس وقت وہاں پر تھے مخالفت کی مشرف الدولہ کی خوشنودی مزاج کے خیال سے سلطان الدولہ کے مقابلہ پر آئے سلطان الدولہ نے لڑائی سے اعراض کیا مگر ترکوں کو کہاں صبر آتا ہے۔ اِدھر اُدھر پھیل پڑے۔ رہزنی کرنے لگے۔

سنہ ۴۱۲ھ میں مشرف الدولہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا دیلمیوں نے اپنے شہر خوزستان میں جاکے آباد ہونے کی استدعا کی مشرف الدولہ نے اجازت دیدی اور بحفاظت تمام خوزستان پہنچا دینے کی غرض سے اپنے وزیر ابوغالب کو ان کے ہمراہ روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ دیلم اہواز پہنچے سلطان الدولہ کی محبت نے جوش مارا مشرف الدولہ سے باغی و منحرف ہوگئے اور ابوغالب کو اس کی وزارت کے ایک برس چھ مہینے پر گرفتار کرکے مار ڈالا۔ ابوغالب کے ہمراہ ترکوں کا جو گروہ تھا وہ دیلم کی مدافعت نہ کرسکا۔ طراد بن دبیس کے پاس جزیرہ چلا گیا۔ سلطان الدولہ کو اس خبر کے سُننے سے بیحد خوشی ہوئی اُسی وقت اپنے بیٹے ابوکالیجار کو اہواز کی طرف روانہ کیا ابوکالیجار نے پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ کرلیا بعد اس کے بذریعہ ابومحمد بن ابی مکرم و مؤید الملک رخجی مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ میں اس طرح مصالحت ہوئی کہ عراق

مشرف الدولہ کو دیا گیا اور کرمان و فارس سلطان الدولہ کے حوالہ ہوا۔

مشرف الدولہ نے بعد قتل ابو غالب مصالحت ہونے سے پیشتر ابو الحسین بن حسن رخجی کو عہدۂ وزارت مرحمت کر کے موید الملک کا خطاب دیا تھا اور ابو غالب کے بیٹے ابو العباس سے تیس ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے تھے بعد ازاں ۴۱۴ھ میں جب کہ موید الملک کی وزارت کو دو برس گذر چکے تھے۔ اثیر خادم کی چغلی کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا بجائے اس کے مشرف الدولہ کا قلمدان وزارت ابو القاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کے حوالہ ہوا۔ اس کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے مصاحبوں سے تھا۔ کسی وجہ سے بصرہ بھاگ گیا "حاکم باللہ" والی مصر کی ملازمت کر لی۔ بعد چندے "حاکم باللہ" نے اس کو قتل کر ڈالا اسکا لڑکا ابو القاسم شام چلا آیا۔ حسان بن مفرج بن جراح طائی نے "حاکم باللہ" کی اطاعت سے اس کو منحرف کر دیا اور ابو الفتوح حسن بن جعفر علوی امیر مکہ کی بیعت کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ ابو الفتوح کو مکہ معظمہ سے رملہ میں بلا لیا اور اس کی حکومت کی بیعت کر لی "امیر المومنین کے لقب سے ملقب کیا ابو الفتوح مکہ لوٹ آیا اور ابو القاسم نے عراق کا راستہ لیا۔ عراق پہنچکے وزیر فخر الملک سے ملا اور اس کے پاس قیام کیا۔ خلیفہ قادر کو اس سے کچھ شبہ پیدا ہوا۔ وزیر فخر الملک کو حکم دیا کہ ابو القاسم کو نکال دو چنانچہ ابو القاسم نے قرواش امیر موصل کے پاس جانے کا قصد کیا دربار خلافت سے لکھا پڑھی ہوئی سجوا موصل سے پھر عراق واپس آیا۔ طرح طرح کے حوادثات پیش آئے بالآخر موید الملک رخجی کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ہوا خبیث مزاج، حیلہ ساز، اور حد درجہ کا حاسد تھا۔ بعد اس کے مشرف الدولہ اسی ۴۱۴ھ میں وارد بغداد ہوا خلیفہ قادر کے دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل

کی اس سے بیشتر بنی بویہ میں سے کسی کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا تھا۔

وزیر کا فرار اور فتنہ کوفہ

اثیر عنبر خادم اور وزیر ابوالقاسم مغربی۔ مشرف الدولہ کے عہد میں جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے۔ مشرف الدولہ دم تک نہ مارتا تھا۔ ترکوں کو ناگوار گذرا اثیر عنبر اور وزیر ابوالقاسم کو ترکوں کی ناراضی کا احساس ہوگیا مشرف الدولہ سے ترکوں کی شکایت کی اور بغداد چھوڑ کر چلے جانے کی اجازت چاہی مشرف الدولہ نے اجازت دیدی اور خود بھی ترکوں سے کشیدہ خاطر ہو کے اثیر عنبر اور وزیر ابوالقاسم کے ہمراہ بغداد سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام سندیہ میں پہنچکے قرواش کے پاس قیام کیا۔ ترکوں کو اس سے بیحد رنج ہوا معذرت کا پیام بھیجا اور واپس آنے کی درخواست کی۔ وزیر ابوالقاسم نے کہلا بھیجا کہ آمدنی بغداد چار لاکھ ہے اور مصارف کی تعداد چھ لاکھ۔ اگر تم لوگ ایک لاکھ چھوڑ دو تو خیر میں بھی ایک لاکھ تاوان برداشت کروں گا اور مشرف الدولہ کو بغداد واپس لاؤنگا۔ ترکوں نے اِس پیام کو براہ دغا منظور کر لیا وزیر ابوالقاسم تاڑ گیا کہ اس میں کچھ فیہ ہے چنانچہ اپنی وزارت کے دسویں مہینے بھاگ گیا۔

بعد اس کے کوفہ میں علویوں اور عباسیوں میں جھگڑا ہوگیا سبب یہ پیدا ہوا کہ وزیر ابوالقاسم اور علویان کوفہ سے مراسم اتحاد تھے اور سسرالی رشتہ داری بھی تھی۔ اتفاق یہ کہ علویوں نے عباسیوں کو کسی امر میں دبایا۔ عباسیوں نے دارالخلافت میں اس کی شکایت پیش کی خلیفہ قادر نے وزیر السلطنت کے خیال سے شکایت پر کچھ توجہ نہ کی بلکہ عباسیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کے مصالحت کر لینے کا حکم دیا۔ عباسی کوفہ واپس آئے۔ فریقین خفاجہ سے امداد طلب کی خفاجہ دو گروہ ہوگئے اور دونوں علٰحدہ علٰحدہ ہو کے دونوں فریق کی مدد پر آئے۔ باہم جدال و قتال شروع ہوگیا۔ بالآخر علویوں نے عباسیوں کو نیچا دکھادیا۔ عباسیہ

بغداد بھاگ آئے ایک ہنگامہ برپا ہوگیا جمعہ کے دن خطبہ نہ پڑھنے دیا اور ابن ابی عباس علوی کو اس الزام میں مار ڈالا کہ اس کا بھائی شریک فساد کوفہ تھا خلیفہ قادر نے مرتضیٰ کے پاس یہ حکم بھیجا کہ ابوالحسین علی ابن ابی طالب ابن عمر کو نقابت کوفہ سے معزول کرکے مختار سردار عباسیہ کو مامور کرو اور عباسیوں کو سمجھا بجھا کے کوفہ لوٹا دو۔ وزیر ابوالقاسم کو یہ خبر لگی یہ اُس وقت قرواش کے پاس سرمن رائے میں مقیم تھا خلیفہ قادر کی طرف سے لوگوں کو منحرف کرنے لگا خلیفہ قادر نے اس سے مطلع ہوکے قرواش کے نام وزیر ابوالقاسم کے نکالدینے کا حکم بھیجدیا قرواش نے بہ تعمیل اس حکم کے وزیر ابوالقاسم کو اپنے پاس سے علٰحدہ کردیا وزیر ابوالقاسم ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔

جلال الدولہ ماہ ربیع الاول ۴۱۶ھ میں مشرف الدولہ ابوعلی بن بہاء الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچویں برس وفات پائی بجائے اس کے عراق میں اسکا بھائی ابوطاہر جلال الدولہ والی بصرہ متمکن ہوا۔ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اہل بغداد نے بُلا بھیجا۔ جلال الدولہ بجائے بغداد آنے کے واسط واسط چلا گیا۔ چندے قیام کرکے پھر بصرہ کی جانب واپس ہوا اس بناء پر اسکے نام کا خطبہ موقوف ہوکر ماہ شوال سنہ مذکور میں اس کے برادر زادہ ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ اُس وقت خوزستان میں اپنے چچا ابوالفوارس والی کرمان سے جدال و قتال کر رہا تھا۔ جلال الدولہ نے اس واقعہ سے مطلع ہوکے بغداد کی طرف کوچ کیا اس کے ہمراہ اس کا وزیر ابوسعید بن ماکولا بھی تھا۔ عساکر بغداد نے بغداد سے نکل کے جلال الدولہ کو روکا جلال الدولہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا لڑائی ہوئی جلال الدولہ کی قوم کو ہزیمت ہوئی عساکر

بغداد نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا مجبوراً بصرہ کی جانب لوٹا۔ اہل بغداد نے ابوکالیجا کو بغداد پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ چونکہ ابوکالیجار اپنے چچا ابوالفوارس کی مہم میں مصروف تھا بغداد نہ آسکا۔

کرمان میں ابوکالیجار نے اپنے چچا ابوالفوارس کو ہزیمت دی اور کرمان پر قبضہ کرلیا اور ابوالفوارس نے پہاڑ کی بلند چوٹی پر جاکر پناہ لی مصالحت کا نامہ و پیغام شروع ہوا۔ دونوں نے اس پر مصالحت کرلی کہ کرمان پر ابوالفوارس حکمرانی کرے اور بلاد فارس پر ابوکالیجار کا قبضہ رہے۔

جلال الدولہ بغداد میں جس وقت ترکوں کو اس امر کا احساس ہوا کہ ممالک محروسہ ویران اور خراب ہوا چاہتے ہیں اور عوام الناس آئے دن فتنہ وفساد برپا کرتے رہتے ہیں اور نیز عرب اور اکراد دارالخلافت بغداد کو ہر چہار طرف سے دبائے چلے آتے ہیں اور ہر شخص کے دندان حرص بغداد پر لگے ہوئے ہیں۔ اس وقت ان کو خود کردہ پر پشیمانی اور جلال الدولہ کے واپس کر دینے پر ندامت ہوئی۔ مجتمع ہو کے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ جلال الدولہ کو بصرہ سے طلب فرما کے زمام انتظام اس کے ہاتھ میں دیجئے ورنہ حکومت و ریاست کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے۔ خلافت مآب نے قاضی ابوجعفر سمنانی کو اقرارنامہ اور حلفنامہ لیکے جلال الدولہ کے پاس روانہ کیا چنانچہ جلال الدولہ ماہ جمادی الاول ۴۱۸ھ میں وارد بغداد ہوا۔ خلافت مآب سوار ہو کے جلال الدولہ سے ملنے گئے۔ جلال الدولہ نے آداب شاہی کے مطابق زمین بوسی کی اور دارالحکومت میں قیام کیا اوقات صلوٰۃ خمسہ "نماز پنجگانہ" میں نوبت بجانے کا حکم دیا۔ خلافت مآب نے ممانعت کی۔ جلال الدولہ نے نوبت کا بجانا بند کر دیا مگر رنج اور کشیدگی کے ساتھ۔ بعد چندے خلافت مآب نے نوبت بجوانے کی اجازت دی۔ چنانچہ

جلال الدولہ اوقات نماز پنجگانہ میں نوبت بجوانے لگا اور مؤید الملک ابو علی رُخجی کو ابو عنبر خادم کے پاس ترکوں کی طرف سے معذرت کرنے اور واپس لانے کو روانہ کیا۔ یہ ان دنوں قرواش کے یہاں مقیم تھا۔

بعد ان واقعات کے ۴۱۹ھ میں ترکوں نے بغاوت کر دی۔ جلال الدولہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا وزیر ابو علی بن ماکولا سے تنخواہیں اور وظائف طلب کئے۔ جب وزیر ابو علی ادا نہ کر سکا تو اس کے مکانات اور نیز کل عُمّال منشیوں اور حاشیہ نشینوں کے مکانات لوٹ لئے۔ خلافت مآب نے نامہ و پیام کر کے ترکوں اور جلال الدولہ سے مصالحت کرا دی۔ شور و شغب فرو ہو گیا۔

ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کو یہ خبر لگی کہ جلال الدولہ بصرہ سے بغداد چلا گیا ہے فوراً لشکر مرتب کر کے بصرہ کا قصد کیا اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے کرمان پر دھاوا کر دیا۔ چنانچہ کرمان پر بھی بعد وفات والی کرمان قوام الدولہ بن ابوالفوارس قابض و متصرف ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کو آئندہ جہاں پر اس کا تذکرہ جداگانہ لکھنے والے ہیں تحریر کریں گے۔ پس اُسی مقام پر انکی اور نیز کل بنی بویہ، بنی وشمکیر اور بنی مرزبان وغیرہم دیلمیوں کی حکومت و دولت کے تفصیلی حالات احاطہ تحریر میں لائیں گے۔ انشاء اللہ تعالے۔

روانگی جلال الدولہ جانب اہواز

نور الدولہ دبیس بن علی بن مزید والی حلہ (حلہ کی اسوقت تک بنا نہیں پڑی تھی) و نیل نے اپنے کل صوبہ جات میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس سبب سے کہ ابو حسان مقلد بن ابوالغرحسن بن مزید نے امرا بنی خفاجہ (نور الدولہ) کی عداوت کی وجہ سے عساکر بغداد کو نور الدولہ کے جنگ پر اُبھار دیا تھا۔ نور الدولہ سے کچھ بن نہ آئی ابو کالیجار کا نام خطبہ میں داخل کر کے واسط پر چڑھائی کر دی اور ابو کالیجار کو بھی واسط پر قبضہ کر لینے کی غرض سے

بلا بھیجا۔ اِن دنوں واسط میں ملک العزیز بن جلال الدولہ حکومت کر رہا تھا۔ ملک العزیز نے یہ خبر پا کے واسط چھوڑ دیا نعمانیہ کی طرف کوچ کیا۔ نورالدولہ ہر طرف سے اس کو گھیر کے تنگ کرنے لگا جس سے ملک العزیز کے اکثر ہمراہی متفرق و جُدا ہو گئے اور فوج کا حصہ کثیر روزانہ کوچ و قیام کی تکالیف سے ہلاک ہو گیا۔ اِس اثناء میں ابو کالیجار نے واسط پر پہنچکے قبضہ کر لیا۔ بعد اس کے بطیحہ میں بھی ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ قرواش والی موصل اور اثیر عنبر خادم کو بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے طلبی کا خط لکھا۔ اثیر نے سامان سفر درست کر کے کحیل کی طرف کوچ کیا اور اس مقام پر پہنچکے مر گیا۔ اِس کے مرنے سے قرواش کی کمر ہمت ٹوٹ گئی بیٹھ رہا۔ جلال الدولہ کو اِن واقعات کی اطلاع ہوئی عساکر بغداد کو مجتمع و مرتب کیا، ابوالشوک وغیرہ سے امداد و کمک کی درخواست کی اور سامان جنگ و سفر درست و مہیا کر کے بقصد واسط کوچ کیا۔ واسط پہنچکے ایک مدت تک بلا جدال و قتال شہر کے باہر پڑاؤ کئے رہا۔ بارش کا موسم تھا۔ سخت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ سیکڑوں آدمی مر گئے۔ کمی رسد و غلّہ کی وجہ سے جلال الدولہ کا حال پتلا ہو گیا۔ ابو کالیجار نے اس سے مطلع ہو کے بغداد جانے کا قصد کیا۔ اِس عرصہ میں ابوالشوک کا خط آ گیا لکھا ہوا تھا "چونکہ محمود بن سبکتگین کا لشکر بقصد عراق بڑھتا آتا ہے۔ لہذا تم دونوں باہم مصالحت کر کے اسکی مدافعت پر مجتمع و متفق ہو جاؤ" ابو کالیجار نے اس خط کو جلال الدولہ کے پاس بھیجدیا اور اس امید پر کہ جلال الدولہ اس خط کو دیکھ کر لوٹ جائیگا۔ غافل ہو گیا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی اہواز میں داخل ہو کے قتل و غارت کا ہنگامہ گرم گرم کر دیا۔ دو لاکھ دینار دارالامارت سے لئے عربوں اور کردوں نے سارے شہر کو تہ و بالا کر دیا۔ ابو کالیجار کے اہل و عیال قید کر کے بغداد روانہ کئے گئے اثناء راہ میں ابو کالیجار کی ماں مر گئی۔ ابو کالیجار یہ خبر پا کے جلال الدولہ کے بدلہ لینے کو بڑھا نورالدولہ نے

اس خیال سے کہ مبادا خفاجہ میرے ہمراہیوں پر حملہ آور ہوں ابو کالیجار کا ساتھ نہ دیا علیحدہ ہو گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ابو کالیجار اور جلال الدولہ سے چھیڑ چھاڑ شروع شروع ہوئی تین روز تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا چوتھے روز ابو کالیجار کو ہزیمت ہوئی اس کے ہمراہیوں میں سے دو ہزار آدمی کھیت رہے۔

نورالدولہ۔ ابو کالیجار سے علیحدہ ہو کے اپنے شہر چلا آیا اس کے زمانہ عدم موجودگی میں اسی کے قوم کے چند سر برآوردہ شخصوں نے مجتمع ہو کے اس کے مخالف ایک گروہ قائم کر لیا تھا۔ نورالدولہ نے پہنچتے ہی ان پر حملہ کر دیا بعض کو ان میں سے گرفتار کر لیا اور بعض کو جوسق بھیج دیا۔ بعد ازاں مقلد بن ابوالاغر اور جلال الدولہ کے لشکر سے معرکہ آرا ہوا۔ اس واقعہ میں نورالدولہ کو ہزیمت ہوئی ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا گرفتار کر لیا گیا۔ بھاگ کر ابو سنان غریب بن بکین کے پاس پہنچا۔ ابو سنان نے لکھا پڑھی کر کے جلال الدولہ سے مصالحت کرا دی اور بشرط ادائے دس ہزار دینار سالانہ نورالدولہ کو پھر حکومت کی کرسی پر متمکن کرا دیا۔ مقلد کو اسکی اطلاع ہوئی جھٹ پٹ خفاجہ کو مجتمع کر کے نورالدولہ پر فوج کشی کر دی۔ مطیر آباد ، نیل اور سورا کو تاخت و تاراج کیا۔ اکثر حصہ میں آگ لگا دی جلکر خاک وسیاہ ہو گیا بعد اسکے دجلہ عبور کر کے ابو الشوک کے پاس چلا گیا اور وہیں مقیم رہا تا آنکہ جلال الدولہ سے صفائی ہو گئی۔

ان واقعات کے ختم ہونے پر ۴۲۱ھ میں جلال الدولہ نے ایک فوج مدار پر قبضہ کر لینے کو روانہ کیا۔ چنانچہ مدار ابو کالیجار کے قبضہ سے نکال لیا گیا۔ بعدہ ابو کالیجار نے جلال الدولہ کی فوج کی مدافعت پر اپنے نامی نامی جنگ آوروں کو متعین کیا۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ اہل شہر نے ابو کالیجار کے لشکر کا ساتھ دیا۔ بیرون شہر سے ابو کالیجار کا لشکر حملہ کر رہا تھا اور اندرون شہر سے اہل شہر جلال الدولہ کی فوج پر حملہ آور تھے۔ جلال الدولہ کی فوج دونوں طرف کے حملوں کا جواب نہ دیسکی میدان جنگ سے گھونگھٹ

کھا گئی حصہ کثیر کام آگیا۔ باقیماندہ نے واسط میں جا کے جان بچائی اور مدار پر بدستور سابق ابوکالیجار کا پھر قبضہ ہو گیا۔

جلال الدولہ اور بصرہ جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے بیٹے کو واسط میں ٹھہرایا اور اپنے وزیر ابوعلی بن ماکولا کو بطائح پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا اور بطائح کے سر ہونے کے بعد بصرہ کی روانگی کا حکم دیا۔ اِن دنوں بصرہ میں ابومنصور بن بختیار بن علی ابوکالیجار کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ ابومنصور نے ابوعلی کی آمد کی خبر سُنکے جنگی کشتیوں کا بیڑہ تیار کر کے مقابلہ پر روانہ کیا جس کا سردار ابوعبداللہ شرابی والی بطیحہ تھا۔ ابوعلی اور ابومنصور سے مڈبھیڑ ہوئی اس عرصہ میں ابومنصور شکست کھا کے بھاگا۔ ابوعلی نے تعاقب کیا اس عرصہ میں ابوعلی کی جنگی کشتیاں ابومنصور کے قریب پہنچ گئیں۔ ابومنصور نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ ابوعلی کو فاش ہزیمت اُٹھانی پڑی۔ اثناء دار و گیر میں ابوعلی گرفتار ہو گیا۔ ابومنصور نے عزت و احترام سے ابوکالیجار کے پاس بھیجدیا۔ پس ابوعلی۔ ابوکالیجار کے پاس ٹھہرا رہا۔ تھوڑے دنوں بعد ابوعلی ہی کے غلاموں نے ابوعلی کا کام تمام کر دیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ابوعلی اِن نمکحرام غلاموں کی ایک مذموم حرکت سے مطلع ہو گیا تھا۔ ابوعلی نے اپنے عہد حکومت میں بہت سے رسوم ظالمانہ کی بنا ڈالی تھی اور کئی محصول قائم کئے تھے۔

وزیر ابوعلی کی گرفتاری و ہزیمت کے بعد جلال الدولہ نے فوج بصرہ کو جو اس کے پاس تھی بصرہ کی جانب روانہ کیا ابوکالیجار کے لشکر سے لڑائی ہوئی۔ کھیت جلال الدولہ کی فوج کے ہاتھ رہا۔ ہزیمت خوردہ لشکر نے ابومنصور کے پاس ابلہ میں جا کے دم لیا اور فتحمند گروہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ ابومنصور نے جنگی کشتیاں مہیا کر کے دوسرا لشکر بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ جلال الدولہ کی فوج نے اِس کو بھی نیچا دکھا دیا۔ تب ابومنصور بذاتہ لشکر

آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا مگر اتفاق یہ کہ اس کو بھی ہزیمت ہوئی۔ بہت سے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے اور یہ خود بھی مار ڈالا گیا اس خداداد کامیابی سے جلال الدولہ کی فوج کے حوصلے بڑھ گئے۔ گورنر بصرہ سے ابلہ پر فوجکشی کرنے کی تحریک کی۔ مال واسباب اور رسد و غلہ طلب کیا۔ گورنر بصرہ نے اس رائے سے اختلاف کیا۔ باہم جھگڑا ہوا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو کر ادھر اُدھر منتشر و متفرق ہو گیا۔ والی بطیحہ نے معہ اپنی فوج کے اپنے شہر کیجانب مراجعت کی۔ باقیماندہ ترکوں نے ابوالفرج ذی السعادات وزیر ابو کالیجار کے پاس جا کے امن حاصل کر لی۔ ابوالفرج نے ان ترکوں کے ملجانے سے بصرہ کی طرف کوچ کیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ بعد اس واقعہ کے عزالدولہ والی بصرہ نے وفات پائی۔ بجائے اسکے اس کا داماد ابوالقاسم زیر حمایت ابو کالیجار حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابوالقاسم اور ابو کالیجار میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ ابوالقاسم نے ابو کالیجار کی اطاعت سے انحراف کر کے جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا اور اس کے بیٹے ملک العزیز کو واسط سے بصرہ پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا۔ چنانچہ ملک العزیز اپنی فوج لئے ہوئے بصرہ پر آیا اور ابو کالیجار کے لشکر کو بصرہ سے نکال کے قابض و متصرف ہو گیا۔ ۴۲۵ھ تک ابوالقاسم کے ساتھ بصرہ میں مقیم رہا۔ لیکن انتظام و سیاست میں اس کو کچھ دخل نہ تھا۔ ابوالقاسم ہی حکومت کر رہا تھا۔ بعد اس کے دیلم نے ملک العزیز سے ابوالقاسم کی شکایت کی اور اس کے خلاف ملک العزیز کو اُبھار دیا۔ ملک العزیز نے طیش میں آ کے ابوالقاسم کو پھر بصرہ سے نکال دیا۔ ابوالقاسم نے ابلہ میں جا کے اپنے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں کو مجتمع کر کے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر ملک العزیز کو حدود بصرہ سے نکلنا پڑا۔ بمجبوری پھر واسط کا راستہ

لیا اور ابوالقاسم نے بدستور سابق ابو کالیجار کی اطاعت قبول کر لی۔

القایم بامر اللہ کی خلافت

خلیفہ قادر باللہ نے اپنی خلافت کے اکیس برس چار ماہ کے بعد ۴۲۲ھ میں انتقال کیا۔ اگرچہ قادر باللہ کے پہلے سے خلافت کا وقار، ویلمیوں اور ترکوں کے تغلب و تصرف سے اُٹھ گیا تھا۔ نام ہی نام کی خلافت باقی رہ گئی تھی لیکن اس مرحوم خلیفہ نے گلزار خلافت کی تازگی اور شادابی کو اپنی حُسن تدبیر کی آبپاشی سے پھر اعادہ کر لیا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کا رُعب، اسکی محبت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر عبداللہ سریر خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ سنہ گذشتہ میں بحالت علالت مرحوم خلیفہ نے اسکی ولیعہدی کی بیعت لیلی تھی۔ پس جب ۴۲۲ھ میں مرحوم خلیفہ کا انتقال ہو گیا تو ارکین دولت و امرائے مملکت نے ابو جعفر عبداللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ ابو جعفر نے سریر خلافت پر متمکن ہو کے "القایم بامر اللہ" کا لقب اختیار کیا۔ سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ شریف ابوالقاسم مرتضےٰ تھا۔

خلیفہ قائم نے تکمیل بیعت کے بعد قاضی ابوالحسن ماوردی کو بیعت لینے اور خطبوں میں خلافت مآب کے نام داخل کرنے کی غرض سے ابو کالیجار کے پاس روانہ کیا۔ ابو کالیجار نے علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ تحائف اور ہدایا روانہ کئے۔

خلیفہ قائم کی خلافت کی بیعت کا لینا تھا کہ مابین اہل سنت و شیعہ جھگڑا ہو گیا لوٹ، قتل اور آتش زنی کی گرم بازاری ہو گئی۔ بازار اور محلے لوٹ لئے گئے۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ کی بن آئی۔ چوروں نے چوری شروع کر دی ٹیکس اور محصول وصول کرنے والے مار ڈالے گئے۔ لشکریوں کو جلال الدولہ سے کشیدگی ہوئی۔ اس کے نام کو خطبہ سے نکال ڈالا۔ اور اس اور کی خلافت مآب سے اجازت طلب کی خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا۔ جلال الدولہ نے لشکریوں کو روپے دلا کے راضی کر لیا جب انکی شورش

فرو ہوگئی۔ تو خاموشی کے ساتھ خانہ نشین ہوگیا۔ بعد اس کے جلال الدولہ نے اپنے گھوڑوں کو بغیر سائیس کے چھوڑ دیا۔ اس سبب سے کہ چارہ کی کمی تھی اور نیز ترکوں نے سواری طلب کی تھی۔ ان گھوڑوں کی تعداد پندرہ راس بیان کیجاتی ہے۔ جلال الدولہ کے خانہ نشین ہو جانے سے امن و اماں کا دروازہ بند ہوگیا۔ حاشیہ نشینان خلافت اور اراکین مملکت بھی آنکھیں بچا بچا کے اِدھر اُدھر چھپ رہے۔ وقتاً فوقتاً فتنہ و فساد بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ سنہ مذکور تمام ہوگیا۔

لشکریوں کی بغاوت

سنہ ۴۲۶ھ میں ترکوں نے جلال الدولہ سے منحرف ہو کے بغاوت کر دی۔ مجتمع ہو کے جلال الدولہ اور اسکے اراکین دولت کے مکانوں پر چڑھ آئے لوٹ لیا۔ وزیر ابو اسحاق سہیلی کو ڈھونڈھنے لگے۔ وزیر ابو اسحاق یہ خبر پا کے غریب بن تکلین کے پاس بھاگ گیا۔ اور جلال الدولہ بغداد سے نکل کے عکبرا چلا آیا ترکوں نے جامع بغداد میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا (یہ اسوقت اہواز میں تھا) اور طلبی کا خط روانہ کیا۔ ابو کالیجار نے اپنے مصاحبوں کے مشورہ سے بغداد نہ آنے کی معذرت کی تب ترکوں نے جلال الدولہ کے پاس جا کے عذر خواہی کی اور تینتالیس دن کے بعد اس کو بغداد میں لا کے دوبارہ امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ جلال الدولہ نے بغداد میں پہنچکے ابو القاسم بن ماکولا کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا۔ بعد چندے اسکو معزول کر کے عمید الملک ابو سعید عبد الرحیم کو متعین فرمایا۔ چند دنوں تک اس نے وزارت کی بعد ازاں اس نے جلال الدولہ کے اشارہ سے ابو معمر بن حسین بساحی کو گرفتار کر لیا اور اپنے گھر میں لا کے چھوڑ دیا۔ اس پر ترکوں کو اشتعال پیدا ہوا روزنہ لوٹ کی عمید الملک متوجہ نہ ہوا۔ ترکوں نے یورش کر کے عمید الملک کو گرفتار کر لیا خوب مرمت کی کپڑے پھاڑ ڈالے، برہنہ پا مکان سے نکال دیا۔ جلال الدولہ اس واقعہ سے مطلع ہو کے عمید الملک کے مکان پر آیا۔ فتنہ و فساد فرو ہوگیا۔ جلال الدولہ

نے عمید الملک سے ایک ہزار دینار لیکے رہا کر دیا۔ عمید الملک کی جان بچی کسی گوشہ میں جا کے چھپ گیا۔

اس واقعہ کے بعد ماہ رمضان میں ترکوں نے دوبارہ شور و غل مچایا۔ علم بغاوت و سرکشی بلند کیا وجہ یہ تھی کہ جلال الدولہ نے بغیر علم و اطلاع ترکوں کے ابوالقاسم کو دوبارہ عہدۂ وزارت پر مقرر کیا تھا اس سے اور ترکوں سے کشیدگی تھی یہ ان کے مال و اسباب پر دانت لگائے ہوئے تھا۔ ترکوں کو جب اسکی وزارت کی خبر لگی تو جلال الدولہ کے گھر کو جا کے گھیر لیا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا اور بہ یک بینی و دو گوش اس کو مکان کے ایک مسجد میں جو اسی مقام پر تھی قید کر دیا۔ عوام الناس کا ایک گروہ اسکے بعض سپہ سالاروں کے ساتھ مسجد پر آیا اور رہا کر کے اس کو اس کے مکان پر لیجا کے ٹھہرایا۔ رات کے وقت بیچارہ جلال الدولہ مع اپنے اہل و عیال و وزیر ابوالقاسم کے کرخ چلا گیا

جلال الدولہ کے چلے جانے پر لشکریوں میں در بارۂ امارت اختلاف ہوا۔ بعد بحث و تکرار جلال الدولہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ آپ اپنے لڑکوں میں سے کسی کو امارت کے لئے منتخب کیجئے اور آپ واسط چلے جائیے۔ ہنوز نامہ و پیام ہو ہی رہا تھا کہ جلال الدولہ نے آہستہ آہستہ ترکوں کے حصہ کثیر کو ملا لیا۔ جماعت منتشر ہو گئی۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کے معذرت کی اور اس کو بغداد واپس لیجا کے پھر امارت کی کرسی پر متمکن کیا چونکہ آئے دن لشکریوں کی بغاوت کی وجہ سے بغداد میں اوباشوں اور بدمعاشوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ دن دھاڑے مکانات اور دوکانیں لوٹ لیجاتی تھیں اسوجہ سے جلال الدولہ نے ۴۲۵ھ میں بساسیری کو معہ ایک جماعت کے بغداد کے غربی جانب پر مامور کیا۔

ان واقعات کے بعد خلافت و سلطنت کے قوائے حکمرانی اس درجہ مضمحل اور کمزور ہو گئے کہ لشکریوں نے علم بغاوت بلند کر کے قریہ یحییٰ کی طرف خروج کر دیا۔ کردوں سے

مڈبھیڑ ہوگئی۔ کُردوں نے لشکریوں کو نیچا دکھا کے انکے گھوڑوں اور بار برداری کے جانوروں کو چھین لیا۔ باغی فوج خلیفہ قائم کے باغ میں لوٹ آئی اور یہ الزام قائم کرکے کہ عمال خلافت نے کردوں کی مدافعت نہیں کی اور نہ انھوں نے ہم کو انکے حالات سے مطلع کیا تھا پھل پھول جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ جلال الدولہ سے کچھ بن نہ آئی نہ تو وہ کردوں کو روک سکا اور نہ باغی فوج کی بغاوت دفع کر سکا۔ خلیفہ قائم کو اس سے ناراضی اور سخت برہمی پیدا ہوئی ادھر اس نے قضاۃ، شہود اور فقہاء کو مراتب دینیہ اور فرائض مذہبی کے چھوڑ دینے کا اشارہ کر دیا۔ اُدھر جلال الدولہ نے باغی فوج سے مل جلکے بظاہر اپنے کو گرفتار کرالیا اور دیوان خلافت میں پہنچکے رہا ہوگیا۔ اوباشوں بدمعاشوں اور چوروں کی بن آئی۔ اطراف و جوانب بلاد میں عرب ہی عرب دکھائی دینے لگا۔ لوٹ مار گرم بازاری ہوگئی۔ رہزنی کا کوئی وقت مقرر نہ تھا چوروں اور ڈاکوؤں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ دن کو بھی راستہ چلنا دشوار تھا۔ جامع منصور تک انھیں لوگوں کا عمل و دخل تھا۔ عورتوں کے سروں سے چادریں تک اُتار لیجاتی تھیں۔ وزیر ابو سعید (جلال الدولہ کا وزیر) عہدۂ وزارت چھوڑ کے ابوالشوک کے پاس چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابوالقاسم کو عہدۂ وزارت عطا کیا بغاوت کا زمانہ تھا۔ آمدنی ندارد۔ مزید براں خرچ کی بھرمار تھی گھبرا کے بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے پیچھا کیا اور گرفتار کرکے ایوان وزارت میں برہنہ سر ایک پھٹا قمیص پہنے ہوئے لائے۔ یہ واقعہ اسکی وزارت کے دوسرے مہینہ کا ہے جلال الدولہ نے اس کو معزول کرکے ابو سعید بن عبدالرحیم کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔

سنہ ۴۲۷ھ میں فوج نے پھر بغاوت کی جلال الدولہ نے ان کی درخواست کے مطابق احکام صادر کرنے کے لئے تین روز کی مہلت چاہی۔ باغی فوج نے مہلت نہ دی۔ پتھر اور اینٹ سے خبر لینے لگے۔ دو ایک پتھر جلال الدولہ کو آلگے گھبرا کے مرتضیٰ کے مکان پر کرخ چلا گیا۔ اور جب وہاں بھی اس کے مضطرب دل کو سکون نہ ہوا تو رافع بن حسین کے پاس تکریت میں جاکے دم لیا۔ باغی فوج نے اس کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ دروازے توڑ ڈالے

کیواڑے نکال لئے۔ خلیفہ قائم نے نامہ و پیام بھیجکے باغی فوج کے جوش کو فرو کیا اور درمیان میں پڑکے جلال الدولہ سے مصالحت کرادی۔ جلال الدولہ تکریت سے بغداد واپس آیا اور اپنے وزیر ابو سعید بن عبد الرحیم کو گرفتار کر لیا۔

اسی سنہ میں خلیفہ قائم نے معزیہ دینار کے رواج کی ممانعت کردی، شہود اور صرافوں کو معاملات بیع و شراء میں اس کے ساتھ تعامل کرنے کو منع کردیا۔

جلال الدولہ اور ابو کالیجار میں مصالحت

سنہ ۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے برادرزادہ ابو کالیجار میں مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ قاضی ابو الحسن ماوردی اور ابو عبد اللہ مردوستی کے ذریعہ سے چچا اور بھتیجے میں مصالحت ہوگئی۔ ہر ایک نے دوسرے کے ساتھ صلح اور مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔

سنہ ۴۲۹ھ میں جلال الدولہ نے دربار خلافت میں "ملک الملوک" کے خطاب کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے جواز خطاب کا استفتاء کیا۔ قاضی ابو الطیب طبری، قاضی ابو عبد اللہ صیمری، قاضی ابن بیضاوی اور ابو القاسم کرخی نے جواز کا فتویٰ دیا۔ اور قاضی ابو الحسن ماوردی عدم جواز کا قائل ہوا۔ فریقین میں بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ بالآخر خلیفہ قائم نے قاضی ابو الطیب وغیرہ کے فتویٰ کے مطابق جلال الدولہ کو "ملک الملوک" کا خطاب دیا۔

قاضی ابو الحسن ماوردی کو جلال الدولہ کے ساتھ ایک خاص خصوصیت تھی۔ دار الامارت میں روزانہ آتا جاتا تھا۔ لیکن "ملک الملوک" کے عدم جواز کے فتویٰ دینے سے خانہ نشین ہوگیا۔ ماہ رمضان سے عید یوم النحر (عید الاضحیٰ) تک گھر سے نہ نکلا۔ جلال الدولہ نے بلا بھیجا۔ قاضی ابو الحسن خائف و ترساں حاضر ہوا۔ جلال الدولہ نے قاضی ابو الحسن کی حق گوئی اور دینی معاملات میں دوستی اور محبت کے پاس نہ کرنے کی بڑی تعریف کی اور یہ حکم دیا کہ آیندہ سے آپ بلا طلب و اجازت ہر وقت میرے پاس تشریف لایا کیجئے۔ قاضی ابو الحسن نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں جلال الدولہ نے قاضی ابو الحسن اور حاضرین جلسہ کو واپس جانے کا اشارہ کیا

حاضرین جلسہ محض خاص ابوالحسن کی وجہ سے بلائے گئے تھے۔

ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ

سنہ ۴۳۱ھ میں ابو کالیجار نے اپنی فوجیں بسرافسری عادل ابو منصور بن مافنہ بصرہ بھیجیں۔ اس وقت بصرہ ظہیر ابوالقاسم کے قبضہ میں تھا۔ جو بعد عزالدولہ کے والی بصرہ ہوا تھا۔ ایک مرتبہ ظہیر ابوالقاسم نے ابو کالیجار سے بغاوت کی تھی بعدہٗ پھر اطاعت قبول کرلی تھی ستر ہزار دینار سالانہ خراج بھیجتا تھا۔ رفتہ رفتہ اسکی حکومت کو استحکام ہوگیا مال و دولت کی کثرت ہوگئی۔ ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم والی عمان کے املاک کو غصبًا دبالیا۔ ابوالحسن نے ابو کالیجار سے خط و کتابت کرکے تیس ہزار دینار سالانہ خراج اضافہ کرکے بصرہ کی حکومت کی استدعا کی۔ اِس بناء پر ابو کالیجار نے اپنی فوجیں بسرگروہی عادل ابو منصور بصرہ کی جانب روانہ کیں۔ جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو جس وقت ابو کالیجار کی فوجیں سرزمین بصرہ پر آاتریں۔ والی عمان کا بھی لشکر انکی کمک پر آگیا۔ بات کی بات میں بصرہ پر اِن کا قبضہ ہوگیا۔ ظہیر ابوالقاسم گرفتار کرلیا گیا۔ مال و اسباب لُٹ گیا۔ دو لاکھ دینار تاوان جنگ یا بطور جرمانہ اس سے وصول کئے گئے۔ بعد کامیابی ابو کالیجار بصرہ میں آیا چندے قیام پذیر رہا۔ بعدازاں اپنے بیٹے عزالملوک کو حکومت بصرہ عنایت کرکے معہ ظہیر ابوالقاسم کے اہواز کی جانب مراجعت کی۔ اسکے ہمراہ اسکا وزیر ابوالفرج بن فسانجس بھی تھا۔

ترکوں کی شورش

سنہ ۴۳۲ھ میں ترکوں نے پھر سر اُٹھایا۔ جلال الدولہ کی مخالفت پر کمربستہ ہوکے شہر سے نکل آئے۔ بیرون شہر آکے خیمہ زن ہوئے اور چند مقامات کو لوٹ لیا جلال الدولہ اس وقت بغداد کی غربی جانب میں تھا اس واقعہ کو سُنکے بغداد سے کوچ کرجانے کا قصد کیا۔ مشیروں اور مصاحبوں نے روکا تب جلال الدولہ نے دبیس بن مزید اور قرواش والی موصل سے ترکوں کے زیر کرنے کو امدادی فوجیں طلب کیں۔ چنانچہ دبیس اور قرواش نے جلال الدولہ کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ اسی اثناء میں مصالحت کا نامہ و پیام شروع

ہوگیا تھا۔ لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ مصالحت ہوگئی۔ جلال الدولہ اپنے دارالامارت میں واپس آیا۔ زمانہ مخالفت میں ترکوں نے خوب خوب دست درازیاں کی تھیں اس کثرت سے غارتگری اور لوٹ ہوئی تھی کہ جسکی کوئی حد نہیں ہوسکتی سارے انتظامات درہم وبرہم ہوگئے تھے۔

دولت سلجوقیہ کی ابتدا ر

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ معمورۂ عالم ربع شرقی شمالی میں ترکوں کی قوم مابین چین وترکستان، خوارزم تک اور شاش، فرغانہ، ماوراء النہر بخارا، سمرقند اور ترمذ میں آباد تھی۔ مسلمانوں نے اپنی عالمگیر فتوحات کے زمانہ میں ترکوں کو بلاد ماوراء النہر وغیرہ سے نکال کے قبضہ کرلیا تھا۔ صرف ترکستان، کاشغر، شاش اور فرغانہ انکے قبضہ میں رہ گیا تھا جسکا خراج سالانہ ادا کیا کرتے تھے بعد اسکے ترکوں نے اسلام قبول کیا۔ اِس بناء پر ترکستان میں انکی حکومت و دولت کی بناء پڑی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

مابین ترکستان اور بلاد چین کے درۂ کوہ میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا جسکی تعداد بوجہ اس کے کہ وہ بہت بڑا درہ آبادی سے معتد بہ فاصلہ پر واقع تھا سوائے خالقِ اکبر کے کوئی نہیں جان سکتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس درہ کی مسافت ہر طرف سے ایک مہینہ کی تھی۔ ترکوں کا یہ گروہ اِسی درہ میں رہتا تھا اتفاق یہ کہ انکی ضروریات زندگانی بھی وہیں مہیا تھیں۔ گوشت جانوران صحرائی وطیور و دودھ ان کی عام غذا تھی اور جب کبھی غلہ مل جاتا تھا تو اس سے بھی ذائقہ منہ کا بدل لیتے تھے۔ سواریوں کے لئے گھوڑے تھے جنکے لئے قدرتی طور سے اس درہ میں چراگاہ بھی تھی۔ بھیڑ اور بکریوں کے اُون سے ستر پوشی کے لئے کپڑے بھی بنا لیتے تھے۔ اتفاق وقت سے اگر کسی قافلہ کا اس طرف سے گزر ہوجاتا تو اس کو لوٹ لینے میں اُن کو دریغ بھی نہ ہوتا۔ غرض ہر چہار طرف سے اس درہ پر قابض اور اس کے محافظ تھے اور بسر اوقات کی اُن کے یہی صورت تھی۔ اِسی گروہ سے غز، خطا اور تتر (تاتار) بھی ہیں۔ اِن سبھوں کا تذکرہ ہم اوپر تحریر

کر آئے ہیں۔ پس جب ملوک ترکستان وکاشغر کی دولت وحکومت حد کمال پر پہنچ چکی اضمحلال اور تنزل کیجانب مائل ہوئی جیساکہ ہر حکومت وسلطنت کے لئے یہ امر طبعًا لازم ہے تو اِن بادیہ نشینوں ترکوں نے درہ کوہ سے نکلکے بلاد ترکستان پر قبضہ کرلیا اس سے انکی قوت بڑھتی۔ جلب منفعت کے بے شمار موقع ہاتھ آئے۔ اسوجہ سے کہ لوٹ مار اور رہزنی انکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ نوکدار نیزوں اور چمکتی ہوئی تلواروں کے ذریعہ سے بادیہ نشینوں کی طرح کسب معاش ورزق کرنے لگے اور بخارا کے قریب بیس فرسنگ کے فاصلہ پر ایک راہ گذر عام پر آکے قیام پذیر ہوئے۔ اِس اثنا میں بنی سامان اور اہل ترکستان کی دولت وحکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ بنی سامان کے سپہ سالاروں میں محمود بن سبکتگین اس دولت وحکومت پر مستولی اور قابض ہوا۔ ایک روز محمود کا بخارا سے اِس طرف گزر ہوا ارسلان بن سلجوق نے حاضر ہو کے دست بوسی کی۔ محمود نے اس کو قید کرکے بلاد ہند کے کسی قلعہ میں بھیجدیا اور خود سوار ہو کے مع اپنی فوج کے اس کے گروہ کی طرف گیا اور انکو پائمال کرنا شروع کیا متفرق ومنتشر ہوکے اطراف خراسان میں پھیل گئے۔ محمود کے لشکریوں نے تعاقب کیا۔ گھبرا کے اصفہان میں جاکے دم لیا۔ علاء الدولہ بن کاکویہ والی اصفہان نے ان لوگوں کے ساتھ دغا کا قصد کیا۔ ان لوگوں کو کسی ذریعہ سے اِس کا علم ہوگیا۔ لڑ پڑے مگر اِن شامت زدہ ترکوں کو کامیابی نہ ہوئی۔ ہزیمت اٹھا کے آذربیجان چلے آئے اور والی آذربیجان وہشوذان (یہ بنی مرزبان سے تھا) سے بھی لڑے۔

جس وقت اِن ترکوں نے اصفہان سے آذربیجان کی جانب روانگی کا قصد کیا تھا ان کے کچھ لوگ خوارزم میں باقی رہ گئے تھے۔ اِن لوگوں نے گردو نواح کے قصبات دیہات اور چھوٹے چھوٹے شہروں پر دست درازی شروع کردی۔ آئے دن قافلوں کو لوٹ لینے لگے۔ والی طوس کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کرکے انکی گوشمالی کو آیا اس عرصہ میں محمود بن سبکتگین بھی آپہنچا۔ رستاق سے جرجان تک اِن لوگوں کا

تعاقب کرتا گیا۔ بوقت واپسی ترکوں کے اس گروہ نے امن کی درخواست کی محمود بن سبکتگین نے امن دیکے اپنی فوج میں رکھ لیا اور یغمر نامی ایک شخص کو اس گروہ کا سپہ سالار بنایا اور اس کے بیٹے کو رے میں ٹھہرایا۔ بعدان واقعات کے محمود نے وفات پائی مسعود ابن محمود سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ ہند کی لڑائیوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے ترکوں نے بغاوت کردی مسعود نے ایک فوج انکو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی۔ ترکوں کے اس باغی گروہ کو عراقیہ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اس زمانہ میں ان کے امراء کیکاؤس، مرکاکول یغمر اور یاصغی تھا۔ تاخت و تاراج کرتے ہوئے دامغان پہنچے اور اس کو اچھی طرح پامال کرکے سجستان کی طرف بڑھے۔ بعدازاں مضافات رے کو غارت کیا۔ والی طبرستان اور رے متفق ہو کے مسعود کے سپہ سالار کی کمک پر آئے اور ان کے ساتھ ہوکے باغیوں سے لڑے۔ باغی ترکوں نے انکو شکست دینے رے کا قصد کیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ کرلیا۔ والی رے بھاگ کر کسی قلعہ میں جا چھپا یہ واقعہ سنہ ۴۲۱ھ کا ہے۔ بعد اس کے علاءالدولہ بن کاکویہ والی اصفہان نے ان ترکوں کی جنہوں نے رے پر قبضہ کرلیا تھا تالیف قلوب کرکے ابن سبکتگین کی مدافعت کرنی چاہی ابتداءً ترکوں نے علاءالدولہ کی اس استدعا کو منظور کرلیا لیکن بعد کو بدعہدی کی۔

ترکوں کا وہ گروہ جنھوں نے آذربیجان کی طرف مراجعت کی تھی۔ اس کا سردار بوقا، کوکتاش، منصور اور دانا تھا۔ وہشودان والی آذربیجان نے مغلوب کرنے کی غرض سے ان پر حملہ کیا لیکن اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ترکوں کا یہ گروہ لڑتا بھڑتا مراغہ چلا گیا۔ یہ واقعہ سنہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ اہل مراغہ کو انکی آمد کی کچھ خبر نہ تھی۔ بہت بری طرح سے پامال ہوئے۔ اکراد ہذبانیہ کی ایک جماعت گرفتار

کرلی گئی۔ اس کامیابی کے بعد ترکوں میں باہم مخالفت پیدا ہوئی۔ دو گروہ ہوں کے
منقسم ہوئے۔ ایک گروہ بوقا کے ہمراہ ان ترکوں کے پاس چلا آیا جو رے میں مقیم
تھے اور دوسرا گروہ بہمراہی منصور اور کوکباش ہمدان کی طرف روانہ ہوا ان دنوں
ہمدان میں ابوکالیجار بن علاء الدولہ بن کاکویہ حکمرانی کر رہا تھا بوقا نے ہمدان پہنچکے
ابوکالیجار کا محاصرہ کرلیا مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ اس محاصرہ اور جنگ میں منی خسرو
بن مجد الدولہ بھی بوقا کا ہاتھ بٹائے ہوئے تھا۔ بالآخر شدت حصار اور طول جنگ سے
گھبرا کے ابوکالیجار نے شہر چھوڑ دیا۔ بوقا نے شہر میں داخل ہو کے تاخت و تاراج کیا
بعد ازاں کرخ کی جانب بڑھا اور اہل کرخ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا۔ پھر
قزوین کو جاکے گھیر لیا۔ اہل قزوین نے اطاعت قبول کرلی۔ سات ہزار دینار
نذر کئے۔ فتح قزوین کے بعد اتفاقیہ ترکوں میں سے ایک گروہ بلاد ارمن چلا گیا۔
عام خونریزی اور غارتگری کرتا ہوا ارمینیہ کی جانب لوٹا پھر ارمینیہ سے رے کی
طرف مراجعت کی اور رے سے قلعہ ہمدان کا قصد کیا۔ چونکہ ابوکالیجار ان کا لوہا مان
چکا تھا بلا جدال و قتال قلعہ ہمدان کو چھوڑ دیا۔ ترکوں نے اس پر بھی قبضہ کرلیا۔ یہ
واقعہ سنہ ۴۲۳ھ کا ہے۔ ان سب واقعات میں منی خسرو ان کے ہمراہ تھا قلعہ ہمدان
کے سر ہونے پر اطراف و جوانب کے امراء دم بخود ہو گئے کسی کے کان پر جوں تک نہ
رینگتی تھی۔ ان غارتگر ترکوں نے استرآباد تک جی کھول کے تاخت و تاراج کیا۔
ابوالفتح بن ابی الشوک والی دینور کو ان کی ظالمانہ حرکات پسند نہ آئے لشکر آراستہ
کر کے مقابلہ پر آیا اور انکو فاش ہزیمت دے کے انھیں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا
ترکوں نے مصالحت کا پیام دیا۔ ابوالفتح نے انکی درخواست پر ترکی قیدیوں کو
رہا کر دیا۔ باہم صلح ہو گئی۔ بعد اس کے ترکوں نے ابوکالیجار سے میل جول پیدا کیا
اور اس کو یہ دم پٹی دی کہ ہم تمہارا ساتھ دینگے۔ تمہارے ملک کا انتظام کرینگے۔

ابو کالیجار اس خفترہ میں آگیا۔ بعد چندے ترکوں نے موقع پاکے بدعہدی کر دی اور اس کو لوٹ لیا۔ اس اثناء میں علاء الدولہ نے اصفہان سے فوجیں مرتب کر کے ترکوں کو ہوش میں لانے کی غرض سے خروج کیا۔ ترکوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ترکوں نے جان توڑ کے مقابلہ کیا لیکن علاء الدولہ کی شمشیر آبدار نے ان کی گرمی مزاج کو فوراً ہی فرو کر دیا۔ وہشودان والی آذربیجان نے بھی اس واقعہ کو سُنکے اُن ترکون پر حملہ کر دیا جو آذربیجان میں ٹھہرے ہوئے تھے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر کردون (یعنی ہمراہیان وہشودان) نے ترکوں کو دبا لیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ترکوں کی ساری جماعت تتر بتر ہو گئی۔ بعدہ کوں اُن ترکوں کا سرگروہ مر گیا جو رے میں مقیم تھے۔

جس وقت ترکوں کا تدہمی گروہ ماوراء النہر سے خراسان کی طرف نکل کھڑا ہوا تھا ان میں سے چند لوگ اپنے مسکن قدیم میں باقی رہ گئے تھے طغرلبک بن میکائیل ابن سلجوق ان کا امیر تھا داؤد بیغو، نیال اور جفری طغرلبک کے بھائی تھے اور اسکے ہمراہ وہیں رہتے بعد ان واقعات کے جنکا تذکرہ بھی اوپر ہو چکا ہے۔ ان لوگوں نے خراسان کی جانب خروج کیا۔ یہ لوگ ترکوں کے پہلے جرگہ سے باعتبار قوت، بہ لحاظ شوکت وجلال بنظر مردانگی اور حکومت بہت بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ نیال ایک مختصر سی فوج لیکے رے کی طرف بڑھا اہل رے نے مقابلہ کیا۔ ترکوں کو ہزیمت ہوئی بھاگ کے آذربیجان سے جزیرہ ابن عمر چلے آئے سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان والی جزیرہ نے ان میں سے منصور بن غز علی کو بحیلہ و مکر گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جس سے اس کے ہمراہی منتشر اور پراگندہ ہو گئے۔ مزید براں قرواش والی موصل نے بھی اپنی فوجیں انکی سرکوبی پر بھیجدیں پھر کیا تھا ترکوں پہ باوجود وسعت کے زمین تنگ ہو گئی۔ سرگرداں و پریشاں بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے جیوں تیوں کرتے پڑتے دیار بکر پہنچے۔ اہل دیار بکر انکی آمد سے بیخبر تھے۔ خوب جی کھول کے اس کو تاخت و تاراج کیا۔ نصیر الدولہ نے ان کے امیر منصور کو اپنے بیٹے سلیمان کے قبضہ سے رہا کرا دیا۔ مگر

اس سے اسکو کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ امیر منصور کے رہا ہوتے ہی ترکوں نے سامان جنگ درست کر کے موصل پر چڑھائی کردی والی موصل نے بھی فوجیں آراستہ کرا کے مقابلہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار شدت جنگ سے تنگ آکے کشتی پر سوار ہوکے سندچلا گیا۔ ترکوں نے شہر میں داخل ہوکے قبضہ کرلیا اور جی کھولکے لوٹا۔ والی موصل نے سند پہنچکے جلال الدولہ و بیس بن مزید اور امراء عرب سے ترکوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ ادھر ترکوں نے اہل موصل پر بیس ہزار دینار خراج قائم کردیا۔ اس سے ایک عام برافروختگی پیدا ہوئی جسوں نے متفق ہوکے بغاوت کردی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کوکباش (ترکوں کا سردار) موصل سے چلا آیا تھا بغاوت اور شورش کی خبر پاکے رجب ۴۳۳ھ میں موصل کی جانب پھر مراجعت کی۔ اور بزور تیغ داخل ہوکے قتل و غارت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ یہ لوگ خطبوں میں پہلے خلیفہ وقت کو دعا سے یاد کرتے تھے بعدہ طغرلبک کا نام لیتے تھے۔

جلال الدولہ نے طغرلبک کو ان واقعات سے مطلع کر کے ترکوں کی زیادتی اور ظلم و ستم کی شکایت لکھی۔ طغرلبک نے جواباً تحریر کیا کہ "بیشک یہ لوگ ہماری خدمت میں تھے۔ ہمارے علم حکومت و سرداری کے آگے گردن اطاعت جھکائے ہوئے تھے۔ تاآنکہ مابین ہمارے اور محمود سبکتگین کے مناقشہ پیدا ہوا جیسا کہ آپ پر روشن ہے۔ چنانچہ ہم نے محمود کے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ لوگ بھی ہمارے ساتھ اطراف خراسان میں گئے مگر خراسان پہنچکے یہ لوگ حدود اطاعت اور قبضۂ اقتدار حکومت سے متجاوز ہوگئے۔ اب میرے اختیار سے یہ باہر ہیں انکی سرکوبی اور گوشمالی ایک ضروری امر ہے" جواب روانہ کرنے کے بعد ترکوں کو نصیر الدولہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی بتاکید ممانعت کردی۔ جلال الدولہ تو اس خط کو دیکھ کے والی موصل کی امداد و اعانت سے دست کش ہوگیا۔ دبیس بن مزید اور امراء عرب سے بنو عقیل بغرض امداد و

کماء قرواش والی موصل کے پاس آئے۔ ترکوں کو اس کی خبر لگ گئی ان ترکوں کو جو دیار بکر میں بھٹکے بلا بھیجا اور مجتمع ہو کے مقابلہ پر آئے۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ دوپہر نہ ہونے پائی تھی کہ عرب کو ہزیمت ہوئی مگر یہ ہزیمت چند ہی گھنٹے میں کامیابی سے بدل گئی۔ عرب نے پلٹ کر پھر حملہ کیا۔ یہ حملہ ایسا سخت اور قوی تھا کہ ترکوں کے پانوں میدان جنگ سے ڈگمگ گئے شکست کھا کے بھاگے۔ عرب نے شمشیر آبدار نیام سے کھینچ لی اور نہایت سختی سے قتل و قید کرنا شروع کر دیا۔ قرواش والی موصل ہزیمت خوردہ گروہ کے تعاقب میں نصیبین تک جا کے واپس آیا۔ اور ہزیمت خوردہ گروہ دیار بکر اور دیار بکر سے بلاد ارمن اور روم چلا گیا اور انھیں مقامات پر ان لوگوں نے اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے

طغرلبک اور اس کے بھائیوں نے خراسان میں چونکہ اتفاق کا بازار گرم کیا تھا سبکتگین کی فوج سے مدتوں لڑتے رہے تھے آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان پر غلبہ اور کامیابی عنایت فرمائی۔ تباشی حاجب (سپہ سالار خوارج) سلطان مسعود بن محمود سبکتگین کو ہزیمت ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ کے ہرات پہنچا اور جب طغرلبک نے ہرات کا قصد کیا تو شباشی غزنین بھاگ آیا۔ سلطان مسعود کو اس سے بے حد اشتعال پیدا ہوا فوجیں آراستہ کر کے طغرلبک پر حملہ کیا طغرلبک کو اس معرکہ میں نیچا دیکھنا پڑا۔ میدان جنگ سے بھاگ کے بیابان میں گھس رہا۔ سلطان مسعود تین برس تک اس کا پیچھا اور تعاقب کرتا رہا ایک روز طغرلبک موقع پا کے سلطان مسعود پر حملہ آور ہوا۔ اس وقت سلطان کا لشکر بوقت عبور دریا اس سے پیچھے رہ گیا تھا۔ سلطان مسعود کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ طغرلبک کی فوج نے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان مسعود سے کچھ نہ بن آئی۔ طغرلبک اس اتفاقی کامیابی سے شاداں و فرحاں نیشاپور کی جانب روانہ ہوا اور ۴۲۹ھ میں اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اب یہ فتنہ آتش جنگ جو ایک مدت سے شعلہ زن تھی خاموش ہو گئی۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری جاتی

رہی۔ اطراف وجوانب کے عمّال نے سلطان اعظم کے لقب سے طغرلبک کو مخاطب کیا اور خطبوں میں بھی اسی لقب سے اسکا نام داخل کیا گیا نیشاپور کے انتظامات میں جو خلل واقع ہو گیا تھا اس کو دور و دفع کیا۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ کو قرار واقعی سزا دی۔ اسی زمانہ سے اکثر بلاد پر سلجوقیہ کا قبضہ و تصرف شروع ہو گیا بیغو نے ہرات کو دبا لیا۔ داؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ بلخ میں قوتیاق (سلطان مسعود کا حاجب) حکومت کر رہا تھا سلطان مسعود کسی وجہ سے اس کی مدد نہ کر سکا اس نے شہر کو داؤد کے حوالہ کر دیا۔ پس سلجوقیہ کی حکومت کو کل بلاد میں ایک گونہ استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔ بعد اس کے طغرلبک نے طبرستان اور جرجان کو انوشیروان بن منوچہر بن قابوس کے قبضہ اقتدار سے نکال لیا۔ انوشیروان نے تیس ہزار دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ طغرلبک نے اپنی طرف سے طبرستان کی حکومت عنایت کی اور مرداویج کو جو اس کے ہمراہیوں سے تھا پچاس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرنے پر جرجان پر مامور کیا۔ خلیفہ قایم نے فتنہ و فساد اور آئے دن کی لڑائی فرو کرنے کی غرض سے قاضی ابوالحسن ماوردی کو طغرلبک کے پاس روانہ کیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی۔ آخر کار اس سے اور جلال الدولہ سے مصالحت ہو گئی جس کے قبضہ میں خلافت عباسیہ کی زمام تھی اور آس نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔

قرواش اور جلال الدولہ قرواش والی موصل نے سنہ ۴۳۱ھ میں اپنا لشکر خمیس بن ثعلب والی تکریت کے محاصرہ کو روانہ کیا تھا خمیس نے جلال الدولہ کو قرواش کی شکایت لکھ بھیجی۔ جلال الدولہ نے قرواش کو اس حرکت پر ملامت کی اور خمیس سے معترض ہونے سے روکا۔ قرواش نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ بذات خاص تکریت کے محاصرہ پر گیا اور ترکوں کو جو بغداد میں تھے جلال الدولہ سے مخالفت کرنے پر ابھارنے کی کوشش کی۔ جلال الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ بیحد برہم ہوا۔ اسی وقت ابوالحرث ارسلان بساسیری کو لکھ بھیجا کہ تم قرواش کے نائب کو جو سندیہ میں مقیم ہے گرفتار کرنے کو روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ ماہ صفر سنہ ۴۳۲ھ میں

ابوالحرث سندیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنا رراہ میں عربوں سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوگئی جسکی وجہ سے ابوالحرث بے نیل مرام واپس آیا۔ اور ان لوگوں نے مابین صرصر و بغداد جمع ہو کے رہزنی شروع کردی۔ اس واقعہ سے جلال الدولہ کو بہت زیادہ صدمہ ہوا۔ لشکر آراستہ کرکے انبار کیجانب کوچ کیا۔ ان دنوں قرواش یہیں مقیم تھا قرواش کو اسکی خبر نہ تھی محاصرہ میں آگیا۔ بعدازاں بنو عقیل نے درمیان میں پڑکے جلال الدولہ اور قرواش میں مصالحت کرادی۔

ابوکالیجار کی حکومت کمی آمدنی اور خراج وصول نہ ہونے کی وجہ سے جلال الدولہ نے مقام جوالی پر دست درازی شروع کی اور بحکمت عملی اس کو لیلیا۔ اس کی آمدنی خلیفہ کے جیب خرچ کے لئے مخصوص تھی۔ بعد اس کے ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں اپنی حکومت کے سترہویں برس مرگیا۔ اس کے مرنے پر اس کے اراکین دولت کو ترکوں اور عوام الناس سے خطرہ پیدا ہوا۔ وزیر کمال الملک بن عبدالرحیم اور اراکین دولت حرم سرائے خلافت میں آئے اور سپہ سالاران افواج شاہی نے مجتمع ہوکے ترکوں اور عوام الناس کی مدافعت کی۔ اور اس کے بڑے بیٹے ملک العزیز ابو منصور بن جلال الدولہ سے واسط میں دربارہ اطاعت خط وکتابت شروع کی اور اس کو بلا بھیجا حسب دستور قدیم حق البیعت طلب کیا تعین مقدار یا عدم موجودگی زر کیوجہ سے نامہ وپیام کا سلسلہ جاری ہوا۔ ابوکالیجار کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ سرداران لشکر اور افواج شاہی کے پاس زر کثیر حق البیعت بھیجا اور اپنی حکومت وسرداری کی تحریک کی۔ سرداران لشکر او رلشکری ملک العزیز کو چھوڑکر ابوکالیجار کیطرف مایل ہوگئے اس اثنار میں ملک العزیز بھی واسط سے آگیا جس وقت نعمانیہ میں وارد ہوا۔ لشکر بغداد نے بغاوت کردی۔ چارناچار پھر واسط کی جانب مراجعت کی بغاوت فرو ہوگئی۔ جامع بغداد میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ملک العزیز نے نعمانیہ سے واسط جاتے ہوئے دبیس بن مزید سے ملاقات کی کچھ کاربرآری کی صورت نظر نہ آئی۔ تب قرواش بن مقلد والی موصل کے پاس گیا۔ اس سے بھی مقصد حاصل ہوتا نظر نہ آیا تو ابوالشوک کے یہاں جا پہنچا۔ ابوالشوک نے کج ادائی کی۔ دغابازی کا ارادہ کیا۔ ملک العزیز کو اس کا احساس ہوگیا۔ بحال پریشان نیال برادر طغرلبک کے پاس چلا گیا اور مدتوں اس کے پاس مقیم رہا۔ بعد چند سے چند لوگوں کے ساتھ خفیہ طور سے بغداد آیا۔ ابوکالیجار کے ہمراہیوں کو اس کے آنے کی اطلاع ہوگئی لوٹ پڑے بعض ہمراہیان ملک العزیز مارے گئے مگر ملک العزیز کسی طرح اپنی جان بچا کے نصیر الدولہ بن مروان کے پاس میافارقین بھاگ گیا اور وہیں ماہ صفر ۴۳۱ھ میں جان بحق تسلیم ہوا۔

ابوکالیجار کے نام کا خطبہ ماہ صفر ۴۳۶ھ میں جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ ابوکالیجار نے دس ہزار دینار معہ اور بہت سا مال اور قیمتی قیمتی اسباب خلافت مآب کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے لشکریوں اور سرداران لشکر کو بہت انعامات اور صلے دیئے۔ خلافت مآب نے "محی الدین" کا لقب عنایت کیا۔ ابوالشوک، دبیس اور نصیرالدولہ بن مروان نے بھی اپنے اپنے صوبجات کے جوامع میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جب اس کو اپنی امارت و ریاست کا یقین کامل ہوگیا تو سامان جاہ و حشمت تیار کرکے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا وزیر ابوالفرج محمد بن جعفر بن محمد بن فسانجس بھی اس کے ہمراہ تھا۔ خلیفہ قائم نے استقبال کا تہیہ کیا لیکن ابوکالیجار نے معذرت کی اور استقبال سے روکا۔ خلافت مآب نے اس کے سرداران لشکر، بساسیری، نساوری اور ہمام ابواللقاء کو خلعتیں مرحمت کیں۔

ابوکالیجار نے بغداد میں داخل ہوکے اثنائے عمیدالدولہ ابوسعید کو بغداد سے نکال دیا چنانچہ عمیدالدولہ تکریت کو روانہ ہوگیا۔ ابومنصور بن علاء الدولہ بن کاکویہ

والی اصفہان نے پھر اس کی اطاعت قبول کرلی اور طغرلبک سے منحرف ہو کے اسکے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابو منصور اور ابو کالیجار میں بعد جنگ و حصار کے مصالحت کی ٹھہر گئی تھی ابو منصور نے بخیال خوف آیندہ خراج دینا منظور کیا تھا اور یہی امر باعث مصالحت ہوا۔ بعد اس کے ابو کالیجار نے سلطان طغرلبک سے مصالحت کی درخواست کی اور اپنی بیٹی کا اس سے عقد کر کے مصالحت کرلی۔ یہ واقعہ سنہ ۴۳۹ھ کا ہے۔

ملک الرحیم کی حکومت

چونکہ بہرام بن لشکرستان (یکے از سرداران دیلم) والی کرمان نے خراج بھیجنا بند کر دیا اور آئے دن ایک نہ ایک حیلہ کرتا رہتا تھا۔ اس وجہ سے سنہ ۴۴۰ھ میں ابو کالیجار مرزبان بن سلطان الدولہ بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ نے کرمان پر فوجکشی کی اور خود بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا۔ والی کرمان قلعہ بردشیر میں تھا۔ ابو کالیجار نے بحکمت عملی بردشیر پر قبضہ کرلیا۔ اس اثناء میں کسی فوجی افسر نے کسی شدید کی وجہ سے بہرام کا کام تمام کر دیا۔ اور اہل کرمان ابو کالیجار کی طرف مائل ہوتے نظر آئے۔ اس بناء پر ابو کالیجار نے نہایت سرعت سے کرمان کا سفر کیا۔ اثناء راہ میں علیل ہو گیا۔ شہر جناب (بلاد کرمان میں) پہنچکے سنہ ۴۴۰ھ میں جبکہ اس کی حکومت کو چار برس تین ماہ گذر چکے تھے مرگیا جوں ہی اسکی آنکھیں بند ہوئیں ترکوں نے اس کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا۔ اس کا بیٹا ابو منصور فلاستون وزیر کے خیمہ میں بھاگ آیا ترکوں نے اس پر بھی دست درازی کا قصد کیا۔ دیلمی فوج نے سینہ سپر ہو کے روکا۔ بعد اس کے ابو منصور نے شیراز کی جانب معاودت کی اور

نوٹ صفحہ ۳۳۴ سطر ۵ بات یہ تھی کہ ابو منصور نے کسی امید پر طغرلبک کی اطاعت قبول کی تھی اور ابو کالیجار سے نقض عہد کیا تھا لیکن جب طغرلبک سے اسکی امید بر نہ آئی اور طغرلبک نے خراسان کی جانب معاودت کی تو ابو منصور کو ابو کالیجار سے خوف پیدا ہوا۔ اس سے اپنی تقصیرات کی معافی چاہی اور اطاعت قبول کرنے کا پیام دیا۔ ابو کالیجار نے اس کی یہ درخواست منظور کرلی۔ بہ اداے خراج سالانہ باہم مصالحت ہو گئی۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۳۰ جلد ۹ ۔

اس پر قبضہ حاصل کرلیا۔ وزیر کو کسی خاص امر کے باعث ابو منصور سے سوء مزاجی پیدا ہوئی۔ علیحدہ ہو کے قلعہ خرما میں چلا آیا اور وہیں قلعہ بندی کرکے مقیم ہوگیا۔

چند دنوں بعد بغداد میں ابو کالیجار کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ان دنوں بغداد میں اس کا دوسرا لڑکا ملک الرحیم ابو نصر خرہ فیروز موجود تھا۔ سرداران لشکر اور اراکین دولت نے اس کی امارت و ریاست کی بیعت کی۔ بعدہٗ اس نے خلافت مآب سے اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت طلب کی "الملک الرحیم" کا خطاب عطا ہونے کی درخواست دی خلافت مآب نے بوجہ مانع شرعی "الملک الرحیم" کا خطاب دینا منظور نہ فرمایا اور باقی التماسات منظور فرمائے غرض عراق، خوزستان اور بصرہ میں ملک الرحیم کی حکومت کا سکہ چل گیا۔ بصرہ میں اس کا بھائی ابو علی حکومت کر رہا تھا اس کے دوسرے بھائی ابو منصور نے شیراز پر قبضہ کر رکھا تھا جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ ملک الرحیم نے ایک لشکر بسرافسری اپنے تیسرے بھائی ابو سعید خسرو شاہ شیراز کی طرف روانہ کیا۔ جس نے شیراز پر قبضہ کرکے ابو منصور کو گرفتار کرلیا۔

اسی سنہ میں بعد وفات ابو کالیجار ملک العزیز بن جلال الدولہ کے دماغ میں بھی ہوائے حکومت سمائی ایک مختصر سی فوج مرتب کرکے قرواش سے جدا ہو کے بصرہ کا رخ کیا۔ ابو علی بن کالیجار نے نہایت خوبی سے اس کی مدافعت کی، خائب و خاسر ہو کے واپس آیا اور اسی سنہ میں "ملک الرحیم" نے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا۔ لشکر خوزستان نے جوش اور خوشی سے استقبال کیا۔ مطیع تو پہلے ہی سے تھے اس کے علم حکومت کے آگے بھی گردن اطاعت جھکا رہی۔ اسی زمانہ میں مابین اہل سنت و جماعت اور شیعہ کے بغداد میں جھگڑا ہوا اور مدتوں بنائے فتنہ و فساد قائم رہی۔

فارس کی طرف ملک الرحیم کی روانگی

سنہ ۴۴۱ھ میں ملک الرحیم نے اہواز سے فارس کی جانب کوچ کیا اور شیراز کے باہر پہنچ کے پڑاؤ ڈالا۔ ترکان شیراز اور بغداد سے کسی بات میں چل گئی فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ ترکان بغداد نے ناراض ہو کے عراق کی

طرف مراجعت کی چونکہ ملک الرحیم کو ترکانِ شیراز پر پورا بھروسہ نہ تھا اور دیلم اسکے بھائی ابو منصور کیطرف مائل تھے جو اصطخر میں مقیم تھا اس وجہ سے یہ بھی ان کے ساتھ ساتھ عراق کی طرف چلا اور اہواز میں پہنچکے قیام کر دیا۔ ارجان میں ابوسعد اور ابوطالب (اپنے دونوں بھائیوں) کو مامور کیا ابو منصور فوجیں مرتب کر کے ان پر حملہ آور ہوا۔ ملک الرحیم یہ خبر پا کے بقصد مقابلہ اہواز سے رامہرمز کی طرف بڑھا۔ دونوں بھائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق یہ کہ ملک الرحیم ہزیمت کھا کے بصرہ کی طرف بھاگا اور پھر بصرہ سے واسط چلا آیا۔ ابو منصور کی فوج نے اہواز میں داخل ہو کے اپنی کامیابی کا پھریرا اُڑا دیا اور اہواز کے باہر ایک میدان میں پڑاؤ ڈالدیا۔ اتنے میں سنہ ۴۴۱ھ کا دور تمام ہوگیا سنہ ۴۴۲ھ کے شروع ہی میں لشکر فارس میں بغاوت پھوٹ نکلی بعض حصّہ بلا اجازت ابو منصور فارس چلا گیا۔ کچھ لوگ اس کے ساتھ وہیں مقیم رہے اور ایک حصّہ ملک الرحیم سے آملا۔ ملک الرحیم بغاوت لشکر فارس کی خبر سُنکے بیحد خوش ہوا۔ اُدھر لشکر بغداد کو طلبی کا خط روانہ کیا اِدھر اپنی رکاب کی فوج کو مرتب کر کے اہواز کی جانب کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ حاصل کر لیا اور بانتظار آمد لشکر بغداد اہواز میں ٹھہرا رہا تا آنکہ لشکر بغداد بھی آگیا۔ تب ملک الرحیم نے عسکر مکرم کا رُخ کیا اور سنہ ۴۴۲ھ کے تمام ہونے تک اِس پر بھی قابض و متصرف ہوگیا بعد ازاں سنہ ۴۴۳ھ میں عسکر مکرم سے قنطرہ اربق کی طرف بڑھا اِسکے ہمراہ دبیس بن مزید اور بساسیری وغیرہما بھی تھے اور امیر ابو منصور، ہزارشب بن تنکیر اور منصور بن حسین اسدی نے معہ دیلم اور اکراد کے ارجان سے تستر کا قصد کیا مگر انکے پہنچنے سے پہلے ملک الرحیم تستر پہنچگیا تھا۔ ابو منصور وغیرہم کو ہزیمت اٹھا کے واپس ہونا پڑا۔ بعد اسکے ملک الرحیم نے ایک فوج رامہرمز کیجانب روانہ کی۔ اُس وقت تک رامہرمز میں امیر ابو منصور کا قبضہ و دخل تھا اسی کا لشکر اور اسی کے سردار رہتے تھے محاصرہ اور خفیف جنگ کے بعد ماہ ربیع الثانی سنہ ۴۴۳ھ میں مفتوح ہوگیا۔

اس خداداد کامیابی کے بعد ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابوسعد کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بلاد فارس کی طرف روانہ کیا اس وجہ سے کہ ابو نصر خسرو نے جو اصطخر میں مقیم تھا اور ملک الرحیم کا بھائی تھا ہزار شب (یہ امیر ابو منصور کا مشیر اور سپہ سالار تھا) کے تغلب سے بیزار ہو کے ملک الرحیم اپنے بھائی کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عریضہ بھی بھیجا تھا اس بنار پر ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابوسعد کو بلاد فارس کی جانب روانگی کا حکم دیا چنانچہ ابو نصر نے ابوسعد کو اصطخر میں داخل کر کے قبضہ دلا دیا۔ امیر ابو منصور کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا ہزار شب اور منصور بن حسین اسدی کو مجتمع کر کے بقصد مقابلہ ملک الرحیم اہواز کی جانب کوچ کیا سلطان طغرلبک سے بھی باظہار اطاعت و فرمانبرداری امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان طغرلبک نے ایک فوج اسکی کمک پر بھیج دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان طغرلبک نے اصفہان وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حکومت و دولت کی ہر طرف دھوم مچی ہوئی تھی۔ طرّہ اس پر یہ ہوا تھا کہ ملک الرحیم کے ہمراہی بھی متفرق و منتشر ہو گئے تھے بساسیری اور دبیس بن مزید نے بھی علیحدگی اختیار کر لی تھی عرب اور اکراد کی فوجیں تتر بتر ہو گئی تھیں۔ کچھ تھوڑی سی فوج اہوازی و دیلم اور بغداد کی باقی رہ گئی تھی مجبوراً بنظر مصلحت وقت یہ رائے قائم کی کہ کیمپ مکرم سے اہواز میں داخل ہو کے قلعہ نشین ہو جانا چاہئے اور بانتظار لشکر بغداد یہیں ٹھہرا رہنا مناسب ہے۔ بعد اس کے اپنے بھائی ابوسعد کو فارس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر آئے ہیں۔ اس سے یہ غرض تھی کہ امیر ابو منصور و ہزار شب وغیرہ کی توجہ و عنایت بوجہ حملہ ابوسعد فارس کی جانب منعطف ہو جائیگی لیکن ملک الرحیم کا یہ خیال غلط نکلا۔ ان لوگوں نے ابوسعد کا مطلق خیال نہ کیا۔ سیدھے اہواز چلے آئے اور ملک الرحیم سے لڑائی چھیڑ دی۔ ملک الرحیم ہزیمت اٹھا کے واسط بھاگ آیا۔ امیر ابو منصور کے لشکریوں نے اہواز

کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ میں کمال الملک ابوالمعالی عبدالرحیم وزیر گم ہوگیا جسکا بعد کو کوئی پتہ نہیں چلا۔

امیر منصور اس خدادا د کامیابی کے بعد ابوسعد کے روک تھام کو شیراز کی جانب روانہ ہوا۔ قریب شیراز پہنچکے فریقین سے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ مقابلہ میں ابوسعد نے ابومنصور کو ہزیمت دی۔ اس سے ابومنصور کے ہمراہی بہت اسی ہارگئے اکثر نے امن کی درخواست کی ابومنصور مجبور ہوکے فارس کے کسی قلعہ میں جا چھپا اور اہواز میں ملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا۔ لشکریوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے اور ملک الرحیم کو اہواز بلا بھیجا۔

زمانہ عدم موجودگی ملک الرحیم میں شیعہ و اہل سنت و جماعت بغداد جھگڑ پڑے[1] فریقین کی سیکڑوں جانیں تلف ہوئیں۔ خلیفہ قائم نے علویوں اور عباسیوں کے نقیبوں کو تحقیق حال و تفتیش مقدمہ کی غرض سے مامور کیا مگر اس واقعہ کی اصلیت کا انکشاف نہ ہوا۔ فتنہ و فساد بڑھتا ہی گیا۔ اہل بیت کے مشاہد عظام جلا دیے گئے۔ دبیس بن مزید کو ان واقعات کی خبر لگی۔ خلیفہ قائم کو افسوسناک مداہنت آمیز خط تحریر کیا اور اسی وجہ سے اپنے صوبہ میں خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ موقوف کردیا۔ مگر پھر خلیفہ قائم کے خط و کتابت کرنے سے بدستور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

طغرلبک اور خلیفہ قائم ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ۴۳۲ھ میں ترکوں نے خراسان کو بھی سلجوقیوں کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ بعد ازاں سلطان طغرلبک نے ۴۴۲ھ میں اصفہان کو بھی ابن کالویہ سے چھین لیا اور اپنے بھائی ارسلان بن داؤد کو بلاد فارس

---

[1] اس جھگڑے کی ابتدا ماہ صفر ۴۴۳ھ میں پڑی تھی۔ ابتدا اس کی یوں ہوئی تھی کہ شیعان کرخ نے چند برج بنائے تھے اور اس پر سنہرے حرفوں سے "محمد و علی خیر البشر" تحریر کیا تھا اہل سنت و جماعت اس پر بگڑ بیٹھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۷ جلد ۹۔

کیجانب روانہ کیا۔ چنانچہ ارسلان نے فارس پر ۴۴۲ھ میں قبضہ حاصل کرلیا اور جس قدر دیلم وہاں تھے انکو پامال اور زیروزبر کرکے شہر فسا میں قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ قایم بامراللہ نے طغرلبک کے پاس خلعت اور خطاب روانہ کیا۔ اور اُسکو اُن بلاد کی سند حکومت عطا کی جسپر اُس نے غلبہ و تصرف حاصل کرلیا تھا۔ سلطان طغرلبک نے دس ہزار دینار نقد جواہرات، قیمتی قیمتی پارچہ جات اور چند مشک کے نافے خلافت مآب کے حضور میں تحفۃً روانہ کئے۔ علاوہ اس کے ارکین دولت کو پانچ ہزار دینار اور وزیر کو دو ہزار دینار بھیجے۔ اس اثنا میں ۴۴۳ھ کا دور آگیا۔ عید کی تقریب میں سلطان طغرلبک نے بغداد میں حاضر ہوکے خلافت مآب کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ خلافت مآب نے دربار عام کیا اور جلوس سے سوار نکلنے کا حکم دیا۔ بعد اس کے ۴۴۲ھ میں ترکوں نے شیراز پر چڑھائی کردی۔ ان دنوں شیراز میں امیر ابو سعد ملک الرحیم کا بھائی حکومت کررہا تھا ترکوں سے معرکہ آرا ہوا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کرینگے۔

ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ

۴۴۲ھ میں ملک الرحیم نے اپنی فوجیں بسرگروہی بساسیری بصرہ کی طرف روانہ کیں چنانچہ بساسیری نے بصرہ پر پہنچکے اسکے بھائی ابو علی پر محاصرہ ڈالدیا۔ بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ابو علی کو ہزیمت ہوئی اور ملک الرحیم کی فوج نے دجلہ اور انہار پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ بعد اس کے ملک الرحیم بھی براہ خشکی اپنا لشکر لئے ہوئے آپہنچا۔ قبائل ربیعہ اور مضر نے حاضر ہوکے امن کی درخواست دی۔ ملک الرحیم نے ان کو امن دیدی اور بصرہ پر قابض و متصرف ہوگیا۔ بعد قبضۂ بصرہ دیلم کے سفرا خوزستان سے آئے اور اُنھوں نے اُن کی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا۔

ابو علی ہزیمت اُٹھا کے شط عثمان چلا گیا اور ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوکے قلعہ بندی

کرلی ملک الرحیم نے تعاقب کیا ابوعلی یہ خبر پاکے عیادان بھاگ گیا ملک الرحیم نے عیادان کا قصد کیا ابوعلی عیادان سے نکل کے ارجان کی طرف روانہ ہوا اور ارجان سے سلطان طغرلبک کے پاس اصفہان چلا گیا سلطان طغرلبک نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی قوم کی ایک شریف زادی سے اس کا عقد کر دیا۔ جاگیریں بھی دیں اور قیام کرنے کو صوبہ جرباذقان کا ایک قلعہ مرحمت کیا۔

ملک الرحیم نے بصرہ پر قبضہ حاصل کر کے اپنے وزیر بساسیری کو بصرہ کی سند حکومت عطا کی اور اہواز کا راستہ لیا منصور بن حسین و ہزارشب کے پاس ارجان و تشتر کے حوالہ کر دینے کا پیام بھیجا۔ ان دونوں نے مصالحت کے ساتھ تشتر کو ملک الرحیم کے حوالہ کر دیا۔ ارجان کی عنان حکومت فولاد بن خسرو دیلمی کے قبضہ میں تھی اس نے پہلے تو سرتابی کی مگر ۴۴۵ھ میں ملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی۔

ابن ابی الشوک کی سرکشی و اطاعت

سعدی بن ابی الشوک نے اطراف رے میں سلطان طغرلبک کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کی شرف حضوری حاصل کرنے کو حاضر دربار بھی ہوا تھا سلطان طغرلبک نے ۴۴۴ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ عراق روانہ کیا۔ لوٹ مار کرتا ہوا نعمانیہ پہنچا بنی عقیل نے سعدی سے خط و کتابت شروع کی۔ قریش بن بدران اور مہلہل برادر ابی الشوک کے ظالمانہ حرکات کی شکایت کر کے امداد و اعانت کے خواستگار ہوئے سعدی نے امداد کا وعدہ کیا مہلہل کو یہ خبر لگ گئی طیش میں آکے بنی عقیل پر مقام عکبرا میں حملہ کر دیا۔ بنی عقیل واویلا وامصیبتاہ کا شور مچاتے ہوئے سعدی کے پاس گئے یہ اسوقت سامرا میں تھا اور مہلہل کے جور و ستم کا شکوہ پیش کیا۔ سعدی کی رگ حمیت جوش میں آگئی کمر ہمت باندھ کے مہلہل کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں چچا اور بھتیجوں میں گھمسان لڑائی ہوئی۔ آخرکار مہلہل کو ہزیمت ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں

گرفتار کر لیا گیا۔ سعدی نے کامیابی کے بعد حلوان کیجانب کوچ کیا۔

سعدی کی اس کامیابی سے ملک الرحیم کے کان کھڑے ہو گئے۔ حلوان کیجانب لشکر کی روانگی کا سامان کرنے لگا اور وہبیس بن مزید کو اس مہم پر جانے کے لئے بلا بھیجا۔ اس عرصہ میں ۴۴۵ھ کا دور آگیا۔ بغداد میں شیعہ و اہل سُنّت وجماعت میں پھر نزاع شروع ہو گئی۔ اطراف وجوانب کے ترک یورش کر کے بغداد میں گھس پڑے لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی، غارتگری، رہزنی اور چوری کی کوئی انتہا نہ تھی۔ سپہ سالاران لشکر آتش فساد فرو کرنے پر کمر بستہ ہوئے۔ اتفاق سے اہل کرخ کا ایک علوی نژاد آدمی مار ڈالا گیا عورتوں نے شور وغل مچایا جس سے عوام الناس میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ لڑائی شروع ہو گئی کسی ترک نے کرخ میں آگ لگا دی جلکر خاک وسیاہ ہو گیا۔ بعد اس کے خلیفہ قایم نے نامہ وپیام کر کے اس ہنگامہ کو فرو کیا۔

مہلہل کے گرفتار ہو جانے پر اس کا بیٹا بدر سلطان طغرلبک کے پاس چلا گیا۔ سلطان طغرلبک کے پاس سعدی کا لڑکا بطور ضامن کے تھا سلطان طغرلبک نے بدر کے ساتھ سعدی کے بیٹے کو روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ مہلہل کو رہا کر دو اور اگر تم کو اس کا فدیہ لینا منظور ہو تو تمہارا لڑکا موجود ہے میں نے اس کو رہا کر کے تمہارے پاس واپس کر دیا ہے

سعدی نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا اور اسی بنا پر سلطان طغرلبک سے باغی ہو گیا۔ اور حلوان سے ہمدان کی جانب بڑھا۔ اہل ہمدان سینہ سپر ہو کے مقابلہ پر آئے اور اس کو ہمدان پر قبضہ کرنے سے روکا۔ ملک الرحیم کو موقع مل گیا اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی تحریک کی اس عرصہ میں سلطان طغرلبک کا لشکر سعدی کی سرکوبی کو آپہنچا سعدی نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے مقابلہ کیا [illegible] طغرلبک کے لشکر نے اس کو ہزیمت دیدی بھاگ کر ایک قلعہ میں جا [illegible] بدر بن [illegible] کے تعاقب میں [illegible] چلا گیا۔

ترکوں اور کردوں کو [illegible] [illegible] لوٹ مار کا موقع مل گیا چند لوگوں نے

متفق ہو کے رہزنی شروع کردی۔ طرح طرح کے ظلم کرنے لگے۔ بساسیری نے انکے روک تھام کی غرض سے خروج کیا اور بوازیج تک انکا پیچھا کرتا چلا گیا۔ ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ بساسیری نے خاطر خواہ گوشمالی کی اور ان کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ کثیر زاب کو تیر کر نکل گیا۔ بساسیری کے ہمراہیوں نے بھی عبور کا قصد کیا۔ پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے عبور نہ کرسکے۔ ترکوں اور کردوں کی جان بچ گئی۔

ترکوں کی بغاوت

سنہ ۴۴۶ھ میں ترکوں نے ملک ابراہیم کے وزیر کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا سبب یہ تھا کہ ایک مدت سے انکی تنخواہیں اور روزینے بند تھے۔ دیوان میں حاضر ہو کے ترکوں نے تنخواہ نہ ملنے کی شکایت کی۔ کچھ سماعت نہ ہوئی چین بجبیں غضب پر واپس آئے۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی دارالخلافت کو جاکے گھیر لیا۔ خلافت مآب کو ان واقعات کی کچھ اطلاع نہ تھی پریشاں تھے کہ ترکوں نے محلسرائے خلافت کا کیوں محاصرہ کر رکھا ہے۔ اتنے میں بساسیری نے شرف حضوری حاصل کی اور کل واقعات عرض کیے ترکوں نے وزیر کی ہرچند جستجو کی کچھ پتہ نہ چلا۔ بالآخر شبہ میں لوگوں کے گھروں کی تلاشی لینے لگے اور یہ ایک عمدہ بہانہ ان کو لوگوں کے مکانات کے لوٹنے کا ہاتھ آگیا۔ بعض محلات کے سربرآوردہ لوگوں نے مجتمع ہو کے اس طوفان بے امتیازی کے روک تھام کی کوشش کی خلافت مآب تک یہ خبر پہنچی۔ ترکوں کو غارتگری سے باز رہنے کی ممانعت کی۔ ترکوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ ناچار بغداد سے چلے جانیکا قصد کیا۔ اس پر بھی ترکوں نے لوٹ سے ہاتھ نہ کھینچا۔ بعد اس کے وزیر نے ظاہر ہو کے انکی تنخواہیں اور روزینے دے دئے۔ لیکن اپنی بغاوت اور سرکشی سے باز نہ آئے بدستور ہنگامہ بغاوت گرم رکھا۔ کردوں عربوں کی بھی بن آئی۔ اطراف وجوانب شہر میں لوٹ مار شروع کردی۔ شہر قصبے گاؤں اور محلے ویران ہوگئے۔ باشندے مکانات خالی چھوڑ چھوڑ کے بھاگ گئے طوفان بے تمیزی میں قریش بن بدران کے ہمراہیوں نے بدران بن ... کے ...

بن محمد بن سیبب کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ اسی عام لوٹ مار میں بساسیری کی اونٹنیاں اور گھوڑے لوٹ لئے گئے حکومت وسلطنت کا رعب دلوں سے جاتا رہا۔ شیرازۂ سیاست منتشر ہوگیا۔

طغرل بیگ کا استیلا اور قبضہ

۴۴۶ھ میں سلطان طغرل بیگ نے صوبہ آذربیجان کا قصد کیا۔ والی تبریز ابو منصور وہشوذان بن محمد رداوی نے گردن اطاعت جھکادی۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور اپنے بیٹے کو بطور ضامن کے اسکی خدمت میں پیش کردیا۔ بعد اس کے سلطان طغرل بیگ نے والی حیرہ امیر ابو الاسوار کی جانب قدم بڑھایا اس نے بھی حاضر ہو کے اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار کیا۔ ان دونوں امیروں کی دیکھا دیکھی اس اطراف کے کل والیان ملک نے طغرل بیگ کے دربار میں حاضر ہو کے اطاعت قبول کرلی۔ سلطان طغرل بیگ نے ان کے ضامنوں کو لیکے ارمینیہ کی طرف کوچ کیا ملازکرد پہ پہنچکے محاصرہ ڈالا۔ اہل ملازکرد نے اطاعت قبول نہ کی برابر لڑتے رہے جسکی وجہ سے سلطان طغرل بیگ نے جہاںکے اس کے قرب وجوار کے کل شہروں کو تاخت وتاراج کرڈالا۔ انھیں واقعات کے اثنا میں نصیر الدولہ بن مروان نے جو پہلے سے اس کے دائرۂ اطاعت میں داخل ہوگیا تھا۔ بہت سے تحائف بھیجے۔ سلطان طغرل بیگ نے انکو منظور وقبول کرلیا اور لشکر آراستہ کرکے بلاد روم پہ جہاد کی غرض سے فوجکشی کردی۔ تاخت وتاراج کرتا ہوا ارزن روم تک چلا گیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اتنے میں موسم سرما آگیا مصلحتاً لڑائی موقوف کرکے آذربیجان کی طرف مراجعت کی چندے آذربیجان میں قیام کرکے رے چلا گیا۔ قریش بن بدران والی موصل نے اپنے کل صوبہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ انھیں واقعات پہ سنہ مذکور تمام ہوکر ۴۴۷ھ کا دور شروع ہوجاتا ہے۔ سلطان طغرل بیگ انبار پر فوجکشی کرتا ہے اور بزور تیغ اس کو فتح کرلیتا

ہے۔ بساسیری کا مال و اسباب بھی اس ہنگامہ میں لٹ جاتا ہے۔ لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہو جاتا ہے۔ بساسیری یہ خبر پاکے لشکر آراستہ کرکے انبار پر چڑھ آتا ہے اور سلطان طغرلبک کے قبضہ سے اس کو واپس لیتا ہے۔

بساسیری کی کشیدگی

ابوالغنائم و ابوسعد پسران محلبان قریش بن بدران کے مصاحبوں سے تھے۔ قریش نے انکو بساسیری سے چھپاکے اُن واقعات کی اطلاع کرنے کو جو بساسیری سے انبار میں سرزد ہوئے تھے خلیفہ قائم کے پاس روانہ کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ بساسیری کو انکی خبر لگ گئی خلافت مآب اور رئیس الرؤساء سے بگڑ گیا۔ انکی اور انکے حواشی کی تنخواہیں بند کردیں۔ مزید براں بنی محلبان کے مکانات کو مسمار کرنے کی کوشش کی مگر کسی وجہ سے رک رہا سامان سفر درست کرکے انبار کی جانب کوچ کر دیا۔ ان دنوں انبار میں ابوالقاسم بن محلبان تھا۔ دبیس بن مزید یہ خبر پاکے اسکی کمک پر آگیا۔ بساسیری کی قوت دبیس کے آجانے سے بڑھ گئی۔ بزور تیغ انبار کو مفتوح کرکے لوٹ لیا اور پانچ سو آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔ علاوہ انکے ایک سو بنی خفاجہ [illegible] قید کئے گئے۔ ابوالغنائم بھی قید ہو گیا تھا۔ بالآخر [illegible] ایک اونٹ پر سوار [illegible] ہوئے [illegible] واپس آیا۔ دبیس نے ابوالغنائم کو قتل [illegible] کی سفارش کی [illegible] سے اسکی جان بچ گئی مگر اور قیدی مار ڈالے گئے۔ بساسیری نے [illegible] کے وقت [illegible] حج کے مقام میں پہنچکے زیارت بوسی کی اور اپنے مکان کیجانب لوٹ آیا۔

دسکرہ وغیرہ میں تباہی

ماہ شوال ۴۴۹ھ میں ابراہیم بن اسحاق والی حلوان جو امرائے غزیہ سلجوقیہ سے تھا دسکرہ کی جانب بڑھ آیا اور اس کو مفتوح کرکے لوٹ لیا عورتوں اور بچوں تک سے برا [illegible] دسکرہ کی لوٹ سے فارغ ہو کے روشنا قباد اور قلعہ بردان کی جانب بڑھا۔ یہ دونوں مقامات سعدی بن ابی الشوک کے قبضہ و تصرف میں تھے اور یہاں پر اسکے مال و اسباب کا کافی ذخیرہ رہتا تھا۔ والی قلعہ نے قلعہ بندی کرلی بڑا مقابلہ کرتا رہا۔ ابراہیم سے اور کچھ تو بن نہ آئی اس کے قرب و جوار میں جسقدر گاؤں تھے

لوٹ لیا۔ اِن واقعات سے ترکوں کی آنکھوں پر طمع کے پردے پڑ گئے غارتگری کو اپنا شیوہ بنالیا۔ دیلمیوں کے قویٰ مضمحل ہو گئے۔ اِن کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ اِسی اثنا میں سلطان طغرلبک نے ابو علی بن ابی کالیجار امیر بصرہ کو ترکی فوج کے ساتھ خوزستان پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابو علی سب سے پہلے اہواز پر مستولی اور متصرف ہوا۔ ترکوں نے جو اسکے ہمراہ تھے لوگوں کے مال واسباب کو جی کھول کے لوٹا۔ اِس سے باشندگان اہواز کو سخت مصیبت اور تباہی کا مقابلہ کرنا پڑا۔

ملک الرحیم کا شیراز پر قبضہ ۔ ۴۴۷ھ میں دیلم کا نامی سپہ سالار فولاد والی قلعہ اصطخر نے شیراز پر فوجکشی کی اور امیر ابو منصور فولاستوں بن ابو کالیجار کو نکال کے قبضہ کرلیا سلطان طغرلبک کا خطبہ موقوف کرکے ملک الرحیم اور اس کے بھائی ابو سعد کے نام کا خطبہ پڑھا فولاد کی خوش قسمتی سے ملک الرحیم اور ابو سعد نے اس میں کچھ فیہ خیال کرکے وقعت کی نظر سے نہ دیکھا۔ بلکہ ابو سعد نے ایک لشکر مجتمع و مرتب کرکے معہ اپنے بھائی ابو منصور کے شیراز پر چڑھائی کردی۔ اور شیراز پر پہنچکے محاصرہ کرلیا۔ طول جنگ اور شدت حصار سے تنگ آکے فولاد قلعہ اصطخر بھاگ گیا ابو سعد اور ابو منصور نے شیراز میں داخل ہوکے قبضہ کرلیا اور اپنے بھائی ملک الرحیم کے نام کا خطبہ پڑھا۔

ترک اور بساسیری ۔ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ بساسیری اور رئیس الرؤسا میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی ۴۴۷ھ کے دور کا شروع ہونا تھا کہ یہ شکر رنجی فتنہ وفساد کے حد تک پہنچ گئی۔ شرقی بغداد میں عوام الناس نے ہلڑ مچادیا۔ اہل سنت وجماعت نے باظہار امر بالمعروف ونہی عن المنکر دیوان کو جاکے گھیر لیا۔ تاآنکہ انکو اِس امر کی اجازت دیگئی۔ اتفاق وقت سے اہل سنت وجماعت نے چند کشتیاں پکڑلیں جو بساسیری کے پاس واسط جارہی تھیں۔ تلاشی کے وقت شراب کے پیپے برآمد ہوئے۔ اہل سنت وجماعت اِن کو لئے ہوئے دیوان والوں کے پاس آئے جو بساسیری کی موافقت پر انکو مجبور کرتے

تھے اور اُن سے اُن پیپوں کے توڑنے کی اجازت طلب کی اور بعد حصول اجازت توڑ ڈالا بساسیری کو اسکی اطلاع ہوئی سخت صدمہ پہنچا۔ فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ ہو نہ ہو یہ فعل رئیس الرؤسار کا ہے۔ پھر فقہائے حنفیہ سے اس امر کا استفسار کیا کہ کشتی کی تلاشی لینا جائز تھی یا نہیں؟ فقہار حنفیہ سے بعض نے جواز اور کسی نے عدم جواز کا فتویٰ دیا۔ رئیس الروسار نے بھی اِن واقعات سے آگاہ ہو کے ترکان بغداد کو اُبھار دیا۔ بساسیری کی علانیہ برائیاں اور مذمت بیان کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گئے۔ اتنے میں ماہ مبارک رمضان آگیا۔ بارگاہ خلافت سے اجازت حاصل کرکے بساسیری کے مکان پر چڑھ گئے۔ لوٹ لیا۔ جلا دیا۔ اور اُس کے اہل و عیال اور مصاحبوں کو گرفتار کرلیا۔ اب رئیس الرؤسار بھی علی الاعلان بساسیری کی مذمت اور برائیاں کرنے لگا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مستنصر والی مصر نے اس کی تحریک کی ہے۔ بعدہ خلیفہ قائم نے ملک الرحیم کو لکھ بھیجا کہ بساسیری کو اپنے پاس سے نکال دو۔ چنانچہ ملک الرحیم نے اس تحریر کے مطابق بساسیری کو نکال دیا۔

طغرلبک کا بغداد میں تصرف

ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان طغرلبک بعد واپسی جہاد روم رے کی طرف جھک پڑا تھا پھر رے سے ہمدان کی جانب مراجعت کی اور ہمدان سے حج کرنے اور ملک شام کو خلفاء علویہ کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے حلوان روانہ ہوا۔ اسی زمانہ میں بغداد اور اطراف بغداد میں اوباشوں اور بازاریوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ شرفا اور رؤسار شہر غربی بغداد بھاگ گئے تھے۔ ترکوں نے شہر چھوڑ کے شہر کے باہر اپنے اپنے خیمے نصب کئے تھے اور ملک الرحیم واسط سے بساسیری کو علیحدہ کرکے جیسا کہ خلیفہ قائم نے حکم دیا تھا بغداد کو روانہ ہوا۔ مگر واسط سے نکلتے دبیس بن مزید سے بوجہ رشتہ دامادی ملنے گیا۔ سلطان طغرلبک نے ایک عرضداشت باظہار اطاعت و فرمانبرداری خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کی اور ایک خط ترکوں کے نام بھیجا جسمیں انکو خلافت مآب کی اطاعت اور اسکی حضوری کی ہدایت کی تھی۔ ترکوں نے اس پر کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ

برعکس اسکے خلیفہ قائم سے بساسیری کو واپس بلانے کی استدعا کی کیونکہ یہ انکا نامی سردار تھا۔ اس اثناء میں ملک الرحیم بغداد پہنچگیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہوکے خلافت مآب کو سلطان طغرلبک سے مراسم قائم رکھنے کی راے دی۔ خلیفہ قائم نے اِس راے سے اتفاق کیا اور یہ حکم دیا کہ کل فوجیں بیرون بغداد سے حرم سرائے خلافت میں آکے قیام کریں اور سلطان طغرلبک کے پاس اطاعت اور فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے پیام بھیجیں کل فوج نے خلافت مآب کے اِس حکم کو بسر و چشم تسلیم کیا اور سلطان طغرلبک کی خدمت میں اس امر کے اظہار کو اپنے سرداروں کو بھیجا۔ اُدھر سلطان طغرلبک نے یہ پیام سُنکے مسرت ظاہر کی انعام اور جایزے دینے کا وعدہ کیا اِدھر خلیفہ قائم نے خطیبوں کو منابر جامع بغداد پر سلطان طغرلبک کے نام کے خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ خطیبوں نے آخر ماہ رمضان ۴۴۷ھ میں اس کے نام کا خطبہ بغداد کے کل جامع مسجدوں میں پڑھا۔ بعدازاں سلطان طغرلبک نے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے اجازت دیدی۔ رؤسا، امراء، اراکین دولت، فقہاء، قضاۃ اور سرداران دیلم جلوس کے ساتھ بغداد سے استقبال کو نکلے۔ سلطان طغرلبک نے بھی یہ سُنکے اپنے امراء اور وزراء کو ان لوگوں کے خیر مقدم کو روانہ کیا رئیس الرؤسا نے سلطان طغرلبک سے ملکے خلافت مآب کا پیام زبانی ادا کیا اور اِس کی و نیز ملک الرحیم اور لشکریوں کی طرف سے مراسم اتحاد قایم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان طغرلبک نے بغداد میں داخل ہوکے باب شماسیہ میں قیام کیا اسوقت ماہ رمضان المبارک ۴۴۷ھ کے تمام ہونے کو پانچ راتیں باقی رہی تھیں۔ قریش بن بدران والی موصل بھی انھیں دنوں سلطان طغرلبک سے ملنے کو بغداد آیا ہوا تھا۔ یہ پہلے ہی سے سلطان طغرلبک کا مطیع اور فرمانبردار ہوگیا تھا۔

دولت بنی بویہ کا انقراض

جسوقت سلطان طغرلبک بغداد میں وارد ہوا اس کے لشکری تمام شہر میں اپنی ضروریات کے حاصل کرنے کو منتشر ہوگئے۔ اتفاقاً ترکوں

اور ایک بازاری شخص سے جھگڑا ہو گیا۔ بازاریوں نے مجتمع ہو کے اِن لوگوں کو مارا اور ان پہ پتھر برسائے شور و غل کی آواز بڑھی۔ تمام باشندگانِ شہر کے کانوں تک پہنچی۔ شبہ یہ پیدا ہوا کہ ملک الرحیم اور سلطان طغرلبک سے لڑائی چھڑ گئی ہر چہار طرف سے کُل اہل بغداد ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ صرف اہل کرخ اِس میں شریک نہیں ہوئے۔ اِن لوگوں نے ترکوں کو اہل بغداد کے حملوں سے بچایا۔ حمایت کی۔ سلطان طغرلبک کے وزیر عمید الملک نے عدنان بن رضی نقیب علویہ کو شکریہ ادا کرنے کے لئے کرخ سے بُلا بھیجا۔ چنانچہ اس نے اہل کرخ کا سلطان طغرلبک کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ سرداران دیلم اور ملک الرحیم کے کل مصاحب اس طوفان بے تمیزی کی تہمت سے بچنے کے خیال سے محلسرائے خلافت میں چلے گئے اور سلطان طغرلبک کے سپہ سالاران لشکر عوام النّاس کی بغاوت کے فرو کرنے کو نکل کھڑے ہوئے۔ بغدادیوں کا ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ ہزار ہا زخمی ہوئے۔ رئیس الرؤساء اور اسکے مصاحبوں کے مکانات، رصافہ، خلفاء کے مقابر اور اکثر باشندگان بغداد کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ خوف، مصیبت اور بلاؤں کی کوئی حد نہ تھی۔ ہو کا عالم سارے شہر پہ طاری تھا۔ ہنگامہ کے اگلے دن سلطان طغرلبک نے خلیفہ قائم کے پاس ایک خط روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ یہ ساری حرکتیں دیلم اور ملک الرحیم کی ہیں اگر یہ لوگ فوراً حاضر ہو گئے تو اس جرم سے بری سمجھے جائینگے۔ ورنہ اُنکی سازش اور ان کے ارتکاب جرم کا یقین کامل ہو جائیگا۔ سب سے پہلے سلطان طغرلبک کے [illegible] [illegible] ہمراہ خلیفہ قائم آیا جس وقت خیمہ کے قریب پہنچا ترکوں نے لوٹ لیا اور جوں ہی ملک الرحیم کی صورت دکھائی دی فوراً اس کو مع اسکے ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا اور بحفاظت تمام قلعہ شیروان میں لیجا کے قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے چھٹے برس کا ہے۔

اِسی بلوائے عام میں ترکوں نے قریش بن بدران والی موصل اور اسکے ہمراہ[illegible]

عرب کو بھی لوٹ لیا تھا بحال پریشان صرف تن کے کپڑے لئے ہوئے بدر بن مہلہل کے خیمہ میں جاکے پناہ لی۔ سلطان طغرلبک نے اس واقعہ سے مطلع ہو کے قریش کو بلا بھیجا۔ خلعت دی اور پھر اس کو اسی کے خیمہ میں ٹھہرایا۔ بعد اس کے خلیفہ قایم نے سلطان طغرلبک کے پاس پیام بھیجا کہ میں نے اپنے ذمہ پر ملک الرحیم کو تمہارے یہاں حاضر کیا تھا تم نے میری ذمہ داری کا پاس نہ کیا اس کو مع اسکے ہمراہیوں کے قید کر لیا ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ تم اس کو رہا کر دو ورنہ میں بغداد چھوڑ کے کسی طرف نکل جاؤنگا مجھے تمھاری ذات سے یہ توقع نہ تھی، سلطان طغرلبک نے ملک الرحیم کے بعض ہمراہیوں کو رہا کر دیا مگر سبھوں کی جاگیریں ضبط کر لیں۔ اس وجہ سے ملک الرحیم کے اکثر ہمراہی بساسیری کے پاس چلے گئے جس سے اسکی جمعیت بڑھ گئی۔ سلطان طغرلبک نے دبیس بن مزید کے پاس اپنی اطاعت قبول کرنے اور بساسیری کو نکال دینے کا پیام بھیجا۔ دبیس نے اس پیام کے مطابق اپنے صوبہ میں سلطان طغرلبک کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور بساسیری کو نکال دیا۔ بساسیری بحال پریشان رحبہ چلا گیا اور مستنصر علوی والی مصر سے خط وکتابت شروع کی۔

چونکہ ترکان بغداد نے سلطان طغرلبک کی مخالفت کی تھی اس وجہ سے سلطان طغرلبک نے بغداد پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اپنے لشکریوں کو ان کے لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا چنانچہ ترکان سلجوقیہ سواد بغداد میں ہر چہار طرف پھیل گئے جانب مغرب میں تکریت سے نیل تک اور جانب شرقی میں نہروانات تک تاخت و تاراج کر ڈالا۔ دیہات، قصبات، اور شہر کے شہر اُجڑ گئے۔ رعایا اور باشندگان شہر پریشان و تباہ ہو کر ادھر اُدھر جلا وطن ہو گئے۔

اس عام غارتگری سے فارغ ہو کے سلطان طغرلبک نے انتظام مملکت کی جانب توجہ کی ہزارسب بن تنکیر بن عیاض کو بہ اداے تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار

سالانہ اہواز اور بصرہ کی سند حکومت عطا کی۔ ارجان کو جاگیر میں دیا اور یہ اجازت دی کہ صرف اہواز میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے ابو علی بن ابو کالیجار کو قرمیسین اور اس کے صوبہ کو جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ اہل کرخ کو اذان صبح میں "الصلوٰۃ خیر من النوم" کہنے کا حکم دیا دار المملکت کی بنیاد ڈالی اور بعد تیاری ماہ شوال سنہ رواں میں وہیں جا کے قیام پذیر ہوا

اسی ۴۴۷ھ میں ذخیرۃ الدین ابو العباس محمد بن خلیفہ قائم بامر اللہ نے وفات پائی۔ بعد اس کے سنہ آیندہ میں سلطان طغرلبک نے اپنی بھتیجی ارسلان خاتون خدیجہ بنت داؤد کا نکاح خلیفہ قائم سے کر کے رشتہ مصاہرت قائم کیا۔ جلسہ عقد میں عمید الملک وزیر سلطان طغرلبک، ابو علی بن ابو کالیجار، ہزار شب بن تنکیر بن عیاض کردی۔ اور ابن ابی الشوک وغیرہم رؤسار اتراک افواج سلطان طغرلبک موجود اور شریک تھے۔ رئیس الرؤسا نے یہ منگنی کی تھی اور وہی اس عقد میں ارسلان خاتون کا ولی ہوا تھا۔ خلیفہ قائم نے بنفسہ قبول کیا تھا نقیب النقبار ابو علی بن ابی تمام، نقیب علوین عدنان بن رضی اور قاضی ابو الحسن ماوردی وغیرہم بھی شریک جلسہ تھے۔

ابو الغنائم کی بغاوت

رئیس الرؤسا نے ابو الغنائم بن محلبان کی در بارۂ حکومت واسط سفارش کی تھی جس کی وجہ سے ابو الغنائم کو بلا تامل سند حکومت واسط مل گئی۔ ابو الغنائم نے واسط پہنچ کے رؤسا و امرائے واسط سے میل جول پیدا کر کے اپنی قوت بڑھائی ایک لشکر بھی مرتب کر لیا۔ اہل بطیحہ سے بھی سازش کر لی جب ہر طرح کی اپنی مضبوطی کر لی تو واسط کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں۔ شہر پناہ بنوایا اور مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ نتیجہ اس پر یہ ہوا کہ ان کشتیوں کو گرفتار کر لیا جو خلیفہ قائم کے لئے مال و اسباب لئے ہوئے تھیں۔ دار الخلافت میں اسکی خبر لگی۔ عمید العراق ابو نصر اس کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ [illegible] باہر ایک میدان میں معرکہ آرائی ہوئی کھیت ابو نصر کے ہاتھ رہا۔ ابو الغنائم بھاگ کھڑا ہوا اس کے اکثر ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ ابو نصر خندق عبور کر کے شہر پناہ تک پہنچ گیا۔

عوام الناس تھوڑی دیر تک شہر پناہ کی فصیلوں سے لڑتے رہے بالآخر یہ بھی بھاگ نکلے اور شہر کو ابو نصر کے حوالہ کر دیا۔ ابوالغنائم معہ اپنے وزیر ابن فسانجس کے واسط کو خیر آباد کہکے چل کھڑا ہوا۔ مگر جوں ہی ابو نصر واسط میں منصور بن حسین کو مامور کرکے بغداد کیجانب واپس ہوا ابن فسانجس وزیر واسط لوٹ آیا جسقدر ترک ہاتھ آئے سبھوں کو تہ تیغ کیا اور دوبارہ مستنصر علوی والی مصر کا خطبہ جامع واسط میں پڑھا منصور بن حسین جان بچانے کی غرض سے مدار بھاگ گیا۔ دار الخلافت میں ان واقعات کی رپورٹ بھیجی۔ امداد طلب کی۔ ابو نصر اور رئیس الرؤسا نے واسط کے محاصرہ کا حکم دیا منصور نے بموجب اس حکم کے واسط پر پہنچکے محاصرہ ڈالدیا۔ ابن فسانجس وزیر مقابلہ پر آیا۔ گھمسان لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار شدت حصار اور طول جنگ سے تنگ آکے ابن فسانجس گھبرا گیا۔ اور اکثر اہل واسط نے منصور سے امن کی درخواست کی ابن فسانجس عنوان جنگ بدلا ہوا دیکھ کے بھاگ گیا منصور کے لشکریوں نے تعاقب کیا اور گرفتار کر لائے۔ ماہ صفر ۴۴۹ھ[1] میں پا بزنجیر بغداد لائے تشہیر کراکے قتل کر ڈالا۔

جنگ بساسیری و قطلمش

آخری شوال ۴۴۸ھ میں قطلمش (یہ سلطان طغرلبک کے چچا کا بیٹا اور بنی قلج ارسلان ملوک بلاد روم کا دادا ہے) ہمراہی قریش بن بدران والی موصل بساسیری اور دبیس بن مزید سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ قریب سنجار معرکہ آرائی کی نوبت آئی اتفاق یہ کہ قطلمش اور قریش کو ہزیمت ہوئی۔ ایک گروہ کثیر ان کے ہمراہیوں کا کھیت رہا۔ قریش بن بدران زخمی ہوا گرفتار ہو کے دبیس بن مزید کے روبرو پیش کیا گیا۔ دبیس نے عزت سے ہاتھ ملایا اور ان سبھوں کو لیکے موصل گیا۔ خلیفہ مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا مستنصر علوی نے انکو اور نیز جابر بن ناشب، ابوالحسن بن عبدالرحیم، ابوالفتح بن ورام، نصر بن عمر اور محمد بن حماد کو خلعت اور خوشنودی مزاج کا فرمان بھیجا۔

---

[1] یہ واقعہ ۴۴۹ھ کا ہے۔ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۶۱۔

موصل پر طغرلبک کی چڑھائی

بغداد میں سلطان طغرلبک کے طول قیام سے رعایا کو تکلیفیں اور ایذائیں پہنچنے لگیں لشکر کی کثرت تھی ہر چیز گراں ہو گئی علاوہ بریں فوجی سپاہی بھی جا بجا دست درازی بھی کر بیٹھتے تھے خلیفہ قائم نے نصیحت نامہ خط تحریر کیا اور باشندگان بغداد کی حالت لکھ بھیجی جس میں وہ گرفتار تھے سلطان طغرلبک نے معذرت کی کہ بوجہ کثرت فوج معذور ہوں بعد اس کے اسی شب کو سلطان طغرلبک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس کو اس عذر ناموجہ پر از گناہ اور جابرانہ حرکات پر جھڑک رہے ہیں۔ صبح ہوتے ہی اپنے وزیر عمید الملک کی زبانی خلافت مآب کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ جیسا کہ خلافت مآب نے ارشاد فرمایا ہے بسر و چشم میں اس کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ اسی دن لشکریوں کو رعایا کے مکانات سے نکال کے بغداد کے باہر خیموں میں ٹھہرایا اور لوگوں کے مطالبات ادا کرنے کا حکم دیا۔ اسی اثناء میں قطلمش اور بساسیری کی لڑائی اور قریش والی موصل کا علویوں کی طرف مائل ہو جانے کی خبر گوش گذار ہوئی۔ فوراً تیاری کا حکم دیدیا۔ تیرہ مہینے بعد بغداد سے بقصد موصل کوچ کیا اوانا اور عکبرا کو تاخت و تاراج کرتا ہوا تکریت پہنچا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ تا آنکہ والی تکریت نصر بن عیسیٰ نے علم خلافت عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ سلطان طغرلبک اس سے کچھ مال و اسباب بطور تاوان جنگ وصول کر کے بوازیج کی جانب فراہمی لشکر کی غرض سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس کی روانگی کے بعد نصر والی تکریت کا انتقال ہو گیا۔ اس کی ماں غریبہ بنت غریب بن مقن اس خوف سے کہ مبادا اس کا بھائی ابو الغشام تکریت پر قبضہ نہ کر لے تکریت کو ابو الغنائم کے حوالہ کر کے موصل چلی گئی۔ وہیں بن مزید کے یہاں فروکش ہوئی ابو الغنائم نے رئیس الرؤساء سے خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی اور تکریت کو سلطان طغرلبک کے سپرد کر کے بغداد چلا آیا۔ سلطان طغرلبک ۴۴۹ھ تک بوازیج میں خیمہ زن رہا۔ جب اس کا بھائی یاقوتی لشکر لے کے آگیا تو اس نے موصل کی طرف کوچ کیا روانگی

کے وقت ہزارشب بن تنکیر کردی کو شہر بلد جاگیر میں دیا۔ لشکریوں نے بلد کے لوٹنے کا قصد کیا۔ سلطان طغرلبک نے ممانعت کی بعد ازاں اہل بلد کو موصل چلے جانیکی اجازت دیدی اور خود نصیبین کی طرف متوجہ ہوا۔ ہزارشب کو ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے عرب کے لوٹیروں کے مقابلہ پر مامور کیا۔ ہزارشب نے عرب کے جائے قیام کے قریب پہنچکے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ اور دوسرے حصہ کے ساتھ حملہ آور ہوا تھوڑی دیر لڑکے پیچھے ہٹا۔ عرب آگے بڑھے۔ ہزارشب لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا آتا تھا اور عرب دلیری کے ساتھ جوش کامیابی میں آگے بڑھے آتے تھے۔ جوں ہی کمین گاہ سے متجاوز ہوئے ہزارشب کی فوج نے کمین گاہ سے نکلکے حملہ کر دیا۔ عرب کے حواس جاتے رہے شکست کھا کے بھاگے۔ ترکان سلجوقیہ نے قتل و قید کا ہنگامہ گرم کر دیا۔ گروہ کثیر گرفتار کر لیا گیا۔ ازانجملہ بنی نمیر اصحاب حران ورقہ بھی تھے۔ ہزارشب نے ان سب قیدیوں کو سلطان طغرلبک کے حضور میں پیش کیا۔ سلطان طغرلبک نے سبھوں کے قتل کا حکم دیدیا۔

اس واقعہ سے دبیس اور قریش کی گرمی دماغ فرو ہوگئی۔ ہزارشب کے پاس سلطان طغرلبک کے راضی کرنے کا پیام بھیجا۔ ہزارشب کے کہنے سننے سے سلطان طغرلبک نے ان دونوں کی عفو تقصیر کر دی۔ باقی رہا بساسیری اس کی نسبت یہ کہا کہ چونکہ اس کی خطا کا تعلق خلافت مآب سے ہے اس وجہ سے ہم نہیں معاف کر سکتے۔ خلافت مآب جو چاہیں کریں ہم انکے حکم کے تابع و فرمانبردار ہیں۔ اسی بنا پر بساسیری نے رحبہ کی جانب کوچ کر دیا۔ بغدادی ترکوں، عقیل بن مقلد اور ایک گروہ بنی عقیل نے اس کی اتباع کی۔ تب سلطان طغرلبک نے ابوالفتح بن ورام کو بساسیری کے پاس اس کے خیالات دریافت کرنے کو روانہ کیا۔ ابوالفتح نے واپس ہو کے بیان کیا کہ بساسیری آپ کے حکم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکانے کو تیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہزارشب کو امان نامہ لیکے اسکے پاس روانہ کیجئے چنانچہ سلطان طغرلبک نے ہزارشب کو امان نامہ

لیکے بساسیری اور فضل کے پاس روانہ کیا۔ ہزارشب نے ان دونوں کو سلطان طغرلبک کی خدمت میں حاضر ہونے پر بہت کچھ ابھارا (جان و مال کی) اماں دینے کی قسم کھائی مگر ان دونوں پر نخوت کچھ ایسا غالب ہوگیا تھا کہ انھوں نے ہزارشب کی ایک بھی نہ سُنی۔

بعد اس کے قریش نے ابو السرا د ہبتہ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے منصور کو سلطان طغرلبک کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان طغرلبک نے ان دونوں سے بعزت و احترام ملاقات کی اور ان دونوں کو اُن کے صوبجات کی سند حکومت تحریر کر کے عنایت فرمائی۔ قریش کے زیر حکومت نہر الملک، بادرویا، انبار، ہیت، دجیل نہر بیطر، عکبرا، اوانا، تکریت، موصل اور نصیبین تھا۔

عرب کی سرکوبی سے فارغ ہو کے سلطان طغرلبک نے دیار بکر کا رُخ کیا جزیرہ ابن عمر پر پہنچکے محاصرہ ڈالا۔ والی جزیرہ نے عفو تقصیر کی درخواست کی تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ اثنائے محاصرہ میں ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی) ملنے کو آیا۔ امرا اور رؤسا شہر نے حاضر ہو کے نذریں گذرانیں۔ ابراہیم کے آنے پر سلطان طغرلبک نے ہزارشب کو دبیس اور قریش کے پاس روانہ کیا (ان دونوں نے بعد مراجعت سلطان پھر ہاتھ پاؤں نکالے تھے) اور عواقب سرکشی و بغاوت سے ڈرایا۔ دبیس تو اپنے صوبہ عراق چلا گیا۔ اور قریش بساسیری کے پاس رحبہ ٹھہرا رہا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا مسلم بن قریش بھی تھا۔

اسی اثنا میں قتلمش نے جو کہ سلطان طغرلبک کا چچازاد بھائی تھا۔ اہل سنجار کی سال گذشتہ کی بے عنوانیوں کی شکایت کی کہ ان لوگوں نے جس وقت میں قریش اور دبیس سے شکست کھا کے واپس آرہا تھا مجھے سخت تکلیف پہنچائی تھی اور میرے آدمیوں کو مار ڈالا تھا۔ سلطان طغرلبک نے ایک لشکر سنجار پر بھیجا جس نے محاصرہ طویل کے بعد بزور تیغ سنجار کو مفتوح کر دیا۔ کئی روز قتل و خونریزی کا بازار گرم رہا

علی بن وصی امیر سنجار بھی مارا گیا۔ باقیماندگاں کی بابت ابراہیم نے سفارش کی سلطان طغرلبک نے ان لوگوں کی عفو تقصیر کی سنجار اور اس کے ساتھ ہی موصل و مضافات موصل کی عنان حکومت ابراہیم کو دی۔ اس عرصہ میں ۴۴۹ھ کا دور آ گیا سلطان طغرلبک نے بغداد کی جانب مراجعت کی۔ رئیس الرؤساء خلافت مآب کی جانب سے استقبال کو آیا۔ خلافت مآب کا سلام پہنچایا۔ طلائی جام مرصع بجواہر پیش کیا۔ خلعت دی۔ سلطان طغرلبک نے شکرگزاری کے ساتھ خلعت کو زیب تن کیا اور شاداں و فرحاں بغداد میں داخل ہو کے دربار خلافت میں حاضر ہونے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے حاضری کی اجازت دی۔ اور اسی غرض سے دربار عام کیا سلطان طغرلبک معہ اپنے سرداران لشکر اور مصاحبوں کے کشتیوں پر سوار ہو کے آیا۔ جوں ہی خشکی پر قدم رکھا خلافت مآب کی خاص سواری کا گھوڑا پیش کیا گیا سوار ہو کے دربار خلافت میں حاضر ہوا اس وقت خلیفہ قائم ایک تخت پر جو زمین سے تقریباً دس گز بلند تھا رونق افروز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے تھا ہاتھ میں ایک چھڑی تھی سامنے کرسیاں پڑی ہوئی تھیں سلطان طغرلبک نے حاضر ہو کے دستور کے مطابق زمین بوسی کی اور خلافت مآب کے اشارہ پر ایک کرسی پر ادب کے ساتھ بیٹھ گیا۔ رئیس الرؤسا نے خلافت مآب کی جانب سے کھڑے ہو کے کہنا شروع کیا "امیر المومنین خلیفۃ المسلمین تمہاری کوششوں کے بیحد شکرگزار ہیں اور تمہاری جاں نثاری اور خدمتگزاری کے حد سے زیادہ مداح ہیں۔ امیر المومنین کو تمہاری حاضری سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ امیر المومنین تم کو کل بلاد کی حکومت عطا فرماتے ہیں جس کا حکمراں اللہ جل شانہ نے انکو بنایا ہے اور خلق اللہ کے مراعات و داد و فریاد تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ لازم ہے کہ اس حکومت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ سے ظاہر و باطن ڈرتے رہو۔ امیر المومنین کے احسانات و الطافات کو فراموش نہ کرو۔ عدل و انصاف کے پھیلانے ظلم و جور کے روکنے اور رعیت کے اصلاح میں

بجان و دل ساعی رہو"۔ سلطان طغرلبک نے زمین بوسی کی۔ خلیفہ قائم نے اشارہ کیا۔ خلعت فاخرہ عطا ہوئی اور "ملک المشرق والمغرب" کا خطاب عنایت ہوا۔ سلطان طغرلبک نے بڑھ کے خلافت مآب کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ خلعت کو اٹھا کے آنکھ سے لگایا اور بنظر افتخار سر پر رکھ لیا۔ رئیس الرؤسا نے سند حکومت لکھ کے سلطان طغرلبک کے حوالہ کیا۔ دربار برخاست ہوا۔ سلطان طغرلبک اپنے فرودگاہ پر آیا۔ پچاس ہزار دینار اور پچاس ترکی غلام مع گھوڑے اور سائیسوں اور عمدہ عمدہ پارچہ جات کے بطور نذر خلافت مآب کی خدمت میں بھیجدیا۔

ابراہیم اور طغرلبک

ابراہیم نے بلاد جبل اور ہمدان پر قبضہ کر رکھا تھا۔ اور آہستہ آہستہ اطراف بلاد جبل و ہمدان سے حلوان تک ۴۳۷ھ میں قابض ہو گیا تھا بعد اسکے ابراہیم اور سلطان طغرلبک سے اَن بن ہو گئی اس بنا پر کہ سلطان طغرلبک نے اس سے شہر ہمدان اور بلاد جبل کے قلعات کو جو اسکے قبضہ میں تھے واپس طلب کیا تھا اور ابراہیم نے جوش مردانگی میں آکے انکار کر دیا۔ طرّہ اس پر یہ ہوا کہ ایک لشکر فراہم کر کے عساکر سلطانی سے جا بھڑا مگر پہلے ہی حملہ میں مُنہ کی کھائی۔ ہزیمت اُٹھا کے بھاگا۔ قلعہ سرماج میں جا کے پناہ گزیں ہوا۔ سلطان طغرلبک نے پہنچکے اسکا محاصرہ کر لیا۔ بمجبوری ابراہیم نے عفو تقصیر کی درخواست کی اور دروازہ قلعہ کو کھولدیا۔ سلطان طغرلبک نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۱ھ کا ہے۔

سلطان طغرلبک قلعہ سرماج پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا اور اُس کو یہ حکم دیا کہ تمھارا جی چاہے تو میرے ساتھ ہیں قیام پذیر رہو یا جس صوبہ کو پسند کرو میں وہاں کی سند حکومت تم کو دیدوں۔ تم وہاں چلے جاؤ۔ ابراہیم نے پہلی صورت اختیار کی۔

ان واقعات کے بعد ۴۴۷ھ میں سلطان طغرلبک کا دار الخلافت بغداد پر

پورے طور سے قبضہ ہوگیا۔ اور اس کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا بساسیری نے
قریش بن بدران والی موصل اور دبیس بن مزید صاحب حلہ کی پشت گرمی سے بغاوت
و سرکشی کی۔ سلطان طغرلبک نے انکی سرکوبی کو بغداد سے خروج کیا۔ ابراہیم نیال
(سلطان کا بھائی) بھی اپنی فوج لئے ہوئے آملا۔ چنانچہ سلطان طغرلبک نے موصل
کو قریش کے قبضہ سے نکال کے ابراہیم کے سپرد کردیا علاوہ اس کے سنجار، رحبہ اور کل
صوبہ جات کو جو قریش کے زیر حکومت تھے انکی سند حکومت بھی ابراہیم کو عطا کی اور ۴۴۹ھ
میں واپس بغداد آیا۔ بعد ازاں ۵۰ھ میں یہ خبر مسموع ہوئی کہ ابراہیم نے موصل سے
بلاد جبل کی طرف کوچ کیا ہے اس سے سلطان طغرلبک کو خطرہ پیدا ہوا۔ واپسی کا خط
لکھ بھیجا۔ خلیفہ قایم نے بھی اسی مضمون کا فرمان کندری کے ہاتھ روانہ کیا چنانچہ ابراہیم
نے کندری کے ہمراہ بغداد کی طرف مراجعت کی۔ بساسیری اور قریش بن بدران نے یہ
خبر پاکے موصل پر چڑھائی کردی اور پہنچتے ہی ایک دن میں اس پر قبضہ کرلیا۔ سلطان
طغرلبک نے اس واقعہ سے مطلع ہوکے موصل پر فوجکشی کردی۔ بساسیری اور قریش موصل
چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سلطان طغرلبک ان دونوں کا نصیبین تک تعاقب
کرتا چلا گیا۔ اسی مقام سے اس کا بھائی ابراہیم اس سے علیحدہ ہوکے ماہ رمضان ۴۵۰ھ
میں ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ علوی والی مصر اور بساسیری نے
اس سے خط و کتابت کرکے اپنی طرف مائل کرلیا تھا اور حکومت و سلطنت کی طمع دلائی
تھی۔ سلطان طغرلبک کو اس خطرہ کا خیال پیدا ہوا نصیبین سے ابراہیم کے تعاقب
میں کوچ کردیا اور اپنی بیوی خاتون کو اپنے وزیر عمید الملک کندری کے ہمراہ بغداد
واپس کردیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا ہمدان پہنچا۔ اس عرصہ میں ارکان بغداد کی فوج بھی
آگئی قلعہ ہمدان کا محاصرہ کرلیا۔ اس کے بھائی ابراہیم کے پاس بھی ترکوں کا ایک گروہ
کثیر مجتمع ہوگیا۔ ابراہیم نے انکے اطمینان کے لئے طغرلبک سے مصالحت نکرنے اور انکو

عراق نہ لیجانے کی قسم کھائی۔ اتفاق سے انھیں دنوں محمد و احمد پسران ارتاش (یہ ابراہیم کا بھائی پڑتا) بھی غزنی کی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے ابراہیم کی کمک پر آگیا جس سے اسکی قوت بڑھ گئی۔ چونکہ سلطان طغرلبک کے ہمراہ مختصر فوج تھی محاصرہ سے دست کش ہو کے رے چلا آیا۔ اور اپنے برادر زادہ ارسلان بن داؤد کو یہ واقعات لکھ بھیجے (مزید طلب ا کی۔ (ارسلان نے بعد اپنے باپ داؤد کے ۴۵۱ھ میں خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی جیسا کہ اِن کے حالات میں بیان کیا جائیگا) پس ارسلان نے کثیر التعداد لشکر فراہم کر کے ہمدان پر چڑھائی کر دی۔ یاقوت اور قاروت بک (یہ دونوں اسکے بھائی تھے) بھی اس مہم میں اس کے ہمراہ تھے۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے مقابلہ کیا۔ مگر شومی بخت سے شکست کھا کے بھاگا۔ اثنا دگیر و دار میں معہ اپنے برادر زادگان محمد و احمد کے گرفتار ہو گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد سلطان طغرلبک کے روبرو پیش کیا گیا۔ سلطان طغرلبک نے سبھوں کو قتل کر ڈالا۔ اور خلیفہ قائم کے فرمان کے مطابق بغداد کی جانب مراجعت کی۔

خلیفہ قایم کی معزولی و بحالی

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ سلطان طغرلبک اپنے بھائی سے لڑنے کو ہمدان چلا گیا تھا اور اپنے وزیر عمید الملک کو خلافت مآب کی خدمت میں بغداد روانہ کر دیا تھا اور بساسیری و قریش بن بدران یہ خبر پا کے کہ سلطان طغرلبک آ رہا ہے موصل چھوڑ کے بھاگ گئے تھے۔ جوں ہی سلطان طغرلبک نے ہمدان کا رُخ کیا بساسیری و قریش نے موقع پا کے بغداد کا راستہ لیا۔ اس وجہ سے عوام الناس اور بازاریوں کی گرم بازاری ہو گئی۔ خلیفہ قائم نے دبیس بن مزید کو عمدہ عجابت دینے کو بغداد بلا بھیجا۔ چنانچہ دبیس ایکسو سواروں کی جمعیت سے بغداد آگیا۔ شرقی بغداد میں قیام پذیر ہوا۔ خلیفہ قائم سے یہ کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے ہمراہ بغداد سے نکل چلئے۔ اور ہزارشب کو جو اس وقت واسط میں تھا۔ دشمنانِ خلافت کی مدافعت کو طلب کیا۔ ہزارشب نے آنے میں تاخیر کی اتنے میں بساسیری آٹھویں ذیقعدہ سنہ ۴۵۰ھ کو چارسو جنگ آور غلاموں کی جمعیت سے بغداد میں

بغداد میں داخل ہوگیا۔ ابوالحسین بن عبدالرحیم وزیر بھی اسکے ہمراہ تھا حسین بن بدران ایک سو سواروں سے آیا ہوا تھا۔ یہ لوگ شہر کے باہر متفرق طور پر خیمہ زن تھے لشکر بغداد اور باشندگان شہر عمید العراق کے پاس مجتمع ہوئے اور مسلح ہو کے بساسیری کے مقابلہ پر آئے۔ مگر بلا جدال و قتال واپس چلے گئے۔ بساسیری نے بغداد میں داخل ہو کے پہلے جامع منصور میں بعد ازاں جامع رصافہ میں مستنصر علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اذان میں "حی علے خیر العمل" کے کہنے کا حکم دیا۔ اور مقام زاہر میں مع اپنے لشکر کے پڑاؤ کیا۔ چونکہ بساسیری مذہب شیعہ رکھتا تھا۔ اس وجہ سے شیعہ اسکا دم بھرتے تھے۔ اور اہل سُنت و جماعت ترکوں کی مخالفت اور بدسلوکی کے سبب سے اس کے ہم آہنگ تھے۔ کندری بانتظار سلطان طغرلبک لڑائی کی چھیڑ چھاڑ نہیں کیا چاہتا تھا۔ اور رئیس الرؤسا ہر لحظہ آمادہ جنگ تھا۔ حالانکہ معرکہ آرائی میں اسکو کچھ دخل نہ تھا۔ ایک روز اتفاق سے بغیر اطلاع کندری رئیس الرؤسا مسلح ہو کے نکل پڑا۔ فنون جنگ سے واقفیت تو تھی نہیں شکست کھائی ایک گروہ کثیر اسکے ہمراہیوں کا کام آگیا۔ باب الازج جو محلسرائے کا دروازہ تھا لوٹ لیا گیا۔ اہل حریم افغان و خیزاں محلسرائے خلافت کے گوشوں میں جا چھپے۔ خلیفہ قائم نے کندری کو دشمنان خلافت کی مدافعت کا حکم دیا اور خود بھی جنگی لباس پہنکے لڑنے کو نکلا۔ اس وقت فتحمند گروہ لوٹ مار کرتا ہوا باب الفردوس تک پہنچگیا تھا۔ اور کندری نے قریش سے امن حاصل کر لی تھی بمجبوری خلیفہ قائم محلسرائے خلافت واپس آیا۔ اور محلسرائے خلافت کی فصیل سے قریش کو پکارا اور بذریعہ رئیس الرؤسا امن کی درخواست کی۔ رئیس الرؤسا بھی امن کا خواستگار ہوا۔ قریش نے دونوں کو امان دی رئیس الرؤسا اور خلیفہ قائم محلسرائے خلافت سے نکلکر قریش کے ساتھ ہو لئے بساسیری کو قریش کی یہ بدعہدی ناگوار گذری۔ بول اٹھا "اے قریش تونے ہمارے

ساتھ بدعہدی کی" قریش نے جواب دیا "یہ بدعہدی نہیں ہے ہم سے اور تم سے یہی
عہد ہوا تھا۔ کہ جس پر ہم لوگ قابض ہونگے بالمشارکت قابض ہونگے۔ یہ رئیس الرؤسار
تمھارا ہے اور خلیفہ میرا ہے" پس جس وقت رئیس الرؤسار بساسیری کے روبرو پیش ہوا
بساسیری کمال تندخوئی سے پیش آیا۔ رئیس الرؤسار نے عفو تقصیر کی استدعا کی۔
بساسیری نے انکار کیا۔ باقی رہا خلیفہ قائم۔ اس کو قریش اسی صورت سے جیسا کہ وہ تھا
اپنے لشکرگاہ میں لایا۔ اپنے خاص خیمہ میں اُتارا اور اس کی بیوی ارسلان خاتون بنت
برادر سلطان طغرلبک کو اپنے ایک معتمد خاص کے سپرد کیا۔ اور اس کی خدمتگزاری
کا حکم دیا۔ دارالخلافت اور حرم سرائے خلافت کئی دن تک لُٹتا رہا۔ بعد ازاں قریش
نے خلیفہ کو اپنے برادر عم زاد مہارش بن مجلی کی حفاظت میں دیا۔ مہارش نے اس کو بغداد
سے حدیثہ عانہ میں لاکے ٹھہرایا اور بساسیری بغداد ہی میں مقیم رہا۔ مصری امرار کے
ساتھ نماز عید الاضحیہ پڑھی۔ رؤسار شہر کے ساتھ حسن سلوک پیش آیا۔ فقہار اور قضاۃ
کے وظائف اور تنخواہیں دیں۔ تعصب مذہبی کو دخل نہیں دیا۔ خلیفہ قائم کی ماں کو
بدستور اسی کے مکان میں رہنے دیا۔ لونڈیاں خدمت کرنے کو دیں۔ اور مصارف ورثہ
کے لئے تنخواہ مقرر کر دی۔

ہنگامہ فرو ہونے پر قریش نے محمود بن اخرم کو کوفہ اور فرات کی گورنری عطا
کی۔ اور بساسیری نے رئیس الرؤسار کو آخر ذی الحجہ ۴۵۰ھ میں جیل سے نکال کے
حدنجمی کے قریب اسکی وزارت کے پانچویں برس صلیب پر چڑھا دیا۔ ابن ماکولا کہتا
ہے کہ رئیس الرؤسار کی شہادت ۴۱۲ھ میں ہوئی تھی۔

دارالخلافت بغداد کی غارتگری سے فارغ ہوکے بساسیری نے مستنصر علوی
والی مصر کی خدمت میں نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ عراق میں دولت علویہ کے تاجدار
کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اطلاع کی اتفاق وقت سے ان دنوں ابوالفرج

برادرزادہ ابوالقاسم مغربی مصر میں وزارت کر رہا تھا۔ اس نے بساسیری کے اس فعل کی بیحد مذمت کی اور والی مصر کو اس کے عواقب امور سے ڈرایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مدت تک بساسیری کی عرضداشت کا جواب نہ دیا گیا اور پھر جواب بھی دیا گیا تو بساسیری کے خلاف امید جواب ملا۔

بعد اس کے بساسیری نے بغداد سے واسط و بصرہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اہواز کی طرف بڑھا۔ ہزار شب بن تنکیر والی اہواز نے مصالحت کا پیام بھیجا چنانچہ ایک مقدار مقررہ خراج سالانہ بھیجنے پر صلح ہو گئی۔ بعد مصالحت بساسیری نے ماہ شعبان ۴۵۱ھ میں واسط کا رخ کیا۔ صدقہ بن منصور بن حسین اسدی اس سے علیحدہ ہو کے ہزار شب کے پاس چلا آیا۔ اس کو بعد اس کے باپ کے سند حکومت عطا ہوئی تھی جیساکہ آئندہ ہم تحریر کرینگے۔

اِن واقعات کے بعد بساسیری تک یہ خبر پہنچی کہ سلطان طغرلبک کو بمقابلہ ابراہیم (برادر سلطان مذکور) کامیابی حاصل ہو گئی۔ ہنوز اس نے اپنی بابت کوئی رائے قائم نہیں کی تھی کہ سلطان طغرلبک نے قریش اور بساسیری کے پاس یہ پیام بھیجا "تم لوگ فوراً خلافت مآب کو دارالخلافت میں واپس بھیجدو اور خطبہ و سکہ اسکے نام کا بدستور جاری کردو میں فقط اسی امر پر قانع ہو جاؤنگا ورنہ مجھے اپنے سر پر پہنچا ہوا تصور کرو"۔ بساسیری نے انکاری جواب دیا اس بناء پر سلطان طغرلبک نے لشکر آراستہ کر کے عراق کیجانب کوچ کیا۔

جس وقت سلطانی مقدمۃ الجیش قصر شیریں میں پہنچا اور بغداد میں یہ خبر مشہور ہوئی۔ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ اہل کرخ معہ اپنے اہل و عیال کے براہ خشکی و دریا بھاگ گئے بنو شیبان کی بن آئی۔ غارتگری شروع کر دی۔ بساسیری بھی معہ اہل و عیال چھٹی ذیقعدہ ۴۵۱ھ کو بغداد میں داخل ہونے کے کامل ایک برس بعد بغداد سے کوچ کر گیا۔ بدنظمی، غارتگری اور آتش زنی کی گرم بازاری ہو گئی۔ اِس اثناء میں سلطان طغرلبک بغداد پہنچ گیا۔ اثناء

راہ سے امام ابوبکر احمد بن محمد بن ایوب معروف بہ ابن فورک کو قریش بن بدران کے پاس اسکے اس سلوک کا شکریہ ادا کرنے کو بھیجا جو اس نے خلیفہ قائم اور اس کی بیوی ارسلان خاتون (سلطان طغرلبک کی بھتیجی) کے ساتھ کئے تھے اور ان دونوں کو واپس لانے پر بھی اس کو مامور کیا۔ لیکن امام ابوبکر کے پہنچنے سے پیشتر قریش نے خلیفہ قائم کو مع اسکی بیوی کے مہارش کے پاس بھیجدیا تھا اور یہ ہدایت کردی تھی کہ خلافت مآب کو لیکے تم کسی بیابان میں چلے جاؤ۔ تاکہ سلطان طغرلبک یہ خبر پاکے قصد عراق سے باز رہے اور اس کے بعد سے ہم جو چاہینگے سلطان سے بزور تحکم کرا لینگے۔ مہارش نے اسکی تعمیل سے انکار کیا۔ اسوجہ سے کہ بساسیری نے بدعہدی کی تھی اور یہ معذرت کی کہ میں نے خلافت مآب سے کچھ ایسا قول و اقرار کیا ہے کہ جسکا توڑنا میرے امکان سے باہر ہے۔ اس پیام بھیجنے کے بعد مہارش مع خلافت مآب کے عراق کی جانب روانہ ہوا اور بدر بن مہلہل کے شہر کا راستہ اختیار کیا۔ ابن فورک کو اسکی خبر لگ گئی۔ نہایت تیزی سے طے مسافت کرکے بدر کے پاس پہنچ گیا۔ خلافت مآب سے ملاقات کی۔ بدر نے سلطان طغرلبک کی طرف سے ہدایا و تحائف پیش کئے۔ اتنے میں سلطان طغرلبک تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ فوراً اپنے وزیر کندری کو مع امراء و دولت و ارکین سلطنت، حجاب، خیمے، پردے اور گھوڑے کے خلیفہ قائم کے لانے کو روانہ کیا۔ بدر کے شہر میں ان لوگوں کو خلافت مآب کی ملازمت کا شرف حاصل ہوا۔ خلافت مآب کو ان کے ملنے سے بیحد مسرت ہوئی۔ چوبیسویں ذیقعدہ سنہ ۴۵۱ھ کو مع ان لوگوں کے بغداد کی جانب روانہ کیا۔ سلطان طغرلبک خبر روانگی سے مطلع ہو کے استقبال کو آیا۔ نہروان میں ملاقات ہوئی دست بوسی کی۔ سلامتی کی مبارکباد دی۔ اور اتنے دنوں خلافت مآب کی خبر گیری میں تاخیر کرنے کی معذرت کی۔ میرا بھائی داؤد خراسان میں انتقال کر گیا تھا۔ ابراہیم والی ہمدان نے علم بغاوت کے مقابلہ میں بغاوت کردی تھی میں اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی طرف متوجہ تھا۔ چنانچہ خلافت مآب کے اقبال اور اللہ ذی الجلال والاکرام کے افضال سے ابراہیم

باغی وسرکش پر اس خادم کو فتحیابی حاصل ہوئی۔ اور اُس کو میں نے بجرم بغاوت مار ڈالا اور داؤد کے لڑکوں کو داؤ کی جگہ پر قائم کیا۔ اب میرا قصد بساسیری کے تعاقب میں شام جانیکا ہے اور خلافت مآب اجازت دیں تو والی مصر سے بھی دو چار ہونے کا ارادہ ہے" خلیفہ قائم نے خوش ہو کے اپنے ہاتھ سے سلطان طغرلبک کے گلے میں تلوار حمائل کی اور ارشاد فرمایا "سوائے اِس کے امیر المومنین کے قبضہ میں اس وقت اور کچھ نہیں ہے" سلطان طغرلبک نے خیمہ کا پردہ اُٹھا دیا۔ امرار دولت نے دوڑ کے قدمبوسی کی اور واپس گئے۔ بعد اسکے سلطان طغرلبک نے معہ خلافت مآب کے بغداد کیجانب کوچ کیا۔ بغداد میں امرار دولت اور روسار شہر سے کوئی باقی نہ تھا جو خلافت مآب کے استقبال کو نہ آیا ہو۔ سلطان طغرلبک نے آگے بڑھ کے باب نوبی پر قیام کیا۔ حالانکہ خلافت مآب کا حاجب رہتا تھا اور جب خلیفہ قایم کا اس مقام سے گزر ہوا تو سلطان طغرلبک نے اُٹھ کے خلیفہ قائم کے گھوڑے کی لگام پکڑلی۔ ساتھ ساتھ محلسرائے خلافت کے دروازہ پر آیا۔ خلیفہ قایم محلسرائے خلافت میں چلا گیا۔ سلطان طغرلبک اپنے لشکرگاہ میں واپس آیا اور امور سلطنت کی تدبیر میں مصروف ہوا۔ یہ واقعہ پچیسویں ذیقعدہ ۴۵۱ھ کا ہے۔

تم الجزء الثامن ویلیه الجزء التاسع انشاءالله تعالیٰ
اوله قتل البساسیری

صرف تیس روپیون مین

اسلامی تاریخ کا بہت بڑا ذخیرہ، دنیاء اسلام کی تاریخ کا عظیم الشان کتب خانہ

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون (رحمۃ اللہ علیہ)

جسکی خریداری کے بعد اسلامی تاریخ کی کسی دوسری کتاب کی خریداری کی ضرورت باقی نہین رہجاتی - کل انبیاء کرام، سلاطین عظام کے انساب و حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد آٹھوین صدی ہجری تک کے صحیح صحیح واقعات - فاتحان و فرمانروایان اسلام کی عالمگیر فتوحات کمال تحقیق و تفصیل سے مندرج ہین - تاریخ اسلام مین بعض بعض واقعات جو غلط مشہور ہوگئے ہین اُنپر کافی روشنی ڈالی گئی ہے واقعات کو بسط و تفصیل سے لکھنے اور شائقین کی دلچسپی بڑھانے کی غرض سے فاضل مترجم عالیجناب حکیم مولوی احمد حسین صاحب الہ آبادی نے کتب تواریخ عربیہ و دیگر السنہ سے مضامین انتخاب کرکے جابجا نہایت خوش اسلوبی سے نوٹس بھی چڑھائے ہین اس کتاب کے مستند و معتبر ہونے کی اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ

مختلف زبانون مین اس کا ترجمہ ہوگیا ہے

گیارہ جلدین چھپکر شائع ہوگئی ہین - ہر جلد کا حجم چار سو صفحات سے زائد کا ہے - کل جلدون کے خریدار کو محصول معاف -

سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانحعمری

جس مین سلطان موصوف کے خاندانی حالات ولادت، تربیت، فضائل، عادات اور اُس کی شاندار فتوحات، عیسائی دُنیا کے مقابلے اور بیت المقدس کے تفصیلی واقعات نہایت بسط وتفصیل سے مورخانہ حیثیت سے لکھے گئے ہین عربی اور انگریزی کی معتبر تاریخین اسکی ماخذ ہین۔ حجم دوسو صفحات سے زائد۔ کاغذ سفید چکنا رائل سائز یعنی ۲۰+۲۶ قیمت بلامحصول ڈاک عـہ/

حیات سلطان نورالدین محمود زنگی

اُس نامور فاتح کی سوانحعمری ہے جو چھٹی صدی ہجری مین صلیبی لڑائیون کا فاتح جزیرہ وشام کا نامور حکمران گزرا ہے۔ اسی نے دوبارہ ایک صدی کے بعد فتح بیت المقدس کی مبارک بنیاد ڈالی تھی جسکی تکمیل سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس نے کی۔ یہ اپنے قابل قدر فتوحات کیوجہ سے رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ مانا گیا ہے عربی اور نیز دوسری زبانون کی مستند معتبر تواریخ سے اسکی سوانحعمری مرتب کیگئی ہے۔ کاغذ سفید چکنا رائل سائز۔ قیمت بلامحصول ڈاک عـہ/

۲ المشـــــــــتہر

مینجر دفتر الاسلام الہ آباد

This book was taken from the Library on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.